ھُوَ العَلِیُّ الکَبِیر

افادۂ کبیر

یعنی فن کلیات میں ایک بینظیر کتاب، قانون شیخ کی نایاب خلاصے

موجز القانون

کا باتصویر اردو ترجمہ و شرح

برائے تعلیم کلیات طلبائے سال اوّل طبیہ کالج دہلی

مؤلفہ

حکیم محمد کبیر الدین

شیخ الجامعہ، جامعۂ طبیہ دہلی

سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۷ء

پتہ، ناظم دفتر المسیح، قرول باغ، دہلی

طبع ششم تعداد ۱۵۰۰ (مطبوعہ جید برقی پریس دہلی) قیمت عہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم

دیباچہ طبع ثانی

یہ کہنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی ہے کہ "موجودہ حالات پر نظر کرتے ہوئے یونانی طب کو دیسی زبانوں کے قالب میں ڈھالنا اِس فن کی حقیقی خدمت ہے" کیونکہ ہر سوز آشنا اور درد مند دل محسوس کر چکا ہے کہ دیسی طب کی ترقی و ترفع کی راہ میں غیر ملکی زبان کا نقاب و حجاب ایک زبردست مانع ہے۔ چنانچہ اس نقاب کے اٹھانے میں طبیہ کالج دہلی نے پہلی کوشش کی ہے۔ اور اس نے فن طب کو دیسی زبان میں تعلیم دینے کا ذمہ لیا ہے جسکے نصاب میں یہ کتاب بھی داخل ہے اصلیت آگاہ ناظرین کے سامنے یہ عرض کرنا بالکل لاحاصل ہے کہ ایسے شخص کے لئے جو اس دشوار گزار راستہ میں پہلا قدم اٹھاتا ہوا ایسے تراجم و تالیفات کے شروع کرنے میں جو موجودہ تعلیم و تربیت یافتہ زمانہ کے مذاق کے موافق ہو کس قدر دقتوں کا سامنا ہوا ہوگا اور طب کو ایسی زبان میں منتقل کرنے میں کسقدر مشکلات پیش آئی ہونگی۔ جو فن کے ضروری اصطلاحات سے بالکل خالی ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ یہ دشواریاں ناقابل فتح نہ ثابت ہوئیں اور میرے جذبات راسخہ نے ایک قلیل عرصہ میں شرح اسباب جیسی ادق ترین کتاب کو کامیابی کے ساتھ نہایت سادہ دیسی زبان میں شائقین کے سامنے پیش کیا اور حضرات اطبا و دیگر شائقین کی طرف سے جو قدر افزائی ہوئی وہ اگرچہ اسکی خوبیوں اور میری محنت کا "واجبی صلہ" تھا لیکن اُسکے شکریہ سے پہلو تہی کرنا نہایت فراموشی ہوگی کیونکہ یہی قدر شناسی ہی تھی جس نے مجھے مزید خدمات کی ہمت دلائی اور میں نے "موجز القانون" کا موجودہ ترجمہ و شرح کر کے ملک سے اپنی عرق ریزی اور دماغی کاوش کی داد لینے کی

امید کی۔ اور اس امید میں مجھے خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ چنانچہ اسے **طبیہ کالج دہلی** کے نصاب تعلیم ہونیکا شرف حاصل ہوا اور بہت جلد دوبارہ چھاپنے کی ضرورت پڑی۔ اگرچہ کتاب موجز القانون کا آفتاب شہرت ہر ایک ذی علم کے دماغ پر پرتو افگن ہے لیکن پھر بھی اُسکا تعارف کرانا میں ایک ضروری امر سمجھتا ہوں۔ "علامہ علاء الدین قرشی" دیار مصر میں ایک نہایت پایہ کے صاحب تصانیف طبیب گزرے ہیں جنکو مجتہد فن کہنا بالکل موزوں ہے۔ انھوں نے شیخ بو علی سینا کی کتاب قانون کے جمیع مسائل کو اس خوبی کے ساتھ اختصار کیا ہے کہ چند اوراق میں پورے قانون کے مضامین کو جمع کر کے "دریا کو کوزہ میں بند کرنیکا" بالکل صحیح مصداق بنا دیا ہے جسکا نام انھوں نے موجز القانون رکھا ہے۔ آپ اس سے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اسقدر مختصر مگر مطالب خیز کتاب کو مبتدیوں کے سمجھانے اور اسکی خوبیوں اور مشکل مضامین کو صاف طور پر بیان کرنیکے لئے مجھے کتنی وقت اٹھانی پڑی ہوگی۔ چنانچہ میں نے ہر ایسے موقعہ پر سمجھانیکے لئے اپنی طرف سے ایک تشریحی بیان دیا ہے جو آپکو باریک حرف میں لکھا ہوا دکھائی دیگا۔ علاوہ بریں کتاب کے اصل مضمون کے درمیان بھی موقعہ موقعہ قوسوں میں خاص تنبیہات کے ذریعہ مضمون کی توضیح کی کوشش کی گئی ہے۔

تصاویر تشریحی مضامین کے سمجھنے میں تصاویر کسیقدر باعث اطمینان ہوتی ہیں لیکن یونانی کتابوں میں یہ بہت بڑی کمی ہے کہ وہ اس قسم کی دلچسپیوں سے بالکل خالی ہوتی لیکن میں نے اس کتاب میں اور نقائص کو دور کرنیکے علاوہ اِس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ اور اس جدید طرز نے ترجمہ میں ایک لطف عجیب ہی پیدا کر دیا ہے۔

لغاتچہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہماری زبان ابھی تک اُن اصطلاحی الفاظ سے ابھی تک خالی ہے جنکا معلوم کرنا اور یاد کرنا فن آموزی کیلئے ضروری ہے۔ اسلئے ناچار اکثر وہی الفاظ استعمال کرنے پڑے ہیں جو فی الحال مستعمل ہیں اور میں نے کتاب میں ہر جگہ پر اُن الفاظ کی کافی توضیح کی ہے۔ اور حصول معلومات کی سہولت کیلئے کتاب کے آخر میں اصطلاحی الفاظ کا ایک لغاتچہ بڑھا دیا گیا ہے۔

تاریخ تالیف یہ کتاب ۱۹۱۶ء میں لکھی گئی اور چھپی پھر اب دوبارہ سنہ ۱۹۱۹ء میں چھپی۔

محمد کبیر الدین غفر لہٗ ۱۴ مارچ ۱۹۱۹ء

اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جزو علمی و جزو عملی دونوں کے مسائل دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایسے خاص مسائل جنکا تعلق کسی خاص حالت یا کسی خاص مرض سے ہو، مثلاً موسمی بخار میں ایسا کرنا چاہئے (۲) ایسے عام مسائل جن کا تعلق نہ صرف ایک حالت سے ہوتا ہے اور نہ کسی خاص مرض سے۔ ہکی مثال یہ ہے کہ تمام مرضوں کا علاج بالضد اور برعکس ہوتا ہے۔ یعنی گرمی میں سردی پہونچائی جاتی ہے۔ اور سردی میں گرمی۔ چنانچہ "فن اول" میں یہی دوسری قسم کے مسائل ہونگے جنکو قواعد کلیہ (عام اصول) کہتے ہیں۔ مترجم

فن دویم میں مفرد اور مرکب دواؤں کا اور غذاؤں کا بیان ہوگا +

مفرد دوائیں وہ کہلاتی ہیں جو دوسری دواؤں سے ملائی نہ گئی ہوں بلکہ اپنی قدرتی حالت پر ہوں۔ اور **مرکب دوائیں** انکے برعکس۔ مترجم

فن سویم میں اُن امراض کا ذکر ہوگا جو خاص خاص اعضاء میں مخصوص طور پر پیدا ہوتے ہیں (جنکو امراض خاصّہ کہتے ہیں) نیز ان کے اسباب، علامات، اور علاجوں کا بیان ہوگا +

فن چہارم میں اُن بیماریوں کا ذکر ہوگا جو مخصوص ہو کر کسی خاص عضو میں نہیں پیدا ہوتی ہیں (انکو امراض عامّہ کہتے ہیں) نیز ان کے اسباب، علامات، اور علاجوں کا بیان ہوگا +

امراض خاصّہ اُن امراض کو کہتے ہیں جو خاص خاص اعضا میں پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً "بہراپن" کان میں "نابینائی" آنکھ میں۔ وعلی ہذا دوسرے خاص امراض، اور **امراض عامّہ** اُن امراض کو کہتے ہیں جو کسی خاص عضو میں نہیں پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ جب پیدا ہوتے ہیں تو تمام بدن میں یکساں طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً بخار، یا یہ کہ جب پیدا ہوتے ہیں تو اگرچہ

کسی خاص عضو ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ عضو اس مرض کے لئے
مخصوص نہیں ہوتا ہے، بلکہ دوسرے اعضاء میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں،
جیسے ورم، پھوڑے پھنسی وغیرہ۔ مترجم +

اور میں نے اس کتاب میں مشہور باتوں کی رعایت کو ضروری سمجھا ہے
یعنی میں نے مشہور دوائیں، مشہور غذائیں اور استفراغ کے مشہور قانون و اصول
وغیرہ لازمی طور پر لکھے ہیں +

استفراغ۔ بدن سے مواد خارج کرنے کا نام استفراغ ہے۔
خواہ دستوں کی راہ سے خارج ہو، یا قے، پیشاب، پسینہ، بخارات، تھوک
نزلہ، خون کی صورت میں ہو۔ مترجم +

خدا سے ہمارا سوال ہے کہ وہ ہمیں اس کارِ خیر (تالیف کتاب) کی توفیق دے
اور ہمیں خطا و غلطی سے بچائے، اور دوستوں سے التماس ہے کہ ہماری لغزشوں
کو معاف فرمائیں اور ہماری کمی پورا کریں +

فنِ اوّل

فنِ اوّل کی تقسیم دو جملوں میں کی گئی ہے۔

جملہ اوّل جملہ اول میں علم طب کے جزءِ علمی کے (جسکو جزءِ نظری بھی کہتے ہیں) اصول و قواعد بتلائے جائیں گے اور اس جملہ کو چار جزوں پر تقسیم کیا گیا ہے +

جزءِ اوّل

جزءِ اوّل میں "امور طبیعیہ" کا عام بیان ہو گا +

امورِ طبیعیہ کی تعریف۔ مندرجہ ذیل سات امورِ امورِ طبیعیہ کہے

نام سے نامزد ہوتے ہیں۔ ارکانؔ، مزاجؔ، اخلاطؔ، اعضاؔ، روحیںؔ، قوتیںؔ اور افعالؔ، اور امورِ طبیعیہ کی تعریف اس طور پر کرتے ہیں کہ "امورِ طبیعیہ" وہ چند امور ہیں جن سے انسان کا بدن تیار ہوا ہے اور انسان کا وجود انہیں امور پر موقوف ہے۔ چنانچہ ان امور میں سے اگر کسی ایک امر کو بھی معدوم مان لیا جائے تو انسان کا بدن بھی معدوم ہو جائیگا۔ اور اسکا وجود نہ رہ سکیگا۔ مترجم

اس فہرست کتاب کے بیان کرنے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ "علم طب" دو حصوں کی طرف منقسم ہے۔ حصہ اول کو "جزء نظری" (یا جزء علمی) اور حصہ دویم کو "جزء عملی" بولتے ہیں۔ اور طب کے یہ دونوں حصے فی الحقیقت علم ہی ہیں (اگرچہ حصۂ دویم کا نام "عملی" ہے) +

کیونکہ جس حصہ کا نام "عملی" ہے وہ بھی دراصل ایک قسم کا علم ہی ہوتا ہے جس میں عمل کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ کیونکہ علم کے بغیر عمل ناممکن ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حصۂ عملی بھی دراصل علم ہوتا ہے جو عمل سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ کہ فی الحقیقت عمل ہی ہوتا ہے۔ مترجم

جزء نظری (یا جزء علمی) کو پھر چار قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول امورِ طبیعیہ کا علم، دویم بدن انسان کے حالات کا علم، سویم اسباب کا علم، چہارم علامات کا علم +

امورِ طبیعیہ

امورِ طبیعیہ کی تعداد سات ہے +

(۱) ارکان

(ارکان کو "عناصر" بھی کہتے ہیں) ان کی تعداد چار ہے۔ اوّل، آگ،

جو گرم و خشک ہے۔ دویم ہوا۔ جو گرم و تر ہے۔ سوم پانی۔ جو سرد و تر ہے
چہارم خاک (مٹی) جو سرد و خشک ہے +

ارکان کی تعریف۔ اوپر کے بیان سے تم کو معلوم ہو چکا کہ ارکان یا عناصر آگ، پانی، ہوا، اور مٹی کو کہتے ہیں، مگر اس کی تعریف تمھیں نہیں بتائی گئی ہے۔
ارکان کی تعریف اس طور پر کرتے ہیں کہ "ارکان" چند بسیط اجسام کا نام ہے جن سے انسان، حیوان، نباتات، اور جمادات کی ابتدائی ترکیب ہوئی ہے +
یہ تعریف کسی قدر ابھی مشکل ہے۔ کیونکہ ابھی ہم بسیط کے معنے بتانے ہیں۔ تم نے سنا ہوگا کہ ایک جسم مرکب ہوتا ہے۔ جو چند جسموں سے ملکر بنتا ہے۔ دوسرا جسم مفرد یا بسیط ہوتا ہے۔ جو چند جسموں سے ملکر نہیں بنتا ہے۔ بلکہ دوسرے اجسام اوس سے ملکر بنتے ہیں۔ چنانچہ پانی اور ہوا وغیرہ بسیط یا مفرد اجسام کہلاتے ہیں۔ کیونکہ انکے اندر مختلف قسم کے اجسام نہیں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ تمام پانی اور تمام ہوا ایک ہی قسم کی کیفیت اور ایک ہی طبیعت رکھتے ہیں۔ اسلئے انکو مفرد یا بسیط کہتے ہیں + ابتدائی ترکیب سے مراد یہ ہے کہ مثلاً اگر انسان کے اجزا نکالیں تو پہلے اس کے اعضا نکلیں گے پھر اگر اعضا کی تقسیم کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اگر اخلاط کی تقسیم کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ ارکان سے پیدا ہوتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ سب سے آخر میں ارکان نکلیں گے اور ارکان چونکہ بسیط ہوتے ہیں۔ کسی دوسری شے سے مرکب نہیں ہوتے ہیں۔ اسلئے انکی تقسیم نہو سکے گی اسی لئے ارکان کو اجزاء اولیہ کہتے ہیں یعنی ایسے اجزا، جو سب سے آخر میں نکلیں۔ اور پھر انکی تقسیم دوسرے مختلف اجسام کیطرف نہو سکے۔ اسی ترکیب کو "ابتدائی ترکیب" کہتے ہیں۔ یعنی بالفاظ دیگر ابتدائی ترکیب وہ ترکیب

کہتے ہیں۔ جس ترکیب میں کوئی مرکب جزء نہو، بلکہ اوس کی ترکیب میں
نقط بسیط اجزاء ہوں۔ جن کی پھر تقسیم نہ ہو سکے۔ مترجم *

(۲) مزاج

مزاج کی قسمیں نو ہیں۔ اوّل معتدل، اور یہ لفظ معتدل تعادُل سے مشتق نہیں ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ساری قوتیں برابر ہوں (یعنی معتدل کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اس میں چاروں کیفیتیں گرمی وتری وسردی وخشکی بالکل برابر ہوں) کیونکہ ایسے معتدل کا (جس میں ساری قوتیں برابر ہوں) پایا جانا ناممکن ہے۔ بلکہ یہ لفظ معتدل عَدْل فی القِسْمَۃ سے بنا ہوا ہے (جس کے معنے تقسیم میں انصاف کرنے کے ہیں) یعنی اصطلاح طب میں معتدل اُسے کہتے ہیں۔ جس میں مذکورۂ بالا چاروں کیفیتیں اوسکے افعال کے لحاظ سے مُناسب مقدار میں ہوں: خواہ فی الحقیقت وہ گرم ہو یا سرد)

یہ تمکو غالبًا معلوم ہوگا کہ دنیا کی ساری چیزیں آگ، مٹی، پانی اور ہوا کے ملنے سے بنی ہوئی ہیں، اسی وجہ سے انکو "مرکب" کہتے ہیں جب چاروں ارکان آپس میں ملتے ہیں تو ہر ایک کی کیفیت گرمی وسردی وعلیٰ ہذا خشکی وتری باہم ملنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور انکے ٹوٹنے کے بعد ایک درمیانی اور اوسط درجہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جسکو مزاج کہتے ہیں۔ اگر چاروں ارکان آگ، پانی، مٹی اور ہوا، اس مزاج میں بالکل برابر ہوں (یعنی ہر ایک کی قوتیں برابر ہوں) تو اس مزاج کو معتدل حقیقی کہتے ہیں۔ جو محض عقلی ہے ورنہ فی الواقع طور پر ایسا مزاج نہیں پایا جا سکتا ہے۔ اور اگر چاروں ارکان برابر نہوں تو اسے "غیر معتدل" کہتے ہیں۔ مگر علم طب میں معتدل و غیر معتدل سے یہ معنی نہیں سمجھے جاتے ہیں۔ بلکہ طب میں معتدل اوس مزاج کو کہتے ہیں جس میں چاروں عناصر بقدر ضرورت ہوں نہ زائد ہوں اور نہ کم۔ چنانچہ مختلف مرکبات میں

ضرورت کے ساتھ یہ عناصر، انکی قوتیں اور انکی کیفیتیں مختلف ہوتی ہیں مثلاً
شیر میں گرمی کی زیادہ ضرورت ہے، خرگوش میں سردی کی، مگر یہ سب کیفیات
اپنی ضروریات کے لحاظ سے معتدل ہیں۔ غرض طبی معتدل "عدل فی القسمۃ" سے
نکلا ہوا ہے، جس کے معنی ہیں "تقسیم میں عدل و انصاف کرنا" چونکہ معتدل طبی میں
قدرت کی طرف سے چاروں عناصر کیفیت وغیرہ کے لحاظ سے بقدر ضرورت
ہوتے ہیں۔ یعنی اس کی تقسیم میں عدل و انصاف ہوتا ہے، اسلئے کہا گیا ہے
کہ لفظ معتدل "عدل فی القسمۃ" سے نکلا ہوا ہے "تعادل" سے نہیں نکلا ہے
جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام ارکان کی قوتیں برابر ہوں، کیونکہ ایسا کوئی
مزاج نہیں پایا جا سکتا ہے۔ مترجم +

دویم غیر معتدل غیر معتدل کی دو قسمیں ہیں (۱) مفرد (۲) مرکب۔ غیر معتدل مفرد کی چار قسمیں ہیں (۱) گرم (جس میں گرمی ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے) (۲) سرد (جس میں سردی ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے وعلیٰ ہذا) (۳) خشک (۴) تر۔ اور غیر معتدل مرکب کی بھی چار قسمیں ہیں (۱) گرم و خشک (جس میں گرمی و خشکی دونوں کی زیادتی ہوتی ہے۔ وعلیٰ ہذ) (۲) گرم و تر (۳) سرد و خشک (۴) سرد و تر۔

"مزاج مفرد" یا "غیر معتدل مفرد" اسے کہتے ہیں جس میں صرف ایک ہی کیفیت
ضرورت سے زیادہ ہو۔ مثلاً گرمی کی زیادتی "اور "مرکب" اسے کہتے ہیں
جس میں دو کیفیتیں ضرورت سے زیادہ ہوں۔ مثلاً گرمی و خشکی دونوں کی زیادتی ہو۔ مترجم

تمام مزاجوں میں زیادہ معتدل انسان کا مزاج ہے۔ اور انسان کے مختلف اصناف (قسموں) میں خط استوا کے باشندے زیادہ معتدل ہیں۔ اسکے بعد چوتھی اقلیم کے باشندے معتدل ہیں +

خط استوا۔ زمین گیند کے مانند گول ہے۔ اگر زمین کے گیند پر ایک لکیر یا خط

اس طور پر فرض کریں جو پورب سے پچھم کی طرف جا کر پھر گھوم کر اسی خط کی پچھلے سرے سے مل جائے تو اس خط کو "خط استواء" کہتے ہیں۔ یہ خط دراصل ایک دائرہ ہوتا ہے۔ جو زمین کے گرد گھوم جاتا ہے +

چوتھی اقلیم کہا جاتا ہے کہ ساری زمین کا چوتھا حصہ آباد ہے۔ باقی حصے غیر آباد اور پانی میں غرق ہیں۔ اس چوتھائی کو فرضی خطوں کے ذریعہ سات حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور ہر ایک حصہ کو "اقلیم" کہتے ہیں۔ مترجم +

عمروں کے لحاظ سے جوان زیادہ معتدل ہوتے ہیں۔ اور بچے گرمی میں اگرچہ جوانوں کے برابر ہوتے ہیں۔ مگر بچوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے بچوں کی حرارت نرم اور ہلکی اور جوانوں کی حرارت تیز ہوتی ہے۔ ادھیڑ اور بوڑھے سرد و خشک ہوتے ہیں۔ مگر بوڑھوں میں ایک عارضی اور اوپر اوپر سے تر کرنے والی رطوبت زیادہ ہوتی ہے +

ایک اصلی تری ہوتی ہے۔ جیسی کہ درخت کی تازہ لکڑی میں اور ایک عارضی رطوبت ہوتی ہے، جیسی کہ خشک لکڑی میں جو پانی سے تر ہو گئی ہو۔ مترجم +

تمام اعضاء میں زیادہ معتدل شہادت کی انگلی (مُسَبِّحہ) کے اگلے پوروے کی جلد ہوتی ہے۔ اسکے بعد دوسری انگلیوں کے اگلے پوروں کی جلد۔ اسکے بعد عام انگلیوں کی جلد۔ اس کے بعد ہتیلی کے گڑھے (راحہ) کی جلد۔ اسکے بعد پنجہ (کف) کی جلد، اسکے بعد ہاتھ کی جلد۔ اور اس کے بعد سارے بدن کی عام جلد معتدل ہوتی ہے +

راحہ اوس گڑھے کو کہتے ہیں جو ہتیلی میں ہوتا ہے۔ اور جس کے اندر پانی وغیرہ ٹھہر جاتا ہے۔ مترجم +

اور تمام اعضاء میں زیادہ گرم قلب ہوتا ہے۔ اوس کے بعد جگر اور اس کے بعد گوشت۔ اور تمام اعضاء میں زیادہ سرد ہڈی ہوتی ہے۔ اسکے بعد کری (غضروف) اسکے بعد رباط، اسکے بعد پٹھے (اعصاب)، اسکے بعد حرام مغز اور اسکے بعد دماغ ہوتا ہے

رِباط۔ پٹھوں کے مانند سفید بے حس عضو ہوتے ہیں۔ اور علی العموم ہڈیاں اور انکے جوڑ انہی سے بندھتے ہیں۔ **اعصاب** سفید ڈوریاں ہیں جو دماغ اور حرام مغز سے نکلکر تمام اعضاء میں حس و حرکت کی قوت پہنچاتی ہیں۔ مترجم +

تمام اعضاء میں زیادہ تر سمین یعنی پتلی چربی ہوتی ہے۔ اسکے بعد شحم یعنی موٹی چربی۔ اسکے بعد ڈھیلے گوشت یعنی گلٹیاں۔ اسکے بعد دماغ۔ اسکے بعد حرام مغز ہوتا ہے

سمین پتلی چربی ہے، جو علی العموم گوشت کے ساتھ ہوتی ہے **شحم** گاڑھی چربی ہے جو علی العموم جھلیوں پر ہوتی ہے۔ مترجم +

تمام اعضاء میں زیادہ خشک بال ہوتے ہیں، انکے بعد ہڈی، اسکے بعد کری، اسکے بعد رباط اور اس کے بعد پٹھے ہوتے ہیں +

(۳) اخلاط

خون اخلاط شمار میں چار ہیں۔ سب میں بہتر خون ہے، خون کا مزاج گرم تر ہوتا ہے خون کا فائدہ بدن کی پرورش کرنا (یا غذا پہونچانا) ہے۔ **طبعی** اور اچھے خون کا رنگ سرخ ہوتا ہے، اسمیں بدبو نہیں ہوتی ہے۔ اسکا قوام معتدل اور مزہ شیریں ہوتا ہے **غیر طبعی** اور بُرا خون رنگ کے لحاظ سے، یا بو، یا قوام، یا مزہ کے لحاظ سے طبعی خون کے مخالف ہوتا ہے

جو غذا ہمارے کھانے سے معدہ میں پہونچتی ہے وہ معدہ کے عمل سے ہضم ہوکر اس میں سے ایک حصہ آشِ جو کے مانند سفید ہو جاتا ہے۔ اسی حصہ کو "کیلوس" کہتے ہیں۔ اور دوسرا باقی حصہ آنتوں میں چلا جاتا ہے۔ جہاں پھر ہضم ہوتا ہے۔ اور وہاں بھی کیلوس بنتا ہے۔ یہ کیلوس یا آش جو کے

مانند سفید حصہ باریک باریک رگوں کے ذریعہ (جو معدہ اور آنتوں سے لیکر جگر تک گئی ہوئی ہیں، اور جن کو "ماساریقا" کہتے ہیں) جگر میں پہنچتا ہے۔ جگر ہضم کرکے اُس کیلوس کے زیادہ حصے کو خون اور کچھ حصہ کو بلغم۔ اور کچھ حصہ کو صفرا اور کچھ حصہ کو سودا بنا دیتا ہے۔ یہی چاروں اشیاء "اخلاط" کے نام سے مشہور ہیں۔ غرض "اخلاط" وہ ہیں جو جگر میں کیلوس سے تیار ہوتے ہیں۔ مترجم +

طبعی خلط کی تعریف - ہر ایک طبعی خلط کی تعریف یہ ہے کہ وہ جگر میں پیدا ہو۔ اور ان ضرورتوں کے لئے کافی ہو جنکے لئے وہ پیدا ہوئی ہے۔ اِس تعریف میں ہر ایک طبعی خلط شامل ہے، خواہ خون ہو یا بلغم وغیرہ۔ اور **غیر طبعی خلط** وہ ہے جو جگر میں نہ پیدا ہوئی ہو۔ یا ضروریات بدن کے لئے مناسب نہ ہو۔ مترجم +

بلغم | خون کے بعد بہتر بلغم ہے، بلغم کا مزاج سرد و تر ہوتا ہے۔ بلغم کا فائدہ یہ ہے کہ جب بدن میں غذا (یا خون) باقی نہ رہے تو یہ بلغم خون بنکر بدنی پرورش کرے۔ اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اعضاء کو تر رکھے۔ تاکہ وہ حرکت اور رگڑ کی وجہ سے خشک نہ ہو جائیں۔ اور ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ دماغ کے مانند بعض سرد و تر اعضاء کی غذا میں داخل ہو۔

بلغم طبعی وہ ہے جس کا خون بننا آسان ہو +

اور **غیر طبعی بلغم** وہ ہے جس کا خون بننا آسان نہ ہو۔ یعنی وہ خون بننے کے بالکل لائق ہی نہ ہو۔ یا مشکل سے اور دیر میں خون بن سکے جیسا تم پہلے جان چکے ہو کہ بلغم خون بن سکتا ہے، چنانچہ بدن میں جب غذا نہیں ہوتی ہے یعنی جب کسی حصہ بدن میں خون نہیں رہتا ہے، جو در اصل بدن کی غذا ہے تو یہی بلغم خون بنکر خون کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور غذا پہنچاتا ہے +

بلغم مزہ کے لحاظ سے غیر طبعی ہوتا ہے، یا قوام کے لحاظ سے۔ چنانچہ مزہ کے لحاظ سے غیر طبعی بلغم کی چار قسمیں ہیں (۱) **بلغم مالح** (نمکین بلغم) یہ گرمی و خشکی کی طرف مائل ہوتا ہے (۲) **بلغم حامض** (ترش) یہ سردی اور خشکی کی طرف مائل ہوتا ہے (۳) **بلغم مسیخ یا تفِہ** (پھیکا) یہ بالکل سرد اور بہت کچا ہوتا ہے (۴) **بلغم عفص** (کسیلا) یہ سردی و خشکی کی طرف مائل ہوتا ہے +

اور قوام کے لحاظ سے غیر طبعی بلغم کی تین قسمیں ہیں (۱) **بلغم مائی** (پانی کی مانند) جو نہایت رقیق ہوتا ہے (۲) **بلغم جصّی** (گچ کے مانند) یہ نہایت غلیظ ہوتا ہے۔ (۳) **بلغم مخاطی** (رینٹھ کے مانند) اس کا قوام مختلف ہوتا ہے +

جس بلغم کا قوام مختلف ہو اُسے "مخاطی" (رینٹھ کے مانند) اسلئے کہتے ہیں کہ رینٹھ علی العموم مختلف القوام ہی ہوتی ہے۔ یہ معلوم ہو کہ اگر بلغم کا قوام ایسا مختلف ہو کہ اسکا اختلاف ظاہر طور پر معلوم ہو تو اُسے "مخاطی" کہتے ہیں اور اگر اوسکا اختلاف ظاہر طور پر محسوس نہ ہو تو اُسے **بلغم خام** کہتے ہیں۔ چنانچہ بعض کتابوں میں "مخاطی" کے آگے "خام" کا لفظ بھی موجود ہے رہا یہ امر کہ جب بلغم خام میں اختلافِ قوام محسوس نہیں ہوتا ہے۔ تو پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ مختلف القوام ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اس کا اختلافِ قوام دوسرے طریقوں سے امتحان کے بعد معلوم ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر ایسے بلغم کو کسی جاذب اور چوسنے والے جسم پر ڈالا جائے تو رقیق اجزاء جلد غائب ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے غلیظ اجزاء جذب نہیں ہوتے۔ جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بلغم مختلف القوام ہے۔ مترجم +

صفراء خون اور بلغم کے بعد اخلاط میں صفراء (پت) بہتر ہے۔ صفراء کا مزاج گرم و خشک ہوتا ہے۔ صفراء کا فائدہ یہ ہے کہ خون کو رقیق

ولطیف بناکر (باریک باریک رگوں میں) نفوذ کرا دیتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ پھیپھڑے جیسے (گرم وخشک اور ہلکے) اعضاء کی غذاء میں داخل ہوتا ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کچھ صفراء آنتوں پر گرتا ہے۔ اور آنتوں کو (اپنی تیزی کی وجہ سے) پاخانہ اور لیسدار بلغم سے دھو دیتا ہے +

صفراء طبیعی کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کی سُرخی شوخ ہوتی ہے (یا یہ کہ اس کی سُرخی زعفران کے مانند زردی مائل ہوتی ہے) اس کا وزن ہلکا ہوتا ہے اور اس میں حدت (تیزی) ہوتی ہے +

صفراء غیر طبعی وہ ہے جو ان باتوں میں طبعی کے مخالف ہوتا ہے۔ صفراء کے غیر طبعی ہونے کی وجہ یا یہ ہوتی ہے کہ وہ غلیظ بلغم سے مل جاتا ہے۔ اسے **صفراء محیّہ** (انڈے کی زردی کے مانند) کہتے ہیں۔ یا وہ رقیق بلغم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اسے **مِرّۂ صفراء** کہتے ہیں۔ یا یہ کہ جلے ہوئے سوداء (سوداء احتراقی) کے ساتھ ملجاتا ہے۔ اسے **صفراء محترقہ** (جلا ہوا صفراء) کہتے ہیں۔ یا یہ کہ صفراء بذات خود جل جاتا ہے جیسے **صفراء کراثی** (گندنے کے مانند) اور **صفراء زنجاری** (زنگار کے مانند) کہتے ہیں۔ اور صفراء زنجاری میں احتراق (جل جانا) بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ صفراء زہروں کے مشابہ ہوتا ہے +

"صفراء کراثی" کو کراثی (گندنے کے مانند) کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسکا رنگ گندنا کے مانند سبز زردی مائل ہوتا ہے۔ وعلیٰ ہذا "زنجاری" کو زنجاری (زنگار کے مانند) کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا رنگ زنگار کے مانند سبز سفیدی آمیز ہوتا ہے۔ یہ دونوں صفراء نہایت خوفناک حالتوں میں معدہ کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ اور قے کی راہ خارج ہوتے ہیں۔ غیر طبعی صفراء کے جتنے اقسام ذکر کئے گئے ہیں سب میں صفراء طبعی کی صفات معدوم ہوتی ہیں۔

اور باختلاف مراتب نہایت مضرت رساں ہوتے ہیں۔ مترجم

سوداء تمام اخلاط میں کم درجہ سوداء کا ہے۔ سوداء کا مزاج سرد و خشک ہوتا ہے۔

"سوداء" کے معنے سیاہ کے ہیں۔ چونکہ اس خلط کا رنگ سیاہ ہوتا ہے

اسلئے اس کا نام بہی موزوں ہوا ہے جس طرح "صفراء" کے معنی زرد کے ہیں

اور اسکا نام بھی اسی رنگت کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ سوداء کو شاید تم نے

نہ دیکھا ہوگا کیونکہ بدن میں سب سے زیادہ مقدار خون کی ہوتی ہے۔ اوس سے

کم بلغم کی اور اس سے کم صفراء کی اور سب سے کم سوداء کی۔ مگر یہ جان لو کہ یہ

وہی خلط ہے جس کے غلبہ سے بدن کا رنگ کالا سیاہ ہو جاتا ہے

اور مالنخولیا جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ مترجم

سوداء کا فائدہ یہ ہے کہ خون کو گاڑھا کرتا ہے۔ اور اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ

ہڈیوں کے مانند سرد و خشک اعضاء کی غذاء میں داخل ہوتا ہے۔ اور تیسرا فائدہ یہ ہے

کہ کچھ سوداء فم معدہ (معدہ کے منہ) پر گرتا ہے۔ جس سے بھوک بھڑک اٹھتی ہے

اور کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

اگر تم کہو کہ صفراء خون کو رقیق کرتا ہے۔ اور سوداء خون کو غلیظ کرتا ہے؛

اور یہ دونوں افعال ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ

صفراء خون کو رقیق اسوقت کرتا ہے جبکہ وہ باریک رگوں میں چلنے لگتا ہے

تاکہ آسانی نفوذ کر جائے اور سوداء اسکو غلیظ اوسوقت کرتا ہے جبکہ وہ

رگوں میں نفوذ کر چکتا ہے اور اعضاء میں غذا کے لئے پہونچ جاتا ہے تاکہ

وہاں ٹھہرا رہے۔ اور پرورش بدنی کرتا رہے۔ غرض یہ ہے کہ ان دونوں

کے افعال ایک وقت میں نہیں ہوتے ہیں۔ اس سے بھوک کیونکر لگتی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سوداء جو فم معدہ پر گرتا ہے وہ کسی قدر زیادہ ترش

ہوتا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ ترشی اپنی خاص قسم کی تیزی اور کیفیت کی وجہ سے بھوک لگا یا کرتی ہے۔ مترجم +

سوداء طبعی خون کا دُردی (تل چھٹ) ہوتا ہے +

سوداء غیر طبعی ہر ایک خلط کے (حتیٰ کہ خود سوداء کے) جل جانے سے پیدا ہوتا ہے +

جس تیل میں نیچے گاد (یا تل چھٹ) بیٹھ جاتی ہے۔ وہ تیل کے غلیظ اجزاء ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب خون تیار ہوتا ہے تو اس کے غلیظ اور رقیق اجزاء نیچے تہ نشین ہو جاتے ہیں جنکو "سوداء" کہتے ہیں۔ غیر طبعی سوداء خلطوں کے جلنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر خود طبعی سوداء جل جائے تو یہ بھی غیر طبعی سوداء بن جاتا ہے۔ چونکہ خلطیں چار ہوتی ہیں انکی کیفیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے غیر طبعی سوداء بھی چار قسموں کا ہوتا ہے اور ہر ایک کی کیفیت جداگانہ ہوتی ہے۔ مثلاً صفراء کا جلا ہوا سوداء تیز ہوتا ہے۔ اور بلغم کا جلا ہوا سوداء سرد و غلیظ ہوتا ہے و علیٰ ہذا۔ مترجم +

(۴) اعضاء

اعضاء کی دو قسمیں ہیں (۱) اعضاء مفردہ۔ (۲) اعضاء مرکبہ ا

اعضاء مفردہ۔ یا عضو مفرد کی تعریف یہ ہے کہ اگر اسکا ایک ظاہری اور محسوس حصہ لیکر پوچھا جائے کہ اس کا کیا نام ہے اور اسکی کیا تعریف ہے۔ تو جواب میں وہی نام اور وہی تعریف بتائی جائے جو اصل عضو کا نام ہے اسکی تعریف ہے۔ اور **عضو مرکب** میں اوسکے کسی ایک حصہ پر اصل عضو کا نام اور اسکی تعریف صادق نہیں آتی۔ مثلاً ہڈی عضو مفرد ہے۔ سکے ہر ایک ٹکڑے اور حصہ کو بھی ہڈی ہی کہتے ہیں۔ برخلاف اسکے ہاتھ عضو مرکب ہے

کسی ایک حصہ کو (مثلاً انگلی کو) ہاتھ نہیں کہتے۔ بلکہ ہاتھ تمام اجزاء کے
مجموعہ کو کہتے ہیں۔ مترجم +

عضو مفرد یہ ہیں۔ ہڈی۔ کُری (غضروف)۔ رباط۔ پٹھے۔ وتر (جو عضلات
یا مچھلی کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔ اور رنگ میں سفید ہوتے ہیں) مچھلیاں۔ گوشت
شحم (موٹی چربی) سمین (پتلی چربی) شریانیں (یعنی قلب کی متحرک اور تڑپنے والی
رگیں)۔ وریدیں (یعنی جگر کی رگیں جو تمام بدن میں دکھائی دیتی ہیں) +

یہ تمام اعضاء منی سے بنتے ہیں۔ صرف گوشت کا ریشہ خون سے پیدا ہوتا ہے
اور گوشت کی بستگی حرارت سے ہوتی ہے۔ اور سمین و شحم خون کی مائیت (پانی) سے
پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کی بستگی برودت سے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے گرمی انہیں
پگھلا دیتی ہے +

اور اعضاء مرکبہ یا پہلی ترکیب سے مرکب ہوتے ہیں جیسے عضلات (یا مچھلیاں)
یا دوسری ترکیب سے جیسے آنکھ۔ یا تیسری ترکیب سے جیسے چہرہ۔ یا چوتھی ترکیب
سے جیسے سر +

پہلی ترکیب سے مرکب ہونے کے یہ معنے ہیں کہ اس کے اجزاء میں فقط
مذکورہ بالا اعضاء مفردہ ہی داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً عضلات میں گوشت پٹھے
رباط اور جھلی ہوتے ہیں۔ اور دوسری ترکیب مرکب ہونے کے معنے یہ ہیں کہ
اس کے اجزاء میں پہلی ترکیب کا ایک مرکب بھی ہو اور اس مرکب کے
علاوہ دوسرے اجزاء بھی ہوں۔ مثلاً آنکھ۔ اس کے اجزاء میں عضلات
بھی ہیں۔ اور عضلات کے علاوہ آنکھ کے طبقات اور رطوبات بھی ہیں
اور تیسری ترکیب مرکب ہونے کے معنے یہ ہیں کہ اس کے اجزاء میں
کوئی ایسا مرکب بھی ہو جو دوسری ترکیب سے مرکب ہے۔ اور اس مرکب کے

علاوہ اور اجزاء بھی ہیں جیسے چہرہ۔ اس کے اجزاء میں آنکھ بھی ہے۔ جو
دوسری ترکیب سے مرکب ہے۔ اس کے علاوہ چہرہ میں دوسرا اجزاء ناک۔
رخسارے وغیرہ بھی ہیں۔ اسی طرح چوتھی ترکیب کو بھی خیال کریں۔ مترجم +

اعضاء رئیسہ بھی اعضاء مرکبہ میں سے ہوتے ہیں۔ اعضاء رئیسہ ضروری
قوتوں کا مبداء اور رجڑ ہوتے ہیں +

ضروری قوت وہ ہے کہ جس کے بدون انسان کا زندہ رہنا یا انسانی
نسل کا باقی رہنا نا ممکن ہے۔ اعضاء رئیسہ ضروری قوتوں کا مبداء ہوتے
ہیں۔ یعنی یہ قوتیں یہیں سے نکلتی ہیں۔ اور یہیں سے تمام بدن میں
پھیلتی ہیں۔ مترجم +

یہ قوتیں یا انسانی افراد کی زندگی کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ یا انسانی نسل کے
قائم رہنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ چنانچہ وہ اعضا جو انسانی افراد کی زندگی کی
ضروری قوتوں کا مبداء اور رجڑ ہوتے ہیں۔ یہ تین اعضاء رئیسہ ہیں (۱) قلب جسکی خدمت
شرائین کرتی ہیں۔ (۲) دماغ۔ جس کی خدمت اعصاب (پٹھے) کرتے ہیں۔
(۳) جگر۔ جس کی خدمت وریدیں کرتی ہیں +

شرائین، اعصاب اور وریدوں کی خدمت سے مراد یہ ہے کہ اعضاء قلب۔
دماغ۔ اور جگر کی قوتوں کو تمام بدن میں لے جاتے ہیں نیز انکی روحوں کو
تمام بدن میں پہونچاتے ہیں۔ مترجم +

اور جو اعضاء انسانی نسل کی ضروری قوتوں کا مبداء اور رجڑ ہیں وہ چار اعضاء
رئیسہ ہیں۔ تین یہی مذکورۂ بالا اعضا قلب۔ دماغ اور جگر ہیں۔ اور چوتھا
دونوں خصیئے ہیں۔ خصیوں کی خدمت منی کا مجریٰ (یا منی کا راستہ) کرتا ہے
جو منی کے جائے قرار (رحم) تک واقع ہے ؞

قلب مع عروق
قلب بلا عروق
دایاں اذن
بایاں اذن
بایاں بطن
دایاں بطن
اجوف
شریان اعظم
پتہ
اجوف
جگر کی زیریں سطح

یہ تم خوب سمجھ سکتے ہو کہ دونوں خصیوں کے بغیر انسان زندہ رہتا ہے مگر
قوت مردمی و طاقت نسل جاتی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے انکو محض نسل انسانی کے
قیام کی وجہ سے رئیس کہا جاتا ہے۔ اور مذکورہ بالا تینوں عضو رئیسہ کو انسانی
نسل کے لئے ضروری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ انکے بغیر انسان زندہ ہی
نہیں رہ سکتا اور جب انسان زندہ نہیں رہ سکتا تو نسل کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟
اس سے معلوم ہوا کہ نسل کے بقا کے لئے یہ اعضا بھی ضروری ہیں۔ مترجم +

(۵) اَرْوَاح

روحوں سے ہماری مراد نفس (جان) نہیں ہے جیسا کہ دینی کتابوں میں
سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ روح سے ہماری مراد وہ لطیف اور بخاری (بخارات کے مانند) جسم
ہوتا ہے جو لطیف اخلاط سے پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح سے اعضا کثیف اور غلیظ
اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں +

کہا جاتا ہے کہ روح بھاپ کے مانند ایک نہایت لطیف اور پاکیزہ جسم کا
نام ہے۔ جو تمام بدن میں سرایت کئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور یہ جسم نہایت لطیف
اور پاکیزہ خون سے قلب میں قلب کی حرارت سے تیار ہوتا ہے۔ مترجم
چونکہ روحیں تمام قوتوں کی حامل (سواری) ہیں (یعنی تمام قوتیں روح ہی کے
اندر ہوتی ہیں) اسوجہ سے روحوں کی قسمیں بعینہ قوتوں کے مانند ہیں +

(۶) قوتے

قوتوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) قوت طبیعی (۲) قوت نفسانی (۳) قوت حیوانی
قوت طبعی وہ قوت ہے جسکا تعلق غذا و منی میں انسان کی پیدائش
کے لئے ہوتا ہے۔ یا سلسلۂ نسل کے قائم رکھنے کے لئے بشر کی تقدیر میں
ذات میں آتی ہے۔ اس قوت کا مرکز جگر ہے۔ مترجم +

قوت طبعی قوت طبعی کا تصرف غذا میں یا انسانی افراد و اشخاص کی بقا و زندگی کیلئے ہوتا ہے) یا انسانی نوع کے نسل کی بقا کے لیے۔ پہلی قوت (یعنی جس کا تصرف انسانی افراد کی زندگی کے لئے ہوتا ہے یا انسان کو غذا پہنچاتی ہے، جسے **غاذیہ** (غذا دینے والی) کہتے ہیں، یا اسکو تینوں قطروں (لمبائی۔ چوڑائی۔ اور موٹائی) میں اس نسبت پر بڑھاتی ہے جسکا مقتضی نوع انسان ہوتا ہے اور اسے **نامیہ** (بڑھانے والی) کہتے ہیں+

غذا پہنچانے اور بڑھانے میں فرق یہ ہے کہ غذا میں انسانی جسم کی کمی جو گرمی و حرکت وغیرہ سے آجاتی ہے پوری ہو جاتی ہے۔ اس پر اضافہ نہیں ہوتا۔ اور نمو (بڑھنے) میں اعضاء پہلی حالت سے بہت زیادہ بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بڑھکر جوان ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ قوت نامیہ (بڑھانے والی قوت) اعضاء کو اسی حد تک بڑھا سکتی ہے جس حد تک انسانی قد و قامت ہو سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان ہاتھی کے برابر ہو جائے۔ نیز نامیہ تینوں قطروں میں بڑھاتی ہے۔ اگر صرف فربہی آجائے اور لمبائی میں اضافہ نہ ہو۔ تو وہ نامیہ کا فعل نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ غاذیہ کے افعال میں داخل ہوگا۔ مترجم +

دوسری قوت (یعنی جس کا تصرف بقائے نسل انسانی کیلئے ہوتا ہے) کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ قوت ہے جو بدن کے تمام اخلاط (یا تمام مرکبات) سے جوہر منی کو جدا کرتی ہے اور خصیوں میں لاکر اس کے ہر ایک حصے اور ہر ایک جزو کو ایک مخصوص شکل بننے کے لئے آمادہ کر دیتی ہے۔ اس قوت کو **مولدہ** (پیدا کرنے والی) کہتے ہیں (۲) وہ قوت ہے جو منی کے ہر ایک جزو اور ہر ایک حصہ کو اپنے پروردگار (خدا) کے حکم سے وہ شکل و صورت پہنا دیتی ہے جس کی مقتضی وہ نوع ہوتا ہے جس نوع سے وہ منی جدا ہوتی ہے۔ یا یہ کہ کوئی ایسی شکل و صورت پہناتی ہے جو اس

نوع کی صورت و شکل سے قریب ہو شکل و صورت بنانے سے مراد یہ ہے کہ تمام اعضاء میں خطوط پیدا کرتی ہے (یعنی اعضاء کی شکلیں بنا کر ایک کو دوسرے سے ممتاز کرتی ہے) نیز اعضاء میں جوف (گڑھے) بناتی ہے۔ علاوہ اس کے دوسرے کام کرتی ہے (جو اعضاء کی سطح سے تعلق رکھتے ہوں۔ مثلاً چکنا کرنا، کھردرا بنانا وغیرہ) لسے **قوت مُصَوِّرہ** (صورت بنانے والی) کہتے ہیں +

کہا جاتا ہے کہ قوت مولدہ خصیوں میں اور قوت مصورہ رحم میں ہوا کرتی ہے۔ تم دیکھا کرتے ہو کہ انسان سے انسان اور گھوڑے سے گھوڑا پیدا ہوتا ہے اس میں تو صاف ہے کہ قوت مصورہ انکی منی میں وہی شکل بناتی ہے جس سے یہ جدا ہو کر آتی ہے، تم نے سنا ہوگا کہ "خچر" گدھے اور گھوڑے کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اب دیکھو کہ خچر کی شکل نہ گدھے کی سی ہوتی ہے نہ گھوڑے کی سی۔ حالانکہ اسکی پیدایش گدھے اور گھوڑے دونوں کی منی سے ہوتی ہے البتہ اس کی شکل گدھے اور گھوڑے سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ بس معلوم ہوا کہ گاہے مصورہ خاص وہی شکل بنانے سے مجبور رہتی ہے۔ جو خاص اُس نوع کی شکل ہو جس سے منی جدا ہوتی ہے۔ اسلئے اُسے ایسی شکل بنا دیتی ہے جو اوس نوع سے قریب ہو۔ جیسا کہ خچر میں کرتی ہے۔ مترجم +

قوت غاذیہ کی خدمت چار قوتیں کرتی ہیں (یعنی جبتک یہ چاروں قوتیں اپنے اپنے کام انجام نہ دیں۔ قوت غاذیہ کا کام پورا نہیں ہو سکتا) (۱) **قوت جاذبہ** (جذب کرنے والی) جو نفع بخشنے والی شئے (یعنی غذا) کو جذب کرتی ہے (۲) **قوت ماسکہ** (روکنے والی) جو غذا کو اس وقت تک روکے رکھتی ہے۔ جب تک کہ قوت ہاضمہ ہضم کرے (۳) **قوت ہاضمہ** جو غذا کو ہضم کرتی ہے (یعنی اس میں تغیر و تبدل کرتی ہے) (۴) **قوت دافعہ** (دفع کرنے والی) جو فضلات کو دفع

کرتی ہے +

یہ ظاہر ہے کہ جب تک ان چاروں قوتوں کے افعال پورے نہوں۔ یعنی تاوقتیکہ غذا جذب نہ کی جائے۔ جب تک کہ وہ ہضم نہو۔ جبتک کہ رکی نہ رہے۔ اور جب تک کہ اُسکے فضلات دفع نہوں غاذیہ کا فعل نہیں ہوسکتا۔ یعنی بدن کی پرورش نہیں ہوسکتی۔ مترجم +

اور ان چاروں قوتوں کی چار کیفیتیں خدمت کرتی ہیں۔ یعنی گرمی سردی تری اور خشکی +

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چاروں قوتوں کا فعل انہی چاروں کیفیتوں پر موقوف ہے۔ مثلاً گرمی سے ہضم ہوتا ہے۔ سردی سے غذا رُک سکتی ہے۔ وعلیٰ ہذا۔ مترجم +

قوت غاذیہ قوت نامیہ کی خدمت کرتی ہے۔ اور یہ دونوں قوتیں ملکر قوت مولّدہ کی خدمت کرتی ہیں +

چنانچہ قوت غاذیہ قوت نامیہ کے لئے غذا مہیا کرتی ہے۔ تاکہ نامیہ اُس غذا کے ذریعہ اعضا کو بڑھا سکے۔ علیٰ ہذا قوت غاذیہ قوت مولدہ کو منی بنانے کے لئے غذا (خون) دیتی ہے۔ اور قوت نامیہ منی پیدا کرنیوالے اعضا کو بڑھا کر اس قابل کردیتی ہے کہ اس میں منی پیدا ہوسکے۔ مترجم +

قوت نفسانی وہ قوت ہے، جس سے تمام اعضا میں حس و حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اس قوت کا مرکز دماغ ہے۔ مترجم +

قوت نفسانی | قوت نفسانی کی دو قسمیں ہیں (۱) محرکہ (حرکت دلانیوالی قوت) (۲) مدرکہ (ادراک کرنے والی قوت) +

قوت محرکہ | (حرکت دینے والی قوت) کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ قوت جو

حرکت کی باعث ہوتی ہے اُسے شوقیہ (شوق یا رغبت والی) کہتے ہیں۔ اس کی خادم دو قوتیں ہیں۔ شہوانیہ اور غضبیہ +

چنانچہ اگر کوئی مفید اور نفع بخش شئی ہوتی ہے تو "قوت شہوانیہ" اوس کی طلب کے لئے حرکت کراتی ہے۔ اور اگر کوئی مضر اور مخالف شئے ہوتی ہے تو "قوت غضبیہ" اوس سے بچنے کے لئے بھگانے کی حرکت دلاتی ہے۔ یا اس سے مقابلہ کراتی ہے۔ اور "قوت شوقیہ" ان دونوں قوتوں کے اوپر ہوتی ہے۔ چنانچہ قوت شوقیہ حرکت کی باعث ہوتی ہے۔ خواہ یہ حرکت کسی مفید شئے کی طلب کے لئے ہو۔ یا کسی مضر شئے سے بچنے کے لئے۔ غرض کسی حرکت سے یا کسی کام سے پہلے جو دماغ میں کسی قسم کا خیال پیدا ہوتا ہے وہ یہی قوت شوقیہ کا فعل ہوتا ہے۔ مترجم +

(۲) وہ قوت ہے جو حرکت کراتی ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یہ قوت عضلات میں تشنج (سکیڑ) پیدا کرتی ہے۔ جس سے عضلہ کا وتر کھنچ جاتا ہے۔ پس عضو سکڑ جاتا ہے۔ یا یہ کہ قوت مذکورہ عضلات کو ڈھیلا کر دیتی ہے جس سے عضلہ کا وتر بڑھ جاتا ہے۔ پس عضو پھیل جاتا ہے۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ +

یہ ایک قرآنی آیت ہے جس کے معنے ہیں "خداوند تعالےٰ مُبارک (برگزیدہ) اور بہترین خالق (پیدا کرنیوالا) ہے" +

قوت مُدرِکہ (ادراک کرنے والی یا معلوم کرنے والی قوت) قوت مدرکہ کی دو قسمیں ہیں "قوت مُدرکہ بیرونی" (جو دماغ سے باہر واقع ہیں) "قوت مُدرکہ اندرونی" (جو دماغ کے اندر واقع ہیں) +

(الف) **قوت مدرکہ بیرونی** کی تعداد پانچ ہے جو قوت مدرکہ اندرونی کے لئے مخبر اور جاسوس کے مانند ہیں +

یعنی یہ بیرونی قوتیں مخبروں کے مانند ہر ایک قسم کی بیرونی معلومات اندرونی قوتوں تک پہونچاتی ہیں، مثلاً آنکھ تمام چیزوں کی شکل اور کان تمام قسم کی بیرونی آوازیں دماغ کی اندرونی قوت کے پاس پہونچاتے ہیں۔ مترجم+

(۱) **قوت بینائی**۔ اس قوت کا مقام وہ ہے جہاں آنکھ کی طرف آنیوالے دونوں پٹھے باہم صلیب (+) کے مانند ملتے ہیں (جس مقام کو **تقاطع** کہتے ہیں) قوت بینائی کا کام رنگوں۔ روشنیوں اور شکلوں کا معلوم کرنا ہے +

(۲) **قوت سماعت** (سُننے کی قوت) اس قوت کا مقام وہ پٹھا ہے جو کان کے سوراخ میں بچھا ہوا ہے۔ اس قوت کا کام آوازوں کو معلوم کرنا ہے +

(۳) **قوت شم** (سونگھنے کی قوت) یہ قوت ان دو پٹھوں میں ہوتی ہے جو سرپستاں کے مانند بڑھے ہوتے ہیں (اور ناک کے اوپر دماغ کے نیچے ہوتے ہیں) اس قوت کا کام بُو کو دریافت کرنا ہے جو ناک میں کھینچی ہوئی ہوا کے ساتھ

چڑھتی ہے +

بو دار اشیاء کے ذرات
و بخارات سانس کی ہوا
میں شامل ہو کر ناک کے
اندر پہونچتے ہیں جن سے اعصاب
شامہ متاثر ہوتے ہیں۔
جس سے آخر میں دماغ کو
ادراک ہوتا ہے۔ بُو کا
احساس اُسی وقت ہوتا
ہے جبکہ ناک کی جھلی خشک ہو۔ اور اس پر غلیظ بلغم کا استر نہ ہو۔ مترجم

(۴) **قوت ذوق** (چکھنے کی قوت) یہ قوت اس پٹھے میں ہوتی ہے۔ جو زبان میں پھیلا ہوا ہے۔ اس قوت کا کام مزوں کو دریافت کرنا ہے +

(۵) **قوت لمس** (چھونے کی قوت) یہ قوت تمام بدن کی جلد اور اکثر گوشتوں میں ہوتی ہے۔ اس قوت کا کام چھوئی ہوئی چیزوں کی گرمی، سردی، خشکی، تری، کُھردرا پن، چکنا پن، سختی اور نرمی معلوم کرنا ہے +

(ب) **اندرونی قوت مدرکہ**۔ ان اندرونی قوتوں میں سے ایک قوت کا نام **حسِّ مشترک**[۱] ہے۔ جو انہیں چیزوں کو ادراک کرتی ہے جن چیزوں کو بیرونی قوتوں نے ادراک کیا ہے +

[۱] اس کا مطلب یہ ہے کہ دماغ کے اندر ایک قسم کی قوت ہے جہاں پانچوں بیرونی قوتوں کی خبر یں پہونچتی ہیں۔ مثلاً آنکھوں سے شکلیں کان سے آوازیں ناک سے بُو۔ زبان سے مزہ اور تمام بدن کی جلد سے گرمی و سردی وغیرہ

یہاں پہونچتی ہے۔ اور "حس مشترک" مشترک اور یکجائی طور پر سب کو معلوم کرتا ہے۔ مترجم ؁
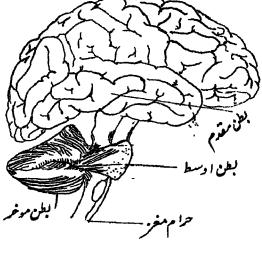
حس مشترک کا مقام دماغ کے بطن مقدم کا اگلا حصہ ہے۔ حس مشترک کا خزانہ **خیالؔ** ہے۔ یعنی حس مشترک

اپنے سارے معلومات اور ساری خبروں کو دریافت کرنے کے بعد خزانہ خیال میں محفوظ رکھنے کے لئے سپرد کردیتا ہے تاکہ بوقت ضرورت پھر اسکی یاد آسکے۔ اور اسی قوت کیوجہ سے وہ باتیں یاد آیا کرتی ہیں جنکا تعلق بیرونی حواس سے ہوتا ہے۔ یعنی شکلیں۔ صورتیں۔ آوازیں۔ مزے۔ بوئیں وغیرہ۔ اور قوت حافظہ (جسکا ذکر آگے آتا ہے) ان باتوں کو یاد رکھتی ہے۔ جنکا تعلق بیرونی حواس سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ وہ باتیں محض دماغ کی اندرونی قوتوں سے دریافت کی جاتی ہیں۔ مثلاً محبت۔ دوستی۔ دشمنی وغیرہ۔ یہ امور نہ آنکھ سے دریافت ہوتے ہیں۔ اور نہ کسی اور بیرونی حواس سے یہ بھی یاد رکھو کہ طبی اصطلاح میں اُن امور کو جو بیرونی حواس سے تعلق نہ رکھتے ہوں "**معانی**" کہتے ہیں۔ اور ان امور کو جو بیرونی

حواس سے دریافت ہوتے ہیں "صُوَر" (صورت کی جمع) کہتے ہیں۔ مترجم*

خیال کا مقام دماغ کے بطن مقدم کا پچھلا حصہ ہے*

(۳) وہم۔ انہیں اندرونی قوتوں میں سے "قوت وہم" ہے۔ جو اُن جزئی اور خاص معانی کو دریافت کرتی ہے۔ جو انہیں صور کے ساتھ قائم ہوتے ہیں*

دوستی، دشمنی وغیرہ ایسے امور ہیں جو نہ آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں اور نہ کان سے سُنے جا سکتے ہیں۔ اور نہ کسی دوسرے بیرونی حواس سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ کسی دوسری قوت سے معلوم کئے جاتے ہیں۔ وہ قوت "وہم" ہے۔ جب ہم مثلاً ایک دوست یا دشمن کو دیکھتے ہیں۔ تو پہلے اوس کی شکل معلوم ہوتی ہے۔ اسکے بعد ہمارا دماغ معلوم کر لیتا ہے کہ یہ ہمارا دوست ہے یا دشمن۔ یہ دوستی یا دشمنی جس قوت سے دریافت کیجا سکتی ہے اوس کا نام "وہم" ہے اور جس قوت سے اوسکی شکل معلوم ہوتی ہے وہ قوت بینائی یا حِسّ مشترک ہے، جو دماغ کے اگلے حصے میں ہوتا ہے۔ غرض "قوت وہم" اُن معانی کو ادراک کرتی ہے۔ جنکا تعلق اشیاء کی صورتوں سے ہوتا ہے۔ اور صورت کے معنے ہم بتلا چکے ہیں کہ صورت ان امور کو کہتے ہیں۔ جو بیرونی حواس سے دریافت ہوتے ہیں۔ خواہ کچھ ہو۔ یا شکل ہو یا مزہ۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ تا وقتیکہ کوئی صورت بیرونی حواس سے نہ پہونچے، اُس وقت تک قوت وہم کچھ دریافت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ تا وقتیکہ کوئی شکل دماغ تک نہ پہونچے۔ ناممکن ہے کہ دوستی یا دشمنی سمجھی جا سکے۔ یہ بھی واضح رہے کہ عام مفہوم عداوت دوستی کا ادراک قوت وہم سے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اوسکے لئے ایک اور قوت ہے۔ (نفس ناطقہ) وہم اسی محبت کو ادراک کر سکتا ہے۔ جس کا تعلق خاص خاص صورتوں اور شکلوں

سے ہوتا ہے۔ اِس واسطے کہا گیا ہے کہ "وہم" جزئی اور خاص معانی
کو دریافت کرتا ہے۔ مترجم +

قوت وہم کا مقام دماغ کا درمیانی بطن۔ یا درمیانی حصہ ہے۔ اور وہم
کا خزانہ **حافظہ** ہے +

یعنی جس طرح حس مشترک صورتوں کو ادراک کرکے اپنے خزانہ خیال
میں سپرد کر دیتا ہے، اسی طرح قوت وہم ان صورتوں کے معانی کو (مثلاً محبت
و عداوت کو) ادراک کرکے خزانہ حافظہ میں رکھدیتی ہے پھر یاد کرنے
کے وقت یہ معنی یاد آجاتے ہیں۔ مترجم +

حافظہ کا مقام دماغ کا پچھلا حصہ (بطنِ مؤخر) ہے +

انہیں اندرونی دماغی قوتوں میں سے پانچویں قوت کا نام **متصرفہ** ہے +

یہ قوت سوائے انسان کے دیگر حیوانات میں نہیں ہوتی ہے۔ اس قوت
کو سمجھنا نہایت دشوار ہے۔ مگر تم یاد کرو کہ کبھی تم نے خواب میں ایسی شکلیں عجیب
غریب بھی دیکھی ہونگی جنہیں تم نے بیرونی طور پر کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اور کبھی تم نے
خواب میں ایک دوست کو دشمنی کرتے ہوئے۔ یا دشمن کو دوستی و محبت
کرتے ہوئے دیکھا ہوگا، یہ کس قوت کا کام ہے؟ یہ اسی قوت متصرفہ کا
کام ہے۔ جو ایک اچھی خاصی شکل بگاڑ کر بُری دکھلا سکتی ہے اور بُری
کو اچھی بنا کر پیش کر سکتی ہے۔ جو دوست کو دشمن ظاہر کر سکتی ہے۔ اور
دشمن کو دوست۔ اسی قوت کے ذریعہ انسان تمام حیوانات سے اشرف ہے۔
اسی قوت کے ذریعہ انسان سوچ اور سمجھ سکتا ہے۔ مترجم +

اس لحاظ سے کہ یہ قوت نفس ناطقہ کی خدمت کرتی ہے، اسکا نام **مُفکِّرہ** (فکر
کرنیوالی) رکھا جاتا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ قوت وہم کے خاص خاص صُوَر اور معانی میں

خدمت کرتی ہے، اس کا نام متخیلہ رکھا جاتا ہے +

نفسِ ناطقہ یا وہم کی خدمت کرنیکے معنے یہ ہیں کہ یہ قوت صورتوں اور معانی میں تغیر و تبدل کرکے پیش کیا[1] کرتی ہے۔ تاکہ سوچنے اور نتیجہ نکالنے پہ قدرت حاصل ہو سکے۔ چونکہ قوت وہم محض جزئی اور خاص معانی کو ادراک کرتی ہے۔ جیسا کہ ہم بتلا چکے ہیں۔ اس لئے وہم کی خدمت محض خاص خاص صُوَر اور معانی میں کرتی ہے۔ اور انہیں میں تغیر و تبدل وغیرہ کرکے وہم کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اور عام معانی اور کلی مفہوم میں تغیّر و تبدل کرکے نفسِ ناطقہ کے سامنے پیش کرتی ہے۔ کیونکہ جزئی معانی کو اگر وہم ادراک کرتی ہے تو کلی اور عام مفہوم کو نفسِ ناطقہ ادراک کرتا ہے۔ جو محض انسان کا خاصہ ہے۔ مترجم +

قوت متصرفہ کا مقام سارا دماغ ہے۔

(۳) **قوت حیوانیہ** | قوت حیوانیہ وہ قوت ہے۔ جو تمام اعضاء کو نفسانی قوتوں کے قبول کرنے کے لئے آمادہ کرتی ہے +

یعنی اگر تمام بدن میں قوت حیوانی نہ ہو۔ تو خواہ دماغ سے نفسانی قوتیں لگاتار اعصاب کے ذریعہ آتی رہیں۔ مگر اعضاء اس قوت کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ یعنی ان میں حس و حرکت کا فعل ہرگز نہیں ہوتا ہے۔ غرض حیوانی قوتوں سے بدن کو حیات حاصل ہوتی ہے۔ مترجم +

(۷) افعال

امورِ طبیعیہ میں سے ساتواں افعال ہے۔ افعال کی دو قسمیں ہیں۔ مُفرد۔ مرکّب۔

افعال مُفرَدَہ وہ افعال کہلاتے ہیں جو محض ایک قوت سے پورے ہو جاتے ہیں۔

[1] اس قوت کو مصورکا رسے تشبیہ دے سکتے ہیں +

مثلاً جذب اور دفع۔ اور افعال مُرکّبہ وہ افعال کہلاتے ہیں جو دو قوتوں سے یا زیادہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً ازدراد (لقمہ کا نگلنا) دو قوتوں سے حاصل ہوتا ہے (۱) قوت جاذبہ طبعی (جو معدہ اور مری میں ہوتی ہے۔ اور جو لقمہ کو طبعی کشش سے جذب کرتی ہے)+

(۲) قوت دافعہ ارادی (جو حلق کے عضلات میں ہوتی ہے اور انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے لقمہ کو معدہ کی طرف ڈھکیلنے کی غرض سے اس قوت کو استعمال کرتا ہے)+

جزو دوئم
حالات بدن

جزء علمی کے اجزاء میں سے دوسرے جزء کے اندر بدن انسان کے حالات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بدن انسان کے حالات تین ہیں (۱) **صحت** صحت اس بدنی حالت (ہیئت) کا نام ہے جس کی وجہ سے بدن کے سارے کام باقاعدہ اور درست ہوتے ہیں+

(۲) **مرض** مرض اوس حالت کا نام ہے۔ جو صحت کے مخالف اور متضاد ہوتی ہے۔

(۳) **لاصحت ولامرض**۔ یہ تیسری حالت نہ صحت میں داخل ہے۔ اور نہ مرض میں۔ اس تیسری حالت کی وجہ یا یہ ہوتی ہے کہ بدن میں نہ غایت درجہ کی صحت ہوتی ہے اور نہ غایت درجہ کا مرض۔ جیسا کہ بوڑھوں۔ بچوں اور مرض سے اُٹھے ہوئے ناتوانوں کا حال ہوتا ہے۔ یا اُس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ صحت اور مرض ایک ہی وقت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) صحت اور مرض دونوں دو علیٰحدہ اعضاء میں ہوں۔ جیسا کہ اندھوں کا حال ہوتا ہے (صحت تمام بدن میں ہوتی ہے۔ اور مرض آنکھ میں ہوتا ہے)+

(ب) صحت اور مرض دونوں ایک ہی عضو میں جمع ہو جائیں۔ اسکی پھر دو صورتیں

ہیں۔ اول یہ کہ صحت و مرض دور کی دو جنسوں میں ہوں۔ مثلاً یہ کہ مزاج کے لحاظ سے کوئی شخص تندرست ہو۔ اور اعضاء کی بناوٹ اور ترکیب کے لحاظ سے مریض ہو۔ دوئم یہ کہ صحت و مرض قریب کی دو جنسوں میں ہوں۔ مثلاً یہ کہ کوئی شخص خلقت کے لحاظ سے (یعنی شکل وغیرہ کے لحاظ سے) تندرست ہو اور (کسی عضو کی) مقدار کے لحاظ سے بیمار ہو۔ یا صحت و مرض دو وقتوں میں ہوتے ہوں۔ مثلاً کوئی شخص موسم سرما میں یا بڑھاپے میں مریض ہو جاتا ہو۔ اور موسم گرما میں یا جوانی کے وقت تندرست ہو۔

دور کی جنسیں (اَجناسِ مُتباعِد) جس صورت میں کہ صحت و مرض ایک ہی وقت میں اور ایک ہی عضو میں جمع ہوں تو تم خیال کر سکتے ہو کہ بہرحال یہ دونوں مخالف امور ایک لحاظ سے جمع نہیں ہو سکتے۔ بلکہ انکی یکجائی دو لحاظ سے ہوگی۔ مثلاً یہ کہ ایک عضو کا مزاج تندرست ہے۔ مگر اسکی ترکیب میں فرق آگیا ہے۔ جیسا کہ جوڑ اکھڑ جانے کے وقت ہو سکتا ہے۔ اِس صورت میں مزاج میں اگر صحت ہے تو ترکیب میں مرض۔ یہ نا ممکن ہے کہ ایک ہی عضو کا مزاج ایک ہی وقت میں تندرست بھی ہو۔ اور نا تندرست بھی۔ غرض یہ کہ مزاج اور ترکیب دو علیحدہ جنسیں ہیں۔ اسی طرح ایک عضو کی مقدار اگر صحیح ہو اور اس کی شکل درست نہو۔ تو اس صورت میں مقدار۔ اور شکل دو علیحدہ جنسیں ہونگی۔ مگر مزاج اور ترکیب کو دور کی جنسیں کہتے ہیں۔ اور مقدار اور شکل کو قریب کی جنسیں۔ **دور کی جنسیں** ان جنسوں کو کہتے ہیں جو کسی تیسری جنس کے ماتحت نہ آسکیں۔ اور **قریب کی جنسیں** (اجناس مُتقارِب) انکو کہتے ہیں جن کے اوپر کوئی تیسری جنس ہو۔ مثلاً مزاج اور ترکیب کے اوپر کوئی اور جنس نہیں ہے۔ مگر مقدار اور شکل کے اوپر ایک جنس "ترکیب"

موجود ہے۔ کیونکہ ترکیب کے اندر چار امور داخل ہیں (۱) خلقت جس کے اندر شکل وغیرہ داخل ہے (۲) مقدار (۳) وضع (۴) عدد۔ غرض ترکیب کے تحت میں شکل اور مقدار ہیں۔ مترجم +

تقسیم مرض اور ہر ایک مرض مفرد ہوتا ہے، یا مرکب +

مرض مفرد اوس مرض کو کہتے ہیں۔ جو اکیلا ہو۔ اور دوسرے مرضوں سے ملکر ایک مرض نہ بن گیا ہو۔ اور **مرض مرکب** اوسے کہتے ہیں۔ جو چند مرضوں سے ملکر ایک مرض بن گیا ہو۔ انکی مثالیں آگے آتی ہیں۔ مترجم +

مرض مفرد کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل یہ کہ اوسکا وقوع اولاً (پہلے پہل) اعضاء مفردہ میں ہو۔ اسکو **سوءِ مزاج** کے امراض کہتے ہیں۔ دوئم یہ کہ اوسکا وقوع اولاً اعضاء مرکبہ میں ہو۔ اسکو **امراض ترکیب** کہتے ہیں۔ سوئم یہ کہ اوس کا وقوع اولاً دونوں قسم کے اعضاء میں ہوسکے۔ اسکو **امراض تفرق اتصال** کہتے ہیں +

سوءِ مزاج کے امراض وہی مزاج غیر معتدل کی آٹھ قسمیں ہیں، (جنکا ذکر مزاج کے بحث میں آچکا ہے) +

یعنی سوءِ مزاج اصل میں مزاج کے بگڑ جانے کا نام ہے۔ یعنی مزاج کے غیر معتدل ہونے کو سوءِ مزاج کہتے ہیں۔ جس کی قسمیں آٹھ ہیں۔ مترجم

سوءِ مزاج کی دو قسمیں ہیں: (۱) سوءِ مزاج سادہ، (۲) سوءِ مزاج مادی۔

سوءِ مزاج سادہ اُسے کہتے ہیں جس میں کسی عضو کا مزاج کسی خلط کی وجہ سے نہ بدل گیا ہو، بلکہ اوس عضو میں فقط گرمی یا سردی یا تری یا خشکی کسی وجہ سے پیدا ہوگئی ہو۔ جیسا کہ دھوپ میں چلنے سے گرمی اور سرد پانی پینے سے سردی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور **سوءِ مزاج مادی** میں مزاج کی خرابی کسی مادہ یا خلط کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مترجم +

سوء مزاج مادی میں گاہے اوسکا مادہ عضو کے اندر سرایت کئے ہوئے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اوس کی سطح سے قریب اور مجاور ہوتا ہے۔ اور گاہے اِس عضو کے اندر سرایت کئے ہوئے اور داخل ہوتا ہے۔ جس صورت میں کہ مادہ عضو کے اندر ہوتا ہے۔ اِس میں گاہے ورم پیدا کرتا ہے۔ اور گاہے ورم پیدا نہیں کرتا ہے +

اسی طرح سوئے مزاج کی ایک قسم کا نام سوء مزاج مستوی ہے:

سوء مزاج مستوی مزاج کی ایسی خرابی کو کہتے ہیں جو اصلی مزاج کی طرح اعضا میں پیوست ہو جاتی ہے۔ اور اوس سے اذیت محسوس نہیں ہوتی ہے مثلاً برص (جسم کے سفید داغ) میں عضو کا مزاج خراب ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے درد و تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ برخلاف ا... سوء **مزاج مختلف** مزاج کی اُس خرابی کو کہتے ہیں جو مزاج اصلی کی طرح نہ ہوگئی ہو بلکہ اس سے اذیت اور تکلیف محسوس ہوتی ہو۔ جیسا کہ مرچوں کے استعمال سے معدہ میں گرمی اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ یا جیسا کہ صفرا کی زیادتی سے معدہ میں سوء مزاج گرم ہو جاتا ہے۔ اور قے آتی ہے۔ سوء مزاج مستوی کا زائل کرنا زیادہ دشوار ہے۔ کیونکہ طبیعت ایسے مزاج سے مقابلہ نہیں کرتی۔ مترجم +

امراض ترکیب کی چار قسمیں ہیں: امراض خلقت۔ امراض مقدار۔ امراض عدد۔ امراض وضع +

امراض خلقت کے اندر عضو کی خلقت بدل جاتی ہے یعنی اوسکی شکل بدل جاتی ہے۔ یا اِس عضو کی سطح خراب ہو جاتی ہے۔ یا اس عضو کے مجاری (راستے) یا اوس عضو کے تجاویف (گڑھے) خراب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ذیل کے چار اقسام سے اس کی تفصیل ظاہر ہے۔ مترجم +

امراض خلقت کی چار قسمیں ہیں: اول، **امراض شکل** (جس میں عضو کی شکل خراب ہو جاتی ہے) مثلاً راس مُسَفَّط (چپٹا سر) اور پیٹھ کا کبڑا ہو جانا +

ؔراس مُسَفَّط" اوس سر کو کہتے ہیں جس میں سر کی اگلی بلندی یا پچھلی بلندی یا دونوں بلندیاں نہ رہیں۔ مترجم +

دوئم، امراض مجاری (جس میں عضو کے مجاری (راستے) خراب ہو جاتے ہیں) اس کی تین صورتیں ہیں۔ یا مجاری زیادہ کشادہ ہو جائیں۔ جیسا کہ مرض انتشار (آنکھ کی پتلی کا پھیل جانا) میں ہوتا ہے۔ یا یہ کہ مجاری زیادہ تنگ ہو جائیں جیسے کہ سانس کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں۔ یا یہ کہ مجاری بالکل بند ہو جائیں جیسا کہ پتہ کا راستہ (مرض یرقان میں) بند ہو جاتا ہے +

سوئم، امراض تجاویف (جس میں کسی عضو کی وسعت میں خرابی آجاتی ہے) انکی صورت یا یہ ہوتی ہے کہ عضو کی وسعت بڑی اور فراخ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خصیوں کی تھیلی (کا) کشادہ ہو جاتی ہے۔ یا یہ کہ عضو کی وسعت تنگ اور چھوٹی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ گاہے معدہ چھوٹا ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ عضو کی وسعت فارغ اور خالی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مہلک قسم کی خوشی کی حالت میں قلب کی وسعت خون اور روح سے خالی ہو جاتی ہے۔ یا یہ کہ عضو کی وسعت بند اور پر ہو جاتی ہے، جیسا کہ مرض سکتہ میں (دماغ کی وسعتیں بند ہو جاتی ہیں) +

چہارم، امراض سطوح (سطحوں کے امراض جس میں کسی عضو کی سطح خراب ہو جاتی ہے) انکی صورت یا یہ ہوتی ہے کہ عضو کی سطح چکنی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ معدہ اور رحم کی سطحیں (گاہے) چکنی ہو جاتی ہیں۔ یا یہ کہ عضو کی سطح کھردری ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قصبۂ ریہ (ہوا کی نالی گاہے) کھردری ہو جاتی ہے +

امراض مقدار (جس میں کسی عضو کی مقدار میں خرابی آجاتی ہے) ان کی

ہڈی اور کری کا تفرق اتصال اگر انکی لمبائی میں ہو تو اوسے **صادع** کہتے ہیں یا
پٹھوں اور رگوں کا تفرق اتصال جو انکے عرض (چوڑائی) میں ہو اوسے **باتر** کہتے ہیں۔ اور اگر انکے طول (لمبائی) میں ہو تو اوسے **شق** کہتے ہیں۔ اور وہ تفرق اتصال جس سے رگوں کے منہ کھل جاتے ہیں **باثق** کہلاتا ہے۔ قلب جراحت کی برداشت نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی موت آتی ہے (کیونکہ یہ سب سے نازک رئیس ہے) +

امراض مرکبہ | وہ امراض ہیں جو چند مرضوں کے اکٹھے ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ جس طرح مرض **سل** دق کے بخار اور پھیپھڑے کے زخم سے پیدا ہوتا ہے +

امراض کے نام | مرضوں کے نام یا کسی مشابہت کی وجہ سے رکھے جاتے ہیں، جیسے **داءالفیل** (ہاتھی کی بیماری۔ جس میں مریض کے پاؤں سا پھول کر ہاتھی کے پاؤں سے مشابہ ہو جاتے ہیں) اور جیسے **داءالاسد** (شیر کی بیماری۔ جذام کو داءالاسد کہتے ہیں۔ کیونکہ جذام والونکا چہرہ شیر کے چہرہ کے مانند ہو جاتا ہے) یا مرضوں کے نام مقام مرض کے لحاظ سے رکھتے ہیں۔ مثلاً **ذات الجنب** (پہلو کی بیماری۔ پہلو کے ورم کو ذات الجنب کہتے ہیں) اور جیسے **ذات الریہ** (پھیپھڑے کی بیماری۔ ذات الریہ پھیپھڑے کے ورم کو کہتے ہیں) یا مرضوں کے نام اون کے سبب کے لحاظ سے رکھے جاتے ہیں، جس طرح ہم لوگ مرض مالنخولیا کو **سوداوی مرض** کہا کرتے ہیں (کیونکہ مالنخولیا کا سبب "خلط سودا" ہوتا ہے) یا مرضوں کے نام اونکے عوارض کے لحاظ سے رکھتے ہیں۔ مثلاً **صرع** (مرگی کا نام "صرع" (گر پڑنا) اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ مرگی میں مریض گر پڑتا ہے۔ غرض "صرع" یعنی گر پڑنا اس مرض مرگی کے عوارض میں سے ہے)

مرض اصلی اور شرکی

مرض اصلی اور شرکی ہر ایک مرض اصلی ہوتا ہے۔ یا کسی دوسرے مرض کی شرکت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جو مرض دوسرے مرض کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکی حالت مرض اصلی کی حالتوں کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اور ضرر و تکلیف پہلے اصلی مرض میں ہوتی ہے +

اگر کوئی مرض کسی دوسرے مرض کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے تو اوسے "مرض شرکی" کہتے ہیں۔ ورنہ "اصلی"۔ مترجم +

مرضوں کی شرکت یا آٹھ وجہ سے ہوتی ہے کہ دو اعضا باہم قریب متصل ہوں

یا ۲ یہ کہ ایک عضو دوسرے عضو کا راستہ ہو۔ جیسا کہ پاؤں کی جراحت (زخم) کی وجہ سے کنج ران میں ورم پیدا ہو جاتا ہے +

یا ۳ یہ کہ ایک عضو دوسرے عضو کا خادم ہو، جس طرح پٹھے دماغ کے خادم ہیں (اس لئے دماغ کی وجہ سے پٹھے اور پٹھوں کی وجہ سے دماغ مریض ہو جاتا ہے) +

یا ۴ یہ کہ ایک عضو دوسرے عضو کے افعال کا مبدا ہو (یعنی بدون اوسکے اوسکا فعل نہ ہو سکتا ہو) جیسا کہ دماغ بیرونی حواس آنکھ، کان، ناک وغیرہ کے لئے مبدا ہے، (اسلئے دماغ کے مریض ہونے سے یہ سب بھی مریض ہو سکتے ہیں) +

یا ۵ یہ کہ ایک عضو دوسرے عضو کی سمت [illegible] واقع ہو، جس سے ایک عضو کے بخارات دوسرے عضو تک پہنچتے ہوں، جیسے معدہ کی سمت [illegible] دماغ واقع ہے، جو معدہ کے بخارات سے مریض ہو جاتا ہے +

یا ۶ یہ کہ ایک عضو دوسرے عضو کے مواد و فضلات کے دفع ہونے کا مقام ہو، جس طرح بغل قلب کا، کنج ران جگر کا، اور کان کے پیچھے (کی گلٹیاں) دماغ کے فضلات کے دفع ہونے کا مقام ہے +

اوقات امراض جو مرض زائل ہو کر صحت کی طرف لوٹ آتا ہے (اسکے) اوقات میں چار زمانے ہوتے ہیں (کیونکہ) اس میں یا زیادتی ظاہر ہوتی ہے یا کمی ظاہر ہوتی ہے یا نہ زیادتی ظاہر

ہوتی ہے اور نہ کمی اول کو **وقت تزائید** (بڑھنے کا وقت) اور دوسرے کو **وقت انحطاط** (کم ہونے کا وقت) کہتے ہیں۔ اور تیسرے کو جس میں نہ زیادتی ظاہر ہوتی ہے اور نہ کمی۔ اگر وقت تزائید (بڑھنے کے وقت) سے پہلے ہے تو اُسے **وقت ابتداء** (شروع کا وقت) کہتے ہیں۔ اور اگر بڑھنے کے بعد ہے تو اُسے انتہاء کا وقت کہتے ہیں (جبکہ مرض سختی کی انتہاء کو پہونچ جاتا ہے۔ اور کچھ عرصہ تک اس سختی کی ایک حالت میں رہتا ہے، اس کے بعد زمانہ انحطاط یا گھٹنے کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے)۔

غرض مرض کے چار زمانے ہوتے ہیں۔ ابتداء جبکہ مرض شروع ہوتا ہے۔ تزائید جبکہ مرض بڑھنے لگتا ہے۔ انتہاء جبکہ ایک انتہائی شدت کو پہونچکر ٹھہر جاتا ہے۔ انحطاط جبکہ مرض کی شدت کم ہونے لگتی ہے۔ اور بالآخر صحت ہو جاتی ہے۔ یہ بھی جان لو کہ یہ چاروں زمانے محض اُن امراض میں پائے جائیں گے جو زائل ہو کر تندرستی کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ بعض مہلک امراض ابتداء میں۔ یا تزائید میں۔ یا انتہاء میں مریض کو ہلاک کر دیں اور دوسرے زمانے نہ آنے پائیں۔ مترجم۔

جزو سوم
اسباب

جزو علمی (یا جزو نظری) کے چار اجزاء میں سے تیسرے جزو میں اسباب کا بیان ہے۔

سبب سبب اُسے کہتے ہیں، جو پہلے ہو، اور اس کی وجہ سے کوئی نئی حالت بدن انسان کے حالات (صحت، مرض، لاصحۃ ولامرض) میں سے پیدا ہو جائے۔ یا یہ کہ اس کی وجہ سے وہ حالت اپنے حال پر قائم تک رہتا ہے۔

رہے (جس طرح اچھی غذا اور اچھی ہوا صحت کے اسباب ہیں اور انکی وجہ سے صحت اپنی اصلی حالت پہ قائم رہتی ہے)+

بدن انسان کی تینوں حالتوں کے لئے تین اسباب ہوتے ہیں۔ سببؑ بادی، سبب واصل، سببؑ سابق۔ کیونکہ سبب یا یہ کہ بدنی نہ ہوگا (یعنی اوس کا تعلق بدن سے نہ ہوگا نہ وہ سبب از قسم خلط ہوگا۔ نہ از قسم مزاج) مثلاً آفتاب کی گرمی، ہوا کی سردی، غصہ اور خوف۔ اسے **سبب بادی** کہتے ہیں۔ یا یہ کہ سببؑ بدنی ہوگا (یعنی وہ سبب از قسم مزاج ہوگا۔ یا از قسم خلط) چنانچہ اگر یہ سبب کسی حالت کو بغیر کسی واسطہ اور ذریعہ کے پیدا کرے تو اُسے **سبب واصل** کہتے ہیں، جس طرح اخلاط کی عفونت (گندگی) سے بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ کسی واسطے اور ذریعہ سے پیدا کرے تو اُسے **سبب سابق** کہتے ہیں، جس طرح امتلاء (مواد سے پر ہونا) سے عفونت کا بخار پیدا ہوتا ہے+

مواد سے بدن جب پر ہو جاتا ہے تو پہلے اس میں عفونت پیدا ہوتی ہے اوسکے بعد عفونت کا بخار ہوتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ عفونت پیدا ہونے کے بغیر صرف مواد کی موجودگی سے بخار پیدا ہو جائے۔ اسوجہ سے امتلاء کو بخار کے لئے ہم "سبب سابق" کہہ سکیں گے۔ برخلاف ازیں عفونت کو بخار کا "سبب واصل" کیونکہ جب عفونت اخلاط میں آتی ہے، تو فوراً کسی واسطہ اور ذریعہ بغیر بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض اخلاط کی عفونت بخار کا سبب واصل ہے اور مواد کی کثرت بخار کا سبب سابق۔ مترجم

سبب کا فعل (یعنی اثر) یا ذاتی طور پر ہوتا ہے۔ جس طرح سرد پانی سے سردی پیدا ہوتی ہے۔ اور یا اوسکا اثر عارضی طور پر ہوتا ہے جس طرح سرد پانی

(لگا ہے) بدن کی حرارت کو بند کر دینے کی وجہ سے گرمی پیدا کرتا ہے +

پانی حقیقت میں سرد ہے۔ اس سے بدن میں سردی کا پیدا ہونا ذاتی ہو۔ مگر اس سے گرمی کا پیدا ہونا امر عارضی ہے۔ کیونکہ پانی کا بذات خاص کوئی گرم اثر نہیں ہے۔ چنانچہ سرد پانی سے نہانے کے بعد بدن میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ گرمی عارضی سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ گرمی اسوجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ سرد پانی کی سردی کی وجہ سے بدن کے مسامات بند ہو جاتے ہیں جس سے بدن کی حرارت گھٹ جاتی ہے۔ اور گرمی پیدا ہو جاتی ہو۔ مترجم +

سبب ضروری وغیر ضروری ہر ایک سبب ضروری ہوتا ہے۔ یا غیر ضروری +

ضروری سبب اُسے کہتے ہیں جسکے بدون تا زندگی چارہ نہ ہو۔ مثلاً کھانا پینا، ہوا، پانی وغیرہ۔ اور غیر ضروری اسباب وہ ہیں، جو اسکے برخلاف ہوں۔ خواہ بالکل مخالف اور مہلک ہوں۔ جیسے زہر وغیرہ اور خواہ کسی حالتِ مرض وغیرہ میں مفید ہوں۔ +

غیر ضروری اسباب گاہے طبیعت کے مخالف اور مضاد ہوتے ہیں (جیسے زہر) اور گاہے مضاد و مخالف نہیں ہوتے ہیں (جیسے دوائیں وغیرہ) +

اسبابِ ضروریہ (جن کے بغیر تا زیست چارہ نہیں ہوتا ہے) چھ ہیں: (ہوا، کھانا، پینا۔ بدنی حرکت و سکون، نفسانی حرکت و سکون، نیند و بیداری، استفراغ و احتباس۔ (ہر ایک کی تفصیل کا انتظار کرو) +

اوّل ہوا چھ ضروری اسباب میں سے پہلا ضروری سبب وہ ہوا ہے جو ہمارے چاروں طرف موجود ہے +

غرض وہ ہوا جو ہم سے بہت زیادہ بلندی پر واقع ہے، اور جو نہایت گرم یا

نہایت سرد ہوتی ہے۔ وہ ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ اور نہ ہیں اوس کی حاجت ہے۔ مترجم +

ہَوَا کی ضرورت روح کو معتدل کرنے (یعنی روح کی گرمی زائل کرنے) کیلئے اور روح کے فضلات خارج کرنے کے لئے پڑتی ہے۔ پہلی صورت (یعنی ہَوَا کی تعدیل) سانس کھینچنے سے اور دوسری صورت (یعنی اخراج فضلات) سانس پھینکنے سے حاصل ہوتی ہے +

ہَوَا سانس کے ذریعہ اندر جاکر روح کی گرمی زائل کردیتی ہے۔ اور جب سانس کے ذریعہ باہر آتی ہے تو اپنے ساتھ روح کے فضلات وغیرہ باہر خارج کردیتی ہے۔ اسی وجہ سے سانس کی ہَوَا گندہ اور گرم ہوجاتی ہے۔ مترجم

جب تک ہَوَا صاف اور معتدل ہو، اس میں اجام[1] (نیستاں: بنسیٹر) کے بخارات، پانی کے گڑھوں اور نالوں کے بخارات، اور گندہ پانی کے بخارات، نہ مل گئے ہوں اور نہ مُردوں کی بدبو، نہ ردی قسم کے بقول (ساگ پات ونباتات) کے بخارات، نہ بُری قسم کے درختوں کے بخارات (مثلاً شوحط کے۔ انجیر کے بخارات) شامل ہوگئے ہوں، نہ زیادہ غبار اور نہ دھواں اوس میں مل گئے ہوں، وہ ہَوَا صحت کی حفاظت کرتی، اور صحت پیدا کرتی ہے۔ اور اگر ہَوَا متغیر ہوجاتی ہے تو اسکا یہ حکم بھی متغیر ہوجاتا ہے +

یعنی اگر ہَوَا کے مذکورہ بالا اوصاف جاتے رہیں تو وہ نہ صحت کی حفاظت کرسکتی ہے اور نہ وہ صحت پیدا کرسکتی ہے شَوحَط ایک درخت ہے جس سے کمانیں بنتی ہیں، مترجم +

طبعی تغیرات — ہَوَا کے تغیرات یا طبعی ہوتے ہیں یا غیر طبعی (ہوا کے موسمی تغیر کو طبعی تغیر کہتے ہیں، جیسا کہ ابھی آتا ہے) ہوا کے غیر طبعی تغیرات یا طبیعت کے مضاد و مخالف (مہلک)

[1] اجام: نیستان، بنسیٹر، جہاں بانس اُگے ہوئے ہوں +

ہوتے ہیں، یا غیر مخالف۔ ہوا کے طبعی تغیرات وہی موسمی تغیرات ہیں ہر ایک موسم اپنے اپنے (مزاج کے) مناسب امراض پیدا کرتا ہے۔ اور اپنے (مزاج کے) مخالف امراض زائل کرتا ہے۔ چنانچہ گرمی کا موسم (چونکہ گرم ہوتا ہے اس لئے) صفرا زیادہ کرتا ہے اور صفراوی امراض پیدا کرتا ہے۔ مثلاً غبّ (تیسرے روز کی باری کا بخار) محرقہ بخار (جو شدت کے ساتھ چار ہی روز تک رہتا ہے) پیاس اور کرب و بے چینی ✦

سردی کا موسم (چونکہ سرد ہوتا ہے، اس لئے سردی کے امراض مثلاً) زکام، (سردی) نزلہ اور کھانسی پیدا کرتا ہے۔ اور اس موسم میں بلغم اور بلغمی امراض زیادہ ہوتے ہیں ✦

موسم خریف[1] میں امراض کی کثرت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس موسم میں ہوا مختلف چلتی ہے۔ رات کو اور صبح کے وقت سرد ہوتی ہے اور دوپہر کے وقت گرم ہو جاتی ہے (اس وجہ سے طبیعت میں سخت پریشانی ہوتی ہے) اور اس وجہ سے کہ موسم خریف سے پہلے گرمی کا موسم ہوتا ہے، جس سے بدن ڈھیلا اور پولا سا ہو جاتا ہے، اور جس سے قوتیں تحلیل ہو جاتی ہیں، اور جس سے صفرا زیادہ ہو جاتا ہے اور جس سے اخلاط جل جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ موسم خریف میں میووں کی کثرت ہوتی ہے (جو تری کی وجہ سے اچھی طرح ہضم نہیں ہوتے اور امراض پیدا کرتے ہیں) ✦

موسم خریف میں سودا زیادہ اور خون کم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس موسم کا مزاج خون کے مزاج کے مخالف ہے (خون گرم و تر ہے۔ تو موسم خریف کا مزاج سرد و خشک ہوتا ہے) اس وجہ سے یہ موسم خریف موسم گرما کے بچے کھچے امراض کا کفیل (ذمہ دار)

[1] خریف کا موسم گرمی کے بعد اور سردی سے پہلے ہوتا ہے۔ مترجم ✦

ہے (یعنی گرما میں امراض کی کثرت ہوتی ہے۔ اور جو امراض باقی رہجاتے ہیں وہ خریف میں پیدا ہوجاتے ہیں) +

اور موسم ربیع[1] میں وہ اخلاط حرکت میں آجاتے ہیں، جو سردی کے موسم میں (سردی کیوجہ سے) بند ہوتے ہیں اور کمزور اعضاء کی طرف بہ نکلتے ہیں، جس سے اس موسم میں پھوڑے پھنسی اور حلق میں ورم پیدا ہوجاتا ہے۔ نیز موسم ربیع میں وہ سارے امراض حرکت میں آجاتے ہیں جن کے ساتھ مواد ہوتے ہیں۔ اور جنکا مادہ موسم سرما میں ساکن ہوتا ہے۔ ان امراض کیوجہ یہ نہیں ہوتی ہے کہ یہ موسم ردی ہوتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس میں ہلکی سی اور لطیف حرارت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ موسم تمام موسموں میں زیادہ صحیح اور زندگی وصحت کیلئے سب سے زیادہ مناسب ہے +

غیرطبعی تغیرات ہَوا کے غیر طبعی تغیرات جو طبیعت کے مخالف ہوں، وہ یا ایسے اسباب سے پیدا ہوتے ہیں جو آسمان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا ایسے اسباب سے پیدا ہوتے ہیں جو زمین سے تعلق رکھتے ہیں +

آسمانی اسباب (جو آسمان سے تعلق رکھتے ہیں اور ہَوا میں تغیر پیدا کردیتے ہیں) جیسے کہ (کا ہے) آفتاب کے ساتھ کثرت سے ستارے (آسمان پر) اکٹھے ہوجاتے ہیں، جس سے موسم سرما میں بھی گرمی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور جیسے سورج گرہن کے وقت موسم گرما میں بھی فوراً سردی پیدا ہوجاتی ہے +

ارضی اسباب (جو زمین سے تعلق رکھتے ہیں اور ہَوا میں تغیر پیدا کرتے ہیں) جیسا کہ مختلف ممالک کی وجہ سے (ہَوا میں تغیر واختلاف ہوتا ہے) +

مختلف ممالک (کی ہَوا) کا اختلاف یا اُن کے "عرض" کی وجہ سے ہوتا ہے، یا سمندروں یا پہاڑوں کے پاس ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یا ان کی "وضع"

---

[1] ربیع کا موسم موسم سرما کے بعد اور گرما سے پہلے آتا ہے اسکا مزاج گرم و تر ہے۔ مترجم +

(بلندی وپستی) کی وجہ سے یا انکی مٹی کی وجہ سے ہوتا ہے +
عرض اوس مسافت کی مقدار کا نام ہے، جو خط استوا سے (جو کہ نہایت معتدل ہے کسی ملک تک) ہوتی ہے +

خط استوا نہایت معتدل مانا گیا ہے۔ خط استوا سے جو ملک کسی قدر یا زیادہ فاصلہ پر واقع ہیں اوس کے اس درمیانی فاصلہ کا نام "عرض" رکھا جاتا ہے۔ جو ملک خط استوا سے بہت زیادہ فاصلہ پر ہیں وہاں کی ہَوا زیادہ سرد ہوتی ہے۔ غرض اسکی وجہ سے مختلف ملکوں کی ہَوا مختلف ہوتی ہے۔ مترجم +

دوسری اور تیسری اقلیم نہایت گرم ہوتی ہے، اور چھٹی اور ساتویں اقلیم نہایت سرد۔ اسی وجہ سے چوتھی اقلیم (جو ان دونوں کے وسط میں واقع ہے) تقریبًا معتدل ہوتی ہے +

سمندر سمندر کی نزدیکی ہوا کو تر کر دیتی ہے۔ سمندری شہر گرمی و سردی کے لحاظ سے معتدل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی ہوا، موثر (کے اثر) سے نافرمان ہوتی ہے +

اس دلیل کا مدعا یہ ہے کہ ہَوا میں گرمی آفتاب کے نزدیک ہونے سے اور سردی آفتاب کے دُور ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ غرض آفتاب کی نزدیکی اور دوری ہوا میں مؤثر ہے۔ اور سمندری شہروں کی ہَوا پانی کی رطوبت اور بخارات کی کثرت کی وجہ سے غلیظ ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے نہ وہ آفتاب کی نزدیکی کے اثر سے زیادہ گرم ہوتی ہے، اور نہ آفتاب کے دُور ہونے سے زیادہ سرد ہوتی ہے۔ کیونکہ لطیف کے برخلاف غلیظ چیزیں کسی مؤثر کے اثر کو جلد قبول نہیں کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے

سمندری ملکوں کی ہوا نہ زیادہ گرم ہوسکتی ہے۔ اور نہ زیادہ سرد۔ مترجم

پہاڑ — پہاڑ جو شہر کے شمال (اُتر) کی جانب ہو' وہ (شہر کو) گرم کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ پہاڑ شمال کی ہوا کو شہر میں آنے سے روک دیتا ہے۔ جو کہ سرد و خشک ہوتی ہے اور جنوبی ہوا (دکھن کی ہوا) کو شہر کے اندر ہی روک لیتا ہے۔ جو کہ گرم و تر ہوتی ہے۔ اور اس لئے کہ اُتر کا پہاڑ آفتاب کی شعاعوں کا عکس شہر پر ڈالتا ہے۔

کیونکہ آفتاب ہم سے ہمیشہ دکن کی طرف کم و بیش مائل رہتا ہے اِس لئے آفتاب کا عکس پہاڑ پر پڑتا ہے۔ اور پہاڑ کا شہر پر جس سے وہ شہر گرم ہو جاتا ہے۔ مترجم

اور دکن کا پہاڑ اُتر کے پہاڑ کے برعکس ہوتا ہے۔

یعنی دکن کا پہاڑ شہر کو سرد کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ پہاڑ شمالی ہوا کو شہر میں جانے دیتا ہے جو کہ سرد ہوتی ہے۔ اور جنوبی ہوا کو جانے سے روک دیتا ہے۔ جو کہ گرم ہوتی ہے۔ نیز آفتاب کی کرنوں کو شہر پر پڑنے سے روک دیتا، اور درمیان میں حائل ہو جاتا ہے۔ مترجم

شہر کے پچھم کی طرف کا پہاڑ پورب کی طرف کے پہاڑ سے بہتر ہے۔ کیونکہ پورب کا پہاڑ (صبح کے وقت) آفتاب کو شہر سے ایک عرصہ تک چھپائے رکھتا ہے (اور پھر ایک دم تیز روشنی شہر پر پڑتی ہے) اس لئے شہر والے رات کی سردی سے ایک دم تیز دھوپ کی طرف منتقل ہوتے ہیں (یعنی ان پر ایک دم تیز روشنی پڑتی ہے) اور اس لئے کہ پورب کا پہاڑ پورب کی ہوا (بادِ صبا) کو شہر میں داخل ہونے سے روک لیتا ہے، جو کہ پچھم کی ہوا سے بہتر ہوتی ہے اگرچہ پورب اور پچھم دونوں کی ہوائیں تقریبًا معتدل ہوتی ہیں۔ پورب کی ہوا کے بہتر

ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پورب کی ہوا (علی العموم) صبح کے وقت آفتاب کی حرکت کے ساتھ ساتھ چلا کرتی ہے۔ اور پچھم کی ہوا (علی العموم) شام کے وقت آفتاب کی حرکت کے مخالف جانب چلا کرتی ہے (یعنی آفتاب اگر پورب سے پچھم جاتا ہے تو پچھم کی ہوا پچھم سے پورب آتی ہے) مترجم +

بلند شہر زیادہ سرد اور زیادہ صحیح ہوا کرتا ہے۔ اور وہ شہر جس کی وضع برابر ہو (اوس میں بلندی و پستی نہو) وہ بھی نہایت صحیح ہوتا ہے گندھک کی زمین (جہاں گندھک کی کان ہو) خشکی اور گرمی پیدا کرتی ہے۔ اور سیلی زمین رطوبت اور گندگی پیدا کرتی ہے۔ پہاڑی زمین بدن کو سخت کرتی ہے +

سرد ہوا بدن کو قوی اور مضبوط کرتی۔ ہضم اچھا کرتی، اور رنگ نکھارتی ہے۔ سرد ہوا کے امراض زکام (سردی)، نزلہ، تری، ، تخمہ، اور رعشہ ہیں۔

گرم ہوا، بدن کو ڈھیلا اور ضعیف کرتی، ہاضمہ خراب کرتی، دماغ کو بوجھل کردیتی، اور حواس کو مکدر و پریشان کرتی ہے۔ اور گرم ہوا کے امراض خناق (ورم حلق)، بخار، اور آشوب چشم (آنکھ آنا) ہیں +

ہوا کے وہ تغیرات جو طبیعت کے مخالف (یعنی مہلک) ہوتے ہیں۔ اونکی مثال "وبا" ہے (جس میں ہوا زہریلی ہو کر لوگونکو ہلاک کرتی ہے)

دویم کھانا پینا (ماکول و مشروب) بدن میں انکا اثر یا فقط انکی کیفیت (گرمی، سردی، تری و خشکی) کی وجہ سے ہوتا ہے جسے دوا کہتے ہیں۔ یا فقط انکے مادہ (جسمیت) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جسے غذا کہتے ہیں یا اُن صورت نوعیہ کی وجہ سے ہوتا ہے، جسے ذوالخاصہ کہتے ہیں خواہ اُس کا فعل (طبیعت کے) موافق ہو، جیسے کہ فادزہر (یا تریاق یا اوسکا فعل (طبیعت کے) مخالف ہو۔ جیسے کہ زہر +

دوا (جو ہمارے بدن میں جاتی ہے۔ فقط اوسکی کیفیت (گرمی وسردی وغیرہ) کا اثر ہوتا ہے، مثلاً کالی مرچیں۔ جس طرح غذا ہمارے بدن میں جاکر بدن کی پرورش کرتی ہے۔ اور مثلاً وہ خون بنکر گوشت وپوست وغیرہ بنجاتی ہے، اس طرح دوا ہمارے بدن کی پرورش نہیں کرتی ہے۔ اور نہ وہ گوشت وپوست بن سکتی ہے۔ بلکہ اوس سے محض گرمی یا سردی (مثلاً) پیدا ہوجاتی ہے۔ اور پھر خود دوا اور اوس کا مادہ (جسمیت) بدن سے پیشاب و پاخانہ وغیرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ غرض یہ کہ غذا کا جسم (مادہ) بدن میں رہجاتا ہے۔ اور اعضاء کی شکل میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ مگر دوا کا جسم بدن میں نہیں رہتا۔ اور نہ اعضاء کی شکل میں تبدیل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ دوا کا اثر کیفیت کی وجہ سے ہوتا ہے (مادہ کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے) اور غذا کا اثر مادہ کی وجہ سے ہوتا ہے (کیفیت کی وجہ سے نہیں ہوتا) یعنی غذا سے محض بدن کی پرورش ہوتی ہے۔ اس سے گرمی سردی وغیرہ نہیں پیدا ہوتی ہے۔ غذا، دوا کے علاوہ ایک اور قسم کی چیز بھی ہوتی ہے۔ جسکا اثر نہ کیفیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور نہ مادہ کی وجہ سے مثلاً سانپ یا بچھو کے کاٹنے سے جو اثر ہوتا ہے۔ اور مثلاً آدمی مرجاتا ہے) یہ اثر نہ کیفیت (گرمی وسردی وغیرہ) سے ہوسکتا ہے اور نہ مادہ (جسمیت) کی وجہ سے۔ کیونکہ ان دونوں زہریلے جانوروں کا اثر اگر گرمی یا سردی کی وجہ سے مان لیا جائے۔ تو چاہئے کہ آگ اور پانی کی وجہ سے یہی اثر ہو۔ کیونکہ آگ سے زیادہ کوئی چیز گرم نہیں۔ اور پانی سے زیادہ کوئی شئے سرد نہیں۔ بلکہ آگ اور پانی سے دونوں جانوروں کی نسبت زیادہ اثر ہونا چاہئے، کیونکہ ان میں گرمی وسردی ان دونوں جانوروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے

ان جانوروں کے اثر کو نہ دوا کا اثر کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ غذا کا کیونکہ غذا زہر ہو ہی نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے ماننا پڑتا ہے کہ کیفیت اور مادہ کے علاوہ کوئی تیسری چیز بھی ہے۔ جو اثر کرتی ہے۔ اور وہی **صورت نوعیہ** ہے جس سے ہر ایک چیز کی ماہیت بنتی ہے۔ اور مثلاً جسکی وجہ سے ہم سانپ کو "سانپ" اور جس کی وجہ سے بچھو کو "بچھو" کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اور اس قسم کی چیز کو جسکا اثر کیفیت و مادہ سے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اسکی خاص ماہیت اور صورت نوعیہ کی وجہ سے ہوتا ہے **ذوالخاصہ** کہتے ہیں +

تنبیہ۔ بعض چیزوں میں دوائیت اور غذائیت دونوں ہوتی ہیں۔ جیسے مغز بادام۔ اور بعض اشیاء میں دوائیت اور خاصیت اور غذائیت تینوں ہوتی ہیں۔ جیسے شراب۔ اسی طرح بعض چیزوں میں دوائیت اور خاصیت اور بعض چیزوں میں غذائیت اور خاصیت ہوتی ہے۔ جسکا بیان ذیل میں موجود ہے۔ مترجم +

یا انکا اثر اون کے مادہ اور کیفیت (دونوں) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جسے **غذاء دوائی** کہتے ہیں۔ یا انکی کیفیت اور صورت نوعیہ کی وجہ سے ہوتا ہے جسے **دواء ذوالخاصہ** کہتے ہیں۔ یا اُن کے مادہ اور صورت نوعیہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جسے **غذائے ذوالخاصہ** کہتے ہیں۔ یا انکے مادہ، کیفیت اور صورت نوعیہ کی وجہ سے ہوتا ہے جسے **غذاء دوائی ذوالخاصہ** کہتے ہیں +

غذا گاہے **غلیظ** ہوتی ہے (جس سے غلیظ اخلاط پیدا ہوتے ہیں) اور گاہے **لطیف** ہوتی ہے (جس سے رقیق یا پتلے اخلاط پیدا ہوتے ہیں) اور گاہے **متوسط** (درمیانی درجہ کی۔ جس سے اوسط درجہ کے اخلاط پیدا ہوتے ہیں) ان میں سے ہر ایک غذا گاہے **صالح الکیموس** ہوتی ہے (جس سے عمدہ

اور بہتر اخلاط پیدا ہوتے ہیں) اور گاہے **فاسد الکیموس** (جس سے ردی اخلاط پیدا ہوتے ہیں) پھر ان میں سے ہر ایک گاہے **کثیر الغذاء** ہوتی ہے (جس سے اخلاط بکثرت اور فضلات کم پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے زردی بیضہ) اور گاہے **قلیل الغذاء** ہوتی ہے (جو کثیر الغذاء کے برخلاف ہوتی ہے۔ جیسے ساگ پات وغیرہ) +

پانی چونکہ بسیط ہے اس لئے یہ بدن میں غذا نہیں پہونچاتا ہے۔ ہاں غذاء کو رقیق کرنے، پکانے اور باریک باریک رگوں میں پہونچانے کے لئے یہ استعمال کیا جاتا ہے +

اس سے تم کو معلوم ہو گیا کہ پانی اور ہوا اور اس کے مانند بسیط اجسام غذا میں صرف نہیں ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ بسیط کسی اور غرض و منفعت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جس طرح سانس کی ہوا روح کی گرمی کم کرنے کے لئے۔ مترجم +

(۴) حرکت و سکون بدنی

(حرکت بدنی وہ ہے جس میں بدن کو حرکت ہوتی ہے جیسے چلنا پھرنا، دوڑنا وغیرہ۔ وعلیٰ ہذا سکون بدنی میں بدن کو سکون ہوتا ہے) حرکت مختلف ہوتی ہے گاہے **شدید** (سخت) اور گاہے **ضعیف**۔ گاہے **کثیر** (زیادہ) اور گاہے **قلیل** (کم) گاہے **تیز** اور گاہے **سست**۔ چنانچہ وہ حرکت جو تیز۔ قلیل (تھوڑی) اور سخت ہو۔ وہ (بدن کے) مواد کو تحلیل کرتی اور بدن میں گرمی پیدا کرتی ہے۔ مگر تحلیل کرنے سے زیادہ گرمی پیدا کرتی ہے۔ اور وہ حرکت جو سست ضعیف اور زیادہ (دیر تک) ہوتی ہے۔ وہ اوس کے برعکس ہے۔ حرکت و سکون دونوں کی زیادتی سردی پیدا کرتی ہے +

کیونکہ زیادہ حرکت سے بدن کی حرارت تحلیل ہو جاتی ہے اور زیادہ سکون سے

بدن میں تر مواد اور رطوبتیں بکثرت اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ مترجم

سکون (غذا کے) ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے۔ اور حرکت (غذا و فضلات کے) انحدار (اُترنے) میں مدد دیتی ہے

غذا کے پکنے کو ہضم کہتے ہیں۔ اور پکنے کے بعد غذا و فضلات کے اعضا کی طرف جانے کو انحدار کہتے ہیں۔ مثلاً معدہ میں غذا ہضم ہونے کے بعد کچھ غذائی اور کام کے حصے جگر کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اور فضلات آنتوں کی طرف جو پاخانہ کی صورت میں آنتوں سے خارج ہو جاتے ہیں۔ مترجم

(۴) حرکت و سکون نفسانی

(غصہ۔ خوشی۔ لذت۔ ڈر۔ غم۔ شرمندگی کو حرکت نفسانی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ حالتیں نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً خوشی یا غم نفس ہی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نفس ہی خوش ہوتا ہے۔ اور نفس ہی غمگین ہوتا ہے۔ خاص بدن کو ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں ان حالتوں کی وجہ سے بدن کے اخلاط اور روح میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ بظاہر اعضاء اور بدن میں کوئی حرکت محسوس نہیں ہوتی مثلاً غصہ میں خون اور روح اندر سے باہر کی طرف آجاتے ہیں۔ اور "ڈر" میں باہر سے اندر کی طرف چلے جاتے ہیں۔ غرض یہ احوال حرکت نفسانی کہلاتے ہیں اور ان کی غیر موجودگی سکون نفسانی۔ مترجم)

حرکت نفسانی میں روح ضرور متحرک ہوتی ہے۔ یا (اندر سے) باہر کی طرف یکبارگی (دفعتہً) حرکت کر جاتی ہے۔ جیسا کہ غصہ میں۔ یا باہر کی طرف آہستگی حرکت کرتی ہے جیسا کہ خوشی اور لذت میں۔ یا باہر سے اندر کی طرف دفعتہً حرکت کر جاتی ہے۔ جیسا کہ ڈر میں۔ یا اندر کی طرف بآہستگی حرکت کرتی ہے۔ جیسا کہ غم میں۔ یا باہر

اور اندر دونوں طرف حرکت کرتی ہے۔ جیسا کہ خجل (پشیمانی) کی صورت میں ہوتا ہے ⁂

چنانچہ پشیمانی میں روح کی حرکت اندر کی طرف شرم و حیا اور انفعال کی وجہ سے ہوتی ہے' اور باہر کی طرف اوس شئے سے جو شرمندگی کا باعث ہوئی ہے۔ مقابلہ کرنے اور اُسے دفع کرنیکے لئے ہوتی ہے مترجم

ان حالتوں میں جس طرف روح حرکت کرتی ہے۔ وہاں گرمی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور جس طرف سے حرکت کرکے آتی ہے' وہاں سردی ⁂

مثلاً غم کی حالت میں روح باہر سے اندر کی طرف حرکت کرتی ہے اس لئے باہر سردی اور اندر گرمی پیدا ہوجاتی ہے۔ مترجم ⁂

حرکات نفسانی میں روح کی حرکت کی افراط (زیادتی) مہلک ہوتی ہے (مثلاً نہایت ڈر کی حالت میں روح بالکل اندر چلی جاتی ہے۔ اسلئے وہ گھُٹ جاتی ہے اور انسان ہلاک ہوجاتا ہے) سکون نفسانی کی افراط سردی اور کُند ذہنی پیدا کرتی ہے (مثلاً یہ کہ انسان کو کبھی غم۔ غصہ۔ خوشی۔ شرمندگی وغیرہ نہ پیدا ہو تو چونکہ اِس حالت میں روح میں حرکت ہوتی ہے اور نہ بدن میں گرمی اِسلئے ذہن کُند ہوجاتا ہے) ⁂

(۵) نیند اور بیداری

(نوم و یقظہ) نیند سکون سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اور بیداری حرکت سے ⁂

کیونکہ نیند میں سکون کی طرح تمام اعضاء ساکن ہوتے ہیں۔ روح اندر کی طرف چلی جاتی ہے۔ ہضم اچھا ہوتا ہے۔ اور بدن میں رطوبت پیدا ہوتی ہے۔ اور بیداری میں حرکت کے مانند روح باہر کی طرف مائل ہوتی ہے۔ تمام اعضاء یا بعض اعضاء میں حرکت ہوتی رہتی ہے۔ اور کام کرتے رہتے ہیں۔ مترجم ⁂

نیند میں روح اندر کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس وجہ سے باہر سردی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے (نیند میں) لحاف، چادر وغیرہ اوڑھنے کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ زیادہ سونے سے نہایت رطوبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے سردی پیدا ہو جاتی ہے +

نیند جس وقت معدہ اور بدن کو غذا، اور خلط سے خالی پاتی ہے۔ تو روح کو تحلیل کر کے بدن میں سردی پیدا کر دیتی ہے اور جب کوئی غذا، قابل ہضم پاتی ہے تو اسے ہضم کر دیتی ہے۔ اس لئے اس سے بدن میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور اگر کوئی ناقابلِ ہضم خلط یا ناقابل ہضم غذا پاتی ہے تو اسے بدن میں منتشر کر دیتی ہے، اور پھیلا دیتی ہے۔ اس لئے اس سے سردی پیدا ہو جاتی ہے +

جب نیند کی صورت میں معدہ اور بدن خالی ہوتے ہیں تو روح کیوں تحلیل ہوتی ہے؟ اس وجہ سے کہ نیند میں اندر کی طرف گرمی کی شدت ہو جاتی ہے اسلئے وہ تحلیل ہو جاتی ہے۔ اور جب ناقابل ہضم غذا یا خلط کو پاتی ہے تو اسے کیوں پھیلا دیتی ہے؟ اسلئے کہ نیند کی حالت میں اندر گرمی جب بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ غذا، یا خلط میں اپنا عمل کرتی ہے۔ تو چونکہ وہ ناقابل ہضم ہوتی ہے۔ اسلئے حرارت کے عمل سے پھیل جاتی ہے۔ کیونکہ حرارت کا فعل پھیلانا اور منتشر کرنا بھی ہے۔ مترجم +

زیادہ جاگنا قوتوں کو تحلیل کرنے کی وجہ سے دماغ کو ضعیف کرتا ہے، اور ہضم کو خراب کر دیتا ہے، اور مادوں کو تحلیل کرنے کی وجہ سے بھوک لگاتا ہے +

جاگنے میں قوتیں کیوں تحلیل ہوتی ہیں؟ اس وجہ سے کہ جاگنے کی حالت میں تمام اعضا اپنے کام کرتے رہتے ہیں جس سے روح صرف

وتحلیل ہوتی ہے۔ اور روح کی تحلیل سے قوت کا تحلیل ہونا ضروری
ہے۔ اور جاگنے میں بدن کے مواد کیوں تحلیل ہوتے ہیں؟ اس کی
وجہ یہ ہے کہ بیداری حرکت سے مشابہ ہے اور حرکت سے بدن کے
مواد تحلیل ہوتے رہتے ہیں۔ مترجم *

دن کا سونا بُرا ہے، بدن کے رنگ کو خراب کرتا ہے، طحال کے لئے مضر ہے
منہ میں گندگی (بخر) پیدا کرتا ہے، دماغی قوتوں کو ڈھیلا اور سست کرنے کی
وجہ سے ذہن کو کند کرتا ہے، اگر دن کو سونے کی عادت پڑگئی ہو، تو اسے یکبارگی
ترک کرنا اچھا نہیں ہے، بلکہ بآہستگی چھوڑنا چاہئے۔ کم جھپتی نیند، یا نیند و بیداری
کے درمیان بیقرار کروٹیں بدلتے رہنا بُرا ہے *

(۶) استفراغ واحتباس (**استفراغ** بدن سے مواد خارج ہونے کا
نام ہے۔ خواہ کسی راستے خارج ہو۔ مثلاً
پیشاب۔ پاخانہ۔ قے وغیرہ۔ اور مواد نہ خارج ہونے کا نام **احتباس** ہے)
ان دونوں کا معتدل اور اوسط درجہ پر ہونا مفید اور صحت کا محافظ ہے۔ مگر
استفراغ کی زیادتی (یعنی بدن کے مواد کا زیادہ خارج ہونا) بدن میں خشکی اور
سردی پیدا کرتی ہے۔ ہاں اگر خارج ہونے والے مواد سرد وخشک ہوں تو عارضی
طور پر گرمی وتری پیدا ہوتی ہے (ورنہ حقیقت میں استفراغ کا ذاتی اثر خشکی اور
سردی پیدا کرنا ہی ہے) اور احتباس کی زیادتی سے (بدن کے مواد نہ خارج
ہونے میں) لازمی طور پر سُدے پیدا ہو جاتے ہیں (بدن کے مواد میں) عفونت
آجاتی ہے۔ بُھوک دور ہو جاتی ہے۔ بدن میں بوجھ پیدا ہو جاتا ہے *

غیر ضروری اسباب جو طبیعت کے مضاد و مخالف نہوں اون کی
مثال بالو (ریگ) میں دفن ہونا اور اس میں لوٹنا ہے۔ جس سے بدن کی

عارضی رطوبت خشک ہو جاتی ہے اور مرض استسقا اور مرض ترہّل (عضو کا ڈھیلا پن) میں مفید پڑتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ سب امور "استفراغ" میں داخل ہیں (کیونکہ استفراغ کی طرح بدن سے رطوبتیں ان میں بھی خارج ہوتی ہیں) انہیں غیر ضروری اسباب میں سے روغن زیتون اور دوسرے محلل (تحلیل کرنیوالے) روغنوں کی مالش کرنی بھی ہے۔ اور انہیں میں سے چہرہ پر سرد پانی کے چھینٹے مارنے بھی ہیں۔ چنانچہ ایسا کرنے سے بدن کی حرارت غریزی تیز اور قوی ہو جاتی ہے اور اس غشی (بیہوشی) میں مفید پڑتا ہے، جو حمام کی تکلیف سے یا دوسری وجہ سے پیدا ہوئی ہو +

اسباب مضادّہ وہ غیر ضروری اسباب جو طبیعت کے مضاد و مخالف (یعنی مہلک) ہوتے ہیں۔ اونکی مثالیں پانی میں ڈوب جانا۔ تلوار سے کٹ جانا۔ آگ سے جل جانا۔ اور زہروں کا استعمال کرنا ہیں +

جزئی اسباب (یہاں تک عام اسباب کا ذکر تھا) اب ہمارے لئے مناسب ہے کہ جزئی اور خاص اسباب کا ذکر کریں۔ چنانچہ **مسخنات** (یعنی گرمی پیدا کرنے والے اسباب) یہ ہیں۔ اوسط درجہ کی حرکت۔ گرم غذاؤں کا بغیر کثرت کے استعمال کرنا (ورنہ گرم غذاؤں کے بکثرت استعمال سے زیادہ گرمی پیدا ہوکر آخر میں یہ حرارت تحلیل ہو جاتی ہے۔ جس سے بجائے گرمی کے سردی پیدا ہو جاتی ہے) اور گرم دواؤں کا اندرونی یا بیرونی طور پر بلا افراط و زیادتی کے برتنا (ورنہ افراط کے ساتھ استعمال کرنے میں بالآخر سردی پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا)، معتدل غذائیں (جن سے خون پیدا ہوتا ہے جو کہ گرم ہے) موادّ کی گندگی (گندگی ہمیشہ گرمی سے پیدا ہوتی ہے) بدن کے مسامات کا بند

ہو جانا (جس سے بدن کی گرمی اندر ہی گھٹی رہتی ہے) اور **مُبَرِّدَات** (سردی پیدا کرنے والے اسباب) یہ ہیں۔ وہ اسبابؔ جو افراط سے گرمی پیدا کرتے ہیں (کیونکہ ان اسباب سے حرارت بدنی۔ روحیں اور بدن کی رطوبتیں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے سردی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً شدید یا ریاضت۔ نہایت غصہ وغیرہ ہمگرانسے اوّل میں گرمی ہوتی ہے۔ اور انجام میں سردی)۔ اخلاط و غذا کا کچا رہنا۔ سرد غذاؤں کا اور سرد دواؤں کا اندرونی و بیرونی طور پر استعمال کرنا

مُرَطِّبَات (رطوبت پیدا کرنے والے اسباب) تر غذاؤں کا اور تر دواؤں کا اندرونی یا بیرونی طور پر استعمال کرنا۔ تر حمام کرنا (جس میں نیم گرم پانی بکثرت استعمال کیا جاتا ہے) آرام و راحت۔ غذا کی کثرت۔ تحلیل کرنیوالے اسباب (مثلاً ریاضت وغیرہ) سے پرہیز کرنا۔ خشکی پیدا کرنے والی خلط کا بدن سے خارج کرنا (مثلاً سوداء کا مسہل دینا) +

مُجَفِّفَات (خشکی پیدا کرنے والے اسباب) تمام وہ اسباب جو اندرونی یا بیرونی طور پر استعمال کرنے سے بافراط تحلیل کرتے ہیں (مثلاً شدید حرارت اور سخت گرم اشیاء) کسی عضو سے غذا کو روک لینا۔ خشکی پیدا کرنیوالے اسباب کا (بیرونی یا اندرونی طور پر) استعمال کرنا + یہ مذکورہ بالا اسباب سوء مزاج مفرد (حرارت۔ برودت۔ رطوبت۔ یبوست) کے اسباب ہیں۔ انہیں اسباب کے ملانے سے سوء مزاج مرکب (حرارت و یبوست۔ حرارت و رطوبت۔ برودت و یبوست اور برودت و رطوبت) کے اسباب معلوم ہو سکتے ہیں +

مُفسِدَاتِ شکل (شکل بگاڑنیوالے اسباب) یہ اسباب یا اصل پیدائشی ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ (رحم کی) قوتِ مُصورہ (شکل بنانے والی قوت) میں کوئی خرابی ہؤا ور مثلاً یہ کہ مادہ (منی جس سے بچہ بنتا ہے) نافرمان ہو (یعنے اچھی

شکل کے قابل نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ سنی نہایت رقیق یا نہایت غلیظ ہو) یا ٢ یہ **اسباب** رحم سے بچہ کے نکلنے کے وقت پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ بچہ کے نکلنے کی (طبعی) صورت خراب ہوگئی ہو (مثلاً بجائے اول سر کی طرف سے خارج ہونے کے پاؤں کی طرف سے خارج ہو) اور (مثلاً بچہ کے لئے دائی کی گرفت اچھی نہ ہو (جس سے مثلاً بچہ کے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو جاتے ہیں) یا ٣ یہ **اسباب** تقمیط کے وقت یعنی پیدایش کے بعد بچہ کو سر سے پاؤں تک کپڑے میں لپیٹنے کے وقت پیدا ہوتے ہیں (مثلاً بچہ کو بُرے طور پر لپیٹا گیا ہو جس سے اوس کے اعضاء ٹیڑھے ہوگئے ہوں) یا ٤ شکل اس وجہ سے بگڑ جاتی ہے کہ بچہ قبل از وقت (یعنی اعضاء کے سخت ہونے سے پہلے) چلنے پھرنے اور حرکت کرنے لگتا ہے۔ یا ٥ شکل کسی بیرونی سبب سے یا کسی مرض کی وجہ سے مثلاً جذام سے بگڑ جاتی ہے +

دوسرے امراض ترکیب (مثلاً امراض و[illegible] امراض عدد وغیرہ وغیرہ) کے اسباب کے لئے بہتر ہے کہ وہ جزئی (خاص) امراض [illegible] ے جائیں (یعنی معالجات میں یہ سب امراض اور انکے اسباب آجائیں گے)

جزء چہارم۔ بیان علامات

جزء علمی کے چاروں اجزاء میں سے چوتھے جزء میں علامات کا بیان ہوگا +

علامت اوس حالت کا نام ہے جس سے صحت یا مرض کا پتہ چلتا ہو مترجم +

علامات گاہے گذشتہ حالتوں کو بتاتی ہیں جس سے فقط طبیب کو فائدہ پہونچتا ہے۔ کیونکہ گذشتہ احوال کے معلوم کر لینے سے طبیب کی قابلیت سمجھی جاتی ہے۔ اور گاہے موجودہ حالتوں کو بتاتی ہے۔ جس سے صرف مریض کو

فائدہ پہونچتا ہے کیونکہ اس سے مرض کی حقیقت اور ماہیت پر وقوف وعلم ہوجاتا ہے۔ اور گاہے پیدا ہونے والی حالتوں کو بتاتی ہے۔ جس سے طبیب اور مریض دونوں کو فائدہ پہونچتا ہے +

طبیب کو اس وجہ سے فائدہ پہونچتا ہے کہ وہ پیدا ہونیوالے واقعات سے مطلع کردیتا ہے جس سے اوسکی مہارت سمجھی جاتی ہے اور مریض کو اسوجہ سے فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ قبل از وقت اوس کی روک تھام کرسکتا ہے مترجم +

علامت کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ جو بدن کے مزاج کو بتاتے ہیں (۲) وہ جو بدن کی ترکیب (ساخت) کو بتاتے ہیں +

مزاج کی علامتیں (جس سے بدن کا مزاج معلوم ہوتا ہے) دس ہیں +

اوّل مَلْمَس (چھونے کا مقام مثلاً بدن) چنانچہ مَلْمَس (بدن۔ حرارت و برودت وغیرہ کے لحاظ سے) اگر معتدل شخص کے برابر ہو یعنی چھونے سے نہ گرمی معلوم ہو۔ نہ سردی تو اوسے معتدل سمجھنا چاہیے۔ اور اگر معتدل شخص کے مخالف ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ بدن اوس کیفیت کے لحاظ سے غیر معتدل ہے۔ جس سے معتدل شخص متاثر ہوا ہے +

غرض چھونے والا شخص معتدل ہونا چاہیئے۔ ورنہ اگر اوسکا ہاتھ مثلاً گرم ہے تو وہ گرمی سے متاثر نہ ہوگا۔ وعلیٰ ہذا اگر اوسکا ہاتھ سرد ہے تو وہ سردی سے متاثر نہ ہوگا۔ معتدل انسان اگر کسی کے بدن کو چھوکر نہ گرمی اور نہ سردی محسوس کرے تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ بدن نہ گرم ہے اور نہ سرد ہے بلکہ معتدل ہے۔ اور اگر گرمی یا سردی محسوس کرے تو سمجھنا چاہیئے کہ بدن گرم ہے یا سرد۔ مترجم +

دویم۔ گوشت سمین (پتلی چربی) شحم (موٹی چربی) ان سب چیزوں کی

کثرت رطوبت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور ان سب کی کمی خشکی کیوجہ سے۔ گوشت کی کثرت رطوبت و حرارت کی وجہ سے ہوتی ہے، اور سمین و شحم کی کثرت سردی وتری کی وجہ سے ہوتی ہے +

سوئم۔ بال (شعر) بالوں کی کثرت۔ انکا موٹا۔ گھونگروالے اور کالا ہونا گرمی وخشکی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور انکا برعکس ہونا (مثلاً بالوں کی کمی۔ انکا پتلا۔ سیدھا اور مثلاً سُرخ یا سفید ہونا) سردی وتری کی وجہ سے ہوتا ہے +

چہارم۔ بدن کی رنگت بدن کی سفیدی سردی اور بلغم کے غلبہ سے اور سُرخی گرمی اور خون کے غلبہ سے ہوتی ہے۔ اور سفیدی و سرخی کامرکب ہونا اعتدال حرارت و برودت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بدن کا گندمی رنگ ہونا گرمی کی وجہ سے۔ بدن کی زردی گرمی۔ اور غلبۂ صفرا کی وجہ سے، یا خون کی کمی سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ مرض سے اُٹھے ہوئے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ بدن کی سیاہی (یا نیلاپن) سردی کی زیادتی اور سودا کی وجہ سے ہوتی ہے +

پنجم۔ اعضاء کے ساخت کی حالت چنانچہ سینے اور رگوں کا فراخ اور ظاہر ہونا بنبض اور ہاتھ پاؤں کا بڑا ہونا۔ جوڑونکا ظاہر ہونا حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور انکے برعکس سردی کیوجہ سے

ششم۔ کیفیت انفعال یعنی بدن کا سردی و گرمی سے متاثر ہونا۔ چنانچہ جس کیفیت سے بدن جلد متاثر ہو، اسی کیفیت کے غلبہ کی دلیل ہے (مثلاً بعض لوگ سرد ہوا۔ سرد موسم اور سرد چیزوں سے زیادہ متاثر ہوتے اور ضرر پاتے ہیں۔ بعض لوگ گرم سے۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ سردی سے ضرر پانے والے سرد ہیں اور گرمی سے ضرر پانے والے گرم) +

ہفتم۔ بدن کے طبعی افعال | چنانچہ بدن کے کام اگر کامل اور پورے طور پر ہوں تو اعتدال کی دلیل ہے۔ اور اگر بدن کے افعال ناقص اور باطل ہوں تو سردی کی علامت ہے۔ اور اگر بدن کے افعال پریشان (مشوش) ہوں تو حرارت کی دلیل ہے۔ اگر افعال تیز ہوں تو گرمی کی اور سست ہوں تو سردی کی دلیل ہے +

افعال کے ناقص ہونے اور پریشان ہونے میں فرق ہے۔ کیونکہ نقصان کی صورت میں حرکت کم ہوتی ہے۔ اور افعال کے پریشان ہونے کی حالت میں حرکت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مگر وہ باقاعدہ نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بے ترتیب اور بے قاعدہ۔ اور حرارت سے حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے افعال کا پریشان ہونا حرارت کی دلیل ہے۔ اور نقصان برودت کی۔ مترجم +

ہشتم۔ بدن سے خارج ہونے والے فضول | (مثلاً پیشاب و پسینہ وغیرہ) چنانچہ اگر یہ فضول تیز بو اور سخت رنگین ہوں تو حرارت کی دلیل ہے۔ اور اس کے برعکس سردی کی +

نہم۔ نیند و بیداری | چنانچہ نیند کی کثرت سردی و تری کی وجہ سے اور بیداری کی کثرت گرمی و خشکی کی وجہ سے اور ان کا معتدل اور درمیانی حالت پر ہونا اعتدال کی وجہ سے ہوتا ہے +

دہم۔ انفعالات نفسانیہ | (مثلاً غم۔ غصہ۔ خوشی وغیرہ۔ جنکو پہلے حرکات نفسانی کہا گیا ہے) چنانچہ انکا قوی اور سخت ہونا (مثلاً سخت غصہ ہونا) انکا تیز ہونا (مثلاً جلد غصہ کا آنا) اور ان کی کثرت (مثلاً بار بار غصہ کا آنا) حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور انکا سست ہونا (مثلاً غصہ کا کم آنا

یا شکل سے خوشی کا پیدا ہونا) سردی کی وجہ سے ہوتا ہے اور انکا ثابت رہنا مثلاً غصہ کا قائم رہنا اور جلد نہ جانا) خشکی کی وجہ سے۔ اور انکا جلد زائل ہو جانا تری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بزدلی اور نامردی سردی اور ضعف قلب کی دلیل ہے۔ بیباکی، دلاوری (بہادری) جرأت (نڈر ہونا) اور سخت غصہ ور ہونا۔ گفتگو اور باتوں کی کثرت۔ گفتگو میں تیزی۔ اور نیز گفتگو کا مسلسل اور متصل ہونا حرارت کیوجہ سے ہوتا ہے۔ اور زیادہ حیاو وقار برودت کی وجہ سے ہوتا ہے +

مذکورہ علامات مزاج مفرد کے علامات ہیں جس میں فقط ایک ہی کیفیت بڑھ جاتی ہے۔ مترجم +

لیکن مزاج مرکب کے علامات (جس میں دو کیفیتیں زیادہ ہو جاتی ہیں) انہیں مذکورہ بالا مزاج مفرد کی علامتوں کے ملانے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ یہ مذکورۂ بالا علامتوں کی دس جنسیں خلقی (پیدائشی اور اصلی) مزاجوں کی تھیں، مگر عارضی مزاجوں میں بھی مذکورہ بالا علامتیں عارضی طور پر پیدا ہو جاتی ہیں (یعنی پیدائشی مزاجوں کی طرح ہمیشہ سے نہیں ہوتی ہیں) نیز یہ عارضی مزاج اس شخص کے لئے مُضرا اور تکلیف دہ ہوتا ہے (برخلاف ازیں پیدائشی مزاج اُس شخص کے لئے مُضر نہیں ہوتا ہے۔ جیساکہ کوئی شخص خلقتہً گرم مزاج پیدا کیا گیا ہو) +

چنانچہ اگر عارضی مزاج مادی ہو (یعنی اوس کے ساتھ کوئی مادہ اور خلط ہو) تو **صفراوی مزاج** کی علامتیں مندرجہ ذیل ہونگی۔ وخز (سوئی کی سی چبھن) نخس (کسی موٹی شے کی چبھن) بدن میں قدرے بوجھ +

وَخز اور نخس میں فرق یہ ہے کہ اول میں سوئی کی سی چبھن معلوم ہوتی ہے۔ اور نخس میں انگلی یا لکڑی کی سی چبھن۔ مترجم +

اور **دموی مزاج** (یعنی خونی مزاج) کی علامت یہ ہے کہ بدن میں بوجھ

سُرخی اور تمدد (تناؤ) نیز بدن پھولا ہوا (موٹا) ہوتا ہے۔ اور بلغمی مزاج میں بدن کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ پیاس کم لگتی ہے۔ تھوک۔ اُونگھ و پینک کی کثرت ہوتی ہے۔ بدن میں بوجھ زائد ہوتا ہے۔ اور سوداوی مزاج کی علامت یہ ہے کہ بدن میں نحل (خشکی) ہوتا ہے۔ نیند کم آتی ہے۔ بدن میں بوجھ ہوتا ہے مگر کم ✣

خواب بعض قسم کے خواب بھی بدن کے مواد کی نوعیت بتاتے ہیں (کہ بدن میں فلاں قسم کا مادہ ہے) چنانچہ خواب میں زرد شکلوں کا۔ آگ اور شعلوں کا دیکھنا صفراء کی دلیل ہے۔ اور سُرخ کا دیکھنا خون کی علامت ہے، اور پانی، اولوں اور بادل کی کڑک کا دیکھنا بلغم کی علامت ہے۔ اور سیاہ چیزوں کا دیکھنا، دھوؤں کا دیکھنا اور خوفناک اور ڈراؤنے خواب دیکھنا سوداء کی علامت ہے ✣

ہر ایک خلط کے غلبہ پر گاہے انسان کی عمر۔ اوسکا شہر۔ اوسکی عادتیں۔ اور موسم اور اس کے پچھلے تدابیر (مثلاً کھانا پینا وغیرہ) بھی دلالت کرتے ہیں ✣

چنانچہ جوانی میں علی العموم صفراء کا غلبہ ہوتا ہے۔ گرم شہروں میں مثلاً صفراء کی زیادتی ہوتی ہے۔ پانی میں کھڑے ہونے کی عادت بلغم کی دلیل ہے جیسا کہ اکثر دھوبیوں کی عادت ہوتی ہے۔ گرم موسم صفراء پیدا کرتا ہے۔ پچھلے تدابیر مثلاً گرم غذاؤں کا استعمال صفراء پیدا کرتا ہے، اسی طرح دوسری عمروں، شہروں، دوسری تدبیروں اور دوسری قسم کی عادتوں کو بھی قیاس کرلو۔ مترجم ✣

مذکورہ بالا تمام علامتیں مزاج سے تعلق رکھتی ہیں ✣

مگر امراض ترکیب کے علامات کی قسمیں تین ہیں (۱) **علامات جوہریہ** (یعنی وہ علامات جو اعضاء کے جوہر اور جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکے حالات اور عوارض سے تعلق نہیں رکھتے ہیں) مثلاً وہ علامات جو اعضاء کی خلقت (شکل وغیرہ) سے تعلق رکھتے ہوں (۲) **علامات عرضیہ** (یعنی وہ علامات جو اعضاء کے عوارض سے تعلق رکھتے ہوں۔ اونکے جوہر اور انکے افعال سے تعلق نہ رکھتے ہوں) مثلاً وہ علامات جو اعضاء کے جمال (خوبصورتی) سے تعلق رکھتے ہوں (۳) **علامات تمامیہ** (یعنی وہ علامات جو اعضاء کے کام اور افعال سے تعلق رکھتے ہوں) مثلاً وہ علامات جو اعضاء کے افعال سے سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ افعال اگر باقاعدہ ہوتے ہیں۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ پوری صحت ہے۔ اور اگر ناقص یا بالکل باطل ہوں تو سردی کی۔ یا اعضاء کی ساخت کے خراب ہو جانے کی دلیل ہے۔ اور اگر افعال پریشان ہوں (جسے علامت کی ساتویں قسم میں بیان کر چکے ہیں) تو حرارت کی علامت ہے *

جمال (خوبصورتی) کی دو قسمیں ہیں (۱) **جمال کسبی** (مصنوعی خوبصورتی) جو خواہ مخواہ کے تکلفات سے مثلاً عمدہ لباس پہننے سے کنگھی کرنے۔ بال جھاڑنے۔ صابون ملنے۔ غازہ لگانے سے حاصل ہوتا ہے (۲) **جمال حقیقی** (اصلی خوبصورتی) جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام اعضاء کی ہیئت اور مزاج نہایت بہتر حالت میں ہو۔ تمام اعضاء کی سج دھج نہایت باقاعدہ اور ڈیل ڈول پوری سجاوٹ پر ہو۔ مترجم *

علامتیں گاہے کسی خاص حالت (صحت یا مرض) کو بتلاتی ہیں مثلاً ورم کے علامات (درد گاہے (صحت و مرض کو نہیں بتاتی ہیں بلکہ) اوس حالت کے سبب کو بتاتی ہیں۔ مثلاً وہ علامتیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ورم خون کے

سبب سے پیدا ہوا ہے۔ اور گاہےؔ ہے اوس حالت کی جگہ اور اوسکا مقام بتاتی ہیں۔ مثلاً مرض ذات الجنبؔ[1] میں نبض کا بہت زیادہ منشاری ہونا یعنی آرہ کے دندانوں کے مانند ہونا اس امر کو بتاتا ہے کہ ورم کا مقام "حجاب حاجز" ہے (یعنی ورم کا مقام وہ پردہ ہے جو سینہ اور شکم کے مابین واقع ہے۔ اور جو تنفس کے لئے پھیپھڑے کو حرکت دیتا ہے) اور گاہےؔ ہے علامت اس حالت کے وقت کو بتاتی ہے (کہ مرض ابتدائی حالت میں ہے یا انتہائی میں) مثلاً وہ علامات جن سے پتہ چل جاتا ہے کہ مرض اپنے انتہا کے وقت میں ہے۔ اور گاہےؔ ہے علامتیں اُن حالتوں کو بتاتی ہیں جو کسی مرض میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً وہ علامتیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مرض اب "بحران" کی حالت میں ہے +

بحران اس وقت کو کہتے ہیں جبکہ مرض اور طبیعت کے درمیان (جو باہم دشمن ہیں) سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ اُس وقت مریض کی بُری حالت ہو جاتی ہے۔ بدن میں عظیم الشان تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ گویا بحران جنگ کا بڑا دن ہوتا ہے۔ مترجم +

اور گاہے ہے علامتیں انہیں مذکورہ بالا حالتوں کی خصوصیت بتاتی ہیں۔ مثلاً وہ علامتیں جن سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بحران (خصوصیت کے ساتھ) "اسہالی" ہے (یعنی بحران مرض کے مواد کو دستوں کی راہ خارج کر دیگا) +

بحران کی حالت میں جب مرض اور طبیعت کا مقابلہ ہوتا ہے۔ تو گاہے طبیعت مرض پر غلبہ پاکر اوس کے مواد کو بدن سے خارج کر دیتی ہو اور

[1] ذات الجنب یا پہلو کا ورم۔ اس میں ورم گاہے اوس جھلی میں ہوتا ہے جو پسلیوں کے اندر لگی ہوئی ہے اور گاہے پسلیوں کے گوشت میں اور گاہے حجاب حاجز میں ہوتا ہے +

مواد کے خارج ہونے کے رستے مختلف ہیں۔ دست، قے، پیشاب، پسینہ، نکسیر۔ ان تمام صورتوں سے مواد خارج ہو سکتے ہیں۔ مگر جب دستوں کے ساتھ خارج ہوتے ہیں تو اسے بحران اسہالی کہتے ہیں۔ مترجم
چونکہ نبض، قارورہ اور براز (پائخانہ) صحت و مرض کے عام علامات میں سے ہیں (یعنی یہ کسی خاص مرض اور کسی خاص حالت کی علامات نہیں ہیں۔ بلکہ عام علامات ہیں) اس لئے ان کا بیان بھی (اس مقام میں جہاں کلی اور عام بیانات لکھے جا رہے ہیں) ضروری ہے۔

بیان نبض

نبض شریانوں کی ایک خاص حرکت کا نام ہے جس میں شریانوں کی وضع بدلتی رہتی ہے۔ یعنی وہ پھیلتی اور سکڑتی رہتی ہیں (اس حرکت کو "حرکت وضعیہ" کہتے ہیں) شریانوں کی ان حرکات کی غرض روح کو سرد ہوا کے ذریعہ ٹھنڈک پہونچانا (تعدیل کرنا) اور روح کے گرم بخارات کو باہر نکالنا ہے۔

حرکت وضعیہ اس حرکت کو کہتے ہیں۔ جس سے حرکت کرنیوالے جسم کی وضع بدلتی رہے۔ مگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہے اور اُسکے مقام میں کوئی تغیر نہ ہو۔ مثلاً چکی کا چکر لگانا۔ اور آسمان کا گھومنا۔ اور **حرکت اینی** (یا حرکت مکانی) اس حرکت کو کہتے ہیں۔ جس سے حرکت کرنے والے جسم کا مکان بدلتا ہے۔ خواہ وہ ایک مکان سے منتقل ہو کر دوسرے مکان میں آ جائے۔ یا وہ اپنے ہی مقام میں قائم رہے۔ مگر مکان کی ہئیت بدل جائے۔ پہلی مثال چلنے پھرنے کی حرکت ہے۔ اور دوسری مثال

مکان کا تنگ ہو جانا اور فراخ ہو جانا ہے۔ نبض کی حرکت وضعی ہے یا اینی (مکانی)؟ اس میں اطبار کا اختلاف ہے۔ مصنف نے اسکو "وضعی" کہا ہے مگر اکثر حکمار نبض کی حرکت کو "اینی حرکت" کہتے ہیں۔ کیونکہ نبض کے سکڑنے اور پھیلنے کی حالت میں نبض کا مکان چھوٹا اور بڑا ہو جاتا ہے اور مکان کے چھوٹے اور تنگ ہونے اور بڑے اور فراخ ہونے میں اُسکی ہیئت بدل جاتی ہے۔ جسے ہم حرکت مکانی (اینی) کے سوا "حرکت وضعی" ہرگز نہیں کہہ سکتے کیونکہ حرکت وضعی میں شرط یہ ہے کہ مکان کی ہیئت نہ بدلے۔ مترجم +

نبض کی دس چیزیں صحت و مرض کی دلیل (علامت) بنتی ہیں (یعنی نبض میں دس چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ اور انہیں دس امور کا لحاظ کیا جاتا ہے) +

(۱) **مقدار** (یعنی نبض کی لمبائی۔ چوڑائی۔ اور گہرائی یا بلندی) چنانچہ نبض کی مقدار کے لحاظ سے نبض کی نو قسمیں ہیں (۱) **طویل** (لمبی۔ جو طبعی حالت سے زیادہ لمبی ہوتی ہے) (۲) **قصیر** (چھوٹی۔ جو طبعی حالت سے چھوٹی ہوتی ہے) (۳) **معتدل** (درمیانی۔ جو نہ زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ نہ زیادہ چھوٹی) (۴) **عریض** (چوڑی۔ جو طبعی حالت سے زیادہ چوڑی ہوتی ہے) (۵) **ضیق** (تنگ جو طبعی حالت سے زیادہ تنگ ہوتی ہے) (۶) **معتدل** (درمیانی۔ جو نہ زیادہ چوڑی اور نہ زیادہ تنگ ہوتی ہے) (۷) **مُشرِف** (بلند۔ جو طبعی حالت سے زیادہ بلند اور ابھری ہوئی ہوتی ہے) (۸) **مُنخفِض** (پست جو کم بلند ہوتی ہے) (۹) **معتدل** (درمیانی۔ جو نہ زیادہ بلند اور نہ زیادہ پست ہوتی ہے) +

اگر انہی مذکورہ بالا نو قسموں کو مرکب کیا جائے تو اس کی ستائیس قسمیں بنیں گی:

یعنی لمبائی - چوڑائی اور بلندی - ہر ایک کی تین قسمیں ہیں - اگر انہیں ہر ایک
ایک لیکر مرکب کیا جائے - تو ستائیس قسمیں بن جائیں گی - کیونکہ ساری قسمیں نو
ہیں اور نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس ہوتے ہیں - کیونکہ مثلاً
لمبی نبض یا چوڑی ہوگی یا تنگ ہوگی - یا درمیانی حالت میں ہوگی
یہ تین قسمیں بنیں - ان میں سے ہر ایک یا بلند ہوگی - یا پست ہوگی - یا درمیانی
حالت میں ہوگی - اس طور پر صرف **لمبی نبض** کی نو قسمیں بنتی ہیں - اسی طرح
چھوٹی نبض اور **معتدل نبض** کو بھی قیاس کرو جس سے ہر ایک کی نو
نو قسمیں بنیں گی - اور نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس بن جاوینگی - اگر
اس طرح بھی سمجھ میں نہ آوے تو اس جدول میں غور کرو +

جدول اقسامِ نبض مرکب (۲۷) بلحاظ مقدار

لمبی	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل	طویل
چوڑائی	عریض	عریض	عریض	ضیق (تنگ)	ضیق	ضیق	متوسط	متوسط	متوسط
اونچی	مشرف	پست منخفض	متوسط	مشرف	منخفض	متوسط	مشرف	منخفض	متوسط
چھوٹی	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر	قصیر
	عریض	عریض	عریض	ضیق	ضیق	ضیق	متوسط	متوسط	متوسط
	مشرف	منخفض	متوسط	مشرف	منخفض	متوسط	مشرف	منخفض	متوسط
	متوسط	متوسط	متوسط	متوسط	متوسط	متوسط	متوسط	متوسط	متوسط
	عریض	عریض	عریض	ضیق	ضیق	ضیق	متوسط	متوسط	متوسط
	مشرف	منخفض	متوسط	مشرف	منخفض	متوسط	مشرف	منخفض	متوسط

انہی ستائیس قسموں میں سے ایک نبض خاص قسم کی ہوگی جس میں لمبائی، چوڑائی اور بلندی تینوں زیادہ ہونگی (یعنی طویل۔ عریض۔ مشرف) اس قسم کا نام خاص ہے جسے **نبض عظیم** (بڑی) کہتے ہیں۔ اور اگر تینوں مقداریں کم ہوں (یعنی قصیر، ضیق، منخفض ہو) تو اوسے **نبض صغیر** (چھوٹی) کہتے ہیں +

(۲) کیفیت قرع (نبض کے ٹھوکر کی حالت۔ یعنی دوسری قسم میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ نبض کی ٹھوکر انگلی میں کیسی لگتی ہے) اس لحاظ سے نبض کی تین قسمیں ہیں (۱) **نبض قوی** (جس میں نبض انگلی میں زور سے ٹھوکر مارتی ہے) (۲) **نبض ضعیف** (جس میں وہ کمزور ٹھوکر لگاتی ہے) (۳) **نبض معتدل** (جس میں درمیانی حالت کی ٹھوکر لگاتی ہے) +

(۳) زمانۂ حرکت (اس تیسری قسم میں نبض کی حرکت کا زمانہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا ایک حرکت دیر میں ختم ہوتی ہے۔ یا جلدی) زمانۂ حرکت کے لحاظ سے بھی نبض کی تین قسمیں ہیں (۱) **سریع** (تیز۔ جس میں نبض جلد حرکت کرتی ہے) (۲) **بطی** (سُست۔ جس میں نبض دیر میں حرکت ختم کرتی ہے) (۳) **مُتوَسِط** (درمیانی) +

(۴) قوام آلہ (یعنی نبض کی سختی و نرمی) اس لحاظ سے بھی نبض کی تین قسمیں ہیں (۱) **صُلب** (سخت۔ جس میں نبض انگلی کے نیچے سخت معلوم ہوتی ہے) (۲) **لَیّن** (نرم) (۳) **متوسط** (درمیانی) +

(۵) زمانہ سکون (اس پانچویں قسم میں نبض کا وہ سکون دیکھا جاتا ہے، جو دو حرکتوں کے درمیان نبض کے ٹھہراؤ کے وقت معلوم ہوتا ہے) اس لحاظ سے بھی نبض کی تین قسمیں ہیں (۱) **مُتواتر** (پے در پے چلنے والی نبض۔ جس میں نبض سکون کم کرتی یا کم ٹھہرتی ہے اور جلد اس کی حرکت

شروع ہو جاتی ہے)، (۲) **مُتَفَاوِت** (ٹھہرنیوالی جس میں نبض زیادہ ٹھہرتی اور زیادہ سکون کرتی ہے)، (۳) **معتدل** (درمیانی)+

(۶) **شریان کی کیفیت** (گرمی و سردی) چھٹی قسم میں نبض کی گرمی و سردی دیکھی جاتی ہے، اس لحاظ سے بھی نبض کی تین قسمیں ہیں (۱) **حار** (گرم) (۲) **بارد** (سرد) (۳) **متوسط** (درمیانی)+

(۷) **نبض کی رطوبت** (ساتویں قسم میں نبض کے اندر کی رطوبت دیکھی جاتی ہے اس لحاظ سے بھی نبض کی تین قسمیں ہیں (۱) **ممتلی** (بھری ہوئی جس میں نبض کے اندر رطوبت زیادہ ہوتی ہے) (۲) **خالی** (جس میں نبض کے اندر یا بالکل رطوبت نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے) (۳) **متوسط** (درمیانی)+

(۸) **نبض کے حالات کا درست رہنا یا مختلف ہونا** (اس آٹھویں قسم میں نبض کے حالات دیکھے جاتے ہیں کہ آیا وہ ایک حالت پر رہتے ہیں یا بدلتے رہتے ہیں، چنانچہ اس لحاظ سے نبض کی دو قسمیں ہیں (۱) **مستوی** (جس میں نبض ایک حالت پر چلتی رہتی ہے) (۲) **مختلف** (جس میں نبض کی حالتیں مختلف ہوتی رہتی اور بدلتی رہتی ہیں)+

(۹) **نبض کے مختلف ہونے کی صورت میں اس کے نظم کا قائم رہنا یا نہ رہنا** (یعنی اس نویں قسم میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر نبض مختلف ہے تو اس کا اختلاف باقاعدہ طور پر اور منظم ہوتا رہتا ہے یا اس کا اختلاف بھی بے قاعدہ طور پر ہے اس لحاظ سے بھی نبض کی دو قسمیں ہیں (۱) **نبض مختلف منتظم** (جس میں نبض کے حالات ضرور بدلتے رہتے ہیں مگر باقاعدہ طور پر اور ایک انتظام کے ساتھ۔ مثلاً ایک نبض ہے جس کی ہر ایک پہلی ٹھوکر نرم اور دوسری ٹھوکر

سخت ہوتی ہے۔ اور اول سے آخر تک یہی نظم قائم رہتا ہے +

(۲) **نبض مختلف غیر منتظم** (جس میں نبض کے حالات بلا کسی نظام کے بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک نبض ہے جس کی کبھی تیسری ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے۔ کبھی دوسری کبھی دس ٹھوکروں کے بعد ایک ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے) +

تنبیہ۔ مگر اس نویں کا ایک علٰحدہ اور مستقل قسم شمار کرنا غلطی ہے۔ بلکہ نویں قسم دراصل آٹھویں قسم (مختلف) میں داخل ہے۔ اسلئے جو پہلے کہا گیا ہے کہ "نبض کی دس چیزیں صحت و مرض کی دلیل بنتی ہیں" بجائے اس کے نو کہنا صحیح ہے +

(۱۰) **وزن** (اس دسویں قسم میں نبض کا "وزن" دیکھا جاتا ہے۔ یعنی نبض کے حرکات و سکون کا باہمی مقابلہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً انبساط کا مقابلہ انقباض سے، یا حرکت کا مقابلہ سکون سے۔ غرض وزن سے مراد یہاں "بوجھ" نہیں ہے۔ بلکہ باہمی "مقابلہ کرنا" مراد ہے) وزن کے لحاظ سے نبض کی دو قسمیں ہیں (۱) **حَسَنُ الوزن** (اچھے وزن کی نبض: جو عمر وغیرہ کے لحاظ سے بالکل درست ہوتی ہے) +

(۲) **سَیِّئُ الوزن** (بُرے وزن کی نبض۔ جسکا وزن عمر وغیرہ کے لحاظ سے غیر طبعی اور خراب ہوتا ہے) +

نبض "سی الوزن" کی پھر تین قسمیں ہیں (۱) **مُجاوِزُ الوزن** (جس میں کسی عمر کی نبض کسی قریب عمر کی نبض کے مانند ہو جائے) مثلاً بچوں کی نبض جوانوں کی طرح چلنے لگے (یا جوانوں کی نبض بوڑھوں کی طرح چلنے لگے) +

(۲) **مُبایِنُ الوزن** (جس میں کسی عمر کی نبض دور کی عمر کے نبض کی طرح ہو جائے)

مثلاً بچوں کی نبض بوڑھوں کی نبض کے مانند ہو جائے۔ یا بوڑھوں کی بچوں کی مانند ہو جائے۔

(۳) **خارج الوزن** جس میں نبض اس قدر بدل جاتی ہے کہ کوئی عمر کی نبض کے ساتھ مشابہ نہیں رہتی ہے۔ چنانچہ یہ آخری قسم سب سے زیادہ ردی اور بُری ہوتی ہے (کیونکہ اس میں طبعی حالت سے نبض بہت زیادہ دور ہو جاتی ہے) +

اسباب نبض | نبض کی قسموں کی تفصیل کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان قسموں کے اسباب بیان کئے جائیں (کہ یہ قسمیں کس وقت کس وجہ سے پائی جاتی ہیں) +

یہ سب کو معلوم ہے کہ نبض کی غرض (ضرورت و حاجت) کیا ہے؟ حرارت غریزی (اور روح) کو ٹھنڈک پہونچانا اور تعدیل کرنا ہے۔ اس لئے جب گرمی بڑھ جاتی ہے۔ اور گرمی کے بڑھنے سے نبض کی ضرورت بڑھ جاتی ہے تو اس وقت نبض کی لمبائی۔ چوڑائی وغیرہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور **نبض عظیم** (بڑی) چلنے لگتی ہے۔ مگر نبض کے عظیم ہونے میں یہ شرط ہے کہ شریان سخت نہو۔ بلکہ نرم ہو۔ اور نرم ہونے کی وجہ سے وہ خوب پھیل سکے۔ نیز قوت بھی قوی ہو (جو شریان میں حرکت پیدا کرتی ہے) +

اگر گرمی کی اس درجہ شدت ہو کہ نبض کے عظیم ہو جانے کے باوجود بھی نبض کی حاجت (تعدیل) پوری نہو۔ تو نبض عظیم ہو جانے کے باوجود **سریع** (تیز رفتار) ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے بھی حاجت زیادہ ہو تو عظیم اور سریع ہونے کے باوجود **متواتر** ہو جاتی ہے۔ یعنی سکون کم کرنے لگتی ہے + اور اگر شریان سخت ہو۔ اور سختی کی وجہ سے زیادہ نہ پھیل سکے۔ تو اس صورت

میں نبض عظیم نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ سریع (تیز) ہو گی۔ اور تیزی کے ساتھ صغیر (چھوٹی) ہو گی۔ اگر اس سے کام نہ چل سکے گا۔ تو نبض "متواتر" بھی ہو جائے گی ✦

اور اگر قوت کمزور ہو تو نبض نہ عظیم ہو سکتی ہے اور نہ سریع، بلکہ متواتر ہو جاتی ہے (یعنی اپنا سکون کم کر دیتی ہے) نیز اس حالت میں صغیر (چھوٹی) ہوتی ہے۔ اور اُس حالت سے زیادہ چھوٹی ہوتی ہے۔ جو شریان کے سخت ہونے کی حالت میں ہوتی ہے ✦

یاد رکھو کہ نبض سریع (تیز) اور متواتر میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ سریع میں صرف حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ اور متواتر میں خواہ حرکت تیز ہو یا سُست۔ سکون کا زمانہ جو دو حرکتوں کے درمیان ہوتا ہے۔ تھوڑا ہو جاتا ہے یعنی حرکت کے بعد نبض جتنی دیر کے لئے رکتی، وہ آرام کرتی ہے۔ متواتر ہونے کی حالت میں کم رکتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ نبض کے سریع ہونیکے لئے یعنی حرکت کے تیز ہونے کے لئے قوت کی ضرورت ہے۔ مگر متواتر کے لئے قوت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ علی العموم متواتر "ضعف" ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ضعف کی وجہ سے نہ نبض عظیم (بڑی) ہو سکتی ہے اور نہ تیز ہو سکتی ہے۔ اس لئے نبض کی ضرورت شدید ہو جاتی ہے، اور وہ ضرورت اس طور پر پوری ہوتی ہے کہ نبض اپنا آرام کم کر دیتی ہے۔ تاکہ اسکا تدارک ہو جائے۔ مترجم ✦

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود قوت کے قوی ہونے کے نبض صغیر (چھوٹی) ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قوت (جو نبض کو چلاتی ہے) غذا کی کثرت یا بدنی مواد کی کثرت سے دب جاتی ہے۔ اگرچہ فی الحقیقت

وہ قوی ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی مرض کی نوبت (باری) کے شروع اور آمد آمد کے وقت نبض صغیر ہو جاتی ہے (اور جیسا کہ کھانا کھانے کے بعد نبض صغیر ہو جاتی ہے)۔ رطوبت کی وجہ سے نبض لَیِّن (نرم) ہوتی ہے، اور خشکی کی وجہ سے صُلب (سخت) ہوتی ہے +

بعض قسم کے بحران میں بھی نبض گاہے سخت ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ (بحران کی حالت میں) مرض کے مواد کسی راستے سے خارج ہونے کے لیے اوس طرف دفع ہوتے ہیں۔ جس سے شریان اوسی طرف کو کھینچ جاتی ہے اور اس تناؤ سے نبض سخت ہو جاتی ہے +

نبض کے مختلف ہونے کی وجہ مواد کا بوجھ ہوتا ہے (جس سے قوت دب جاتی ہے اور باقاعدہ حرکت نہیں دے سکتی ہے) یا اس کی وجہ نہایت کمزوری ہوتی ہے (جس سے اس کی باقاعدگی جاتی رہتی ہے) اگر یہ دونوں سبب نہایت شدید ہوں۔ تو نبض کے اختلاف کا نظم بھی جاتا رہتا ہے۔ اور نبض کا وزن بھی خراب ہو جاتا ہے (ورنہ نبض اگرچہ مختلف ہوتی ہے۔ مگر مختلف منتظم (بانظم) ہوتی ہے) +

مخصوص نبضیں | نبض کی چند قسموں کے خاص نام ہیں۔ جن کی طرف اشارہ کرنا ہمیں ضروری ہے۔ ان نام والی نبضوں میں سے **نبض عظیم** اور **نبض صغیر** بھی ہے جنہیں ہم ذکر کر چکے ہیں +

نبض منشاری | (آرہ کے دنداوں کے مانند نبض) وہ تیز متواتر اور سخت نبض ہے۔ جس کے اجزا مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ اجزا بلند اور کچھ پست۔ بعض اجزا پہلے حرکت کرتے ہیں۔ اور بعض پیچھے بعض اجزا سخت ہوتے ہیں۔ اور بعض نرم +

نبض مَوجی (دریا کی موج کے مانند) نبض منشاری کے مانند ہوتی ہے۔ مگر موجی اُس کی نسبت زیادہ نرم ہوتی ہے +

نبض دُودی (کیڑے کے مانند) نبض دودی موجی کے مانند ہوتی ہے مگر دودی صغیر (چھوٹی) ہوتی ہے +

نبض نَملی (چیونٹی کے مانند) نملی نبض دودی کے مانند ہوتی ہے۔ لیکن نملی زیادہ چھوٹی۔ زیادہ متواتر اور زیادہ ضعیف ہوتی ہے +

نبض ذَنَبُ الفار (چوہے کی دم کے مانند) وہ نبض ہے جو چھوٹی مقدار سے بڑی مقدار کی طرف جاتی ہے۔ یا بڑی مقدار سے چھوٹی مقدار کی طرف آتی ہے۔ اور پھر پہلی مقدار کی طرف یا پہلی حالت کی طرف لوٹ آتی ہے۔ اور گاہے ایسا ہوتا ہے کہ پہلی مقدار تک نہیں پہونچتی ہے بلکہ اس مقدار تک پہونچنے سے پہلے ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہ ردی ہے۔ کیونکہ اس سے قوت کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے +

(شکل نبض ذنب الفار)

نبض لوٹتے ہوئے یہیں تک رک گئی ہے۔ مترجم

نبض مِطرَقی (ہتوڑہ کی ٹھوکر کے مانند) وہ نبض ہے جو انگلی میں ٹھوکر مارتی ہے اور قبل اس کے کہ ٹھوکر مار کر پورے طور پر لوٹے کہ ایک دوسری ٹھوکر اور مارتی ہے +

جسطرح اگر ہم ہتوڑہ لوہے پر مارتے ہیں۔ تو خود بخود دُم ٹھکر لوہے پر ایک دَ

ٹھوکر لگاتا ہے جو پہلی ٹھوکر سے کمزور ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس نبض کا نام ہتوڑہ کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ مترجم +

نبض ذُوالفترہ (ٹھہرنے والی نبض) وہ نبض ہے کہ جہاں حرکت اور ٹھوکر کی اُمید اور توقع ہوتی ہے۔ وہاں نبض غیر معمولی طور پر رُک جاتی ہے +

مثلاً انگلیوں کے نیچے نبض تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ترتیب وار حرکت کرتی ہوئی محسوس ہوا کرتی ہے۔ مگر اس خاص قسم میں یہ ترتیب بدل جاتی ہے چنانچہ حرکت کے بجائے ایک لمحے کے لئے نبض رُک کر پھر چلنے لگتی ہے۔ مترجم +

نبض واقع فی الوسط (بیچ میں حرکت کرنے والی نبض) وہ نبض ہے کہ اس میں جہاں پر سکون کی اُمید اور توقع ہوتی ہے وہاں حرکت ہوجاتی ہے +

یعنی نبض کی باقاعدگی اور ترتیب یہ ہے کہ حرکت کے بعد کسی قدر ٹھہرتی ہے پھر حرکت کرتی ہے یعنی دو حرکتوں کے درمیان سکون ہوتا ہے۔ مگر اس نبض واقع فی الوسط میں یہ ہوتا ہے کہ سکون کے وقت ایک غیر معمولی حرکت ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکا نام بیچ میں حرکت کرنیوالی رکھا گیا ہے +

فرق نبض مطرقی اور واقع فی الوسط میں فرق یہ ہے کہ مطرقی میں دوسری ٹھوکر پہلی ٹھوکر کے مکمل اور ختم ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔ اور واقع فی الوسط میں مکمل ہونے کے بعد۔ مترجم +

بیان قارورہ (بول)

بول یعنی پیشاب وہ رقیق فضلہ ہے جو گردوں سے مترشح ہوکر دو نالیوں کے ذریعہ مثانہ میں جمع ہوتا ہے۔ اور مثانہ سے پیشاب کی نالی کی راہ

خارج ہوتا ہے۔ گردے میں جب خون پہنچتا ہے تو خون سے چند رقیق مواد اور مائیت (خون کے پانی) کو جذب کر کے علیحدہ کر دیتے ہیں اور مثانہ کی طرف روانہ کر دیتے ہیں + ایک تندرست جوان میں ۲۴ گھنٹے کے اندر بالاوسط پونے دو سیر پیشاب نکلتا ہے۔ مترجم +
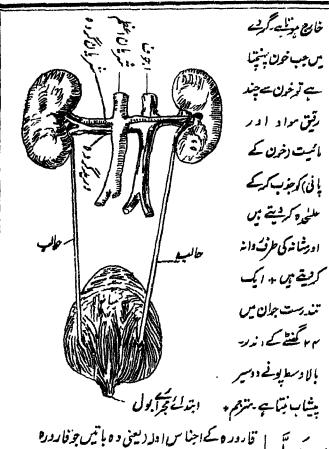
اجناسِ ادِلّہ قارورہ کے اجناس ادلہ (یعنی وہ باتیں جو قارورہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ اور جن سے حالاتِ بدن معلوم ہوتے ہیں) سات ہیں: رنگ۔ قوام۔ صفائی و کدورت۔ بو۔ جھاگ (کف) رسوب (تہ نشین)۔ مقدار +

(۱) **رنگ**۔ رنگ کے پانچ اصول (قسمیں) ہیں۔ زرد۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ سفید +

(**الف**) زرد (صفر) زرد قارورہ کی چند قسمیں ہیں - تبنی (بھوسی کے رنگ کا یعنی اگر بھوسا پانی میں بھگو یا جائے تو جو رنگ پانی کا ہو گا۔ وہی رنگ

تبنی قارورہ کا ہوگا) ایسا قارورہ سردی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ **اُترُجی**[۳]
(اُترج یا تُرنج کے رنگ کا) ایسا قارورہ اعتدال اور صحت کی وجہ سے ہوتا ہے
اَشقَر[۱] (اشقروہ قارورہ ہے جس میں زردی اور قدرے سُرخی ہوتی ہے)
نارنجی (نارنگی کے رنگ کا قارورہ) **نارِی**[۵] (آگ کے رنگ کا قارورہ)
اَحمَر نَاصِع (شوخ یا زعفرانی سُرخی والا قارورہ) یہ سب کے سب درجہ بدرجہ
گرمی کی وجہ سے ہوتے ہیں (یعنی اشقر میں حرارت کم۔ اس سے زیادہ نارنجی
میں۔ اس سے زیادہ ناری میں اور اس سے زیادہ احمر ناصع میں) ہوتی
ہے) ٭

(**ب**) **سُرخ** (احمر) سُرخ قارورہ کی چند قسمیں ہیں: **اَصْہَب**[۶] (وہ
قارورہ جس میں تھوڑی سی سُرخی سفیدی مائل ہوتی ہے)۔ **وَرْدِی**[۷] (گلابی
قارورہ) **اَحمَر قَانِی** (وہ قارورہ جو نہایت سُرخ اور قدرے سیاہی مائل ہو)
اَحمَر اَقتم (وہ سُرخ قارورہ جو زیادہ سیاہی مائل ہو) یہ سب اقسام
غلبۂ خون اور زیادتی حرارت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور گاہے سردی کے
ساتھ بھی قارورہ سُرخ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مرض فالج میں اور مرض **سُوءُ القِنیہ**
میں (جس میں جگر کمزور ہوجاتا ہے۔ اور وہ استسقاء کا مقدمہ سمجھا جاتا ہے
قارورہ سُرخ ہوجاتا ہے) ان مرضوں میں قارورہ اس وجہ سے سُرخ ہوتا ہے
کہ پانی سے خون کم جُدا ہوتا ہے (یعنی پانی سے خون جدا کرنے والی قوت
کمزور ہوجاتی ہے۔ اس لئے وہ خون پانی کے ساتھ ملا ہوا پیشاب کے ساتھ
خارج ہوکر قارورہ کو سُرخ بنا دیتا ہے) یا قارورہ کبھی کسی ایسے درد کی وجہ
جو پیشاب کے اعضاء۔ گردہ۔ مثانہ کے آس پاس ہوتا ہے۔ سُرخ ہوجاتا ہے
جیسا کہ مرض قولنج میں (اس وجہ سے قارورہ سُرخ ہوجاتا ہے۔ کہ قولنج میں

[illegible]

آنتوں کے درد کی طرف طبیعت متوجہ اور مشغول ہو جاتی ہے۔ جس سے اس مقام میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور اسی کے پاس گردے ہوتے ہیں۔ جو پیشاب بنایا کرتے ہیں۔ اس گرمی سے صفراء و خون وغیرہ کھنچکر آتے ہیں۔ جو پیشاب میں ملکر اسے سُرخ کر دیتے ہیں) +

ناری بول۔ یعنی آگ کے رنگ کا قارورہ سُرخ کی نسبت زیادہ حرارت کو بتلاتا ہے۔ کیونکہ (ناری قارورہ صفراء کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور سُرخ قارورہ خون کی وجہ سے اور) صفراء خون کی نسبت زیادہ گرم ہوتا ہے +

(ج) **سبز** (اخضر) سبز قارورہ کی چند قسمیں ہیں: **فستقی** (پستہ کے رنگ کا)، **نیلنجی**[ن] (نیلے رنگ کا) یہ دونوں سردی کی وجہ سے ہوتے ہیں جو مواد کو جما دینے والی ہے +

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ گرمی اجسام کو پگھلا دیتی ہے، اور سردی جما دیتی ہے اور جب کوئی جسم اور اُس جسم کے اجزاء جم جاتے ہیں۔ تو وہ کثیف ہو جاتے ہیں اُن میں روشنی نہیں گھس سکتی ہے۔ اس لئے وہ نہ سفید رہتے ہیں اور نہ وہ سُرخ وغیرہ، بلکہ سیاہ نظر آتے ہیں۔ کیونکہ سارے رنگ روشنی اور شعاع کے نفوذ کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ صرف سیاہی ہے جو شعاع کے نہ نفوذ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مترجم +

اور یہی دونوں مذکورہ بالا قسمیں بچوں میں فالج یا تشنج پیدا ہونے کی خبر دیتی ہیں۔ **زنجاری** (زنگار کے رنگ کا قارورہ جو سفیدی مائل سبز ہوتا ہے) **کراثی** (گندنا کے رنگ کا قارورہ جو گندنا کے مانند سبز ہوتا ہے) یہ دونوں قسم کے قارورے نہایت تیز حرارت کی وجہ سے، جو اخلاط کو جلا دیتی ہے، پیدا ہوتے ہیں +

ن۔ نیلجی

(۵) **سیاہ** (اَسْوَدْ) قارورہ گاہے (غلبۂ حرارت اور) سوداء کے جل جانے سے سیاہ ہوجاتا ہے اور گاہے (غلبۂ سردی اور) مواد کے جم جانے سے ہوجاتا ہے (جیساکہ قارورہ کی سبزی میں گذر چکا ہے) **پہلی صورت** میں سیاہی کے ساتھ زردی ہوتی ہے اور قارورہ کے سیاہ ہونے سے پہلے قارورہ میں بو تیز ہوتی ہے۔ اور دوسری صورت میں سیاہی کے ساتھ نیلا پن ہوتا ہے۔ اور بُو بالکل نہیں ہوتی۔ یا کسی سوداوی مادہ کی (جوکہ سیاہ ہوتا ہے) حرکت اور اس کے خارج ہونے کی وجہ سے قارورہ سیاہ ہوجاتا ہے۔ جیساکہ بحران کی حالت میں رگاہے سوداوی امراض کے مواد قارورہ کی راہ خارج ہوکر اسے سیاہ کردیتے ہیں) یا کسی ایسی چیز کے کھانے کی وجہ سے قارورہ سیاہ ہوجاتا ہے جو قارورہ کو سیاہ رنگ سے رنگین کردیتا ہے۔ مثلاً شراب سیاہ +

(۶) **سفید** (اَبْیَض) سفید قارورہ کی دو قسمیں ہیں (۱) **اَبْیَض حقیقی** (سچا اور واقعی سفید) جسکا رنگ دودھ کے مانند سفید ہوتا ہے۔ ایسا قارورہ غلبۂ بلغم اور غلبۂ سردی پر دلالت کرتا ہے یا اس پر دلالت کرتا ہے کہ شحم (موٹی چربی) یا سمین (پتلی چربی) پگھل رہی ہے۔ یا اصلی (یعنی منی کے) اعضا پگھل کر خارج ہورہے ہیں۔ جیساکہ تپ دق کے آخر میں ہوتا ہے (چونکہ یہ سب اعضا سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس لئے قارورہ بھی سفید ہوجاتا ہے) (۲) **اَبْیَض مُشِفّ** (شفاف قارورہ۔ جس میں کوئی رنگ نہیں ہوتا ہے۔ یہ حقیقت میں سفید نہیں ہوتا ہے، بلکہ) اسے مجازؔ[1] کے طور پر سفید کہدیتے ہیں۔ ایسا قارورہ اس امر کو بتلاتا ہے کہ پانی میں (یعنی پیشاب میں یا اس پانی میں جسے اس شخص نے پیا ہے) بالکل کوئی تصرف و عمل نہیں ہوا ہے، ایسا قارورہ بُرا ہوتا ہے، اور نُضج سے

---

[1] کوئی لفظ جبکہ اپنے اصل معنوں میں بولا جاتا ہے۔ تو اسے حقیقت کہتے ہیں ورنہ مجاز۔ مترجم

(یعنی مواد کے پکنے سے) نا اُمید کر دیتا ہے۔ یا اِس قسم کا شفاف اور بے رنگ قارورہ سدوں کی علامت ہوتا ہے (یعنی یہ بتلاتا ہے کہ پیشاب کی نالیاں اور اُس کے راستے بند ہیں) جو اُن مواد اور اجزار کو نفوذ کرنے سے روک دیتے ہیں، جو پیشاب کو رنگا کرتے ہیں +

(۲) **قوام** (قارورہ کا گاڑھا پن یا پتلا پن)، چنانچہ **رقیق** (پتلا) قارورہ یا نضج کے نہ ہونے کی وجہ سے (یعنی مواد نہ پکنے کی وجہ سے) ہوتا ہے۔ علی الخصوص بچوں میں پتلا قارورہ نضج نہ ہونے ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، اور بچوں میں ایسا قارورہ زیادہ بُرا ہے۔ کیونکہ بچوں کا طبعی پیشاب زیادہ غلیظ ہوتا ہے۔ یا قارورہ سدّوں کی وجہ سے رقیق ہوتا ہے (جو راستوں کو بند کرکے غلیظ اجزار کو نفوذ نہیں کرنے دیتا ہے) یا زیادہ پانی پینے سے ہوتا ہے، اور **غلیظ** قارورہ یا نضج نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے (جس سے غلیظ مواد پکنے اور معتدل القوام ہونے کے بغیر قارورہ کے ساتھ خارج ہوجاتے ہیں) یا کسی ایسے مواد کے پکنے کی وجہ سے قارورہ غلیظ ہوجاتا ہے۔ جو نہایت غلیظ ہوتے ہیں (ایسے غلیظ مواد پکنے اور نضج پانے کے بعد بھی زیادہ رقیق اور معتدل القوام نہیں ہوسکتے ہیں۔ بلکہ غلیظ ہی رہتے ہیں۔ جو قارورہ کے ساتھ خارج ہوکر اسے غلیظ کر دیتے ہیں) +

فرق۔ غلیظ قارورہ کی ان دونوں قسموں میں (یعنی اس غلیظ قارورہ میں جو نضج نہ ہونے سے اور اس میں جو غلیظ مواد کے نضج سے ہوتا ہے) فرق یہ ہے کہ اس سے پہلی حالت دیکھیں۔ اگر اس سے پہلے قارورہ نہایت غلیظ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ نضج مواد غلیظ کی وجہ سے ہے (ورنہ عدم نضج کی وجہ سے) اور **معتدل القوام** قارورہ نضج مواد کی وجہ سے ہوتا ہے +

نضج (مواد کا پکنا) اصطلاح میں مواد کے پکنے کو کہتے ہیں۔ جس سے مواد اگر رقیق ہیں۔ تو غلیظ۔ اور اگر غلیظ ہیں۔ تو رقیق ہو جاتے ہیں۔ غرضکہ نضج سے مواد بآسانی خارج ہو جانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ مترجم +

(۳) صفائی و کدورت (پیشاب کا صاف یا گدلا ہونا)۔ **صاف پیشاب** نضج کی اور مواد کے سکون (ٹھراؤ) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور **گدلا پیشاب** نضج کے نہ ہونے اور مواد کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ نضج سے قارورہ کا قوام برابر اور ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور گاہے گدلا پیشاب قوتوں کے زائل ہو جانے سے، یا اندرونی ورم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور کَدَرِ مُنتشر (یعنی وہ گدلا پیشاب جس کے کدر اجزاء تمام قارورہ میں پھیلے ہوں۔ اِس امر کی خبر دیتا ہے کہ دردِ سر موجود ہے، یا قریب ہی ہونے والا ہے (کیونکہ ایسا قارورہ مواد کے جوش سے ہوتا ہے جس سے بخارات سر پر چڑھکر دردِ سر پیدا کرتے ہیں) +

فرق۔ گاڑھے اور گدلے قارورہ میں فرق یہ ہے کہ گاڑھے میں قارورہ کا قوام بالکل ٹھیک اور برابر ہوتا ہے۔ (اور مکدر میں قوام مختلف ہوتا ہے) نیز غلیظ قارورہ گاہے سفیدی بیضہ کے مانند صاف گاڑھا ہوتا ہے۔ (گدلا نہیں ہوتا) +

(۴) **قارورہ کی بُو (رائحہ)** سخت بدبودار پیشاب مواد کے زیادہ سڑانڈ (عفونت) کی وجہ سے، یا پیشاب کے راستوں کے گندہ زخموں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ گندہ زخموں کی وجہ سے بدبو اسی وقت ہوتی ہے۔ جبکہ قارورہ میں نضج ہو (یعنی قارورہ کے اجزاء معتدل القوام ہوں۔ جس سے

نضج سمجھا جاتا ہے) اور قارورہ میں بو کا بالکل نہ ہونا مواد کے جمے ہوئے ہونے اور کچے ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے (یہ دونوں باتیں سردی سے ہوتی ہیں) گاہے پیشاب میں بُو کا بالکل نہ ہونا قوتوں کے زائل ہونے کو بتلاتاہے۔ اور بو کا درمیانی حالت پر ہونا نضج اور مواد کے پکنے کی وجہ سے ہوتا ہے +

(۵) **قارورہ کا جھاگ** (زَبَد) قارورہ میں جھاگ کا زیادہ ہونا۔ ان کا بڑا بڑا ہونا۔ انکا دیر میں ٹوٹنا غلیظ اور لیسدار مواد کی موجودگی کی علامت ہے اسی وجہ سے گردوں کے امراض میں یہ بُرا ہے۔ اور مرض کے دراز ہونے کی خبر دیتا ہے (کیونکہ غلیظ اور لیسدار مواد دیر میں نضج پاتے ہیں اور دیر میں انکے امراض زائل ہوتے ہیں) +

(۶) **قارورہ کا رسوب** (قارورہ کے وہ اجزاء جو پانی سے ممتاز اور جدا نظر آتے ہیں رسوب کہلاتے ہیں۔ خواہ قارورہ کی تہ میں ہوں۔ یا درمیان میں یا اوپر تیرتے ہوئے ہوں۔) رسوب **محمود** (یعنی وہ رسوب جو مواد کے اچھی طرح پکنے پر دلالت کرتا ہے) وہ ہے جو چکنا ہو (کھردرا نہ ہو) رنگ میں سفید ہو۔ تو اَم میں برابر اور ٹھیک ہو۔ اُس کے اجزاء اکٹھے ہوں + یہی **رسوب محمود** اگر قارورہ کی تہ میں بیٹھا ہوا ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ اسکے بعد وہ بہتر ہے جو قارورہ کے بیچ میں **مُعَلّق** (لٹکا ہوا) نظر آرہا ہو۔ اسکے بعد وہ ہے جو قارورہ کی بالائی سطح پر نظر آرہا ہو۔ جسے **غَمام** (ابر) کہتے ہیں + **رسوب ردی** (بُرے قسم کے رسوب) مندرجہ ذیل ہیں: **اشقر** (قدرے سُرخی مائل زرد رنگ کا رسوب) **کَمِد** (نیلے رنگ کا رسوب)۔ **اَسوَد** (سیاہ رنگ کا)۔ **نُخالی** (بھوسی کی مانند)۔ **قشوری** (چھلکوں کے مانند)

خراطی (بڑھئی کے رندے کے کھراد کے مانند) صفائحی (چوڑے چوڑے کاغذ کے ٹکڑوں کے مانند)۔

پہلے تین قسم کے رسوب خلطوں سے اور پچھلے چار قسم کے رسوب اعضاء کے چھل جانے اور ان کے اجزاء کے علیحدہ ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اصلی اعضاء کے جدا شدہ اجزاء کو "رسوب خراطی" کہتے ہیں۔ اگر یہی چوڑے ہوں تو صفائحی، ورنہ قشوری کہتے ہیں۔ مترجم

مذکورہ بالا پہلے قسم کے رسوب میں سب سے بہتر وہ رسوب ہے جو قارورہ کی تہ میں بیٹھا ہوا ہو۔ پھر وہ جو معلق (لٹکا ہوا) ہو۔ پھر غمام (جو سطح قارورہ پر تیر رہا ہو)۔ ہاں اگر یہی رسوب ردی ریاح کی وجہ سے تیر رہا ہو یا معلق ہو تو وہ بھی تہ نشین رسوب کے مانند بہتر ہی سمجھا جائیگا۔

اور اچھے قسم کے رسوب میں سب سے بہتر وہی تھا۔ جو تہ نشین ہو۔ پھر معلق۔ پھر غمام۔ مترجم۔

اور قارورہ میں رسوب کا بالکل نہ ہونا نضج کے نہ ہونے یا شدت نضج کے ہونے یا مواد کے کم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ علاوہ بریں تندرستوں، لاغروں اور خصوصاً ریاضت و مشقت کرنے والوں میں رسوب کم۔ اور آرام پسند بڈھوں میں زیادہ۔ کیونکہ تندرست لوگ علی العموم ایسے مواد سے خالی ہوتے ہیں جو نضج پاکر خارج ہوں۔

فرق۔ رسوب مِدّی (پیپ) اور رسوب یعنی قارورہ کی پیپ) اور بلغم خام میں فرق یہ ہے کہ پیپ میں بدبو ہوتی ہے۔ اس کے خارج ہونے سے پہلے (کہیں) درد و رم ہوتا ہے۔ پیپ آسانی سے اکٹھی ہوسکتی اور پھیل سکتی ہے۔

(۷) **مقدار بول** (پیشاب کی مقدار) پیشاب کی مقدار کی زیادتی زیادہ پانی پینے سے یا (اعضاء وغیرہ کے) پگھلنے سے یا مواد کے خارج ہونے سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ بحران میں ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اسکے ساتھ ہی قوتیں قوی ہوں۔ اور اس کے بعد راحت و آرام آئے ⁂

اگر قارورہ بُرا اور ردی ہو تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ زیادہ مقدار میں خارج ہو۔ (یعنی بدن سے تقریبًا بالکل نکل جائے، جس سے معلوم ہوگا کہ قوت کمزور نہیں ہے) ⁂

قارورہ کی مقدار کی کمی اس امر کو بتلاتی ہے۔ کہ بدن کی رطوبتیں (پسینہ وغیرہ کے راستے) زیادہ تحلیل ہوگئی ہیں۔ یا زیادہ فنا اور معدوم ہوگئی ہیں۔ یا پیشاب کے راستے بند ہیں۔ یا دست جاری ہیں ⁂

پیشاب کی مقدار کی نہایت کمی باوجود تحلیل کے کم ہونیکے (یعنی باوجود زیادہ پسینہ نہ آنے۔ اور باوجود زیادہ حرکت وغیرہ نہ کرنے اور زیادہ گرم نہ ہونے کے) مرض استسقاء کی خبر دیتی ہے (جس میں سارا پانی پیٹ میں جمع ہوا کرتا ہے۔ یا تمام بدن میں پھیل کر تمام اعضاء کو پھلا دیتا ہے) ⁂

بیان براز (پاخانہ)

براز۔ یا پاخانہ وہ غلیظ فضلہ ہے جو معدہ اور آنتوں کے ہضم کے بعد معاء مستقیم کی راہ خارج ہوتا ہے۔ جو غذا ہم کھاتے ہیں۔ اُسکے غذائی اجزاء معدہ اور آنتوں سے جذب ہو کر بدن میں چلے جاتے ہیں۔ اور فضلات بتدریج نیچے اترتے چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس قدر نیچے اترتے جاتے ہیں اسی قدر غلیظ ہوتے جاتے

ہیں اور باِلآخر معاءِ مستقیم میں پہونچکر تقریباً خشک ہوجاتے ہیں۔ پائخانہ معاءِ مستقیم میں غیر معین مدت تک رہتا ہے۔ جو مستقیم اور عضلاتِ شکم کے سکڑنے سے خارج ہوتا ہے + شب و روز میں ایک تندرست جوان کے اندر پائخانہ تقریباً پندرہ بیس تولہ تک بنتا ہے۔ جس میں غذاء کے اختلاف سے کمی و بیشی ہوا کرتی ہے۔ پائخانہ کے اندر غذاء کے غیر منہضم باقیماندہ اجزاء اور آنتوں کے فضلات۔ بلغمی رطوبت اور صفراء ہوتے ہیں + زردی عام طور پر صفراء کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو اثنا عشری پر گرتا ہے + مترجم۔

معدہ و امعاء

رنگ پائخانہ کی رنگت سے بھی بدن کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ رنگ کے لحاظ سے طبعی پائخانہ وہ ہے۔ جس میں ہلکی سی ناریّت ہو۔ (یعنی اِس میں آگ کے مانند تھوڑی سی زردی ہو) اگر ناریت (زردی) زیادہ ہو تو وہ گرمی اور غلبۂ صفراء کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اگر کم ہو تو وہ غذا کے کچا رہنے اور

سردی کی وجہ سے ہوتی ہے + پاخانہ کا سفید ہونا غلبۂ بلغم کی وجہ سے یا پتہ کے راستہ میں سُدّہ پیدا ہونے اور بند ہونے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ مرض قولنج اور یرقان کی خبر دیتا ہے +

صفرا جگر میں پیدا ہو کر پتہ میں جمع رہتا ہے۔ اور پھر پتہ سے آنتوں پر گرتا رہتا ہے۔ جس سے پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے۔ بلغم اور پاخانہ آنتوں سے دُھلکر صاف ہو جاتے ہیں۔ پاخانہ کی زردی اسی صفرا سے آتی ہے جب صفرا آنتوں پر نہیں گرتا ہے تو بلغم اور پاخانہ بیس بند ہو جاتے ہیں اور "درد قولنج" پیدا ہو جاتا ہے +

نیز یہی صفرا تمام بدن میں پھیل کر اسے زرد کر دیتا ہے اور مرض "یرقان" کی پیدائش ہوتی ہے۔ مترجم +

وہ پاخانہ جس کے ساتھ مِدّہ (صاف ریم) اور قیح (میلی خون آمیز ریم) ہوتی ہے وہ کسی (اندرونی) پھوڑے کے پھوٹنے کی وجہ سے آتا ہے + بسا اوقات ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ آرام طلب لوگ جو ریاضت چھوڑ دیتے ہیں قیح (پیپ) جیسا پاخانہ پھرتے ہیں۔ جس سے انہیں نفع پہونچتا ہے۔ اور اُنکے بدن کا ترہُّل (ڈھیلا پن) زائل ہو جاتا ہے۔ جو زیادہ آرام طلبی اور ریاضت نہ کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے +

یہ پیپ جیسی شے حقیقت میں پیپ نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ فی الحقیقت
بلغم ہوتا ہے جو ریاضت چھوڑ دینے سے تحلیل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ
با ہستگی جمع ہوتا رہتا ہے۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد طبیعت اُسے پائخانہ
کے ساتھ خارج کر دیتی ہے۔ مترجم +

سیاہ پائخانہ سیاہ قارورہ کے مانند ہے (یعنی جس طرح سیاہ قارورہ خلطوں کے جلنے، یا مواد کے جم جانے۔ یا سوداء کے خارج ہونے۔ یا کسی رنگین شے کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح سیاہ پائخانہ بھی انہیں وجوہ سے پیدا ہوتا ہے) + سبز پائخانہ اگر زنجاری اور کراثی کے مانند احتراق (جلنے) کی وجہ سے نہ پیدا ہوا ہو تو وہ مواد کے نہایت منجمد ہونے (جم جانے) پر دلالت کرتا ہے +

زنجاری پائخانہ" زنگار کے مانند سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ اور" کراثی
پائخانہ" گندنا کے مانند سبز ہوتا ہے۔ اس قسم کے رنگ کے پائخانے
اخلاط اور مواد کے جل جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو حرارت کی دلیل
ہے۔ منجمد ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ مترجم +

مقدار پاخانہ کی مقدار سے بھی بدن کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ پائخانہ کی مقدار کی کمی غذا میں فضلات کے کم ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یا غذا کے فضلات کے (آنتوں میں) بند ہو جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو مرض قولنج کی خبر دیتا ہے۔ اور گاہے اس کی کمی اِس وجہ سے ہوتی ہے۔ کہ آنتوں کی قوت دافعہ (جو پائخانہ کو باہر دفع کرتی ہے) کمزور ہو جاتی ہے + اور پائخانہ کی زیادتی کے وجوہ مذکورہ وجوہ کے برعکس ہوتے ہیں +

قوام پائخانہ کے قوام سے بھی بدن کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ پائخانہ کا رقیق ہونا (پتلا پن) قوتِ ہاضمہ کی کمزوری سے ہوتا ہے۔ یا ماساریقا (جو کہ معدہ اور جگر کے درمیان کی باریک رگیں ہیں) کے بند ہو جانے سے ہوتا ہے (کیونکہ اونکے بند ہونے سے غذاء کی رطوبتیں جگر تک نہیں پہونچ سکتی ہیں۔ اسلئے وہ پائخانہ کے ساتھ خارج ہوکر پائخانہ کو رقیق کر دیتی ہیں) یا پائخانہ اس وجہ سے پتلا ہوتا ہے کہ ماساریقا کی قوت جاذبہ (جو غذا کی رطوبتوں کو جذب کرتی ہے) کمزور ہو جاتی ہے۔ یا پائخانہ نزلہ کی وجہ سے رقیق ہو جاتا ہے (نزلہ کی رطوبتیں دماغ سے معدہ اور آنتوں پر گر کر پائخانہ کو رقیق کر دیتی ہیں) یا پائخانہ کسی ایسی غذا کی وجہ سے رقیق ہو جاتا ہے۔ جو غذاء کو پھسلا کر جلد خارج کر دیتی ہے (اور معدہ اور آنتوں میں اس قدر نہیں ٹھہرنے دیتی کہ ماساریقا کی باریک رگیں غذا کی رطوبتوں کو چوس لیں)۔ لیسدار پائخانہ لیسدار غذاء کھانے یا لیسدار خلط کے خارج ہونے۔ یا اعضاء اور مواد کے پگھلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اِس آخری صورت (پگھلنے) میں پائخانہ میں بدبو ہوتی ہے۔ اور قوتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ جھاگ دار پائخانہ ریاح کی (آمیزش کی) وجہ سے یا جوش کی وجہ سے ہوتا ہے (کیونکہ جوش اور ابال سے لازمی طور پر جھاگ پیدا ہو جاتے ہیں)۔ خشک پائخانہ یا اس وجہ سے آتا ہے کہ ریاضت وغیرہ کرنے سے بدن کی رطوبتیں تحلیل ہو جاتی ہیں (جو معدہ اور آنتوں سے کھنچکر آتی ہیں) یا پائخانہ کی خشکی حرارت کی زیادتی سے ہوتی ہے۔ علی الخصوص اگر گردے اور جگر میں حرارت زیادہ ہو (کیونکہ جب یہ زیادہ گرم ہو جاتے ہیں تو معدہ اور آنتوں سے تمام رطوبتیں جذب کر لیتے ہیں اور پائخانہ خشک رہ جاتا ہے) یا پائخانہ کی خشکی خشک غذاؤں کے استعمال سے، یا زیادہ پیشاب جاری

ہونے سے ہوتی ہے رزیادہ پیشاب جب ہی ہوتا ہے کہ معدہ اور آنتوں کی تمام رطوبتیں جذب ہو کر گردے اور مثانہ میں چلی جائیں) +

"بہترین پاخانہ" (زیادہ صحیح اور معتدل پاخانہ) وہ ہے جو آسانی خارج ہو۔ اس کے اجزا ایک جیسے ہوں (ایسے نہ ہوں کہ کچھ اجزا رقیق اور کچھ غلیظ ہوں) اس میں ہلکی سی زردی ہو۔ اس کا قوام معتدل ہو (نہ زیادہ سخت اور نہ زیادہ رقیق ہو) اس کی مقدار بھی مناسب ہو (نہ بہت زیادہ اور نہ بہت ہی کم) مناسب اور معتدل وقت میں ہو (غذا ہضم ہونے کے بعد آئے۔ نہ یہ کہ غذا کھاتے ہی نکل پڑے۔ یا یہ ایک عرصہ کے بعد خارج ہو) اس کی بو بھی معتدل ہو (نہ بہت زیادہ بدبو ہو اور نہ بہت ہی کم) خارج ہوتے وقت نہ پیٹ میں قراقر (گڑگڑاہٹ) ہو اور نہ باہر کوئی آواز (بقابق) ہو اور نہ پاخانہ میں جھاگ ہو +

قراقر پیٹ کی گڑگڑاہٹ کو کہتے ہیں۔ جو ریاح سے پیدا ہوتی ہے اور "بقابق" اس آواز کو کہتے ہیں۔ جو پاخانہ کے خارج ہوتے ہوئے پیدا ہوتی ہے۔ مترجم +

پاخانہ کی نہایت بری بو اور نہایت برا رنگ موت کی خبر دیتا ہے +

طب کا حصہ علمی یہاں تک ختم ہو گیا +

جملۂ دوم ۔ حصۂ عملی

جملہ دوم میں علم طب کے حصہ عملی کے اصول و قواعد کو عام بیان کیا جاتا ہے (جو کسی خاص مرض کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا ہے حصہ علمی نے

دو قسمیں ہیں +

(۱) **علم حفظ صحت** (جس سے صحت کے قوانین و اصول معلوم ہوتے ہیں)

(۲) **علم علاج** (جس میں مرضوں کا علاج بتایا جاتا ہے) ہم پہلے پہل حفظان صحت کے اصول بتاتے ہیں +

طبیب کے فرایض میں یہ داخل نہیں ہے کہ وہ جوانی اور قوتوں کو (اپنے حال پر) قائم رکھے۔ اور نہ اس کے فرایض میں سے یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو سب سے بڑی عمر (اجل اطول جو تقریباً ایک سو بیس برس ہیں) تک پہونچادے۔ چہ جائیکہ وہ موت کو روک دے۔ جوانی اور قوتوں کو طبیب کیوں قائم نہیں رکھ سکتا ؟ اِس لئے کہ بدن کی پیدایش ایک ایسی رطوبت سے ہوتی ہے جسکے ساتھ ناممکن حرارت ہوتی ہے (یہ ممکن ہے کہ ایسی رطوبت و حرارت کے بغیر بدن کی پیدایش ہو۔ یہ حرارت اس رطوبت کو پکاتی ہے، اس کو غذا دیتی (یعنی اس میں اضافہ کرتی ہے) اِس کے فضلات کو دفع کرتی ہے۔ غرض یہ حرارت اس رطوبت میں اپنا اثر اور اپنا عمل ضرور کرتی ہے اور (اس لئے آہستگی) اسے تحلیل و فنا کرتی رہتی ہے۔ اور (یہ اصولِ فلسفہ سے ہے کہ) جب ایک مؤثر ایک عرصہ تک کسی ایک شے (متاثر میں) اثر کرتا رہتا ہے۔ تو ہر وقت اس کی تاثیر بڑھتی جاتی ہے (اس لئے یہ رطوبت روز بروز زیادہ تحلیل و فنا ہوتی جائے گی) اور جب یہ رطوبت زیادہ تحلیل ہو جائیگی۔ تو اِس رطوبت کے فنا ہونے سے جو کہ حرارت غریزی کا مادہ یعنی محل اور سواری ہے (اور حرارت اسی رطوبت کے ساتھ ہوتی ہے) حرارت غریزی بھی ضعیف ہوجائیگی اور ہاضمہ بھی کمزور ہوجائیگا (جو بدن میں غذائیں پہونچاتا رہتا ہے) اور بدن کے تحلیل شدہ حصوں کا قایم مقام اور بدل (ابدال مَا يَتَحَلَّل یا غذاء)

بھی گھٹ جائے گا۔ جس کے بغیر بدن پیدا ہونے تک ہی قائم نہیں رہ سکتا تھا (یعنی یہی ناممکن تھا کہ غذا کے بغیر نو ماہ تک بچہ شکم مادر میں رہے اور پھر وہ پیدا ہو) چہ جائیکہ وہ غذا کے بغیر کامل ہو سکے۔ (یعنی بڑھ کر جوان ہو سکے) اسی طرح ہمیشہ حرارت غریزی اور قوت ہاضمہ ضعیف ہوتی جاتی ہے۔ اور اس لئے بدن کی رطوبتوں کا قائم مقام اور بدل (غذا) کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مذکورہ رطوبت بالکل فنا ہو جاتی۔ اور حرارت غریزی (جس سے حیات و زندگی ہے) بالکل بجھ جاتی ہے۔ اسی کا نام طبعی موت ہے۔ جس کی مدت ہر ایک شخص کے مزاج اور قوت کے موافق معین ہے +

غرض بوڑھاپا اور موت ضروری ہے۔ کیونکہ بدن کی رطوبتیں جن کے بدون زندگی اور پیدائش ناممکن ہے۔ اور جن کے ساتھ حرارت غریزی کا تعلق ہوتا ہے۔ حرارت کے عمل سے فنا ہوتی رہتی ہیں۔ اور حرارت کے فنا سے ہضم بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ اسلئے تحلیل شدہ رطوبتوں کا قائم مقام بھی کم ہوتا جاتا ہے۔ اور بالآخر یہ رطوبت بالکل ختم ہو جاتی ہے اور اس کا قائم مقام بھی نہیں رہتا ہے۔ جس سے حرارت غریزی بجھ جاتی ہے اور بدن کے سارے کام بند ہو جاتے ہیں جس کا نام "موت طبعی" ہے۔ مترجم +

اس لئے طبیب کے فرائض میں سے صرف اسقدر ہے کہ ہر ایک شخص کو اس کے مزاج اور اس کی قوت کے موافق اپنی عمر تک پہونچا دے۔ بشرطیکہ عارضی اور خارجی طور پر کوئی فساد و خرابی اتفاقاً نہ پیدا ہو جائے۔ آخر یہ کہ ہر ایک عمر کی مناسب طور پر حفاظت کرے۔ اور اس کی صورت صرف یہ ہے کہ

مذکورہ بالا بدنی رطوبت کو گندہ (متعفن) ہونے سے بچائے۔ اور طبعی مقدار سے زاید نہ تحلیل ہونے دے، جیساکہ بخاروں میں رطوبت مذکور میں گندگی وسڑاندھ آجاتی ہے۔ اور جیساکہ تپ دق میں طبعی مقدار سے زیادہ تحلیل ہوجاتی ہے۔ ان دونوں مذکورہ بالا صورتوں کا دارومدار صرف اِس میں ہے کہ مذکورہ چھ ضروری اسباب میں اعتدال برتا جائے (یعنی مذکورہ اسباب کے تدابیر مناسب طور پر کئے جائیں) چنانچہ ان چھ ضروری اسباب کو ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں + اور یہ بھی بیان کرچکے ہیں کہ کونسی ہوا "افضل" اور بہتر ہوتی ہے (باقی رہے دوسرے اسباب انکے تدابیر درج ذیل ہیں) +

غذاء کے تدابیر (تدبیر ماکول) جس صحت کو اپنے حال پر قائم رکھنا چاہیں (یعنی جو صحت کامل ہو) تو اس میں ایسی غذائیں کھلانی چاہئیں جن کی کیفیتیں اُس صحت کے موافق ہوں۔ اور اگر اُس صحت کو اُس سے بہتر حالت پر لانا چاہیں (یعنی وہ صحت کامل نہ ہو) تو اوس میں ایسی غذائیں دینی چاہئیں جن کی کیفیتیں اُس کے برعکس اور مخالف ہوں +

اس قاعدہ کا مطلب بظاھر یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی صحت کامل ہو اور اُس کا اصلی مزاج مثلاً گرم ہو تو اُسے اُسکے مزاج کے موافق گرم ہی غذائیں کھلائیں، وعلیٰ ہذا اگر اُسکا مزاج سرد ہو تو سرد غذائیں۔ اور اگر اُسکی صحت کامل نہو اور مثلاً وہ گرم مزاج رکھتا ہو تو اُسے سرد غذائیں دینی چاہئیں تاکہ اُسکی گرمی زائل ہوجائے۔ اور معتدل مزاج پیدا ہوجائے۔ مگر حقیقت میں عمل درآمد اس پر ہے کہ معتدل المزاج انسان کو معتدل غذائیں گرم مزاجوں کو سرد غذائیں، اور سرد مزاجوں کو گرم غذائیں دیجاتی ہیں،

خواہ وہ تندرست ہو یا نہ۔ خواہ اسکی صحت کامل ہو یا ناقص + مگر بعض لوگ
اسی مذکورہ بالا اصول کے مطلب کو پھیر کر صحیح بتاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ
"گرم مزاجوں میں گرم ہی غذا دینی چاہیئے۔ مگر اس طور پر کہ پکنے اور ہضم ہونے
کے بعد اعضا تک پہونچکر گرم ہو جائے۔ نہ کہ وہ حقیقت میں گرم ہو کیونکہ
اگر وہ غذا فی الحقیقت گرم ہو گی تو گرم مزاج شخص کے معدہ میں پک کر
اور بھی زیادہ گرم ہو جائیگی۔ اور اسی طرح وہ زیادہ گرم ہوتی چلی جائیگی
اور اعضا تک پہونچتے پہونچتے اس گرم مزاج شخص کے مزاج کے
مشابہ نہ رہے گی۔ بلکہ اس کی گرمی اس شخص سے زیادہ ہو جائے گی
اسلئے گرم مزاج انسان کو سرد ہی غذا دینی چاہیئے۔ جو اعضا تک
پہونچتے پہونچتے اس کے مزاج کے موافق گرم ہو جائے گی۔ اور اس
اصول کا مدعا بھی یہی ہے"۔ مترجم +

مناسب یہ ہے کہ غذاؤں میں صرف مندرجہ ذیل غذائیں استعمال کیجائیں
(۱) صاف (گیہوں کی) روٹی۔ جس میں بُری قسم کی کوئی آمیزش نہ ہو۔ مثلاً اس میں
شُلیم (کالا دانہ) نہ ہو (شلیم کو ہندی میں کالا دانہ کہتے ہیں، جو کالے رنگ کا
گیہوں میں گول دانہ ہوتا ہے۔ اور نشہ لاتا ہے) (۲) سال بھر کے بھیڑ کا گوشت
(۳) گوسالہ کا گوشت (۴) بکری کے بچوں کا (حلوان کا) گوشت (۵) مرغیوں
کا گوشت (۶) کبک کا گوشت (۷) تیہو کا گوشت (جو "لوا" کی قسم سے ہوتا
ہے) اور (۸) مناسب قسم کے حلوے + اور میووں میں سے صرف انجیر۔ انگور
اور کھجوریں استعمال کرنی چاہئیں۔ اور یہ بھی اون شہروں میں جہاں اونکے
کھانے کی عادت ہو + (یہ سب تقریبًا خالص غذا شمار کی جاتی ہیں۔
ان میں دوائیت اور کوئی زائد کیفیت نہیں سمجھی جاتی ہے) لیکن "دوائی

غذائیں" (جن میں دوائیت اور کوئی زائد کیفیت گرمی و سردی ہوتی ہے) ان میں سے کسی ایک کی طرف بھی متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ ہاں اگر کسی مزاج کو یا کسی کھانے کو معتدل کرنے کی اور اسکی کوئی کیفیت توڑنے کی ضرورت ہو تو دوائی غذا ء کا استعمال جائز ہے (مثلاً اگر کوئی شخص گرم ہے۔ تو اُس کی گرمی کو زائل کرنے کے لئے یا اگر کوئی کھانا زیادہ گرم ہے تو اس کی گرمی توڑنے کے لئے کوئی ایسی دوائی غذا ء استعمال کی جا سکتی ہے۔ جو سرد ہونے کی وجہ سے اُن کی گرمی زائل کر دے) +

سچی بھوک کے بغیر کھانا نہ کھانا چاہئے۔ اور نہ سخت بھوک کی حالت میں بھوکا مرنا چاہئے۔ موسم گرما میں گرم گرم غذائیں نہ کھانی چاہئیں۔ بلکہ بارد بالفعل (سرد) کھانی چاہئیں۔ اور موسم سرما میں حار بالفعل (گرما گرم) +

"بارد بالفعل" وہ سرد چیزیں جو چھونے سے سرد محسوس ہوتی ہیں اور "حار بالفعل" وہ چیزیں جو چھونے سے گرم معلوم ہوتی ہیں۔ خواہ انکا اثر فی الحقیقت کیسا ہی ہو۔ مترجم +

پہلے کھانے کے ہضم ہونے سے پہلے دوسرا کھانا اُس کے اوپر کھا لینا بُرا ہے اور زیادہ عرصہ تک کھاتے رہنا بھی بُرا ہے مگر اس سے کم۔ اُس کے بُرے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غذا کا ہضم مختلف ہو جاتا ہے (یعنی پہلی کھائی ہوئی غذا پہلے ہضم ہو جاتی ہے۔ اور آخر میں کھائی ہوئی غذا کچی رہتی ہے۔ غرض ایک ساتھ ہضم نہیں ہوتا ہے) مختلف اقسام کی غذاؤں کا (ایک وقت) کھانا طبیعت کو متحیر (پریشان) کر دیتا ہے۔ لذیذ غذاء اچھی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ زیادہ نہ کھالی جائے + ہمیشہ پھیکی غذاؤں کا استعمال بھوک مار دیتا ہے۔ اور بدن میں کاہلی پیدا کر دیتا ہے (کیونکہ ایسی غذا سے بلغم پیدا ہوتا ہے۔ جو بھوک اور بدن کی چستی زائل کر دیتا ہے)

ترش غذائیں جلد بڑھاپا لاتی ہیں۔ خشکی پیدا کرتی ہیں۔ اور پٹھوں پر نقصان
پہونچاتی ہیں۔ شیریں غذائیں بھوک کمزور کردیتی ہیں۔ اور بدن میں گرمی پیدا
کردیتی ہیں۔ نمکین غذائیں خشکی اور لاغری پیدا کردیتی ہیں۔ اسلئے ضروری ہے
کہ شیریں غذاؤں کی مضرتوں کو ترش غذا سے۔ پھیکی غذاؤں کی مضرتوں کو
نمکین یا تیز غذا سے۔ اور نمکین اور تیز غذا کی مضرتوں کو پھیکی غذاؤں سے دفع
کرنا چاہیئے (یعنی اِن دونوں کو باہم ملاکر کھانا چاہیئے۔ تاکہ دونوں ملکر اعتدال
پیدا کریں) کسی قدر بھوک موجود ہو کہ کھانا چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہمیشہ پرہیز کرنا
(جس طرح مرضوں میں کیا جاتا ہے) بدن کو ضعیف ولاغر کردیتا ہے۔ بلکہ
صحت کی حالت میں پرہیز ایسا ہے۔ جیسا کہ مرض کی حالت میں بدپرہیزی۔
غذا کے متعلق ہر قسم کی عادتوں کی رعایت کرنی ضروری ہے۔ مثلاً دن رات
میں جتنے مرتبہ وہ کھاتا ہے (اتنے ہی دفعہ کھانا چاہیئے) وعلیٰ ہٰذا دیگر
عادات۔ جو شخص ردی غذاؤں کے ہضم کرلینے کا عادی ہو۔ اُسے
اس امر پر مغرور نہ ہونا چاہیئے (کہ میں سب اینٹ و پتھر ہضم کرجاتا ہوں)
کیونکہ یہی ایک عرصہ کے بعد مختلف امراض پیدا کردیتا ہے۔ اس لئے اسے
بآہستگی چھوڑ دینا چاہیئے۔ (یعنی ردی غذائیں نہ کھانی چاہئیں)۔ صفراوی
مزاج انسان کی غذا سرد و تر۔ خونی مزاج کی غذا سرد اور خون کے
جوش کو توڑنے والی۔ بلغمی مزاج کی غذا گرم اور بلغم کو لطیف بنانے
والی۔ اور سوداوی مزاج کی غذا تر اور گرمی پیدا کرنے والی
ہونی چاہیئے۔

تجربہ کار لوگوں نے چند غذاؤں کو اکٹھا کرنے سے منع کیا ہے۔ مگر
اُن میں سے اکثر باتوں کو دلیل سے ثابت کرنا ہمارے سے دشوار ہے

(کہ کیوں یہ غذائیں ساتھ کھانے سے ایسا اثر رکھتی ہیں۔ ہاں تجربہ سے واقعی مضر ثابت ہوئی ہیں) وہ کہتے ہیں کہ مچھلی اور دودھ ساتھ نہ کھانا چاہیے۔ کیونکہ اس سے جذام (کوڑھ) اور فالج (ادھرنگ) کے مانند چند مزمن (دیرپا) امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور نہ دودھ کو ترش شئے کے ساتھ کھانا چاہیے۔ حتیٰ کہ انھوں نے مضیرہ اور اِجّاصیّہ کو بھی ساتھ کھانے سے منع کیا ہے +

"مضیرہ" وہ غذا ہے جس میں سخت ترش دودھ (دہی) جوش دیا جاتا ہے۔

"اِجاصیۃ" آلوبخارا کی غذا۔ پہلی غذا میں دودھ اور دوسری غذا میں آلوبخارا کی ترشی ہوتی ہے۔ مترجم +

اور نہ ستو اور دودھ چاول ساتھ کھانا چاہیے۔ اور نہ جانوروں کی سری کے اوپر انگور اور نہ ھریسہ (حلیم) کے اوپر انار۔ اور نہ چاول کے اوپر سرکہ کھانا چاہیے +

"ھَریسہ" وہ غذا ہے۔ جس میں جَو۔ گیہوں۔ گوشت۔ گھی۔ اور دیگر مصالحہ جوش دیے جاتے ہیں۔ مترجم +

پانی وغیرہ کے تدابیر (اصول) (تدبیر مشروب: "مشروب" پینے کی شئے۔ خواہ پانی ہو یا شراب و شربت وغیرہ) +

کنوئیں اور نہر کا پانی تاوقتیکہ ان میں سے ایک ہضم نہ ہو جائے۔ دونوں کو ساتھ نہ کرنا چاہیے + سب سے بہتر نہروں کا پانی ہوتا ہے۔ علی الخصوص اُن نہروں کا جو صاف زمین پر بہتی ہوں۔ ایسی نہروں کا پانی بُری قسم کی آمیزشوں سے پاک ہوتا ہے۔ یا وہ پتھر (یا کنکر) پر بہتی ہوں۔ جنکا پانی سڑنے اور گندہ ہونے سے بہت بعید (دور) ہوتا ہے + اور علی الخصوص اُن نہروں کا پانی جو اُتّر (شمال) یا پورب کی طرف بہتی ہوں۔ اور خصوصاً اُن نہروں کا پانی جو زیادہ

پستی کی طرف بہتی ہوں (اور اس وجہ سے اونکی رفتار تیز ہوگئی ہو) اور خصوصًا
اگر وہ نہریں اپنے منبع سے (یعنی سرچشمہ سے جہاں سے وہ نکلتی ہیں) دُور
ہوگئی ہوں۔ اور اگر ان صفات کے ساتھ پانی کا وزن ہلکا ہو۔ پینے والا اسے
شیریں خیال کرے اور شراب (میں اگر تیزی کم کرنے کے لئے ملایا جائے تو وہ)
زیادہ پانی برداشت نہ کرسکے۔ تو وہ پانی نہایت ہی عُمدہ ہے۔ علی الخصوص
اگر وہ نہایت گہرا اور تیز بہتا ہوا ہو +

شراب کی گرمی اور تیزی کم کرنے کے لئے پانی ملاتے ہیں۔ اگر پانی اچھا
ہوتا ہے تو تھوڑا پانی کافی ہوتا ہے۔ اور اس کی تیزی ٹوٹ جاتی ہے
ورنہ زیادہ پانی ملانا پڑتا ہے۔ مترجم +

دریائے نیل (جو مصر میں ہے) میں یہ خوبیاں اکثر موجود ہیں چشمہ کا پانی
کسی قدر ضرور غلیظ (بھاری) ہوتا ہے (کیونکہ اس میں مٹی کے اجزا ضرور ملجاتے
ہیں۔ مگر اس کا پانی اگر جاری ہوجائے تو وہ لطیف (ہلکا) ہوجاتا ہے) چشموں
کے پانی سے زیادہ بُراقنیؔ (کاریز) کا پانی ہے +

قنیؔ۔ وہ مصنوعی ندی یا پانی کا نالہ ہے۔ جسے کاشتکار اور باغبان
اپنی خاص ترکیب سے زمین کے اندر اندر کھود کر زمین کے اوپر اس کا پانی
لے آتے ہیں۔ اور کاشت و باغ وغیرہ کی سیرابی کرتے ہیں۔ مترجم +

اور قنی کے پانی سے زیادہ بُرا کنوئیں کا پانی۔ اور اس سے بُرا نزؔ (نمناک زمین)
کا پانی ہے +

نزؔ اُس زمین کو کہتے ہیں جس میں گڑھا کھودنے سے پانی جمع
ہوجاتا ہے۔ مترجم +

پانی اُسوقت پینا چاہیے۔ جبکہ غذا کا ہضم شروع ہوچکے (تقریبًا گھنٹے

آدھ گھنٹے کے بعد) کھانا کھانے کے بعد (فوراً ہی) پانی پینا غذار کو کچا کر دیتا ہے (دیر ہضم بنا دیتا ہے) اور کھانے کے وسط میں پینا نہایت بُرا ہے۔ علاوہ ازیں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو کھانے کے وسط میں پانی پینے سے فائدہ پاتے ہیں۔ یہ لوگ گرم معدہ رکھتے ہیں + بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں غذا کی خواہش (بھوک) کمزور ہوتی ہے اور جب پانی پی لیتے ہیں تو اون کی خواہش بڑھ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ (پانی سے) اُنکے معدہ کی گرمی زائل ہو جاتی ہے +

ایسے لوگ گرم معدہ رکھتے ہیں، جس کی گرمی بھوک کو زائل کر دیتی ہے جب پانی پیتے ہیں تو یہ گرمی دُور ہو جاتی ہے۔ اور اونکی بھوک جاگ اُٹھتی ہے۔ مترجم

نہار منہ، ریاضت و حرکت کے بعد، خاص کر حرکت جماع کے بعد سخت مسہل (دست آور دوا) اور حمّام کرنیکے بعد بیٹھو ڈن پر اور علی الخصوص تربوز و خربوزہ کھانیکے بعد کوئی شے پینا نہایت بُرا ہے۔ خواہ پانی ہو یا شراب ہو۔ اور اگر پیئے بغیر چارہ نہو (یعنی پیاس شدید ہو) تو آبخورہ کے تنگ سرے (یا پتلی ٹونٹی) سے چوس چوس کر تھوڑا سا پینا چاہیئے + اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ (معدہ کے) لیسدار یا نمکین بلغم سے پیاس لگتی ہے (جسے "جھوٹی پیاس" کہتے ہیں) ایسی حالت میں جس قدر پانی زیادہ پیا جاتا ہے۔ اسی قدر پیاس بڑھتی جاتی ہے (کیونکہ پانی سے بلغم اور بھی چپک کر جم جاتا ہے) اور اگر صبر سے کام لیا جائے (اور پانی نہ پیا جائے) تو طبیعت اِس پیاس لگانے والے مادہ (بلغم) کو پکا کر پگھلا دیتی ہے۔ اور پیاس خود بخود ٹھہر جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر اوقات شہد کے مانند گرم چیزوں سے بھی پیاس ٹھہر جایا کرتی ہے (کیونکہ یہ گرم اشیاء بلغم کو پگھلا کر خارج کر دیتی ہیں) +

شراب بہترین شراب وہ ہے۔ جسکا مزہ اچھا ہو۔ خوشبودار ہو۔ رنگ

صاف (اور قوام معتدل ہو (نہ گاڑھی ہو نہ پتلی) - عمدہ اور کھوٹ سے خالی شراب کی عمدہ علامت یہ ہے کہ اگر اس کی تھوڑی مقدار ایک عرصہ تک چھوڑ دی جائے - تو وہ خراب نہ ہو - اور جس قدر زیادہ عرصہ تک شراب خراب نہ ہو - اُسی قدر اُس کی خوبی سمجھی جاتی ہے + پتلی شراب زیادہ لطیف ہوتی ہے - جلد نشہ لاتی اور جلد ہی اِس کا نشہ دُور ہو جاتا ہے - اور گاڑھی شراب دیر میں نشہ لاتی اور دیر ہی میں اِس کا نشہ دُور ہوتا ہے - اور ایک عرصہ تک اِس کا "خمار" قائم رہتا ہے - لیکن شراب اور خصوصاً شراب شیریں فربہی لاتی ہے - مگر چاہئے کہ پینے والا سُدّوں سے ڈرتا رہے (کیونکہ گاڑھی شراب بعض رگوں کو بند کر دیتی ہے) +

خُمار کے معنی یہ ہیں کہ شراب ہضم نہ ہو - اور اس کے فضلات معدہ میں موجود رہیں جس سے خماری حالت باقی رہتی ہے - یعنی آنکھیں چڑھی رہتی ہیں سر میں بوجھ اور حواس میں کدورت رہتی ہے - مترجم +

جوانوں اور گرم مزاجوں کے لئے سفید شراب اختیار کی جائے - جسکے پینے سے کچھ عرصہ پیشتر بہت زیادہ پانی ملایا جائے - اور بوڑھوں کے لئے زرد شراب اختیار کی جائے - جس میں تھوڑا سا پانی ملایا گیا ہو - اور اگر چاہیں کہ شراب سے غذائیت پہونچے اور فربہی آئے تو سرخ شراب اختیار کی جائے - بڈھے جتنی شراب پئیں پینے دو - مگر بچوں کو اس سے بچاؤ اور جوانوں میں معتدل مقدار میں استعمال کرو (نہ زیادہ دو اور نہ بالکل روکو) +

شراب اس وقت استعمال کرنی چاہئے - جبکہ غذا (ہضم ہو کر) معدہ سے منحدر ہونے لگے (یعنی معدہ میں ہضم ہو کر آنتوں کی طرف جانے لگے جو تقریباً غذا کے تین گھنٹے کے بعد ہوتا ہے) کھانے کے درمیان یا کھانے کے بعد (فوراً) شراب کا

استعمال مُضر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں شراب غذا کو کچے ہی ہونے کے حالت میں (رگوں میں) نفوذ کرادیتی ہے (جس سے رگیں بند ہوجاتی ہیں) علاوہ ازیں بعض عادی لوگوں کو (کھانے کے ساتھ یا اس کے بعد) اس قدر تھوڑی شراب پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ جو صرف غذا کے ہضم میں امداد کرے۔ اسقدر زیادہ نہو کہ کچی غذاکو رگوں میں نفوذ کرا سکے *

شراب پینے کی حالت میں جب تک سرور (خوشی) بڑھتا جائے۔ رنگ نکھرتا جائے۔ بشرہ (بدن کی جلد) نرم ہوتا جائے۔ جلد پھولتی جائے۔ بدن کے حرکات درست ہوں (اُن میں سُستی و کاہلی نہ آگئی ہو) اور ہوش و حواس بجا ہوں تو شراب کی کثرت سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ اور جب اونگھ و پینک کا غلبہ ہونے لگے بیتلی بڑھنے لگے۔ بدن اور دماغ بوجھل ہونے لگیں۔ ہوش و حواس پریشان ہونے لگیں۔ اور بدن کی حرکتیں سُست ہوجائیں تو اس وقت شراب کو چھوڑ دینا ضروری اور قے کرانا واجب ہے۔ مگر تھوڑی شراب پیکر قے کرنا بُرا ہے۔ کیونکہ تھوڑی سی شراب پر قے کرنا بدن کی فائدہ مند چیزوں کو بدن سے چھین لیتا ہے (یعنی بدن سے اچھی رطوبتیں اور معدہ کی غذائیں خارج ہوجاتی ہیں۔) چھوٹی پیالیوں میں شراب پینا بڑی پیالیوں سے بہتر ہے۔ اور پیالیوں کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالنا کہ دوسری پیالی پینے سے پہلے پہلی پیالی (کی شراب) ہضم ہوجائے نہایت اچھا ہے (غرض شراب رُک رُک کر پینی چاہیئے۔ ایک دم نہ پی لینی چاہیئے) *

مناسب یہ ہے کہ شراب کی محفل عمدہ نظاروں سے آراستہ کی گئی ہو۔ وہاں کلیاں اور پھول (یعنی گلدستے لگے ہوں) محبوب و معشوق ہوں۔ لذیذ اور عمدہ قسم کی خوشبوئیں ہوں۔ مسرت بخش راگ اور گانے ہوں۔ غم پیدا کرنیوالی

اور نفس میں انقباض پیدا کرنیوالی (کڑھانے اور پریشان کرنیوالی) تمام باتیں مثلاً میلا پن۔ بغل کی گندگی۔ گندہ اور سیاہ پوشاک دور کردینی چاہئیں۔ نیز شراب کا استعمال بدن اور ہاتھ پاؤں دھونے۔ چکدار کپڑے پہننے داڑھی اور سر کے بالوں میں کنگھا کرنے اور ناخونوں کو تراشنے کے بعد کرنا چاہئے۔ یہ بھی مناسب ہے کہ شراب کی محفل (بزم مے) روشن۔ فراخ اور کشادہ اور بہتے ہوئے پانی (مثلاً نہر یا دریا) کے قریب ہونی چاہئے۔ اور ساتھ میں خوش طبع اور باذاق دوست ہوں + شراب کے لئے اتنے سامان اور آرایش کی ضرورت اِس لئے ہے کہ شراب نفس کی تمام قوتوں کو متحرک کردیتی اور ساری خواہشوں کو بھڑکا دیتی ہے۔ اس لئے ہر ایک قوت اگر اپنے مقصود (خواہش کی شے) کو نہ پائے تو وہ قوت تکلیف پاتی اور گھٹتی ہے (جس طرح مثلاً پیاس کے وقت اگر پانی نہ ملے اور بھوک میں اگر کھانا نہ ملے تو دل گھٹتا ہے) اس لئے نفس شراب کی طرف پوری توجہ نہیں کرتا اور نہ اس میں کامل طور پر اپنا اثر و عمل کرتا ہے۔ جس سے شراب کا نفع کم ہو جاتا ہے۔ بلکہ اکثر شراب فاسد و خراب ہو جاتی ہے۔ جس سے اُس کی بُرائی اس کے نفع سے بڑھ جاتی ہے +

شراب کے فائدے شراب کے فائدے دو قسم کے ہیں۔ (۱) "فوائد نفسانیہ" (یعنی وہ فائدے جو جان اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً سرور۔ ازالۂ غم۔ ازالۂ بخل، جرارت و ہمت وغیرہ) (۲) "فوائد بدنیہ" (یعنی وہ فائدے جن کا تعلق بدن سے ہوتا ہے۔ مثلاً رنگ نکھارنا۔ سُدے اور مسامات کھولنا وغیرہ) + نفس سے تعلق رکھنے والے فائدے اتنے ہیں کہ شراب کے برابر اُن فوائد میں کسی دوسری شئے کا ہونا ناممکن ہے۔ اور وہ فوائد یہ ہیں کہ سرور (خوشی) لاتی ہے۔ نفس میں انبساط (فرحت) پیدا

کرتی ہے۔ نفس کو طاقت دیتی اور اس کی اُمیدوں اور تمناؤں کو وسیع کردیتی ہے
نفس کو شجاع (بہادر) بناتی ہے۔ بخل۔ غم۔ اور بری قسم کے تفکرات زائل
کرتی ہے۔ نیز مالنخولیا کے لئے شراب مفید ترین اشیا میں سے ہے۔ کیونکہ اس سے
فرحت و خوشی پیدا ہوتی ہے جو اُس وحشت کے مضاد و مخالف ہوتی ہے
جو (اس مرض میں) سودا سے پیدا ہوتی ہے۔ نیز شراب گمان کو اچھا کرتی
ہے (یعنی بدگمانیوں کو دماغ سے زائل کردیتی ہے) اخلاق درست کر دیتی
ہے۔ قوی الدماغ اشخاص کے دماغ قوی کرتی ہے۔ کیونکہ قوی الدماغ
لوگوں کے دماغ میں شراب کے نشہ آور بخارات سے کوئی اثر نہیں پہونچتا
ہے۔ بلکہ ان کے دماغ شراب کی لطیف اور ہلکی حرارت سے متاثر ہوتے
ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کا ذہن شراب سے ایسا صاف (اور تیز) ہوجاتا
ہے کہ کسی دوسری شئے سے اتنا ہرگز صاف نہیں ہوتا (یہ اوپر کہا گیا ہے
کہ "قوی الدماغ لوگوں کے دماغ میں شراب کے نشہ لانے والے بخارات
سے کوئی اثر نہیں پہونچتا") اسی وجہ سے قوی الدماغ لوگوں کو جلد نشہ نہیں
آتا۔ اور (اسی سے یعنی) نشہ جلد یا دیر میں آنے سے دماغ کی قوت اور
اوسکا ضعف معلوم ہوجاتا ہے (یعنی قوی الدماغ کو نشہ دیر میں اور ضعیف
الدماغ کو نشہ جلد آتا ہے)۔

بدنی فوائد شراب کے وہ فائدے جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں وہ
اگرچہ دوسری معجونوں اور دوسری مرکب دواؤں سے
حاصل کرنے ممکن ہیں۔ مگر یہ پھر بھی مشکل ہے۔ وہ فوائد یہ ہیں کہ شراب بدن
کی رنگت نکھارتی ہے۔ اِسے روشن۔ براق اور چکدار بناتی ہے۔ اپنی
لطیف اور ہلکی حرارت سے حرارت غریزی کو قوی کرتی۔ اور اِسے

بھڑکاتی ہے۔ بدن کی رطوبتوں کو پکاتی ہے۔ (نہیں پھیلاتی ہے (اور پھیلا کر خارج کر دیتی ہے) رگوں اور راستوں کو کھولتی اور ان کے سُدّوں (بندشوں) کو زائل کرتی ہے۔ قوت ہاضمہ کو قوی کرتی۔ روح کو زیادہ اور لطیف و روشن بناتی ہے۔ خون کو روشن اور صاف کرتی ہے۔ بلغم پکاتی اور اسے لطیف (رقیق) بناتی ہے۔ صفرا کو پیشاب کے راستے بہاتی اور اس کی خشکی زائل کرتی ہے۔ سوداء کے مزاج کی تعدیل کرتی (یعنی سوداء کی سردی و خشکی کم کر دیتی) اس کی مضرتوں کو کم کر دیتی اور اسے (بدن سے) نکال دیتی ہے + شراب کے فائدے جس قدر قوت نفسانی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اُس سے زیادہ اُن کا تعلق قوت طبعی اور قوت حیوانی سے ہے (قوت طبعی، حیوانی، اور نفسانی کا بیان پیچھے دیکھو) +

شراب کا ہمیشہ استعمال کرنا ذہن کند کرتا۔ پٹھوں کو ڈھیلا کرتا اور مرض رعشہ (کپکپی) اور تشنج پیدا کرتا ہے + اور اکثر اوقات نشہ سے بدمست لوگ مرض سکتہ سے مر جاتے ہیں (یعنی کثرت شراب سے سکتہ پیدا ہو کر موت آتی ہے) + تنہا شراب (جو پانی سے نہ ملائی گئی ہو) خون کو جلا دیتی، دماغ اور جگر کے مزاجوں کو خراب کر دیتی ہے +

"شراب مُسطار" (یعنی وہ شراب جو چھ ماہ سے کم کی ہو) سے مرض ذوسنطاریا کا خوف ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی شراب (چونکہ دیر ہضم ہوتی ہے۔ اسلئے) نفخ و ریاح پیدا کرتی اور دست لاتی ہے +

"ذُوسنطاریا" دستوں کا مرض ہے۔ جس میں جگر سے مواد بہ کر آنتوں میں آتے ہیں اور وہ پائخانہ کی راہ خارج ہوتے ہیں۔ مترجم +

متواتر یعنی پے در پے نشہ کا آنا دماغی قوتوں اور پٹھوں کو کمزور کر دیتا ہے

مگر ایک ماہ میں دو مرتبہ شراب کا استعمال کوئی مضائقہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس سے دماغی قوتوں کو راحت و آرام ملتا ہے + سرد موسم اور سرد ملک شراب کی کثرت اور شراب کی تیزی کو برداشت کر لیتے ہیں (یعنی اُن میں تیز شراب کثرت سے پی جا سکتی ہے) + جہاں تک ممکن ہو شراب کے ساتھ "نُقل" استعمال نہ کرنا چاہئے +

"نُقل" اُس شئے کو کہتے ہیں جو شراب کے ساتھ منہ کا مزا بدلنے کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً کباب، میوہ جات، بُھنے چنے وغیرہ۔ مترجم +

مگر گاہے گرم مزاجوں کو بھی، انار میخوش (کھٹ مٹھا انار) سیب، امرود، زعرور[1]، لیموں کے قرصوں، ترنج کے چوکہ (پانی) اور شربت ترنج کے نُقل سے فائدہ پہونچتا ہے۔ بلکہ گرم مزاجوں میں گاہے "اقراص کافور" سے نُقل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے (جو کہ کافور کی وجہ سے نہایت سرد ہوتا ہے) جیسا کہ تپ دق والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے +

یعنی تپ دِق والوں کو گاہے شراب پلاتے ہیں۔ اور شراب کی گرمی زائل کرنیکے لئے "اقراص کافور" نقل کے طور پر کھلاتے ہیں۔ جو نہایت سرد ہوتا ہے + "اقراص کافور" ایک مرکب دوا ہے جس میں کافور پڑتا ہے۔ علیٰ ہذا "اقراص لیموں" میں لیموں۔ مترجم +

اور سرد مزاجوں کو جوارش سیب (جو ایک مرکب دوا ہے) بھی، گلقند، چھوہارے اور پستہ کے نُقل سے فائدہ حاصل ہوتا ہے + اور تر مزاج والوں کو بُھنے ہوئے "قضاء مہ" (چیبنوں)، زیتون الماء (پانی کا زیتون)، نمکین پستہ اور نمکین بادام کے نُقل سے فائدہ پہونچتا ہے +

[1] زعرور ایک قسم کا سیب ہے +

"قُضَامَة" اُن خشک چیزوں کو کہتے ہیں جو دانتوں کے کناروں سے کھائے جاتے ہیں جیسے بُھنے چنے۔ "زیتون الماء" یا پانی کا زیتون۔ اِس سے مراد وہ زیتون ہے جو نمک اور پانی میں بھگویا جاتا ہے۔ مترجم

اُن چیزوں میں سے جن سے شراب کا نشہ دیر میں آتا ہے۔ بادام علی الخصوص کڑوے بادام کا نقل ہے۔ اگر پچاس بادام شراب سے پہلے استعمال کئے جائیں تو یہ نشہ کو بالکل روک دیتے ہیں۔ اسی طرح تخم قنبیط[1] کا نقل بھی جو نمکین کیا گیا ہو دیر میں نشہ لاتا ہے۔ علیٰ ہذا شراب سے پہلے "غذاء قنبیطیہ" کا کھانا (جس میں قنبیط پڑتا ہے)۔ اور "غذاء کرنبیہ" کا کھانا (جس میں کرنب یا کرم کلہ پڑتا ہے) بھی دیر میں نشہ لاتا ہے، علیٰ ہذا "مدرات" یعنی ان دواؤں کا استعمال جو پیشاب جاری کرتی ہیں (بھی دیر میں نشہ لاتا ہے) روغن دار اور چکنے "ثرید" یعنی شوربے میں چوری ہوئی روٹیاں اگرچہ نشہ میں دیری پیدا کر دیتی ہیں۔ مگر وہ زیادہ شراب پینے نہیں دیتی ہیں +

اور ان چیزوں میں سے جن سے (شراب کا) نشہ جلد آتا ہے۔ جاںفل کا نقل کرنا اور اسے شراب میں بھگونا ہے۔ علی ہذا عود ہندی (اگر ہندی)۔ شیلم (کالا دانہ)۔ برگ بھنگ اور زعفران (بھی اگر شراب کے ساتھ استعمال کئے جائیں تو نشہ جلد آتا ہے) یہ سب چیزیں تنہا (بلا شراب کے) بھی نشہ لاتی ہیں۔ لیکن اجوائن خراسانی۔ کفاح۔ شوکران اور افیون نہایت سخت چیزیں ہیں (ان سے سخت نشہ آتا ہے) اور صرف اسی شخص کے لئے استعمال کی جاتی ہیں جس کا کوئی ایسا علاج کرنا منظور خاطر ہو جسے وہ ہوشیاری اور ہوش وحواس کی سلامتی میں برداشت نہ کر سکتا ہو +

[1] قنبیط ایک قسم کا کرم کلہ ہوتا ہے۔ بقول بعض گوبھی +

یعنی مثلاً جراحی وغیرہ کرنے میں اُن دواؤں سے شراب کے ساتھ مریض کو
بیہوش کیا جاتا ہے۔ تاکہ جراحی کی سخت تکلیف وہ محسوس نکر سکے۔ "تُفّاح"
(چھمنا چھمنی) ایک بوٹی ہے۔ جو نہایت مخدر یعنی سُن اور بیحس کرنیوالی
شے ہے "نُشوکہان" بھی ایک مخدر (سُن کرنیوالی) بوٹی ہے۔ مترجم*

ان چیزوں میں سے جن سے شراب کی بُو دور ہو جاتی ہے۔ خشک پودینہ
راسن[1] اور دارچینی ہیں۔ اُن چیزوں میں سے سب سے بہتر جو شراب کے ساتھ
ملائی جاتی ہیں۔ پانی ہے۔ اور گاہے شراب کو عرقِ گاؤزباں کے ساتھ ملاتے ہیں
جس سے شراب میں تفریح زیادہ آجاتی ہے (یعنی اس سے زیادہ فرحت پیدا
ہوتی ہے) اور شراب اس عرق کی وجہ سے نہایت سرور (خوشی) پیدا کرتی
ہے۔ اور گاہے اسے گلاب کے ساتھ ملاتے ہیں۔ جس سے معدہ اور قلب کو
زیادہ قوت پہونچتی ہے۔ اور گاہے شراب کو چوزوں یا گوشت کے شوربوں
کے ساتھ اون شخصوں کے لئے ملاتے ہیں۔ جنہیں غشی آگئی ہو۔ یا جو اس قدر
ضعیف و ناتواں ہوگئے ہوں کہ تنہا شوربہ بدن کے اندر پہونچنے تک خوف ہو کہ
وہ زندہ نہ رہ سکیں گے*

گاہے غشی اور نہایت ناتوانی کی حالت میں ضرورت پڑتی ہے کہ کوئی
فوری غذا پہونچائی جائے۔ اس لئے شوربہ کے ساتھ شراب ملا کر پلا دیتے
ہیں۔ کیونکہ شراب اپنی تیزی کی وجہ سے شوربہ کو جلد نفوذ کرا دیتی ہے۔ اور
اعضاء تک غذا فوراً پہونچ جاتی ہے۔ اگر تنہا شوربہ دیا جائے تو وہ
دیر میں اعضاء تک پہونچتا ہے۔ جب تک مریض کے ہلاک ہونے کا خوف
ہوتا ہے۔ کیونکہ ناتوانی ایسی حد تک ہوتی ہے کہ وہ بلا غذا زیادہ عرصہ تک زندہ

---

[1] راسن ملک شام کی سونٹھ کا نام ہے۔ جسکے پتّے خوشبودار اور چوڑے ہونگے بازو کی مانند ہوتے ہیں مترجم*

نہیں رہ سکتا۔ مترجم +

حرکت و سکون بدنی کی تدابیر

(یعنی سکون و ریاضت کے اصول و قواعد) +

ریاضت کی حاجت اس لئے ہوتی ہے کہ غذا کے بغیر بدن کا قائم رہنا محال ہے۔ اور کوئی بھی غذا ایسی نہیں ہوتی ہے کہ ساری کی ساری حصۂ بدن بن جائے (اور اس سے کوئی فضلہ باقی نہ بچے) بلکہ یہ ضروری ہے کہ غذا کے ہر ایک ہضم کے وقت اس کا کچھ اثر اور بقیہ (فضلہ) بچ جاتا ہے۔ جو (۱) اگر بدن ہی میں چھوڑ دیا جائے (اور ریاضت کے ذریعہ خارج نہ کیا جائے) اور زیادہ عرصہ گزرنے پر بدن میں اس کی کثرت ہو جائے تو بدن میں وہ اس قدر اکٹھی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی کیفیت[1] یا کمیت[2] (مقدار) سے بدن میں ضرر پہونچانے لگتی ہے۔ کیفیت سے ضرر پہونچانے کے یہ معنے ہیں کہ وہ بذات خاص یا عفونت (وگندگی) پیدا کر کے بدن میں گرمی پیدا کرتی ہے۔ یا بذاتِ خاص[3] یا حرارت غریزی کو بجھا کر سردی پیدا کرتی ہے۔ اور کمیت (مقدار) سے ضرر پہونچانے کی صورت یہ ہے کہ وہ رگوں میں سدّے پیدا کرتی ہے۔ بدن بوجھل کر دیتی ہے۔ اور احتباس[4] کے امراض (مثلاً ورم، استسقاء وغیرہ) پیدا کرتی ہے۔ اور (۲) اگر ان فضلات کو دواؤں کے ذریعہ خارج کیا جائے تو دواؤں سے بدن میں اذیت (تکلیف) پہونچتی ہے، کیونکہ اکثر دوائیں زہریلی ہوتی ہیں، نیز یہ دوائیں بدن سے اچھے اخلاط کو جن سے بدن کو نفع پہنچتا ہے۔ لازمی طور پر خارج کر دیتی ہیں۔ غرض یہ فضلات جو کہ ہر ایک

[1] اگر یہ فضلات خود سرد یا گرم ہوں تو بذات خاص سردی یا گرمی پیدا کرتے ہیں۔ ورنہ حرارت کو بجھا کر سردی اور عفونت پیدا کر کے گرمی پیدا کرتے ہیں۔ مترجم + [2] مواد رک جانیکے امراض

ہضم میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر چھوڑ دیئے جائیں تو بھی ضرر پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر دواؤں سے خارج کئے جائیں۔ تو بھی ضرر پہونچاتے ہیں (اس لئے ریاضت کی حاجت ہوتی ہے۔ جو ان فضلات کو بدن سے خارج بھی کر دیتی ہے اور کوئی ضرر نہیں پہونچاتی ہے۔ چنانچہ مصنف فرماتے ہیں) اور حرکت و ریاضت چونکہ اعضاء کو گرم کرتی اور اُنکے فضلات کو بہا کر خارج کر دیتی ہے۔ اس لئے ان فضلات کی پیدائش کو روکنے کے لیئے ریاضت قوی ترین اسباب میں سے ہے۔ اور ایک عرصہ گزر جانے پر بھی یہ فضلات اکٹھے نہیں ہوسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ریاضت سے بدن ہلکا ہو جاتا ہے، بدن میں نشاط (سرور) پیدا ہوتا ہے، اور وہ غذا قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جوڑ سخت ہو جاتے ہیں۔ وتر (گوشت کی نسیں) رباط (ہڈیوں کی بندشیں) اور پٹھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ نیز تمام مادی امراض اور اکثر مزاجی امراض سے امن ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ریاضت معتدل طور پر اپنے وقت کے ساتھ استعمال کی جائے اور باقی (غذا، وغیرہ کے تدابیر درست ہوں +

مادی امراض وہ ہیں جو مادہ اور خلطوں سے پیدا ہوتے ہیں اور مزاجی امراض وہ ہیں جو مزاج بگڑ جانے سے پیدا ہوتے ہیں (مترجم)

ریاضت کا وقت معدہ سے غذا اُترنے اور کامل طور پر ہضم ہونے کے بعد ہے اور **معتدل ریاضت** وہ ہے جس میں "بشرہ" (بدن کی جلد) سرخ ہو جائے، اور پھول جائے اور پسینہ آنے لگے، اور جس میں پسینہ بہت زیادہ بہے، وہ "ریاضت غیر معتدل" (یا ریاضتِ مفرط) ہے +

جس عضو کی ریاضت کی جائے، وہ عضو قوی ہو جاتا ہے، علی الخصوص

عضو اسی قسم کی ریاضت سے زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک قوت کی یہی حالت ہے (کہ وہ ریاضت کرنے سے بڑھ جاتی ہے) چنانچہ جو شخص زیادہ یاد کرتا ہے۔ اُسکی یاد (قوت حافظہ) بڑھ جاتی ہے۔ اور جو زیادہ سوچتا (فکر کرتا) اور خیال کرتا ہے۔ اُس کی سوچ وسمجھ (فکر) اور اُس کا خیال بڑھ جاتا ہے + ہر ایک عضو کے لئے ایک مخصوص ریاضت ہوتی ہے۔ چنانچہ سینے کی ریاضت پڑھنا ہے۔ پڑھنے میں مناسب ہے۔ کہ پہلے ہلکی آواز نکالی جائے۔ اور پھر بآہستگی بلند آواز + "سُننے کی قوت" کی ریاضت لذیذ اور عمدہ قسم کے راگوں کے سُننے سے ہوتی ہے۔ اور "بینائی کی ریاضت" کبھی کبھی باریک خطوط اور حروف کے پڑھنے اور خوبصورت اشیاء کی طرف دیکھنے سے ہوتی ہے + گھوڑے کی معتدل سواری سے (جو نہ بہت زیادہ دیر تک ہو اور نہ بالکل تھوڑی ہو) تمام بدن کی ریاضت ہو جاتی ہے۔ بدن میں گرمی پیدا کرنے سے زیادہ بدن کی رطوبتوں کو تحلیل کرتی ہے۔ اور مرض سے اُٹھے ہوئے لوگوں کو اس لئے فائدہ بخشتی ہے۔ کہ اُن کے بقیہ امراض کو تحلیل کر دیتی ہے۔ یہی حال ہلکے ہلکے جھولے جھولنے کا ہے + گھوڑے دوڑانے سے بدن کی رطوبتیں بھی زیادہ تحلیل ہوتی ہیں۔ اور گرمی بھی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اور صولجان کے ساتھ کھیلنے میں (یعنی "گیند بلا" کھیلنے میں) بدن اور نفس دونوں کی ریاضت ہو جاتی ہے (بدن کی ریاضت تو دوڑنے سے ہو جاتی ہے۔ اور نفس کی ریاضت اس لئے ہو جاتی ہے کہ کھیل میں غلبہ پانے اور جیتنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور ہارنے سے غصہ آتا ہے (اور غصہ وخوشی نفس کی حالات اور نفس کے تغیرات میں سے ہیں) یہی حال گھوڑ دوڑ کے مقابلہ کا بھی ہے

کشتی اور جہازوں کی سواری اخلاط میں حرکت و جوش پیدا کرتی۔ مُزمن (دیرپا) امراض مثلاً جذام اور استسقار کو جڑ سے اوکھیڑ دیتی ہے۔ کیونکہ اس سے نفس کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی (دریا کے منظر سے) خوشی ہوتی ہے۔ کبھی غم اور ڈر پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز معدہ اور قوت ہاضمہ کو قوی کرتی ہے اگر کشتی و جہاز کی سواری سے متلی اور قے آئے تو مواد کے خارج ہونے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے اس قے کو جلد بند نہ کرنا چاہیے +

دلک۔ مالش

"دلک" بھی ریاضت ہی میں داخل ہے۔ دلک کی چند قسمیں ہیں (۱) دَلْکِ خَشِنْ (کھردرا دلک) جس میں کھردرے ہاتھوں سے مالش کی جاتی ہے۔ جس سے رنگت سُرخ ہو جاتی ہے اور بدن موٹا ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اتنی زیادہ مالش نہ کی جائے کہ اس سے بہت زیادہ رطوبتیں تحلیل ہو جائیں (۲) دَلْکِ صُلْب (سخت مالش۔ جس میں خوب زور سے اور ہاتھوں کو دبا کر مالش کی جاتی ہے) جس سے کمزور اعضاء سخت اور مضبوط ہو جاتے ہیں (۳) دلک لَیِّن (نرم مالش)۔ (جس میں نرم ہاتھوں سے مالش کی جاتی ہے) جس سے اعضاء نرم اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں (۴) دَلْک کَثِیر (زیادہ مالش۔ جس میں مالش دیر تک کی جاتی ہے) جس سے بدن لاغر ہو جاتا ہے (۵) دلک مُعْتَدِل (اوسط درجہ کی مالش) جس سے بدن فربہ ہو جاتا ہے +

مناسب ہے کہ ایک مالش ریاضت کرنے سے پہلے کرنی چاہیئے تاکہ بدن میں ریاضت کی استعداد و قابلیت پیدا ہو جائے (اسی وجہ سے اسے دلک اِستِعْداد[1] کہتے ہیں) اور ایک مالش ریاضت کے بعد کرنی چاہیئے۔ تاکہ قوت و توانائی بدن میں لوٹ آئے۔ اور عضلات کی اور

[1] استعداد: آمادہ کرنا۔ تیار کرنا +

جلد کے آس پاس کی رطوبتیں جو ریاضت سے تحلیل نہ ہو سکی ہیں۔ وہ تحلیل ہو جائیں۔ مگر مناسب یہ ہے کہ ریاضت کے بعد کی مالش بہتیرے ہاتھوں سے ہو۔ تاکہ بدن کے مختلف موقعوں پر (بدن کے سرد ہونے سے پہلے) پڑ سکیں ورنہ جب بدن سرد ہو جاتا ہے۔ تو وہ رطوبتیں جم جاتی ہیں۔ اور مالش سے کافی فائدہ نہیں پہونچتا ہے۔ ریاضت کے بعد کی مالش کو ڈلٹ اِساترِدَاڈ[۱] کہتے ہیں)۔

نیند و بیداری کی تدابیر

یعنی اُن کے اصول و قواعد:- "بہتر نیند" وہ ہے جو گہری اور متصل ہو (یعنی درمیان میں نہ ٹوٹی ہو) مقدار کے لحاظ سے معتدل ہو (یعنی نہ لمبی ہو اور نہ بالکل تھوڑی) غذا کے ہضم ہونے کے بعد اور اُس کے انحدار کے شروع کے وقت آئی ہو۔ (یعنی جبکہ غذا ریک کر معدہ سے اُترنے لگی ہو) اور ہضم کے وقت غذا کے پکنے سے جو نفخ و قراقر پیدا ہو جاتا ہے۔ اُن کے سکون کے بعد یہ نیند پیدا ہوئی ہو۔

جو شخص ہضم غذا کی امداد نیند سے حاصل کرنی چاہے۔ تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ پہلے دائیں طرف تھوڑی دیر تک سوئے۔ تاکہ غذا معدہ کی گہرائی (قعرِ معدہ) میں چلی جائے۔ کیونکہ جگر دائیں طرف واقع ہے۔ اِس لئے) معدہ کی گہرائی بھی دائیں طرف کو مائل کی گئی ہے تاکہ جگر بآسانی غذا جذب کر سکے۔ چنانچہ معدہ کی گہرائی میں قوت ہضم قوی ہوتی ہے۔ پھر وہ شخص بائیں کروٹ دیر تک سوئے۔ تاکہ جگر معدہ کو اچھی طرح سے گھیر لے اور لپٹ جائے۔ جس سے معدہ گرم ہو جائے گا اور ہضم اچھا ہوگا۔ جب غذا پورے طور پر ہضم ہو جائے تو وہ پھر دائیں کروٹ

[۱] مساترداد: ڈیسپ ووژن

وٹ آئے تاکہ (معدہ سے) جگر کی طرف غذا کے اُترنے (جانے) میں امداد حاصل ہو کیونکہ جگر دائیں طرف ہوتا ہے۔ جو معدہ سے خلاصہ غذا یا کیلوس جذب کر کے اخلاط بناتا ہے)+

اس وجہ سے کہ نیند کی حالت میں طبیعت مادہ پر غلبہ پاتی ہے۔ بیداری سے زیادہ نیند کی حالت میں پسینہ آتا ہے۔ اور اس وجہ سے کہ بیداری کی حالت میں بدن کی رطوبتیں جلد کے نیچے بہتی ہیں۔ بیداری میں زیادہ پسینہ آتا ہے+

نیند میں طبیعت کو مادہ پر کیوں غلبہ ہوتا ہے؟ اس وجہ سے کہ نیند کی حالت میں حرارت غریزی اندرونِ بدن میں اکٹھی ہو جاتی ہے۔ اور دیگر مشاغل سے آزاد ہونے کے باعث حرارت خرچ نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ اکٹھی اور جمع رہتی ہے، اسلئے بدن کے اندرونی مواد کو حرارت غریزی پسینہ کی راہ خارج کر دیتی ہے+ بیداری میں پسینہ کیوں زیادہ آتا ہے اور کیوں مواد پگھلکر بہتے ہیں؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ بیداری کی حالت میں چونکہ حرارت بیرونی اعضاء کی طرف مائل رہتی ہے۔ نیز بیداری میں علی العموم حرکت ہوتی رہتی ہے، اسلئے بیرونی اعضاء زیادہ گرم ہو جاتے ہیں اور ان اعضاء کی رطوبتیں بہ بہ کر پسینہ کی صورت میں خارج ہوتی ہیں۔ مترجم

جس شخص کو نیند میں پسینہ زیادہ آئے اور بظاہر اس کا کوئی سبب نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کا بدن غذا یا خلط سے بھرا ہوا ہے+

استفراغ واحتباس کے تدابیر

یعنی انکے اصول و قواعد: پائخانہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر قبض ہو تو تلیین (رفع قبض) کریں اور اس غرض کے لئے کوئی چکنا اور روغن دار شوربہ

اسفیدباجہ - جس میں چقندر زیادہ پڑا ہوا ہو - اور اُس کے مانند کوئی اور شئے دیں - یا پالک کے ذریعہ رفع قبض کریں - یا کرڑ (قُرطُم) کے ساتھ غذا ارلیمونیہ کھلائیں (جس میں لیمو پڑتا ہے) - لیکن کرڑ (قرطم) کے ساتھ انجیر نہایت عُمدہ مُلَیِّن ہے - علی الخصوص بوڑھوں کے لئے نہایت مُناسب ہے[+]

مُلَیِّن وہ دوا ہے جس سے قبض رفع ہو جاتا ہے - ملین اور مسہل میں فرق یہ ہے کہ مسہل سارے بدن کے مواد کو دستوں کی راہ خارج کرتا ہے - اور ملین فقط معدہ اور آنتوں کے مواد - مترجم +

یا دست لانے والے شیاف (بتی یا فتیلہ) کے ذریعہ یا ہلکے حقنوں (پچکاریوں) کے ذریعہ رفع قبض کریں - روغن کا حقنہ (عمل یا پچکاری) بوڑھوں کو فائدہ مند ہوتا ہے - کیونکہ اس سے قبض رفع ہوتا ہے - آنتیں تر اور گرم ہو جاتی ہیں +

اور اگر پاخانہ بہت زیادہ نرم ہو (یعنی دست آرہے ہوں) تو اسے بذریعہ غذا ار "ساقیہ" کے (جس میں ساق پڑتا ہے) بند کریں - یا بذریعہ "حصرمیہ" کے (جس میں حصرم یا کچا انگور پڑتا ہے) یا بذریعہ "غذائے زرشکیہ" کے (جس میں زرشک ہوتا ہے) یا بذریعہ "غذا ار حُماضیہ" کے (جس میں حماض یا چوکہ پڑتا ہے) یا بذریعہ "غذا ار تُفاحیہ" کے (جس میں تفاح یا سیب پڑتا ہے) دست روکیں (کیونکہ یہ ساری غذائیں قابض ہیں - اور دستوں کو بند کرتی ہیں) اور ایسی حالت میں روغن اور چقندر کا استعمال کم کردیں (کیونکہ یہ دونوں ملین ہیں) +

سلہ گوشت کا سادہ شوربہ جس میں گرم مصالحہ وغیرہ نہوں +

چونکہ حمام اور جماع اُن امور میں سے ہیں، جو حالت صحت میں عادت کے طور پر استفراغ کرتے ہیں (چنانچہ حمام پسینہ اور بخارات کے ذریعہ اور جماع منی کے ذریعہ مواد خارج کرتا ہے) اِس لئے مناسب ہے کہ ہم دونوں کا بیان لکھیں +

بیان حمام

بہترین حمام وہ ہے جو پرانا بنا ہوا ہو۔ اِس کا پانی شیریں ہو اور اس کی فضاء کشادہ ہو۔ یعنی اس کے کمرے فراخ ہوں اور اس کی گرمی اوسط درجہ کی ہو۔ اُس کا پہلا گھر (یا پہلا کمرہ) سرد و تر۔ دوسرا کمرہ گرم و تر۔ اور تیسرا کمرہ گرم و خشک ہو (یعنی آہستگی ہر ایک کمرہ کی حرارت بڑھتی جائے۔ اور تیسرے کمرہ میں اتنی گرمی ہو کہ پسینہ خارج کرنے کی وجہ سے بدن میں خشکی پیدا کر دے) +

ضروری ہے کہ کوئی شخص گرم کمرہ میں (مثلاً تیسرے کمرہ میں) فوراً نہ چلا جائے۔ بلکہ بتدریج اور بآہستگی جائے (یعنی ہر ایک کمرہ میں تھوڑا تھوڑا عرصہ ٹھہر کر تیسرے گرم کمرے میں جائے) یہی حال باہر آنے کا بھی ہے (یعنی گرم کمرہ سے فوراً باہر نہ نکل آئے۔ بلکہ ہر ایک درجہ میں ٹھہرتا آئے) +

حمام کے گرم کمرہ میں زیادہ عرصہ تک ٹھہرنا غشی (بیہوشی)۔ بیچینی۔ خشکی۔ اور خفقان (دل کی دھڑکن) پیدا کرتا ہے + خشک مزاج اصحاب کو چاہیئے کہ وہ حمام کے اندر ہوا سے زیادہ پانی استعمال کریں + اور گاہے اس امر کی حاجت پڑتی ہے کہ حمام کے کمرہ میں پانی چھڑک دیا جائے۔ اور یہ پانی حمام کی زمین پر روک لیا جائے۔ تاکہ (زمین کی گرمی سے) بخارات بہت زیادہ اُٹھیں۔ جیسا کہ تپ دق والوں کے ساتھ (زیادہ تری پہونچانے کے لئے) کیا جاتا ہے۔ اور تر مزاج والے پانی سے زیادہ ہوا استعمال کریں +

اور گا ہے پانی استعمال کرنے سے پہلے بہت زیادہ پسینہ لانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جیسا کہ مرض استسقا روالوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ٭

ہَوا استعمال کرنیکے معنے یہ ہیں کہ انسان حمام کے گرم کمرہ میں ٹھہرا رہے اور پانی بدن پر نہ ڈالے۔ تاکہ حمام کی گرم ہوا اُسکے بدن میں اثر کرکے گرمی پیدا کرے اور پسینہ لائے۔ اور پانی استعمال کرنیکے معنٰے یہ ہیں کہ بدن پر پانی ڈالا جائے۔ مترجم ٭

اور جب تک حمام کے اندر بدن کی جلد پھولتی جائے تو سمجھنا چاہئے کہ ابھی کوئی زیادتی اور افراط نہیں ہوئی ہے ٭ اور جب بدن لاغر ہونے لگے اور بے چینی بڑھنے لگے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اب حمام کی افراط اور زیادتی ہوگئی ہے ٭ حمام کرنیکے بعد بہت سے کپڑے (لحاف و چادر وغیرہ) اوڑھ لینے چاہئیں۔ علی الخصوص اگر سردی کا موسم ہو۔ کیونکہ حمام کے بعد بدن حمام کی گرم ہوا سے سرد ہوا میں آتا ہے (اس لئے اگر بدن ڈھانکا نہ جائے اور کپڑوں سے گرم نہ کیا جائے تو بیرونی سردی سے سخت ضرر کا اندیشہ ہوتا ہے) اور کپڑوں کا اوڑھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ حمام کا پانی بدن میں سرایت کرجاتا اور پیوست ہو جاتا ہے۔ اُس پانی کی عارضی گرمی دور ہو جاتی ہے۔ اور سرد ہو کر بدن میں سردی پہونچاتا ہے اور کپڑوں کے اوڑھنے میں نہ وہ پانی جلد سرد ہو سکے گا۔ اور نہ بدن میں سردی پہونچا سکے گا ٭ جس شخص کو ورم۔ یا تفرق اِتصال یا عفونت[1] کا بخار ہو۔ جس کا مادہ اب تک نہ پکا ہو۔ تو اُسے حمام میں نہ داخل ہونا چاہئے۔ حمام غذا کے بعد کیا جاتا ہے۔ جس سے بدن فربہ ہوتا ہے۔ مگر اس سے رگوں کے بند ہونیکا خوف ہوتا ہے (کیونکہ حمام کچی غذاؤں کو معدہ سے تمام اعضاء کی طرف

[1] جو خلطوں کی گندگی اور سڑاندہ سے پیدا ہوتا ہے۔ مترجم ٭

جذب کر لیتا ہے) اس سے بچنے کے لئے سکنجبین سادہ یا سکنجبین بزوری مزاج کے موافق پلائیں ۔

سکنجبین وہ شربت ہے جس کا قوام سرکہ، قند، یا سرکہ و شہد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اگر اس میں بزور (تخم) ڈالے جاتے ہیں تو "سکنجبین بزوری" نام رکھا جاتا ہے۔ اور اگر صرف یہی دونوں اشیاء ہوں تو "سادہ"۔ مترجم

گاہے حمام کرنیکے بعد غذا کھائی جاتی ہے۔ جس سے اوسط درجہ کی فربہی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور رگوں کے بند ہونے کا خوف بھی نہیں ہوتا ہے ۔ یہی حال اس حمام کا ہے جو غذا کے ہضم ہونے کے بعد کیا جاتا ہے (یعنی اس سے بھی فربہی آتی۔ اور رگیں بند نہیں ہوتی ہیں) گاہے معدہ خالی ہونے کی حالت میں حمام کیا جاتا ہے۔ جس سے بدن میں لاغری اور خشکی آتی ہے ۔ جو لوگ ریاضت کم کرتے ہیں۔ انکے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ حمام مُعَرِّق (پسینہ لانے والا حمام) زیادہ کیا کریں۔ **سرد پانی** سے غسل کرنا بدن کو قوی کرتا اور خوش کرتا ہے ساری قوتوں کو اکٹھا کرتا اور طاقتور بناتا ہے۔ مگر سرد پانی سے غسل اسی شخص کو جائز ہے۔ جو گرم مزاج ہو، اس کے بدن میں خاصہ گوشت ہو (یعنی لاغر نہو) نیز وہ جوان ہو۔ موسم گرما اور دوپہر کا وقت ہو ۔ بچے بوڑھے اور وہ لوگ جنہیں دست آرہے ہوں۔ یا تخمہ (بدہضمی کے دست وقے) یا نزلہ ہو۔ وہ ہرگز سرد پانی سے غسل نہ کریں ۔ **گندھک** کے چشموں کے پانی سے غسل کرنا بدن کے فضلات (مواد) کو تحلیل کرتا۔ فالج۔ رعشہ اور "تشنج رطب" (تر تشنج جو بلغم سے پیدا ہوتا ہے) میں فائدہ بخشتا۔ خشک اور تر خارش زائل کرتا۔ درد "عرق النساء" میں (جو کولھے سے ران۔ پنڈلی اور پاؤں کے نیچے تک ٹانگ کے باہر کی طرف ہوتا ہے) کولھے کے درد اور جوڑوں کے درد میں نفع پہونچاتا ہے ۔

بیان جماع (صحبت)

بہتر جماع وہ ہے جو غذا ہضم ہونے کے بعد کیا گیا ہو۔ اور جبکہ بدن گرمی۔ سردی۔ تری۔ خشکی کے لحاظ سے معتدل ہو اور جبکہ بدن بالکل نہ خالی ہؤا ور نہ بہت زیادہ بھرا ہوا ہو (یعنی جبکہ نہ زیادہ بھوک ہو۔ اور نہ شکم سیر ہو) اور اگر غلطی سے جماع ہو جائے تو جتنا نقصان وضرر بدن کے پُر ہونے (یا شکم سیر ہونے) اور بدن کے گرم وتر ہونے کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ نقصان بدن کے خالی ہونے (یا بھوکے ہونے) اور بدن کے سرد وخشک ہونیکی حالت میں ہوتا ہے جماع اسی وقت کرنا چاہیئے۔ جبکہ (۱) شہوت یا خواہش جماع سخت ہو۔ بلا کسی تکلف کے (خود بخود) پُورا انتشار (خیزش) پیدا ہوا ہو۔ کسی حسین وخوبصورت کے خیال سے اور اوس کی طرف دیکھنے سے نہ پیدا ہوا ہو۔ بلکہ شہوت کا جوش منی کی کثرت کی وجہ سے اور جماع کی سخت حرص کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ اور جبکہ (۲) جماع کے بعد بدن میں خفت یا ہلکا پن اور سرور وخوشی حاصل ہوا کرتی ہو۔ اور نیند آیا کرتی ہو + معتدل طور پر جماع کرنا یعنی اسکی کثرت نکرنی حرارت غریزی کو بھڑکا دیتی (یعنی قوی کرتی) ہے، بدن کو پرورش اور غذا کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ فرحت و سرور پیدا کرتی۔ غصہ کم کردیتی۔ بُرے تفکرات زائل کردیتی۔ اور سوداوی وسوسوں کو (یعنی سوداء کے بُرے خیالات کو) دور کر دیتی ہے۔ اور اکثر سوداوی اور بلغمی امراض میں نفع پہونچاتی ہے + جو لوگ جماع چھوڑ دیتے ہیں وہ دوران سر (چکر) آنکھوں کی تاریکی۔ ثقلِ بدن (بدن کا بوجھ) خصیتوں اور کنج ران کے ورم جیسے چند امراض میں اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور جب جماع کرنے لگتے ہیں تو ان امراض سے بہت جلد تندرست ہو جاتے ہیں + کثرت جماع قوتوں کو زائل کرتی۔ اور پٹھوں میں نقصان پہونچانے کی وجہ سے رعشہ۔ فالج۔ اور تشنج میں

مبتلا کرتی ہے اور بینائی کو نہایت کمزور کرتی ہے ۔ لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنے میں اگرچہ منی کم خارج ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے ضعف اور ضرر کم پیدا ہوتا ہے لیکن منی خارج کرنے کا یہ ذریعہ چونکہ غیر طبعی ہے۔ اس لئے اس فعل میں زیادہ سخت حرکتیں کرنی پڑتی ہیں (اور زیادہ زور لگانا پڑتا ہے) ۔

اِس نقصان کے علاوہ آجکل تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اِس فعل میں بیحد ضرر و نقصان ہے۔ ضعف باہ۔ جریان۔ اضمحلال قویٰ ضعفِ اعضا رئیسہ یہ سب اس کے لازمی نتائج ہیں۔ مترجم ۔

بڑھیا۔ نہایت چھوٹی لڑکی۔ وہ عورت جسے خونِ حیض جاری ہو (جو ہر ایک جوان عورت کو ہر ماہ جاری ہوا کرتا ہے)۔ وہ عورت جسے ایک عرصہ سے جماع کا اتفاق نہ پڑا ہو۔ مریض اور بدصورت عورتیں۔ اور باکرہ لڑکیاں (جنکا پردۂ بکارت نہ ٹوٹا ہو۔ جو بچپن سے اندام نہانی کے اندر ہوتا ہے۔ اور پہلی مرتبہ جماع کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے) ان سب عورتوں سے جماع نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان سے جماع کرنا بالخاصیت ضرر پہونچاتا ہے ۔ **محبوب** و معشوق کے ساتھ جماع کرنا فرحت و سرور پیدا کرتا ہے۔ اور باوجود اس امر کے کہ اس میں منی بکثرت خارج ہوتی ہے مگر ضعف کم پیدا ہوتا ہے ۔ **جماع** کی تمام شکلوں میں بُری شکل یہ ہے کہ عورت مرد کے اوپر ہو۔ اور مرد نیچے چت لیٹا ہوا ہو۔ کیونکہ ایسی صورت میں منی شکل سے خارج ہوتی ہے۔ اور کا ہے عضو مخصوص میں کچھ منی باقی رہ کر سڑ جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات عورت کی اندام نہانی سے عضو مخصوص کی طرف رطوبتیں بہ کر چلی جاتی ہیں ۔ اور تمام شکلوں میں بہتر شکل یہ ہے کہ مرد عورت کے اوپر ہو۔ اور باہم خوب کھیل کود اور ہنسی مذاق کرنے۔ پستانوں اور کنج ران میں گدگدی کرنے کے بعد مرد عورت کی دونوں رانوں کو اوپر اٹھائے پھر اپنے عضو خاص سے عورت کی اندام نہانی کو گدگدائے جب عورت کی

آنکھوں کی حالت بدل جائے، اوسکی سانس چڑھنے لگے، اور مرد سے لپٹنا چاہے تو اسوقت مرد دخول کر کے انزال کرلے۔ تاکہ عورت و مرد دونوں کی منی باہم ایکدوسرے کی امداد کریں (یعنی دونوں کا انزال تقریبًا ایک ہی وقت ہو)۔ جماع کی یہی صورت حمل قرار کرتی ہے۔ اُن امور میں سے جن سے قوت جماع کی امداد ہوتی ہے (یعنی جن سے باہ زیادہ ہوتی ہے) مندرجہ ذیل امور ہیں: جماع و صحبت دیکھنا۔ جانوروں کی جفتی (صحبت) کی طرف نظر کرنا۔ اُن کتابوں کا پڑھنا جو قوت باہ کے متعلق لکھی گئی ہوں۔ نہایت قوی لوگوں کے جماع کی کہانیاں (سُننی)۔ عورتوں کی باریک آوازیں سُننی۔ پیڑو یا زیر ناف (کے بالوں کا) مونڈنا شہوت کو بھڑکاتا ہے۔ زیادہ عرصہ تک جماع کو چھوڑ دینا نفس کو (جماع سے) بھلا دیتا ہے (جس سے خواہش کم ہوجاتی۔ منی کم پیدا ہونے لگتی۔ حتی کہ گا ہے باہ بالکل قوت زائل ہوجاتی ہے) ہاتھوں سے منی خارج کرنا (جسے "جلق" کہتے ہیں) غم پیدا کرتا ہے۔ اور عضو کی تندی و خیزش اور شہوت کو کمزور کردیتا ہے۔

موسموں کے تدابیر و اصول

"موسم بہار" (یعنی موسم ربیع جو سردیوں کے بعد اور گرمیوں سے پیشتر آتا ہے) کے آنے سے پہلے فصد کرنا (اور خون نکالنا) چاہیئے۔ اور قے کے ذریعہ بدن کے مواد خارج کرنا چاہیئے۔ حرارت بجھانیوالی چیزیں (سرد چیزیں) اور مواد کو ساکن کرنیوالی (یعنی انکے جوش کو بٹھانیوالی) چیزیں استعمال کرنی چاہئیں۔ گرمی پیدا کرنیوالی تمام اشیاء سے مثلًا زیادہ ریاضت و حرکت۔ حمام اور تیز شراب سے بچنا چاہیئے۔ غذا کم کھانی چاہیئے اور وہ شراب زیادہ پینی چاہیئے جس میں پانی ملایا گیا ہو۔ اس موسم میں پوشاک کے طور پر سنجاب اور ایسے کپڑے استعمال کرنے چاہئیں جن میں تھوڑی سی روئی بھری گئی ہو۔

فصد: ہمارے ملک ہندوستان میں خون کی اکثر لوگوں میں اسقدر کمی ہے کہ

اسکی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ اور فصد کے بغیر ہی خون کی کمی کی شکایت
عام ہے۔ علیٰ ہذا قے کی بھی چنداں ضرورت پیش نہیں آتی اور اسی وجہ ہمارے
ملک میں اسکا رواج نہیں ہے سنجاب ایک کپڑا ہے جو ایک جانور (جسکا
نام بھی "سنجاب" ہے) کے اُون سے تیار کیا جاتا ہے۔ مترجم ×

اور گرمیوں کے موسم" میں آرام و راحت اختیار کرنی چاہئے۔ اور سایہ میں
رہنا چاہئے ×سرد۔ صفرا کو توڑنے والی (صفرا کم کرنیوالی) اور حرارت کو بجھانیوالی
غذائیں (یعنی سرد غذائیں) کھانی چاہئیں۔ مثلاً رُمّانیہ (جس میں "رمان" یا انار پڑے
ہیں) اور تمام وہ چیزیں چھوڑ دینی چاہئیں۔ جو گرمی و خشکی پیدا کرتی ہیں۔ غذائیں
کم اور تر میوے زیادہ استعمال کرنے چاہئیں۔ مثلاً آلو بخارا۔ کھیرا۔ اور تربوز۔ اور
اِس موسم میں "کتان" کا پرانا کپڑا پہننا چاہئے۔ (جو ململ کے مانند نہایت باریک
اور سرد ہوتا ہے۔ اور کتان یعنی السی کی ٹہنیوں کے ریشوں سے بنا جاتا ہے)

"موسم خریف" میں (جو گرمیوں کے بعد اور سردیوں سے پہلے آتا ہے۔ جب
ہمارے ملک میں برسات ہوتی ہے) اُن تمام چیزوں سے بچنا چاہئے۔ جو بدن میں
خشکی پیدا کرتی ہیں۔ جماع کی کثرت اور سرد پانی سے غسل کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے
اور نہ سرد پانی پینا چاہئے۔ اِس موسم میں سر کھولنے اور تر میوؤں کے زیادہ کھانے
سے بچنا چاہئے۔ اس زمانہ میں قے کرنا بخار لاتا ہے × نیز اس موسم میں صبح کی سردی
اور دوپہر کی گرمی سے پرہیز کرنا چاہئے (نہ صبح کو بدن میں سردی لگنے دیں۔ اور
نہ دوپہر کے وقت دھوپ وغیرہ میں چلیں) ×

ہمارے ملک میں چونکہ اس موسم میں بجائے خشکی کے تری ہوتی ہے اور برساتی
ہوا چلتی ہے۔ اسلئے اس موسم میں ہم لوگ خشک چیزوں سے پرہیز کرنیکی بجائے
خشک چیزیں استعمال کر کے زیادہ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اسی وجہ اس موسم میں علی العموم

خشک غذائیں ہمارے ملک میں بکثرت مروج ہیں مثلاً بیسن کی روٹیاں کباب۔ مختلف بھُنے ہوئے دانے۔ مترجم ✦

اور "موسم سرما" کا استقبال تو شک اور لحافوں سے کرنا چاہئے (یعنی روئیدار کپڑے اوڑھنے چاہئیں) اور "غَبَبْ" اور "ینفق" کی پوستینیں پہننی چاہئیں لیکن "حَواصل" اور "دَلق" کی پوستینیں نہایت گرمی پیدا کرتی ہیں۔ سرد اور ترمزاجوں کے علاوہ کوئی دوسرا برداشت نہیں کرسکتا ہے ✦

غَبَبْ سنجاب کے مانند ایک جانور ہے جسے "قاقم" بھی کہتے ہیں اسکے بدن میں اُون ہوتا ہے جس سے کپڑے اور پوستینیں تیار کیجاتی ہیں "ینفق" لومڑی کی کھال یا پوستین کو کہتے ہیں۔ حَواصِل" پرندہ کے قسم سے ایک بڑا جانور مصر میں اکثر ہوتا ہے۔ اُسکی داڑھی کے نیچے ایک تھیلی یا پوٹا ہوتا ہے جس میں مچھلیاں شکار کرکے جمع کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسکا نام بھی "حواصل" رکھا گیا ہے۔ کیونکہ "حوصلہ" پوٹہ کو کہتے ہیں۔ اس جانور سے پوستین تیار کرتے ہیں۔ "دَلق" بھی ایک جانور ہے جس سے پوستین بناتے ہیں۔ مترجم

اس موسم میں قوی اور غلیظ غذائیں مثلاً ھَریسہ[1] (یا حلیم) کھانی چاہئیں (کیونکہ اس موسم میں ہاضمہ قوی ہوتا ہے) گوشت کی کثرت کرنی چاہئے۔ لطافت پیدا کرنے والی (یعنی اخلاط وغیرہ کو گرم ورقیق بنانے والی) چیزیں مثلاً رشاد (ہالون یا رائی) اور گرم قسم کے تخم (یعنی گرم مصالحہ وغیرہ) اور تیز شراب کا استعمال کرنا چاہئے۔ اس موسم میں قے کرنا ناتوانی لاتا ہے۔ اور سخت حرکتیں اور ریاضتیں اس موسم میں مفید ہیں ✦

---

[1] ہریسہ ایک کھانا ہے جس میں گوشت اور دوسرے غلّے ملا کر پکاتے ہیں۔ مترجم

جزو دویم
علاج امراض

- طب کے حصۂ علمی کے دونوں اجزاء میں سے "دوسرے جزو" میں امراض کے معالجات کا "عام بیان" کیا جاتا ہے (جو کسی خاص مرض سے تعلق نہ رکھے گا۔ بلکہ معالجات امراض کے "عام اصول" لکھے جاتے ہیں) علاج تین امور سے مکمل ہوتا ہے۔ یعنی علاج تین امور سے کیا جاتا ہے (۱) تدبیر سے (یعنی اسباب ستہ ضروریہ یا چھ ضروری اسباب۔ کھانا۔ پینا۔ ہوا۔ ریاضت وغیرہ میں تغیر و تبدل اور ایر پھیر کرنے سے) (۲) دواؤں سے (۳) اعمالِ ید یا دستکاری سے۔

تدابیر مذکورہ چھ ضروری اسباب میں تصرف اور ایر پھیر کرنے کو کہتے ہیں ان تصرفات کا حال کیفیت کے لحاظ سے وہی ہے جو دواؤں کا ہوتا ہے (یعنی جس طرح سرد مرض میں دوا گرم اور گرم مرض میں دوا سرد دیجاتی ہے۔ اسی طرح سرد مرض میں مثلاً غذا گرم۔ اور گرم مرض میں غذا سرد دی جاتی ہے۔ یہی حال ہوا۔ پانی و دیگر چھ ضروری اسباب کا ہے) لیکن انھیں چھ امور میں سے غذا کے متعلق چند خاص احکام (قواعد) ہیں (جن کا ذکر کرنا ضروری ہے) چنانچہ غذا گاہے بالکل روک دی جاتی ہے۔ جیسا کہ بحران کی حالت میں۔ اور مرض کے زمانۂ انتہا میں غذا اس وجہ سے روک دیجاتی ہے۔ کہ طبیعت اس غذا کے ہضم کی طرف متوجہ ہو کر مرض کے دُور کرنے سے رُوگردانی نہ کر سکے (یعنی غذا اس لئے نہیں دیجاتی ہے کہ طبیعت غذا کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور مرض کے دفعیہ سے اپنی توجہ نہ ہٹالے) اور (بخار وغیرہ کے) باری کے دن بھی اسی وجہ سے غذا نہیں دیجاتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اس وجہ سے بھی روکی جاتی ہے۔ کہ غذا کے

پکنے اور ہضم ہونے کی گرمی سے بے چینی (اور بخار) نہ بڑھ جائے + اور گاہے غذاء کم کر دیجاتی ہے (غذاء کم کرنے کی دو صورتیں ہیں) یا غذاء کی کیفیت کم کر دی جاتی ہے یعنی اُس کی غذائیت کی کمی کر دی جاتی ہے۔ اگرچہ مقدار اُس کی زیادہ ہوتی ہے (یعنی ایسی غذا دیجاتی ہے۔ جو اگرچہ مقدار میں زیادہ ہوتی ہے۔ اگر اِس سے پرورش اور غذائیت بہت تھوڑی حاصل ہوتی۔ اور خون کم بنتا ہے) جیسا کہ اُن لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جن کی بھوک اور ہاضمہ قوی ہوتا ہے۔ اور اُنکے بدن میں اخلاط و مواد کی کثرت ہوتی ہے۔ یا اُنکے بدن میں ردی مواد ہوتے ہیں۔ اور اِس حالت میں چونکہ غذاء کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اُنکی بھوک دور ہو جاتی ہے، اور معدہ اُس کے ہضم میں لگ جاتا ہے لیکن اِس میں غذائیت چونکہ کم ہوتی ہے (یعنی اخلاط اور خون بننے کے قابل اجزاء اس میں کم ہوتے ہیں) اس لئے اِن لوگوں کے بدن میں اخلاط اور مواد کی زیادتی بھی اِس غذاء سے نہیں ہو سکتی ہے۔ ایسی غذاؤں کی مثال بُقُول (ساگ پات) اور فواکہ (میوہ جات مثلاً تربوز۔ خربوزہ) ہیں،، اور گاہے اس کا اُلٹا کیا جاتا ہے یعنی غذاء کی مقدار کم دیجاتی ہے۔ مگر اس کی غذائیت کم نہیں کی جاتی (یعنے ایسی غذاء دی جاتی ہے جس کی تھوڑی مقدار بھی خون زیادہ پیدا کرکے غذائیت اور پرورش زیادہ کرتی ہے) جیسا کہ یہ اُن لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جنکی بھوک اور جن کا ہاضمہ دونوں کمزور رہوتے ہیں اور اُنکا بدن غذاء وپرورش کا زیادہ محتاج ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا کرنے میں چونکہ غذا کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کا ہضم ہونا اور اُس کا اِستمراء[1] ممکن ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے تقویت بخشتا اور پرورش کرتا ہے + گاہے اس کی

[1] استمراء غذا ہضم ہو کر جگر اور تمام اعضاء کی طرف جانیکو کہتے ہیں جس سے بدن کی پرورش ہوتی ہو۔ مترجم

مقدار اور اس کی غذائیت دونوں کم کئے جاتے ہیں (یعنی تھوڑی مقدار میں ہلکی غذا دیجاتی ہے) جیسا کہ اگر بھوک کی کمی اور ضعف ہاضمہ کے ساتھ بدن بھی مواد سے پُر ہو + اور گاہے غذا مقدار اور غذائیت دونوں کے لحاظ سے زائد کی جاتی ہے (یعنی زیادہ مقدار میں بھاری غذا دیجاتی ہے۔ جس سے خون بکثرت بنتا ہے) جیسا کہ اُن لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جنہیں سخت ریاضت کے لئے آمادہ وتیار کرنا ہو + نیز گاہے لطیف اور ایسی غذا اختیار کی جاتی ہے۔ جو (رگوں میں) جلد نفوذ کر سکے۔ اور گھس سکے۔ ایسا اُس وقت کیا جاتا ہے جبکہ قوت اور مہلت اتنی نہیں ہوتی ہے کہ کوئی دیر سے نفوذ کرنے والی غذا ہضم ہو سکے +

غذاء لطیف جو جلد نفوذ کرنیوالی ہو غلیظ غذا کے بعد نہ کھلانی چاہئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ لطیف غذا جلد ہضم ہو کر غلیظ غذا کی وجہ سے جلد نفوذ کرنے کا راستہ نہ پاسکے۔ اور اس وجہ سے وہ خراب و فاسد ہو جائے (اِسی وجہ سے انار اور انگور کو کلّے پائے کھانے کے بعد استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے) +

اور گاہے غذا غلیظ ہی اختیار کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جن کے کسی عضو کی حِس کمزور و سُست کرنی ہو جس میں معمولی اور ادنےٰ اسباب سے درد پیدا ہوتا ہے (جیسا کہ دماغ کی حِس گاہے اتنی تیز ہو جاتی ہے کہ معمولی آواز اور روشنی سے درد سر ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں کلّے، پائے کھلا کر دماغ کی حِس سُست کر دیتے ہیں) اور جب سُدّوں (اور رگوں کے بند ہونے) کا خوف ہو تو غلیظ غذا سے پرہیز کرنا چاہئے +

غذا اگرچہ قوتوں کی دوست ہے (کیونکہ غذا ہی سے قوت پیدا ہوتی ہے) مگر غذا، قوتوں کی اِس وجہ سے دشمن بھی ہے۔ کہ یہ مرض سے بھی دوستی رکھتی ہے جو کہ قوتوں کا دشمن ہے (کیونکہ مرض کی حالت میں غذا کی کثرت سے مرض قوی

ہوجاتا ہے۔ نیز غذا کی کثرت سے بہت سے امراض پیدا ہوتے ہیں) اس لئے
مرض کی حالت میں غذاء فقط اُسی قدر استعمال کرنی چاہئے۔ جس کے بِدُون
قوتوں کے قوی رکھنے کے لئے چارہ نہ ہوسکے ٭

مرض کا زمانۂ انتہا جس قدر لمبا ہوتا ہے (یعنی اسکی انتہا جتنے زیادہ عرصہ
میں آتی ہے) اُسی قدر زیادہ قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ وہ بہت سے مقابلوں
کی (جو طبیعت اور مرض کے درمیان ہوتے ہیں) برداشت کرسکے۔ اسی وجہ سے
ہماری توجہ قوت کی طرف "کُہنہ مرض" (دیرپا) امراض میں زیادہ ہوتی ہے (اور
غذاء دیتے چلے جاتے ہیں روکتے نہیں ہیں) اور جس قدر مرض کی انتہا کا وقت
قریب آتا جاتا ہے۔ اُسی قدر غذا کم کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ پچھلی غذاؤں پر (اور اس
قوت پر جو پچھلی غذاؤں سے ہم پیدا کرچکے ہیں) کافی بھروسہ ہوتا ہے (کہ اب اگر
ہم غذاء کم بھی کردینگے۔ تو قوت ہرگز کمزور نہ ہوسکے گی) اور اس وقت غذا کم کرنے
کی غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ اِس "زمانۂ انتہا" کے وقت جو کہ مرض سے لڑنے
اور مقابلہ کرنے کا وقت ہے "قوت" ہلکی پھلکی رہے۔ اور اس پر غذاء کا بوجھ نہ
پڑے ٭ اور وہ امراض جنکا زمانۂ انتہا چوتھے روز یا اُس سے پہلے ہوتا ہے (یعنی
جو امراض چار ہی روز یا اس سے کم میں ختم ہوجاتے ہیں) اِن امراض میں ظاہر اور
کھلی ہوئی بات ہے کہ اتنی تھوڑی مدت تک (یعنی چار روز یا اس سے کم تک) قوت
قائم رہ سکتی ہے۔ اِس لئے ایسے امراض میں غذا دینے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے
یعنی غذاء بالکل بند کردیتے ہیں ٭ یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ جبکہ قوت برداشت
کرنے کے قابل ہو۔ ورنہ اگر قوت ضعیف ہو۔ تو غذا دینی ضروری ہے۔ خواہ
بحران کا دِن کیوں نہ ہو (جس میں غذاء دینی بالکل ممنوع ہے۔ یعنی اگر مریض نہایت
ناتواں اور کمزور ہو تو ہر حالت میں غذاء دینی جائز ہے۔ خواہ وہ کسی حالت میں ہو) ٭

علاج بذریعہ دوا

دوا کے ذریعہ علاج کرنے کے تین قانون ہیں :-

اوّل "دوا کی کیفیت کا اختیار کرنا" (کہ آیا دوا سرد اختیار کیجائے۔ یا مثلاً گرم اختیار کی جائے) اور یہ اُس وقت ممکن ہے جبکہ مرض کی نوعیت اور ماہیت معلوم ہو جائے (کہ آیا مرض کیا ہے۔ گرم ہے یا سرد ہے) تاکہ علاج ضد اور مخالف سے کیا جائے (یعنی سرد مرض میں گرم دوا اور گرم میں سرد دوا دیجائے)

دویم "دوا کا وزن اور اس کی کیفیت کے درجوں کا اختیار کرنا (کہ آیا دوا کتنی مقدار سے دیجائے اور وہ کس درجہ کی ہو) ؎

درجات ادویہ۔ تم جانتے ہو کہ جتنی دوائیں مثلاً گرم یا سرد ہوتی ہیں وہ ایک ہی جیسی گرم یا سرد نہیں ہوتیں۔ بلکہ بعض کم گرم ہوتی ہیں۔ اور بعض زیادہ۔ اسی وجہ سے ہر ایک گرم و سرد دوا کی گرمی و سردی کے چار درجے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ **پہلے درجہ** کی دوا وہ کہلاتی ہے جس کی گرمی یا سردی کا اثر بدن میں اسقدر تھوڑا ہو کہ وہ محسوس نہ ہو سکے۔ اور درجۂ دویم کی دوا وہ ہے جسکا اثر محسوس ہو۔ مگر مضرت نہ پہونچا سکے ۔ اور درجہ **سویم** کی دوا وہ ہے جو مضر ہو۔ مگر مہلک نہ ہو۔ اور درجہ **چہارم** کی دوا وہ ہے۔ جسکا اثر اس حد تک ہو کہ وہ مہلک ثابت ہو۔ الغرض دواؤں کے درجے مرضوں کے درجوں کے لحاظ سے اختیار کئے جاتے ہیں ؎ مترجم

دوا کتنی مقدار میں دیجائے۔ اور اس کا کونسا درجہ اختیار کیا جائے؟ یہ اُسوقت ممکن ہے۔ جبکہ مندرجۂ ذیل دس امور کا علم پہلے ہو جائے (۱) عضو کی (جو کہ مرض میں مبتلا ہو) طبیعت کیا ہے (۲) مرض کی مقدار کیا ہے (آیا مرض ہلکا ہے یا شدید ہے) (۳) مریض کس جنس سے ہے (آیا وہ عورت ہے یا مرد ہے)

(۴) مریض کی عمر کیا ہے (۵) مریض کے عادات کیا ہیں اور کیسے ہیں (۶) موسم کیا ہے (سردیوں کا موسم ہے یا گرمیوں کا) (۷) مریض کا پیشہ کیا ہے (مثلاً وہ لوہار ہے یا دھوبی ہے) (۸) مریض کا ملک اور اس کا شہر کیسا ہے (آیا وہ گرم ہے یا سرد) (۹) مریض کی جسمانی حالت کیسی ہے (آیا وہ لاغر ہے یا فربہ) (۱۰) مریض کے قوی کیسے ہیں (آیا وہ ناتواں ہے۔ یا قوی ہے)۔

(۱) **طبیعت عضو** (جو وزن اور درجہ کیفیت اختیار کرنے میں دیکھی جاتی ہے) چار امور کو شامل ہے "عضو کا مزاج" (کہ آیا وہ گرم ہے۔ یا سرد ہے۔ مثلاً) "عضو کی خلقت" و پیدائش (یعنی بناوٹ۔ کہ آیا وہ ٹھوس ہے۔ مسامدار ہے۔ یا اس میں گڑھے ہیں) "عضو کی وضع" (کہ آیا وہ دوا جانے کے راستوں سے اور معدہ سے قریب ہے یا دُور ہے) اور "عضو کی قوت" (کہ آیا وہ شریف ہے یا رئیس ہے یا ادنیٰ درجہ کا اور خسیس ہے)۔

(الف) **عضو کا مزاج**: جب ہمیں ثابت ہو جاتا ہے کہ عضو کی صحت کا مزاج یہ ہے اور مرض میں اُس کا مزاج ایسا ہو گیا ہے۔ تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ عضو صحت کے مزاج سے کتنا ہٹ گیا ہے۔ اور دوا اسی قدر اور اسی کیفیت کی اختیار کرتے ہیں۔ جو اُسکا مقابلہ کر سکے۔

(ب) **عضو کی خلقت** (بناوٹ) بعض اعضاء ایسے ہوتے ہیں کہ اُن میں ہلکی ہی دوا سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ **مُتَخَلخَل** یعنی کھو کھلے اور مسامدار ہوتے ہیں (جیسے پھیپھڑے) یا اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اِن اعضاء کے دونوں طرف (اندر باہر) جوف اور گڑھے ہوتے ہیں (جیسے معدہ اور آنتیں۔ انکے اندر بھی گڑھے اور سوراخ ہوتے ہیں۔ اور اُنکے باہر بھی تنکم کی وسعت ہوتی ہے۔ جس سے اُن کے مواد

ہلکی ہی دوا سے تحلیل ہو جاتے ہیں) یا صرف ایک طرف جوف اور گڑھا ہوتا ہے (جیسے بدن کی رگیں۔ انکے باہر تو کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ گوشت وغیرہ میں دھسی ہوتی ہیں۔ مگر انکے اندر سوراخ اور خالی جگہ ہوتی ہے۔ ان کے مواد بھی اس وجہ سے بآسانی اور ہلکی دوا سے تحلیل ہو جاتے ہیں۔ کہ انکے اندر خالی جگہ ہوتی ہے ۔ اور بعض اعضاء ایسے نہیں ہوتے ہیں (یعنی وہ ہلکی اور معمولی دوا سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ) انکے لئے تیز اور سخت دوا کی ضرورت ہوتی ہے (ایسے اعضاء ٹھوس اور بے مسام ہوتے ہیں) ۔

(ج) **عضو کی وضع** : جو اعضاء (دوا کے راستوں سے) قریب ہوتے ہیں (جیسے معدہ) ان میں وہی دوا کافی ہوتی ہے۔ جس کی قوت مرض کے مقابل ہو (اس سے زیادہ نہ ہو) اور وہ اعضاء جو (دوا کے راستوں سے) دور ہوتے ہیں (جیسے پھیپھڑے اور گردے۔ ان میں دوا ایک عرصہ کے بعد معدہ۔ جگر اور رگوں میں نفوذ کرنے کے بعد پہونچتی ہے) ان میں ایسی دوا کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس کی قوت مرض سے زیادہ ہو (تاکہ اس کی قوت اگر راستوں میں ٹوٹ جائے۔ تو وہاں تک پہونچنے کے بعد کافی موجود رہے) ۔

(د) **عضو کی قوت** : چنانچہ جن اعضاء کی قوت حس تیز ہوتی ہے۔ یا جو اعضاء شریف یا رئیس ہوتے ہیں۔ ان (کے امراض) میں تیز دوا دینے کی جرأت نہیں کی جاتی ہے۔ اور نہ ان میں سخت سردی پہونچانی جائز ہے۔ اور نہ انکے مواد کو بغیر کسی قابض دوا کے تحلیل کرنا درست ہے (بلکہ اگر مواد تحلیل کرنے کی ضرورت ہو تو محلل دواؤں کے ساتھ قابض دوائیں بھی ملانی چاہئیں) کیونکہ قابض دوائیں ان اعضاء کے قوتوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ (اگر یہ قابض دوائیں محلل کے ساتھ نہ ہوں۔ تو خالص محلل دواؤں سے ممکن ہے کہ مواد کے

ساتھ انکی قوتیں بھی تحلیل ہو جائیں۔ جیسا کہ ورم جگر وغیرہ میں اسی امر کی لازمی طور پر ہدایت کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ نقطہ یہ ہے۔ کہ رئیس و شریف اعضاء زیادہ سختیوں اور سخت دواؤں کو اپنی شرافت و ریاست کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے ہیں) اور نہ ایسے اعضاء پر "زنگار" کے مانند کوئی ایسی دواء استعمال کرنی جائز ہے۔ جس میں (زندگی وحیات کے) مخالف کوئی کیفیت ہو۔ اور نہ ایسے اعضاء کے مواد کو یکبارگی اور فوراً نکالنا جائز ہے (بلکہ آہستگی اور نرمی سے خارج کرنا چاہیئے) +

(۲) **مقدارِ مرض**: چنانچہ معمولی اور ہلکے امراض میں لازمی طور پر ہلکی ہی دوا کافی ہوتی ہے۔ اور تیز و سخت امراض قوی اور تیز دوا کے محتاج ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا دس امور میں سے باقی ظاہر اور کھلے ہوئے ہیں +

چنانچہ (۳) جنس: عورتوں کو مردوں کی نسبت ہلکی اور تھوڑی مقدار میں دوا دیجاتی ہے (۴) عُمر: بچوں کو جوانوں کی نسبت مثلاً ہلکی دوا اور تھوڑی مقدار میں دیجاتی ہے (۵) عادت۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوا کا عادی ہو۔ مثلاً افیون۔ بھنگ۔ سنکھیا۔ تو اس دوا کی تھوڑی مقدار سے کچھ اثر نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وقت ضرورت زیادہ مقدار میں دی جاتی ہے (۶) موسم۔ موسم گرما میں زیادہ گرم اور سرما میں زیادہ سرد دوائیں استعمال نہیں کی جاتی ہیں۔ بلکہ اگر انکا برعکس کیا جائے تو ممکن ہے (۷) پیشہ۔ بعض پیشے ایسے ہیں کہ وہ بدن کے مواد کو تحلیل کرتے رہتے ہیں۔ اور گرم ہوتے ہیں۔ مثلاً بڑھئی کا یا حمام والوں کا۔ ان میں زیادہ گرم دوا نہیں دیجا سکتی۔ اور بعض سرد پیشوں میں زیادہ گرم دوائیں دی جا سکتی ہیں، مثلاً دھوبیوں

اور ملاحوں کا پیشہ (۸) ممالک۔ گرم ممالک میں زیادہ گرم اور سرد ممالک میں زیادہ سرد دوائیں نہیں دیجا سکتیں۔ بلکہ اگر برعکس کیا جائے تو ممکن ہے (۹) جسمانی حالت۔ لاغر دبلوں کو زیادہ گرم اور زیادہ خشک دوائیں نہیں دیجا سکتیں۔ اور فربہ لوگ اسے برداشت کرسکتے ہیں (۱۰) قوت۔ زیادہ قوی لوگ زیادہ تیز دوار برداشت کرسکتے ہیں۔ اور کمزور لوگوں کو ہلکی ہی دوار کافی ہوتی ہے۔ یہ سب بیان مثال کے طور پہ ہے۔ ورنہ اس کی تفصیل بہت بڑی ہوسکتی ہے + مترجم +

سویم قانون وقت (دوا سے علاج کرنے کے تین قوانین میں سے تیسرا "قانونِ وقت" ہے۔ کہ کونسی دوار کوکس وقت استعمال کرنا چاہیئے) اس کی صورت یہ ہے کہ (پہلے) یہ معلوم کریں کہ مرض اپنے چاروں اوقات (ابتدأ۔ تزید۔ انتہا اور انحطاط) میں سے کس وقت میں ہے۔ مثلاً "گرم ورم" اگر زمانہ ابتدار میں ہو تو فقط وہ دوائیں استعمال کیجاتی ہیں جو مادہ کو ورم کی طرف سے پھیر دیتی ہیں (جنھیں اصطلاح میں رَادِع کہتے ہیں) اور اگر "گرم ورم" زمانہ انتہار میں ہو تو صرف محلل دوائیں استعمال کیجاتی ہیں۔ اور ان دونوں زمانوں کے درمیان (یعنی "زمانہ تزئید" میں جبکہ ورم بڑھتا چلا جاتا ہے) ان دونوں قسم کی دواؤں کو ملاکر استعمال کرتے ہیں (یعنی محلل و رروادع دونوں استعمال کرتے ہیں)۔ اور جب "گرم ورم" زمانۂ انحطاط (کمی) میں ہوتا ہے تو صرف محلل دوائیں استعمال کی جاتی ہیں +

مختلف طریقۂ علاج عمدہ علاجوں میں سے جو اکثر امراض میں مشترک طور پر مفید ہوتے ہیں (اوّل) فرحت و خوشی ہے

(دوم) اُن لوگوں کی مُلاقات ہے۔ جن (کے دیکھنے) سے مریض کو سرور حاصل ہوتا ہے؛ (سوئم) اُن لوگوں کا ہر وقت پاس رہنا ہے۔ جن سے مریض کو حیا و شرم آتی ہو۔ اور اُن کی حاضری سے مریض کو اُنس و دلچسپی ہو چنانچہ بعض جان سے جاتے ہوئے عاشق بھی اپنے معشوق کو یکایک دیکھکر تندرست ہوگئے ہیں (مگر معشوق کو چھپا کر یکایک دکھلانے میں اکثر خوشی کی موتیں (شادیٔ مرگ) بھی ہوچکی ہیں)؛ (چہارم) یہی حال عمدہ خوشبوؤں اور اچھے راگ و گانوں کا ہے۔؛ (پنجم) گاہے ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف منتقل ہونا (مثلاً گرم ہوا سے سرد ہوا کا چلنا) اور ایک رہائشی مقام کو چھوڑ کر دوسری رہایش اختیار کرنی۔ اور ایک موسم سے دوسرے موسم کا آنا (مثلاً سردیوں سے گرمیوں کا آجانا بعض امراض میں) مُفید پڑتا ہے۔ (ششم) گاہے کسی خاص ہیئت اور حالت کا بدلنا بھی نفع پہونچاتا ہے۔ مثلاً (بیٹھنے کے بعد ایک دم) اُٹھ جانا "درد کمر" کو دور کردیتا ہے۔ اور کسی روشن چیز کی طرف گہری اور تیز نگاہ سے دیکھنا مرض "حَوَل" (بھینگا پن) میں نفع پہونچاتا ہے + "امراضِ ترکیب" اور "امراض تفرق اتصال" (کے علاج وغیرہ) کا بیان "کلام جزئی" یعنی "معالجات" میں کرنا مناسب ہے "کلیات" کے اِس مقام میں انکا بیان مناسب نہیں ہے) اِسلئے ہم "سوءِ مزاج" کے امراض کا علاج بیان کرتے ہیں +

علاج سوءِ مزاج

سوءِ مزاج یا مُستحکم (پائدار) ہوتا ہے۔ یا پیدا ہونے والا ہوتا ہے۔ یا پیدایش کے ابتدائی زمانہ میں ہوتا ہے (یعنی اسے پیدا ہوئے محض تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہوتا ہے مستحکم اور پائدار ہونے تک نوبت نہ پہونچی ہوئی ہوتی ہے)؛ "سوءِ مزاج مستحکم" کی تدبیر یہ ہے کہ اُسکا برعکس علاج کیا جائے (یعنی اگر وہ گرم ہے تو سرد دوا دیجائے۔ اور اگر سرد ہے تو گرم دوا

دی جائے) "سوء مزاج سرد" کا زائل ہونا ابتدا میں آسان۔ اور انتہا میں مشکل ہے اور "سوء مزاج گرم" کا حال اِس کے برعکس ہے (یعنی ابتدا میں اُسکا زائل ہونا دشوار ہے۔ اور انتہا میں آسان)

سوء مزاج سرد کا زائل ہونا ابتدا میں آسان اور انتہا میں دشوار کیوں ہے؟ اِسلئے کہ ابتدا میں وہ خود بھی کمزور ہوتا ہے۔ اور جب تک بدنی حرارت بھی زیادہ کمزور نہیں ہوتی ہے۔ اِس لئے جب گرم دوا دیجاتی ہے تو بدن کی موجودہ حرارت دوا کی امداد کرتی ہے۔ اور بآسانی سردی گرمی سے بدل جاتی ہے۔ اور آخر میں بدن کی گرمی نہایت کمزور ہو جاتی ہے۔ اور سوء مزاج بھی پائدار اور سخت ہو جاتا ہے۔ اس لئے بمشکل زائل ہوتا ہے۔ "سوء مزاج گرم" اِسکے برعکس کیوں ہے؟ اور اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ اول میں بمشکل زائل ہوتا ہے۔ اور آخر میں بآسانی؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ اوّل میں بدن کی حرارت بھی سوء مزاج کی گرمی کی امداد کرتی ہو اسلئے سرد دوا جو علاج میں استعمال کی جاتی ہے۔ اِسکی سردی کمزور ہو جاتی ہے اور آخر میں چونکہ سوء مزاج کی گرمی کمزور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حرارت کیوجہ سے رطوبتیں تحلیل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جن کے ساتھ حرارت کا قیام ہے اسلئے وہ آسانی سے زائل ہو جاتی ہے۔ مترجم

کسی عضو میں تری پہونچانے کی نسبت خشکی پیدا کرنا زیادہ آسان ہے اور تھوڑی مدت میں ممکن ہے۔ پیدا ہونے والے سوء مزاج کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے ہی اُس سے محفوظ رہنے کے لئے اسکے سبب کو زائل کریں (تاکہ وہ پیدا نہ ہونے پائے)۔

اور جو سوء مزاج کہ پیدایش کے ابتدائی زمانہ میں ہو اُسکی تدابیر ان دونوں (قسموں) کی تدبیر کے ساتھ ہے (یعنی اسکے برعکس علاج بھی کریں۔ تاکہ موجودہ گرمی یا سردی

زائل ہو جائے۔ اور اس کی زیادتی سے بچنے کے لئے اُسکے سبب کو بھی زائل کریں۔ تاکہ بڑھنے اور مستحکم نہ ہونے پائے) + سوء مزاج اگر سادہ ہو (یعنی اسکے ساتھ کوئی خلط اور مادہ نہ ہو) تو اُس میں فقط مزاج کو بدل دینا ہی کافی ہے اور اگر مادی ہو۔ تو اُس کے مواد کو خارج کرنا چاہئے۔ اگر مواد خارج کرنیکے بعد بھی سوء مزاج باقی رہے۔ تو اُسے بدل دینا چاہئے (یعنی بقیہ گرمی۔ یا سردی کو زائل کر دینا چاہئے) +

اصولِ استفراغ وہ اُمور جن کی رعایت اور جن کا لحاظ ہر ایک "استفراغ" میں ضروری ہے۔ دس ہیں (خواہ استفراغ مسہل کی صورت میں ہو یا قے۔ فصد وغیرہ کی صورت میں) (۱) اِمتلاء یعنی بدن کا مواد سے پُر ہونا۔ چنانچہ مواد سے بدن کا خالی ہونا استفراغ سے باز رکھتا ہے (۲) قوت چنانچہ بدن میں اگر ناتوانی ہو تو وہ بھی استفراغ سے روکتی ہے۔ ہاں گاہے ایسا ہوتا ہے کہ چلنے پھرنے کی کمزوری اور حرکت کی ناتوانی کا اختیار کرنا۔ اِن خرابیوں کے مقابلہ میں آسان اور سہل ہوتا ہے۔ جو استفراغ نہ کرنے سے پیدا ہو سکتی ہیں (یعنی استفراغ سے اگر فقط ناتوانی کا خوف ہوتا ہے۔ اور استفراغ نہ کرنے سے دیگر سخت امراض کا ڈر ہوتا ہے) تو ایسی صورت میں استفراغ نہ روکنا چاہئے۔ بلکہ استفراغ کر دینا چاہئے۔ اور اِسکے بعد ناتوانی زائل کر دینی چاہئے (۳) مزاج۔ چنانچہ اگر سخت گرمی وخشکی یا سخت سردی اور خون کی کمی ہو تو استفراغ کرنا ناجائز ہے (۴) جسمانی حالت۔ چنانچہ اگر سخت لاغری ہو۔ بدن نہایت متخلخل (پولا اور مسامدار) ہو۔ یا نہایت فربہ ہو تو بھی استفراغ کرنا منع ہے + (۵) اَعراض لازمہ۔ یعنی وہ اُمور جو استفراغ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دست جاری ہو جانے کی استعداد اور آنتوں کے زخم استفراغ سے (یعنی

مسہل سے) مانع ہیں (کیونکہ مسہل سے زیادہ دست جاری ہو جانیکا اور زخموں کے بڑھ جانے کا خوف ہوتا ہے) (۶) عُمر۔ چنانچہ بڑھاپا اور بچپن استفراغ سے مانع ہیں (اسی وجہ سے اِن عمروں میں نہ فصد کرتے ہیں۔ اور نہ مسہل دیتے ہیں) (۷) وقت: چنانچہ سخت گرمی اور سخت سردی کا زمانہ استفراغ سے مانع ہیں۔ (اسی وجہ سے سخت گرمیوں اور سخت سردیوں میں مسہل نہیں دیتے ہیں (۸) ملک اور شہر: چنانچہ سخت گرم اور سخت سرد ممالک اور شہر استفراغ سے مانع ہیں (۹) پیشہ۔ چنانچہ وہ پیشے جن سے مواد خوب تحلیل ہوتے ہیں مثلاً حمام کے خدمتگار (یا حمام میں کھڑے رہنے والے ملازم) استفراغ سے مانع ہیں (کیونکہ اُنکے مواد اپنے پیشے اور کام ہی کی وجہ سے نکلتے رہتے ہیں) (۱۰) عادت: چنانچہ جن لوگوں کو استفراغ کی عادت نہ ہو۔ انھیں سخت اور تیز دوا سے استفراغ نہ کرنا چاہئے (اسی وجہ سے اُن لوگوں میں تیز دوا کا مسہل نہیں دیتے ہیں۔ جنہوں نے کبھی مسہل نہ لیا ہو۔ علیٰ ہذا جن کو عادت نہ ہو اُنھیں سخت دوا سے قے بھی نہیں کرائی جاتی ہے)۔

مقاصدِ استفراغ مناسب ہے کہ ہر ایک استفراغ میں مندرجۂ ذیل پانچ اُمور کا ارادہ کریں۔

اوّل: اُسی مادّہ کو خارج کریں جو اپنی کمیت (مقدار) یا اپنی کیفیت سے ایذا و تکلیف پہونچاتا ہو۔

دویم: استفراغ اور مواد کا اخراج بقدر برداشت ہو (اتنا نہو کہ نہایت ضعف و نقاہت لاحق ہو جائے) اور اگر اخلاط و مواد استفراغ کی وجہ سے بکثرت خارج ہوں۔ تو اُس سے ہرگز ڈرنا نہ چاہئے۔ بلکہ جب تک خارج ہونے کے قابل (یعنی ردی) مواد نکلتے رہیں۔ اور مریض میں اُس کی برداشت ہو

(نہایت کمزور نہ ہوگیا ہو) تو مواد کے بکثرت خارج ہونے سے خوف نہ کھانا چاہیئے * اگر تو نے "صفراء کا مسہل" دیا (یعنی صفراء کی خارج کرنے والی مسہل دوا رکھلائی) جس سے آخر میں (یعنی صفراء خارج ہونے کے بعد) "بلغم" خارج ہونے لگا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ مسہل صفراء کا عمل اور اثر پُورا ہو گیا ہے۔ (اور اب بدن میں صفراء نہیں رہا ہے۔ اسی وجہ سے صفراء کے دستوں کے بعد بلغم نکلنے لگا ہے) اسی طرح اُس وقت بھی سمجھنا چاہیئے۔ جبکہ بلغم کے بعد "سوداء" خارج ہونے لگے۔ بلکہ سوداء کا خارج ہونا تنقیۂ صفراء کی بڑی علامت ہے۔ لیکن اگر خون خارج ہونے لگے۔ تو وہ خطرہ کی بات ہے (اور اس وقت دستوں کو فوراً روک دینا چاہیئے) *

بات یہ ہے کہ صفراء کی خارج کرنے والی دواء جب دیجاتی ہے۔ تو پہلے صفراء کے دست آتے ہیں۔ اور جب بدن میں صفراء نہیں رہتا ہے تو دوسرے مواد خارج ہونے لگتے ہیں۔ چنانچہ صفراء کے بعد بلغم نکلنے لگتا ہے۔ اور جب بدن میں بلغم بھی نہیں رہتا ہے۔ تو سوداء خارج ہونے لگتا ہے۔ مگر سوداء بلغم کے نکلنے کے بعد خارج ہوتا ہے کیونکہ بلغم سے سوداء زیادہ غلیظ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ اور جب بدن میں دوسرے مواد بالکل نہیں رہتے ہیں۔ تو بدن سے خون نکلنے لگتا ہے۔ اور خون چونکہ سب سے عزیز اور مفید شے ہے۔ اِس لئے اسکا خروج تمام اخلاط اور مواد کے بعد ہوتا ہے۔ اِسی وجہ سے اس کا نکلنا خطرناک ہے۔ مترجم *

دستوں اور قے کے بعد پیاس لگنی اور نیند کا غلبہ ہونا بدن کے صاف ہو جانے کی دلیل ہے *

سویم: مواد اسی راستہ سے خارج کرنا چاہیئے جس طرف مواد مائل ہوں

چنانچہ اگر "متلی" ہو (جو اس امر کی علامت ہے کہ وہ مادہ قے کی طرف مائل ہے) تو مواد کو قے ہی کے ذریعہ خارج کرنا چاہیئے۔ اور اگر پیٹ میں "مروڑ" ہو (جو اس امر کی علامت ہے کہ مادہ دستوں سے نکلنا چاہتا ہے) تو مواد کو دستوں ہی کے ذریعہ خارج کرنا چاہیئے۔

چہارم۔ جس راہ سے مواد خارج کئے جائیں۔ وہ اُنکے خارج ہونے کا "طبعی راستہ" ہو (غیر طبعی راستے سے یا اُس راستے سے خارج نہ کریں۔ جدھر سے مواد خارج نہ ہو سکیں) اور جس عضو کی طرف مواد منتقل کئے جائیں۔ وہ ادنیٰ درجہ کا ہو (ایسا نہ ہو کہ وہ بیمار عضو کے برابر یا اس سے زیادہ شریف ہو) نیز جس عضو کی طرف مواد منتقل کئے جائیں۔ اُسے بیمار عضو کے ساتھ کچھ تعلق ہونا چاہیئے (کیونکہ بے تعلق عضو کی طرف مواد کا منتقل ہونا ہی ناممکن ہے) جس طرح امراض جگر کے لئے دائیں "باسلیق" کی رگ اور امراض طحال (تلی) کے لئے بائیں باسلیق کی رگ۔ نیز وہ عضو صبر کے ساتھ اُن مواد وغیرہ کو برداشت کرنے کے قابل ہو جو اس کی طرف منتقل ہو کر آئیں گے۔

باسلیق وہ رگ ہے۔ جو کہنی کے جوڑ کے اندر کی طرف واقع ہے اور کلائی کے نچلے حصہ سے روانہ ہوتی ہے۔ امراض جگر و طحال میں انکا مواد خارج کرنے کے لئے باسلیق کی فصد کر کے خون نکالتے ہیں۔ چنانچہ دائیں ہاتھ کی باسلیق کی فصد جگر میں اور بائیں طرف کی طحال میں۔ آپ دیکھو کہ دائیں باسلیق جگر کے مواد خارج ہونے کا طبعی راستہ بھی ہے جس طرح بائیں باسلیق طحال کے لئے۔ اِسلئے جگر میں دائیں طرف ہی فصد کھولنی چاہیئے۔ اور طحال میں بائیں طرف۔ اِسکا اُلٹا نہ کرنا چاہیئے۔ نیز جگر کی نسبت یہ رگ ادنیٰ درجہ کی ہے۔ نیز اسکو جگر سے تعلق ہے

کیونکہ یہ رگ جگر سے متصل ہے۔ جس طرح بائیں باسلیق طحال سے متصل ہے۔ نیز یہ رگ جگر وغیرہ سے آئے ہوئے مواد کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کے قابل بھی ہے۔ کیونکہ یہ رگ شریف اعضاء میں سے نہیں ہے۔ مترجم +

پنجم:۔ استفراغ اور اخراج مواد (خواہ بصورت قے ہو۔ یا مسہل وغیرہ) منضج دینے (یعنی مادہ پکانے کے) بعد ہونا چاہیے۔ مزمن اور دیرینہ امراض میں پہلے منضج پلانا واجب و لابدّی ہے۔ مگر تیز اور حاد امراض میں ضروری نہیں ہے۔ مگر بہتر اور اچھا ہے۔ ہاں اگر مادہ نہایت جوش میں ہو (جیسا کہ اکثر تیز امراض میں ہوا کرتا ہے۔ تو اس صورت میں اتنی مہلت نہیں ہوتی ہے۔ کہ پہلے منضج پلایا جائے پھر مسہل دیا جاوے۔ اس لئے بلا منضج کے مسہل دیدیا جاتا ہے) کیونکہ اِسوقت بغیر پکائے اور منضج پلائے مادہ کو خارج کرنے میں (اگرچہ کسی قدر ضرر ہوتا ہے مگر) اتنا ضرر نہیں ہوتا ہے۔ جتنا کہ مواد کو بحالتِ جوش چھوڑ دینے میں ہوتا ہے (اس وجہ سے بغیر منضج پلائے مادہ خارج کردیا جاتا ہے۔ اور منضج سے پکانے کا انتظار نہیں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ مادہ کے جوش سے بہت سے خطرات کا اندیشہ ہوتا ہے) +

مواد کو جذب کرنا گاہے مواد کسی شریف عضو سے (جو بیمار ہوتا ہے) کسی ایسے ادنٰی درجہ کے عضو کی طرف جذب کئے جاتے ہیں۔ جو مواد کی توجہ سے مخالف جانب ہوتا ہے۔ اگرچہ مادہ خارج نہ کیا جائے۔ جیسا کہ "سنگھیوں" سے کیا جاتا ہے (جن سے مادہ کھنچ بھی آتا ہے۔ مگر باہر خارج نہیں ہوتا ہے) +

مادہ مخالف جانب اِس وجہ سے جذب کیا جاتا ہے تاکہ وہ الٹی طرف

کو آ جائے۔ اور مرض کی طرف نہ جائے۔ ورنہ اور بھی مرض میں شدت
ہونے کا خوف ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر دائیں ہاتھ میں ورم ہو تو اُسکا
مادہ بائیں طرف سنگھی لگا کر جذب کیا جاتا ہے + مترجم +

اور مادہ گاہے قریب کے مخالف عضو کی طرف جذب کیا جاتا ہے (جیسا کہ
دائیں ہاتھ کا مادہ اگر بائیں کی طرف جذب کیا جائے جو پاؤں کی نسبت نزدیک
ہے) اور گاہے دور کے مخالف کی طرف جذب کیا جاتا ہے (جیسا کہ اگر دائیں ہاتھ
کا مادہ پاؤں کی طرف جذب کیا جائے۔ جو بائیں ہاتھ کی نسبت دائیں ہاتھ سے
دور واقع ہے)۔ مگر دور کے مخالف کی طرف جذب کرنے میں یہ شرط ہے کہ کسی
ایسے عضو کی طرف جذب کرنا نہیں چاہیئے جو لمبائی اور چوڑائی دونوں قطروں کے
لحاظ سے دور واقع ہو (مثلاً دائیں ہاتھ کا مادہ بائیں پاؤں کی طرف جذب نہ
کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ دائیں ہاتھ سے لمبائی اور چوڑائی دونوں لحاظ سے دور
واقع ہے) بلکہ ایسے عضو کی طرف جذب کرنا "بہتر" ہے۔ جو دونوں قطروں
(طول وعرض) میں سے زیادہ لمبا قطرہ ہو۔ مثلاً اگر دائیں ہاتھ میں ورم پیدا
ہو جائے۔ تو اُس کا مادہ بائیں پاؤں کی طرف نہ جذب کرنا چاہیئے (کیونکہ وہ
دائیں ہاتھ سے دو قطروں کے لحاظ سے دور واقع ہے) بلکہ یا دائیں پاؤں
کی طرف جذب کرنا چاہیئے۔ اور یہی "بہتر" ہے (کیونکہ دایاں پاؤں بائیں ہاتھ کی
نسبت دائیں ہاتھ سے زیادہ لمبا ہے۔ اور زیادہ لمبے قطر کی طرف جذب کرنے
کو "بہتر" سمجھا گیا ہے) یا بائیں ہاتھ کی طرف جذب کرنا چاہیئے۔ اور مناسب ہے
کہ کسی عضو کی طرف مادہ کو اِس حالت میں ہرگز جذب نہ کریں جبکہ بدن مواد سے
بھرا ہوا ہو۔ یا اس عضو کی طرف جدہر مواد جذب کئے جا رہے ہیں۔ مواد کی
توجہ ہو۔ کیونکہ اِن حالتوں میں اگر کسی عضو کی طرف مواد جذب کئے گئے

تو اِس عضو کی طرف اس قدر مواد جذب ہو کر چلے جائیں گے کہ اِس عضو سے ان مواد کا اُس طرف کو پھر دفع کرنا مشکل ہو جائیگا - جدھر سے وہ جذب ہو کر آئے ہیں (یعنی پھر لوٹانا اُنکا دشوار ہوگا) جذب کرتے وقت (اگر کہیں درد ہو تو) پہلے درد کو ٹھہرا لینا چاہئیے - کیونکہ درد مواد کو اپنی طرف کھینچتا ہے - اسلئے تمھارا جذب اور درد کا جذب دونوں باہم مقابل ہو جائیں گے (درد اپنی طرف مواد جذب کریگا - اور تم اُس کے مخالف جانب جذب کرنا چاہو گے - اس لئے کچھ بھی نہ ہو سکے گا)

جبکہ فصد اور استفراغ دونوں ضروری ہوں (یعنی خون کی زیادتی بھی ہو - جس سے فصد کرنا ضروری ہو گیا ہو - اور دوسرے اخلاط و مواد کی کثرت بھی ہو - جس سے مسہل دینا یا قے کرنا ضروری ہو گیا ہو) اور سارے اخلاط کی مقدار "طبعی نسبت" پر ہو (یعنی ایسا نہ ہو کہ ایک خلط کا غلبہ زیادہ ہو، اور دوسری خلط کا غلبہ کم - بلکہ سارے اخلاط اپنی اپنی طبعی مقداروں کی نسبت پر بڑھ گئے ہوں اور اس وجہ سے فصد اور استفراغ دونوں کی ضرورت یکساں ہو) تو پہلے فصد کھولنی چاہئیے (کیونکہ فصد سے خون کے ساتھ سارے اخلاط خارج ہو جاتے ہیں) اِس کے بعد اگر کسی خلط کا غلبہ موجود ہو - تو اس خلط کا استفراغ کیا جائے - (ورنہ ممکن ہے کہ فصد ہی سے خون اور سارے اخلاط خارج ہو کر ٹھیک ہو جائیں) اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی سارے اخلاط کی زیادتی طبعی نسبت پر اور یکساں نہ ہو - بلکہ اُنکا غلبہ کم و بیش ہو - اور فصد و استفراغ کی ضرورتیں بالکل برابر نہ ہوں) تو پہلے جس خلط کا غلبہ ہو - اُسے خارج کرنا چاہئیے پھر فصد کھولنی چاہئیے - لیکن فصد اور استفراغ کے درمیان کچھ مہلت ہونی چاہئیے (یعنی ایک ہی روز مثلاً فصد و مسہل نہ کرنا چاہئیے - بلکہ درمیان میں ایک دو روز مہلت دیکر

تاکہ زیادہ ناتوانی نہ پیدا ہوجائے) اور اکثر اوقات اِس صورت میں استفراغ کی دوا کا پلانا (مثلاً مسہل دینا) جبکہ (خون کے غلبہ کی وجہ سے) فصد کرنا ضروری ہو۔ بخار اور بے چینی پیدا کر دیتا ہے (کیونکہ اِس دوا سے خون تو خارج ہو نہیں سکتا۔ ہاں اِس سے خون اور اخلاط میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے بخار اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے) +

گاہے استفراغ اور اخراج مواد کا حکم دیا جاتا ہے۔ نہ اسلئے کہ اخلاط کی کثرت ذیادتی ہوتی ہے۔ بلکہ محض اِسلئے کہ اخلاط کی کیفیتیں ردی اور فاسد ہوتی ہیں۔ یا "استظہار" کے لئے یعنی کسی پیدا ہونے والے مرض سے بچنے کے لئے، یا "تقدم بالحفظ" کے لئے یعنی پہلے سے ان لوگوں میں بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے جنھیں کسی مرض کی عادت ہو۔ ایسا استفراغ علی الخصوص موسم ربیع (بہار) میں کیا جاتا ہے (کیونکہ اسی موسم میں بعض ساکن مادے متحرک ہو کر امراض پیدا کرتے ہیں۔ اِسلئے پہلے ہی سے مسہل دیکر اُسے خارج کر دیتے ہیں) +

استظہار اور تَقَدُّم بِالْحِفْظ : دونوں کے معنے "کسی مرض سے بچنے کے ہیں" لیکن اِن دونوں میں فرق صرف اِسقدر ہے کہ اگر وہ مرض عادت کے طور پر ہمیشہ پیدا ہوتا ہو۔ تو اُسکے لئے "تقدم بالحفظ" بولتے ہیں، اور اگر وہ عادت کے طور پر نہ پیدا ہوتا ہو۔ بلکہ کسی خاص علامت سے اُس کے پیدا ہونے کا خوف ہوگیا ہو۔ تو اُس سے بچنے کو "استظہار" کہتے ہیں + مترجم +

بعض لوگونکو استفراغ سے (مثلاً قے و مسہل سے) نفرت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں (اگر مادہ کی کثرت کی وجہ سے استفراغ کی ضرورت ہو تو) استفراغ کے عوض مریض سے روزے رکھوانے (یعنی فاقے کرانے چاہئیں۔ اور اسے

خوب سُلانا چاہیے (کیونکہ اِن دونوں صورتوں سے مواد تحلیل ہوتے ہیں) اور پھر مواد کی کثرت سے جو سوء مزاج پیدا ہوگیا ہے۔ اُس کا (کسی اور ذریعہ سے) تدارک کرنا چاہیے۔

اور گاہے مادہ اِن ذرائع سے خارج کیا جاتا ہے۔ جو باہر سے خشکی پیدا کرتے اور مادہ کو چوستے ہیں۔ جس طرح مریض استسقاء (کے مادہ کو خارج کرنے کے لئے وہ) بالُو پر سُلایا جاتا ہے۔

گاہے استفراغ اور اخراج مواد میں ایسی دواؤں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن کی کیفیتیں اُس خلط کی کیفیت کے مُناسب اور یکساں ہوتی ہیں جنکا خارج کرنا مدنظر ہوتا ہے (مثلاً گرم خلط کے لئے گرم ہی دوا کی ضرورت پڑتی ہے) اِس لئے اُن دواؤں کی تعدیل ایسی چیزوں سے کرنی چاہیے۔ اور انکی کیفیتیں کسی ایسی شئے سے توڑنی چاہئیں۔ جو دست لانے میں اِن دواؤں کے موافق بھی ہوں اور اُنکی کیفیتوں کی تعدیل بھی کردیں۔ جیسا کہ "صفرا" کے اخراج کے وقت جبکہ **محمودہ** (سقمونیا) استعمال کی جاتی ہے (جو کہ صفراء کے مانند گرم ہے) تو اس کی تعدیل "زردھٹر" ملاکر کی جاتی ہے (جو صفراء کو بھی خارج کرتی ہے۔ اور سرد ہونے کی وجہ سے سقمونیا کی گرمی بھی زائل کردیتی ہے)

گاہے دستوں کی دوا سے "قے" آنے لگتی ہے۔ جس کی وجہ یا یہ ہوتی ہے کہ معدہ کمزور ہوتا ہے۔ یا یہ وجہ ہوتی ہے کہ مسہل لینے والا مریض مرض "تخمہ" (بدہضمی) میں مُبتلا ہوتا ہے (جس میں پہلے ہی سے قے آتی رہتی ہے) یا یہ وجہ ہوتی ہے کہ پائخانہ خشک (اور قبض) ہوتا ہے۔ یا یہ دوا مکروہ اور بُری ہوتی ہے (جس کی نفرت سے قے آجاتی ہے) اور گاہے قے کی دوا سے دست آنے لگتے ہیں جس کی وجہ یا یہ ہوتی ہے۔ کہ مریض کو سخت بھوک

ہوتی ہے۔ یا قے کرنے والا مریض (پہلے ہی سے) دستوں کے مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ یا وہ قے کا عادی نہیں ہوتا ہے۔ **صفرا،** جو سودا، وغیرہ کی نسبت قے کی راہ بآسانی خارج ہونے کے قابل ہے (کیونکہ صفرا سب اخلاط میں ہلکا ہوتا ہے۔ اور اُس کا میلان اوپر کی طرف زیادہ ہوتا ہے) اِس کی قے کے لئے جوان لوگ زیادہ لائق اور مناسب ہیں (کیونکہ اِن میں علی العموم صفرا ہی کی کثرت ہوتی ہے) برخلاف ازیں "سودا،" (قے کے راہ بآسانی خارج ہونے کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سب اخلاط میں بوجھل اور سب سے نیچے ہوتا ہے) اور "بلغم" اس بارے میں یعنی قے کی راہ خارج ہونے میں صفرا، اور سودا، دونوں کے درمیان ہے۔

مسہل دوا، سے جو دست آتے ہیں۔ اِس میں تین مختلف مذاہب ہیں (۱) "صحیح مذہب" یہ ہے کہ دوا، اپنی خاصیت اور اپنی کشش سے کسی خاص خلط کو جذب کرتی ہے۔ خواہ وہ خلط گاڑھی ہو۔ یا پتلی (۲) دوسرا مذہب یہ ہے کہ مسہل دوا میں کسی خاص خلط کو جذب کرنے کی خاصیت اور کشش نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ ہر ایک مسہل دوا، پہلے رقیق اخلاط کو خارج کرتی ہے۔ اس کے بعد غلیظ کو۔ اُس کے بعد اُس سے غلیظ کو (۳) "جالینوس" کا مذہب یہ ہے کہ ہر ایک مسہل دوا، اُسی خلط کو جذب کرتی ہے۔ جس سے اس کی مشابہت ہوتی ہے۔ یعنی اپنے مشابہ اور اپنے ہم جنس خلط کو ہم جنس ہونے کی وجہ سے جذب کرتی ہے۔ چنانچہ ذیل میں مصنف کے کلام پر غور کرو۔ مترجم

مسہل دوا، اپنی قوت جاذبہ سے دست لاتی ہے۔ جو فقط اُسی خلط کو

جذب کرتی ہے۔ جس کے ساتھ اُسے خصوصیت ہوتی ہے (چنانچہ بعض مسہل دواؤں کو بلغم سے، اور بعض کو سوداء سے، اور بعض کو صفراء سے خصوصیت ہوتی ہے۔ اور فقط انہیں اخلاط کو جذب کرکے خارج کرتی ہیں۔ مثلاً سقمونیا صفراء کو، افیتمون سوداء کو، اور ترُبد بلغم کو دستوں کی راہ خارج کرتا ہے۔ اس وجہ سے ہر ایک خلط کے علیحدہ علیحدہ مسہل معین ہیں) دستوں کی وجہ یہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ مسہل دواء "پہلے زیادہ رقیق خلط کو جذب کرتی ہے" (اس کے بعد اس سے غلیظ کو۔ کیونکہ ایسا اگر ہو تو ہر ایک خلط کا کوئی علیحدہ مسہل نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ جو مسہل دواء بھی کھلائی جائے۔ اُس سے سارے اخلاط خارج ہونے چاہئیں۔ سب سے پہلے رقیق اخلاط، مثلاً صفراء، اس کے بعد غلیظ مثلاً بلغم۔ اور اس کے بعد اُس سے غلیظ۔ مثلاً سوداء، خارج ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات صفراء اور بلغم سے پہلے "سوداء" جو کہ نہایت غلیظ ہے۔ خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ افیتمون سے ہوتا ہے) اور نہ دست آنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ "وہ مسہل دواء کو اپنے مشابہ اور ہم جنس ہونے کی وجہ سے جذب کرتی ہے۔" (جیسا کہ جالینوس کا خیال ہے۔ مثلاً اگر سقمونیا صفراء کو جذب کرتی ہے۔ تو اس کی وجہ جالینوس کے نزدیک یہ ہے کہ صفراء اور سقمونیا دونوں ہم جنس ہوتے ہیں۔ اور دونوں کی کیفیتیں اور حالتیں ایک جیسی ہوتی ہیں) یہ مذہب بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مشابہ اور ہم جنس ہونے کی وجہ سے اگر مواد جذب ہوں تو چاہیئے کہ ایک سونا جو دوسرے سونے سے زیادہ ہونے کی وجہ سے غالب ہو، دوسرے سونے کو (جس کی مقدار کم ہو) اپنی طرف کھینچ لے (حالانکہ تجربہ سے یہ ثابت نہیں ہے) جالینوس اسی کا قائل ہے اور اس کا یہ گمان ہے کہ "غیر زہریلی مسہل دواء سے جب دست نہیں آتے

ہیں تو وہ مشابہ اور ہم جنس ہونے کی وجہ سے اسی خلط کو پیدا کر دیتی ہے جسے وہ جذب کیا کرتی ہے" اور وہ کہتا ہے کہ دست نہ آنے پر اسی وجہ سے وہ خلط اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے (غرض صفرا کا مسہل اگر سقمونیا کھلا لی جائے اور اس سے دست نہ آئیں۔ تو چونکہ سقمونیا صفرا سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسلئے صفرا کی پیدائش ہو جاتی ہے۔ اور بدن میں صفرا اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے) اور صحیح یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ یعنی وہ دوا اس خلط کو پیدا نہیں کرتی ہے، اور مواد کی یہ کثرت جو دست نہ آنے کی حالت میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ یہ مواد اس دوا کی وجہ سے حرکت میں آ جاتے ہیں۔ اور تمام بدن میں پھیل جاتے ہیں۔ اور دوسرے اخلاط کو اپنے غلبہ (اور جوش) کی وجہ سے اپنے جیسا کر لیتے ہیں (اور دست نہ آنے کی وجہ سے بدن کے اندر ہی رہتے ہیں)۔

مسہل دوا کھانے سے پہلے حمام کرنا اُسکی امداد کرتا ہے (یعنی مواد بآسانی خارج ہوتے ہیں) اور مسہل لینے کے ایک روز بعد حمام کرنا اُن مواد کو تحلیل کر دیتا ہے۔ جو مسہل سے باقی رہ جاتے ہیں۔ اور مسہل کے ساتھ حمام کرنا۔ یعنی مسہل کے دن حمام کرنا مسہل کے فعل اور عمل کو بند کر دیتا ہے (یعنی دست نہیں آتے ہیں)۔ مسہل لیکر کھانا کھا لینا اکثر مسہل دواؤں کے عمل کو روک دیتا ہے۔ کیونکہ طبیعت غذا کے ہضم کی طرف متوجہ ہو کر مواد کے دفع کرنے سے روگردانی کر لیتی ہے۔ اور اس لئے کہ مسہل دوا غذا کے ساتھ مل جاتی ہے۔ جس سے اُس کی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ جو شخص نہار منہ (یعنی بھوکے ہونے کی حالت میں) مسہل نہ لے سکے (اور دن کے آخر وقت تک بھوکا نہ رہ سکے) تو اُسے چاہیے کہ دوا پینے سے پہلے "ماء الشعیر" (جو کا پانی) اور انار کے پانی کے مانند کوئی

شئے پی لے ＋ اور اگر مسہل دوا کھانے کے بعد "انار" کے مانند کوئی شئے
کھائی جائے (جس میں آنتوں کو نچوڑنے کی طاقت ہو) تو علی العموم یہ شئے
آنتوں کو نچوڑنے اور مواد خارج کرنے کی وجہ سے مفید پڑتی ہے ＋ ہلکی مسہل دوا
کھانے پر سو رہنا اوس کے عمل کو بند کر دیتا ہے (اسی وجہ سے املتاس وغیرہ
کے مسہل کے دن نہیں سُلاتے ہیں) اور تیز اور قوی مسہل کھانے پر سونا اوس
دوا مسہل کو زیادہ قوی کر دیتا ہے (اسی وجہ سے حب ایارج ۔ حب شبیار
جیسے تیز مسہلوں کو شب کے وقت کھلا کر سُلا دیتے ہیں) اور مسہل دوا کا عمل ختم
ہونے کے بعد (مثلاً دن کے آخر حصے میں) سُلانا اوسکے فعل کو روک دیتا ہے۔ خواہ
مسہل قوی ہو۔ یا ضعیف (یعنی مسہل دوا کی وجہ سے اکثر جو دست جاری رہتے
ہیں۔ وہ بند ہو جاتے ہیں) ＋ جس شخص کو مسہل دوا سے کراہت و نفرت آتی
ہو۔ اُسے چاہیئے کہ (وہ زبان کی حس کند کرنے کے لئے) "طرخون[1]" چبائے۔
اور زبان کی حس کو کند کرنے کے لئے طرخون سے زیادہ مؤثر عناب کے پتے
ہیں۔ اور کاہے قوت ذائقہ کو برف سے بے حس کر دیتے ہیں (یعنی زبان پر
برف رکھتے ہیں) اور جس شخص کو مسہل دوا کی بُو سے نفرت آتی ہو۔ اُسے
چاہیئے کہ اپنے نتھنوں کو بند کر لے ＋ اور جس شخص کو قے کا خوف ہو۔ تو چاہیئے
کہ اوس کے ہاتھ پاؤں اور بازو کس کر باندھ دیے جائیں۔ اور دوا مسہل
کھانے کے بعد کوئی ایسی شئے وہ کھالے جو قابض اور معدہ کو قوت بخشنے
والی ہو۔ مثلاً انار۔ ریباس[2]۔ سیب۔ بہی اور نعناع (قسم پودینہ) ＋ اور گرم پانی
گولی وغیرہ کھا کر اس قدر پینا چاہیئے کہ گولی وغیرہ پگھل جائے (یعنی گولی کھا کر

---

[1] طرخون۔ زبان کو بیحس کرنے والی ایک بوٹی ہے جو ایران و شیراز میں زیادہ مشہور ہے
[2] ریباس ایک قسم کی ترش بوٹی ہے ＋ مترجم

تھوڑا سا گرم پانی پینا چاہیئے) اور جب مسہل دوا کا عمل ختم کرنے کا وقت ہو تو
گرم پانی اس قدر پینا چاہیئے کہ وہ دوا (پانی سے ہو کر) خارج ہو جائے۔ اور
جس شخص کے پیٹ میں مروڑ ہو۔ اسے چاہیئے کہ گرم پانی گھونٹ گھونٹ پیئے
اور چند قدم ٹہلے۔ اور جب مسہل دوا کا عمل ختم ہو چکے (اور دست آ چکیں)
تو (نسخۂ تبرید یعنی ٹھنڈائی پلائیں۔ جو مختلف مزاجوں کے لئے مختلف ہوتا ہے۔
چنانچہ) گرم مزاجوں کو شربت سیب کے ساتھ۔ یا پانی اور شکر کے ساتھ یا گلاب
کے ساتھ اسپغول کھلائیں۔ اور معتدل مزاجوں کو اسپغول کے ساتھ تخم ریحاں
(ناز بو یا تلسی) کھلائیں۔ اور سرد مزاجوں کو گاہے صرف تخم ریحاں کھلاتے ہیں اور
اسپغول نہیں دیتے (کیونکہ تخم ریحاں گرم اور اسپغول سرد ہے)۔

مسہل کے "بعد ٹھنڈائی کا نسخہ" جس میں لعاب دار چیزیں ہوتی ہیں
اس لئے دیتے ہیں۔ کہ اس سے آنتوں کی خراش دور ہوتی ہے۔ اور
وہ طبعی حالت کی طرح اس سے لیسدار اور چکنی ہو جاتی ہیں نیز ان کی
عارضی گرمی دور ہو جاتی ہے۔ اور مزاج درست ہو جاتا ہے۔ مترجم

مسہل اور قے کرانے کے بعد کوئی لذیذ اور عمدہ غذا کھلانی چاہیئے جس سے
اچھے اخلاط پیدا ہوں۔ جیسے چوزے۔ اور غذا تھوڑی مقدار میں دینی چاہیئے
کیونکہ مسہل اور قے کے بعد تمام اعضاء خالی اور بھوکے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے
وہ غذا کو قوت اور زور سے جذب کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں (اگر غذا کی
کثرت کی جائے اور اس سے معدہ پر بوجھ پیدا ہو تو) بوجھل اور ثقیل معدہ
بھی غذاء کو اعضاء کی طرف دفع کر کے ان کی امداد کرے گا جس سے رگیں بند
ہو جائیں گی۔ جو نہایت دشوار اور خطرناک حالت ہے +

اگر کوئی شخص مسہل دوا کھائے۔ اور اسے دست نہ آئیں تو (اس کی دو صورتیں

ہیں) اگر تسکین دینی ممکن ہو تو تسکین دی جائے (یعنی اگر مریض کو بے چینی۔ پیاس۔ مروڑ۔ چکر اور دوسری بری علامتیں نہ پیدا ہوئی ہوں۔ تو تسکین دے دینی چاہیئے اور دست اگر نہیں آئے ہیں تو کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے) اور اگر تسکین دینی ممکن نہ ہو (یعنی بُری علامتیں پیدا ہو گئی ہوں۔ تو قابض دوائیں کھلا کر (جو آنتوں کو نچوڑ کر دست لاتی ہیں) تحریک دینی چاہیئے (یعنی دست لانے چاہئیں) یا ہلکے حقنے (پچکاری) یا دست لانے والے فتیلے (بتیاں) استعمال کرنے چاہئیں (تاکہ دست آجائیں اور مواد خارج ہو کر بری علامتیں دور ہو جائیں) مگر ایک ہی دن دو مسہلوں کا پلانا خطرناک ہے (یعنی اگر دست نہ آئیں۔ تو ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ایک اور مسہل پلا دیں۔ بلکہ مذکورہ بالا تدبیروں سے کام لینا چاہیئے) اور جب مسہل کھانے پر دست نہیں آتے ہیں۔ اور نہایت بُرے اعراض (علامات) پیدا ہو جاتے ہیں اور کسی عضو رئیس کی طرف مواد کی توجہ ہو جاتی ہے تو گاہے ایسی صورت میں فصد کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے (تاکہ جلد مواد خارج ہو جائیں۔ اور رئیس عضو پر نہ گریں) + اور جس شخص پر مسہل دوا کا اثر زیادہ ہو جائے (یعنی دست بکثرت آنے لگیں) تو چاہیئے کہ اوس کے ہاتھ پاؤں کس کر باندھ دیئے جائیں۔ اور قابض چیزیں پلائی جائیں اور انھیں قابض چیزوں کا ضماد پیٹ پر لگانا چاہیئے۔ اور اُس شخص کو پسینہ لانا چاہیئے۔ اور اس کے رہائشی مقام کو سرد خوشبوؤں سے خوشبودار کرنا چاہیئے (مثلاً کافور۔ صندل وغیرہ سے) +

قے واضح ہو کہ "قے" معدہ کو صاف اور قوی کرتی بینائی کو تیز کرتی۔ سر کا بوجھ زائل کرتی۔ گردے اور مثانہ کے زخموں میں۔ مزمن اور دیرپا امراض مثلاً جذام۔ استسقاء۔ فالج اور رعشہ میں فائدہ بخشتی۔ اور یرقان دور کرتی ہے +

مناسب ہے کہ ہر ایک تندرست آدمی مہینہ میں آگے پیچھے دوبار "قے" کرے۔ تاکہ دوسری قے سے پہلی قے کی کمی کا تدارک ہو جائے (یعنی پہلی قے سے جو مواد نہیں نکل سکے ہیں۔ وہ دوسری قے سے خارج ہو جائیں) اور تاکہ وہ فضلات صاف ہو جائیں جو پہلی قے سے معدہ میں گرتے ہیں۔ مگر قے کے دورے اور انکے دن معین نہ کریں (کبھی مہینہ کے اوّل میں کریں۔ تو کبھی آخر میں۔ دورے معین کر لینے میں یہ دقت ہوتی ہے کہ اگر خاص دورہ کے دن قے نہ کی جائے۔ تو تکلیف پہونچتی ہے) +

قے کی کثرت معدہ کے لئے مُضر ہے اور اُسے مواد اور فضلات قبول کرنے کے لئے آمادہ کر دیتی ہے۔ دانتوں کے لئے بھی مُضر ہے۔ علی الخصوص ترش قے زیادہ مُضر ہے۔ علیٰ ہذا بینائی اور سماعت کے لئے بھی مُضر ہے اور گاہے اس سے کوئی رگ پھٹ جاتی ہے +

قے سے پرہیز اوس شخص کو کرنا چاہیے جس کے حلق میں ورم ہو۔ یا جسکا سینہ کمزور ہو۔ یا جسکی گردن پتلی ہو۔ یا جو شخص مرض "نفث الدم" کیلئے (جس میں منہ سے خون آتا ہے) آمادہ ہو، یا جسے مشکل سے قے آتی ہو + بعض لوگ کھانے کی حرص اور لالچ کی وجہ سے اپنا معدہ کھانے سے بھر لیتے ہیں پھر اوسی کو قے کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے بڑھاپا جلد آ جاتا ہے۔ اور بُرے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور قے اونکی "عادت" ہو جاتی ہے +

اُسہال اور قے"۔ بدن کے صاف ہونے کی حالت میں۔ یا پائخانہ کے خشک ہونیکی (قبض کی) حالت میں۔ یا اَحْشَاء (یعنی شکم کے اعضاء) کی کمزوری کی حالت میں۔ یا پردۂ مراق کے لاغر ہونے کی حالت میں سخت خطرناک امر ہے (مراق شکم کا ایک پردہ ہے بعض شکم کی جلد کو اور بعض شکم کے عضلات کو مراق

کہتے ہیں) "قے کرنے کا زمانہ" موسم سرما اور موسم خریف نہیں ہے (جو کہ گرمیوں کے بعد اور سردیوں سے پہلے آتا ہے) بلکہ اس کا زمانہ موسم گرما اور موسم ربیع (یا موسم بہار) ہے۔ گرما کے موسم میں مسہل لینا بخار پیدا کرتا ہے۔ اور دستوں کا آنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ دوا کی کشش اور گرمی کی کشش میں باہمی مقابلہ ہوتا ہے (دوا اگر مواد کو اندر کی طرف کھینچتی ہے۔ تو موسم کی گرمی باہر کی طرف۔ اس لئے دستوں کا آنا اور مواد کا خارج ہونا دشوار ہو جاتا ہے) اور موسم سرما میں دستوں کا آنا اور مواد کا خارج ہونا اور بھی زیادہ دشوار ہے۔ کیونکہ اس موسم میں (سردی کی وجہ سے) مواد جمے ہوئے ہوتے ہیں +

اور موسم ربیع (بہار) کے بعد چونکہ گرما کا موسم آتا ہے۔ جو کہ مواد کو تحلیل کر دیتا ہے۔ اس لئے اس موسم میں سوائے ہلکے اور معمولی مسہل کے سخت مسہل کھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہاں البتہ "خریف کا موسم" مسہل کے لئے (حقیقی اور اصلی) وقت ہے (اس وقت میں بڑے سے بڑا مسہل دے سکتے ہیں) +

قے کے وقت ضروری ہے کہ آنکھوں پر پٹی اور پیٹ پر تقمیط[1] باندھ لیں اور جب قے سے فارغ ہوں تو چہرہ کو سرد پانی اور قدرے سرکہ سے دھو ڈالیں تاکہ سر میں بوجھ نہ پیدا ہونے پائے (جو کہ مواد چڑھنے سے اکثر ہو سکتا ہے) اور چاہئے کہ شربت سیب کے مانند کوئی (مقوی معدہ اور مفرح) شربت قدرے مصطگی اور گلاب کے ساتھ پی لیں + "قی" نیچے سے یعنی نچلے اعضاء سے (مثلاً گردے۔ مثانہ۔ اور پاؤں سے) اور "اسہال" (دست) اوپر سے یعنی اوپر کے اعضاء سے (مثلاً دماغ۔ پھیپھڑے وغیرہ سے) مواد کو جذب کرتے ہیں) جو

---

[1] تقمیط کپڑا لپیٹنے کو کہتے ہیں۔ مترجم +

منہ سے۔ یا پائخانہ کے راستے سے خارج ہوتے ہیں) +

بیان فصد

ذیل میں فصد کا بیان لکھا جاتا ہے۔ اس سے پہلے میں فصد کی رگوں کی تعریف بتلانا مناسب سمجھتا ہوں۔

باسلیق وہ رگ ہے جو کہنی کے جوڑ کے پاس اندر کی طرف ظاہر ہوتی ہے۔ اور کلائی کے زیرین حصہ کی اطراف کا بیان ہونا ہے کے بغل سے گزرتی ہے۔ قیفال وہ رگ ہے جو کہنی کے جوڑ میں باہر کی طرف معلوم ہوتی ہے۔ یہ مونڈھے اور بازو کے بیرونی جانب اترتی ہے۔ رگ حبل الذراع بھی کہنی کے جوڑ ہی کے پاس ظاہر ہوتی ہے۔ اور کلائی کے وسط سے اوپر کی طرف پھر کلائی کے باہر کی طرف روانہ ہوتی ہے۔ یہ دراصل قیفال کی شاخ ہے۔ اکحل وہ رگ ہے۔ جو قیفال کے پاس۔ کلائی کے اگلے حصے کے وسط سے ذرا اوپر ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی اکثر شاخیں شکم کے اعضاء سے متصل ہوتی ہیں۔ یہ باسلیق اور قیفال کی شاخوں سے مل کر بنتی ہے۔ اُسیلم ہاتھ کی چھوٹی انگلی

اور اسکے پاس کی انگلی کے درمیان جو رگ نظر آتی ہے۔ عرق النسا وہ
رگ ہے جو ران کی بیرونی جانب سے روانہ ہو کر پاؤں کے ٹخنوں تک پہنچتی ہے۔
صافن وہ رگ ہے جو پنڈلی کے اندر کی طرف نظر آتی ہے + مترجم

رگ باسلیق کی فصد "تنور بدن" کو یعنی شکم کے اعضاء کو صاف کرتی ہے۔ اور
"قیفال" اور "حبل الذراع" کی فصد گردن اور گردن سے اوپر کے اعضا کو صاف کرتی ہے
اور "اکحل" کی فصد ان دونوں (یعنی تنور بدن اور سر و گردن) کے لئے مشترک ہے
دائیں ہاتھ کی "اسیلم" کی فصد جگر کے دردوں میں (مرضوں میں) اور بائیں ہاتھ کی
اسیلم کی فصد طحال کے دردوں میں (طحال کے مرضوں میں) مفید ہوتی ہے۔ اور
"عرق النسا" کی فصد درد "عرق النسا" میں نہایت مفید ہے (یہ درد بقول بعض اطباء
اسی رگ "عرق النسا"[1] میں ہوتا ہے جو ران سے شروع ہو کر ٹخنوں کی طرف روز بروز
اترتا جاتا ہے) نیز اسکی فصد مرض دوالی کے لئے (جس میں پنڈلی کی رگیں پھول کر گرہ دار
ہو جاتی ہیں) اور "نقرس" کے لئے (جو پاؤں کے انگوٹھے میں نہایت شدت کیساتھ
ہوتا ہے) اور مرض "فیلپا" کے لئے مفید پڑتی ہے۔ اور "صافن" کی فصد حیض جاری
کرنے کے لئے اور ان فوائد کے لئے نفع بخش ہوتی ہے۔ جو فوائد رگ "عرق النسا"
کی فصد سے حاصل ہوتے ہیں +

حجامت یا سنگیاں کھچوانی

پنڈلیوں پر سنگیاں کھچوانی فصد کے قریب قریب فائدہ مند ہوتی ہیں۔ بند حیض کو جاری کرتی ہیں۔ خون صاف کرتی ہیں*

* سنگیاں گاہے آگ سے لگائی جاتی ہیں (جنہیں تلمیہ لگانا بھی کہتے ہیں)
اور گاہے آگ کے بغیر صرف منہ سے چوسی جاتی ہیں۔ اور گاہے اسکے
ساتھ پچھنے لگائے جاتے ہیں۔ اور گاہے سادہ ہوتی ہیں۔ مترجم +

گدی پر سنگیوں کا کھچوانا آشوب چشم (آنکھ آنا) منہ کی گندگی منہ آنے اور درد

[1] لیکن صحیح یہ ہے کہ درد عرق النسا ایک چوڑے عصب (عصب وركى عظيم) میں ہوتا ہے +

میں مُفید پڑتا ہے۔ علی الخصوص اُس دوسری میں جو سر کے اگلے حصے میں ہوتی ہیں کا مقام پر سنگھیوں کے لگانے سے مرض نسیان (بھول) پیدا ہو جاتا ہے اسلئے کہ اس سے دماغ کے پچھلے حصہ پر صدمہ پہونچتا ہے۔ جو انکے خیال میں "حافظہ" کا مقام ہے) بعض لوگ سر کے اگلے حصہ پر سنگھی لگانے کو بُرا سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے حِس کی قوت (یا حِس مشترک) کمزور ہو جاتی ہے +

سنگھیوں کے فائدے | سنگھی کھچوانے کے چند فائدے ہیں! اوّل یہ کہ اس سے خاص اوس عضو کی صفائی ہوتی ہے (جس پر یہ لگائی جاتی ہے) دوم: اس سے روح کا جوہر کم خارج ہوتا ہے (جیسا کہ فصد سے بکثرت خارج ہوتا ہے) سوم: یہ کہ اعضاء رئیسہ کو اس سے کم صدمہ پہنچتا ہے (جیسا کہ فصد سے زیادہ پہونچتا ہے کیونکہ یہ محض باریک باریک رگوں سے مواد خارج کرتی ہے جسکا اثر قلب وغیرہ تک ہرگز نہیں پہونچ سکتا)

حقنہ یا عمل | فضلات اور مواد پھینکنے اور خارج کرنے۔ اور انہیں اوپر سے نیچے کی طرف جذب کرنے میں اور مرض قولنج میں حقنہ نہایت عمدہ علاج ہے "حقنہ کا وقت" دونوں "سردی کے وقت" (یعنی صبح و شام) ہیں (دوپہر یا شبکو شدید ضرورت کے بغیر حقنہ نہ کرنا چاہیئے) +

علاج کی وصیتیں | ہم اس "فن اوّل" کو چند وصیتوں پر ختم کرنا چاہتے ہیں جن کا تعلق معالجات سے ہوگا +

(۱) طبیب اور معالج کو چاہیئے۔ کہ طبیعت کو سستی اور کاہلی کا عادی نہونے دے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ذرا ذرا سی صحت بگڑنے پر علاج نہ کرے۔ (بلکہ چھوٹی چھوٹی بیماریوں کا مقابلہ طبیعت ہی کو کرنے دے اور خود بخود اچھا ہونے دے۔ اسی وجہ سے ہلکے بخار اور معمولی کھانسی زکام کا علاج کرانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر خود بخود زائل نہ ہو تو علاج کرنا ضروری ہے) +

(۲) مسہل اور قے کی عادت نہ کرنی چاہیے۔

(۳) جہاں تک سہل اور آسان طریقوں سے تدبیر و علاج ہو سکے مشکل اور سخت طریقے اختیار نہ کرنے چاہئیں، (مثلاً اگر "بدہضمی" صرف غذا میں تغیر و تبدل کرنے سے اور بھوکا رہنے سے درست ہو جائے تو دوا استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

(۴) جب کمزور طریقوں اور ضعیف تدبیروں سے کام نہ چلے تو قوی اور سخت طریقوں کی طرف آہستگی سے بڑھنا چاہیے (دفعۃً سخت تدابیر اور قوی علاج نہ کرنا چاہیے بلکہ پہلے ہلکی، اوس کے بعد اوس سے سخت، اور اس کے بعد اوس سے سخت اور اس کے بعد اس سے زیادہ سخت دوا دینی چاہیے) ہاں اگر قوت کے زائل ہونے کا خوف ہو (یعنی یہ خیال ہو کہ اگر سخت طریقے بتدریج اور آسانی سے برتے جائیں گے تو زمانہ زیادہ صرف ہو گا۔ اور اتنے عرصہ میں مریض کی قوتیں زائل ہو جائینگی) تو ایسی حالت میں ضروری ہے کہ ابتدا ہی سے قوی طریقے اور سخت علاج استعمال کئے جائیں۔

(۵) علاج میں طبیب کو چاہیے کہ ایک ہی دوا پر قائم نہ رہے (یعنی ہمیشہ ایک ہی دوا نہ کھلائے) کیونکہ طبیعت اس دوا سے مانوف (عادی) ہو جاتی ہے۔ اور اسکا طبیعت پر اثر کم پڑتا ہے (بلکہ اسی قسم کی اور اسی فائدہ کی دوا بدلتے رہیں)۔

(۶) ہمیشہ غلطی پر قائم نہ رہے (اگرچہ اس سے بظاہر فائدہ معلوم ہوتا ہو)

(۷) صحیح طریقے اور درست علاج سے گریز نہ کرے (اگرچہ اس سے بظاہر نقصان معلوم ہوتا ہو) کیونکہ "غلطی پر قائم رہنے" کا اور "درست علاج کو چھوڑنے کا" (برا) اثر دیر میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

(۸) سخت موسموں میں (مثلاً سخت گرما میں۔ یا سخت سرما میں) سخت اور تیز دوائیں (خواہ گرم ہوں۔ یا سرد) استعمال کرنے کی جرأت نہ کرنی چاہیے (ورنہ دوا کا

مثلاً گرمی موسم کی گرمی سے ملکر نہایت خطرناک حالت پیدا کر سکتی ہے) +

(۹) علاج اور تدبیر جہانتک غذاؤں سے ہو سکے۔ دوائیں استعمال نکرنی چاہئیں +

(۱۰) جب تم پر یہ امر مشکل اور دشوار ہو جائے کہ آیا مرض گرم ہے یا سرد تو اسکے تجربہ کرنے (اور اسے معلوم کرنے) کے لئے کوئی زیادہ گرم یا زیادہ سرد دوا ہرگز استعمال نکرو (کیونکہ تجربہ کے لئے جس قسم کی نسخے گرم۔ یا سرد دوا، کھلائی ہے۔ ممکن ہے کہ مرض اوسی قسم کا ہو۔ تو ایسی حالت میں مرض کے بڑھ جانے اور نہایت ضرر پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے معمولی گرم یا سرد دوا سے تجربہ کرنا چاہیئے) +

(۱۱) کسی شے کے عارضی اثر سے تم غلطی میں نہ پڑجاؤ۔ بلکہ اس سے بچو (کیونکہ عارضی اثر کا اعتبار نہیں ہے۔ مثلاً گاہے سرد پانی کے غسل سے بدن میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو تم گرمی پہونچانے کے لئے مریض کو سرد پانی کا غسل ہرگز نہ بتاؤ۔ کیونکہ اسکا اثر عارضی ہے۔ اور اس گرمی کا اعتبار نہیں ہے) +

(۱۲) جبکہ چند مرض ایک مریض میں جمع ہو جائیں۔ تو پہلے اس مرض کا علاج کرو۔ جس میں مندرجہ ذیل تین باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جاتی ہو +

(الف) ایک کا اچھا ہونا دوسرے پر موقوف ہو (تو پہلے دوسرے مرض کا علاج کرو۔ جس کے اچھا ہونے سے پہلا بھی اچھا ہو جائیگا) مثلاً ورم اور قرحہ[1] یعنی زخم ہو۔ تو پہلے ورم کا علاج کرنا چاہیئے (کیونکہ زخم کا اچھا ہونا ورم کے اچھے ہونے پر موقوف ہے) +

(ب) ایک مرض دوسرے مرض کا سبب ہو (تو پہلے سبب کا علاج کرنا چاہیئے) جس طرح "سدہ" کا (رگوں کا بند ہو جانا) اور حُمّیٰ عَفِنیَہ (وہ بخار جو اخلاط کے گندہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے) میں پہلے "سدہ" کا علاج کرنا چاہیئے (کیونکہ رگوں کے بند ہونے ہی سے اخلاط گندہ ہو جاتے ہیں اور بخار کا سبب یہی ہوتا ہے) چنانچہ اگر ان دواؤں سے سدہ نہ کھلے جو سکنجبین کے مانند ہوں (یعنی ان دواؤں سے رگیں نہ کھل سکیں

[1] قرحہ: وہ زخم جس میں پیپ موجود ہو +

جو سکنجبین کی طرح کم گرم ہوں اور بخار کے لئے مفید ہوں) تو گرم دواؤں کے استعمال میں کوئی خوف نہیں ہے (اگرچہ انکی گرمی سے بخار شدید ہو جائے) کیونکہ انکی گرمی سے بالفعل جو ضرر پہونچے گا۔ سُدّہ کھلنے کے بعد اس سے زیادہ فائدہ پہونچے گا۔ اور زیادہ سردی پیدا ہو جائے گی (کیونکہ جب رگیں کھل جائیں گی۔ تو بخار کی گرمی کی شدت بھی دور ہو جائے گی) +

(ج) ایک مرض دوسرے مرض سے زیادہ اہم اور قابل توجہ ہو (تو پہلے زیادہ اہم اور قابل توجہ مرض کا علاج کرنا چاہئے) +

مثلاً ایک مرض شدید ہو۔ اور دوسرا مرض مزمن (دیرپا) تو پہلے شدید مرض کا علاج شروع کرنا چاہئے (کیونکہ یہ زیادہ اہم اور قابل توجہ ہوتا ہے) مگر اسکے ساتھ ہی دوسرے مرض سے غفلت بھی نہ کرنی چاہئے (بلکہ حتی الامکان اوس کا خیال اور اس کی رعایت بھی کرنی چاہئے) +

(۱۳) جب مرض اور عرض اکٹھے ہو جائیں۔ تو پہلے مرض کا علاج کرنا چاہئے +

عرض اس حالت کو کہتے ہیں۔ جو کسی مرض سے پیدا ہو جاتی ہے جس طرح "درد" مرض تولنج میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح "دردِ سر" مرض بخار سے ہو جاتا ہے۔ مترجم +

ہاں اگر "عرض" اصل مرض سے بھی زیادہ قوی اور سخت ہو (تو مرض کو چھوڑکر پہلے عرض ہی کا علاج کرنا چاہئے) جس طرح مرض تولنج میں (بعض دفعہ "درد" نہایت شدید پیدا ہو جاتا ہے) تو پہلے درد ہی کو تسکین دینی چاہئے۔ اوسکے بعد آنتوں کا "سُدّہ" کھولنا چاہئے۔ جو اس مرض میں پیدا ہو جاتا ہے +

تمت

فہرست ہجائی

افادہ کبیر

الف

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم

مباحث ضروری

یعنی اقتباس مضامین اقسرائی و نفیسی بصورت سوال و جواب

تقسیم طب

سوال۔ جب طب ایک علم ہے۔ تو اس کا دوسرا حصہ عملی کیونکر ہو سکتا ہے؟

جواب۔ طب کا دوسرا حصہ بھی علم ہی ہے۔ عمل نہیں ہے۔ ہاں اس علم کی غرض عمل سے متعلق ہے یعنی یہ ایک ایسا علم ہے کہ اس کا تعلق عمل سے ہے۔ یہ خود عمل نہیں ہے۔ عملی اور عمل میں بہت فرق ہے +

سوال۔ جب طب کا پہلا حصہ علم ہے۔ تو اسکو علم کی طرف کیوں منسوب کیا گیا۔ اسکے معنی تو یہ ہوئے کہ علم کو علم کی طرف منسوب کیا گیا۔ اور یہ بالکل غلط ہے کہ کسی چیز کو اسی چیز کی طرف منسوب کر دیا جائے۔ منسوب اور منسوب الیہ میں فرق ہونا چاہئے یعنی مضاف اور مضاف الیہ میں فرق ہونا چاہئے۔ اگر یہ جائز ہو تو اس طرح کہنا بھی جائز ہوگا:۔

ہاتھی کا ہاتھی۔ ہاتھی والا ہاتھی۔ دہلی کی دہلی۔ حالانکہ یہ بالکل محال ہے +

جواب۔ یہاں یہ اعتراض لازم نہیں آتا۔ کیونکہ علم طب کے ایک خاص حصے کو عام علم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یعنی خاص کو عام کی طرف نسبت دی گئی ہے اور یہ جائز ہے۔ اسی طرح عام کو خاص کی طرف بھی منسوب کرنا جائز ہے۔ جیسے آم کا درخت۔ ببول کا درخت۔ آم بھی ایک خاص درخت ہے۔ اور ببول بھی ایک خاص درخت ہے +

سوال۔ ارکان کے چار ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب۔ بقول ملا نفیس ارکان کے چار ہونے کی کوئی عقلی دلیل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اصلی دلیل یہ ہے کہ جب گوشت کو قرع انبیق میں بھر کر کشید کیا جاتا ہے تو کچھ اجزاء پانی بنکر باہر آجاتے ہیں۔ خاکی اجزاء دیگ کے تلے میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ہوائی اور ناری اجزاء اُڑ جاتے ہیں۔ غرض ارکان کے چار ہونے کا انحصار محض استقراء اور تجربہ پر ہے +

بحث مزاج

سوال۔ کیفیت حدوث مزاج میں کتنے مذہب ہیں؟ اور ان پر کیا اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ اور ان میں صحیح مذہب کون ہے؟

جواب۔ مزاج کے پیدا ہونے کی صورت یہ ہے کہ عناصر کی چاروں کیفیتوں میں باہم فعل وانفعال ہوتا ہے۔ یعنی ہر ایک کیفیت دوسرے میں اثر کرتی۔ اور دوسرے سے متاثر ہوتی ہے۔ جس سے ہر ایک کیفیت کی حدت وتیزی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور درمیانی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے +

اس فعل وانفعال میں یعنی تفاعل کیفیات میں تین مذہب ہیں +

(۱) ہر ایک کیفیت بذات خاص دوسری کیفیت میں اثر کرے۔ اور دوسری سے متاثر ہو جس سے دونوں کیفیتیں ٹوٹ جائیں + یہ اطبار کا مذہب ہے +

(۲) ہر ایک عنصر کی صورت نوعیہ بوساطت اپنی کیفیت کے فاعل (موثر) ہو اور ہر ایک عنصر کا مادہ منفعل ومتاثر ہو + یہ حکمار کا مذہب ہے +

(۳) ہر ایک عنصر کی کیفیت فاعل ہو۔ اور ہر ایک کا مادہ منفعل ہو۔ یہ بعض متاخرین کا مذہب ہے +

امام کا اعتراض پہلے مذہب پر

امام نے پہلے مذہب کی تردید اس طرح کی ہے کہ اگر ایک کیفیت کا انکسار (ٹوٹنا) دوسری کیفیت کے انکسار پر مقدم ہوگا۔ تو پھر دوسری کیفیت اس سے کیونکر ٹوٹ سکیگی + اگر یہ ٹوٹی ہوئی (کمزور سا) کیفیت دوسری کیفیت کو توڑے۔ تو یہ لازم آئیگا کہ ایک

ٹوٹی ہوئی اور مغلوب کیفیت نے ایک غالب کیفیت کو توڑ دیا + اور یہ محال ہے کیونکہ یہ جب غالب بھی اور توڑ نہ سکی۔ تو اب مغلوب ہو کر کیا توڑے گی +

اور اگر ایک کیفیت کا انکسار دوسری کے انکسار پر مقدم و مؤخر نہیں ہے۔ بلکہ دونوں کیفیتیں ساتھ ساتھ توڑ رہی ہیں۔ اور خود بھی ٹوٹ رہی ہیں۔ تو یہ لازم آئیگا کہ ایک کیفیت ایک ہی وقت میں بمقابلہ دوسری کے غالب بھی ہے۔ اور مغلوب بھی + یہ بھی محال ہے +

دوسرا مذہب حکماء کا مذہب بھی واضح نہیں ہے۔ کیونکہ سرد پانی جب گرم پانی کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو فعل و انفعال ہو جاتا۔ اور مزاج بنجاتا ہے۔ حالانکہ دونوں پانی کی صورت نوعیہ ایک ہی ہے۔ اور فعل و انفعال کے لئے دو قسم کی صورت نوعیہ ہونی چاہئے +

مگر اس اعتراض کا ضعیف جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ اگر یہاں صورت سے صورت نوعیہ مراد نہ لی جائے۔ بلکہ اسے عام اور مطلق رکھا جائے۔ جس میں صورت نوعیہ بھی داخل ہو جائیگی۔ اور صورت شخصیہ بھی۔ تو یہ اعتراض دور ہو جائیگا۔ کیونکہ بظاہر ہے کہ سرد پانی کی صورت شخصیہ گرم پانی کی صورت شخصیہ سے جداگانہ ہے +

سوال۔ مزاج ایک ایسی کیفیت کا نام ہے۔ جس کے تمام اجزاء ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس مشابہت سے کیا مراد ہے ؟

جواب۔ اس میں دو مذہب ہیں۔ (۱) امام کا مذہب یہ ہے کہ مرکب کے اندر آگ، پانی، وغیرہ کے اجزاء سرد گرم ہو کر اور گرم اجزاء سرد ہو کر بلحاظ نوعیت کے ایک دوسرے کے برابر اور مشابہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی یہاں مشابہت **نوعی** ہوتی ہے۔ جسکو **حقیقی مشابہت** بھی کہہ سکتے ہیں +

(۲) **مشابہت حسی**۔ یعنی آگ، پانی وغیرہ کے اجزاء بظاہر ایک دوسرے کے مانند معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں آگ کے اجزاء گرم اور پانی کے اجزاء سرد ہوتے ہیں +

معتدل حقیقی اور طبی

معتدل حقیقی کی تعریف کیا ہے؟ اور یہ کیوں محال ہے؟ نیز اس میں اور معتدل طبی میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ معتدل حقیقی وہ مزاج ہے کہ درحقیقت اس کے اندر چاروں کیفیتیں ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ مطلقاً کمی بیشی ان میں نہ ہو۔ اور **معتدل طبی** وہ مزاج ہے کہ اس میں چاروں کیفیتیں برابر تو نہیں ہوتی ہیں۔ مگر وہ انسان وحیوان کے لئے بقدر ضرورت ہوتی ہیں۔ جن اجزاء کی جتنی ضرورت ہو۔ اُسی قدر اس مزاج میں وہ اجزاء پائے جاتے ہیں + چونکہ ایسا مزاج خارج میں پایا نہیں جا سکتا۔ اسلئے اطباء ایسے مزاج سے بحث نہیں کرتے +

معتدل حقیقی کا وجود کیوں محال ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا مزاج خارج میں پایا جائے۔ تو کسی مکان کی طرف اُسکا میلان ورجحان ہوگا یا نہیں + یہ تو قطعی ناممکن ہے کہ وہ خارج میں موجود ہو۔ اور زمین یا ہوا وغیرہ کیطرف اسکا رجحان ہی نہو۔ آخر وہ رہیگا کہاں؟ مکان تو یہی چار ہیں (زمین پر۔ پانی میں۔ ہوا میں۔ یا اس کے اوپر آگ میں) اور اگر اُس میں کسی مکان کی طرف رجحان ومیلان اور کشش ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گا۔ کیونکہ جب سب عناصر اس میں برابر ہیں تو کسی ایک طرف کشش ہونے کے معنی کیا؟ + اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اُس کا رجحان ان چاروں عناصر کے علاوہ کسی اور طرف ہو۔ کیونکہ ان چاروں سے باہر تو مرکب کیلئے کوئی مکان اور جگہ ہی نہیں ہے +

سوال۔ جب سارے حیوانات اپنے اپنے افعال کے لحاظ سے معتدل ہیں تو اسکے کیا معنے کہ انسان سب سے زیادہ معتدل ہے؟

جواب۔ یہاں معتدل سے طبی معتدل مراد نہیں ہے۔ کیونکہ ہر حیوان طبی اعتدال کے لحاظ سے معتدل ہے۔ بلکہ یہاں اعتدال سے تیسرے معنی مراد ہیں۔ یعنی معتدل حقیقی سے زیادہ قریب ہونا۔ اور اس لحاظ سے انسان تمام حیوانات ونباتات کے

مقابلہ میں معتدل حقیقی سے قریب تر ہے +

سوال- انسان کا مزاج تمام امزجہ سے معتدل ہے۔ اس پر دلیل قائم کیجئے؟

جواب- چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس لئے اس کا مزاج بھی اشرف ہونا چاہیے۔ اور اشرف مزاج وہی ہے جو بالکل معتدل ہو۔ یعنی معتدل حقیقی ہو۔ مگر چونکہ معتدل حقیقی کا وجود محال ہے۔ اس لئے سب سے اشرف مزاج اس کے بعد وہی ہو سکتا ہے۔ جو اس سے قریب تر ہو +

اور انسان اشرف کیوں ہے؟ اسلئے کہ انسان کے کام بلحاظ عقل و تدبیر اور کثرت کے تمام حیوانات و نباتات سے اعلیٰ ہیں + انسان کا نفس **نفس ناطقہ** کہلاتا ہے۔ جو تمام نفوس سے بلحاظ کمالات کے بہتر ہے +

خط استواء

سوال- خط استواء کی تعریف کرو۔ اور بتاؤ کہ اس کو خط استواء کیوں کہتے ہیں؟

جواب- خط استواء وہ فرضی خط یا دائرہ ہے جو زمین کے گولے (کرۂ زمین) پر پورب سے پچھم تک جاتا ہے اور پھر گھوم کر پچھلے سرے سے ملجاتا ہے۔ اس دائرہ کی وجہ سے زمین کا گولہ (کرۂ زمین) دو برابر کے حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں حصے نصف شمالی (اتر کے) اور نصف جنوبی (دکھن کے) ہونگے۔ جس طرح گول امرود کو چاقو سے اس طرح کاٹ دیا جائے کہ دو نصف کرے پیدا ہو جائیں +

اسکو خط استواء اسلئے کہتے ہیں کہ یہاں دن رات تقریباً مساوی (برابر) ہوا کرتے ہیں (استواء = برابر ہونا) +

خط استواء کی سیدھ میں جو خط نویں آسمان پر فرض کیا جائے۔ اسکو مُعَدِّلُ النہار کہتے ہیں۔ معدل النہار دراصل نویں آسمان کا مِنْطَقَہ ہے جو نویں آسمان کی حرکت سے درمیان میں پیدا ہوتا ہے + اگر گیند یا کرہ کے آر پار بیچ میں کوئی باریک تار کر دیا جائے۔ اور اس گیند کو اس تار پر گھمایا جائے۔ تو دائیں بائیں جو تار کے نفوذ کی جگہ ہو گی **اسکو قطب** کہیں گے اور درمیان میں گیند کی حرکت سے جو سب سے بڑا دائرہ پیدا ہو گا۔ **اسکو منطقہ کہینگے** + اسی طرح نویں آسمان کی گردش سے جو اُسکے وسط میں سب سے بڑا دائرہ پیدا ہوتا ہے۔ اِسکو
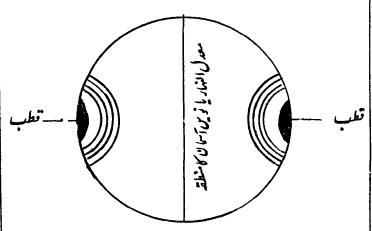
معدل النہار کہتے ہیں +

غرض کرہ جس کیل پہ گھومتا ہے - اُسے قطب کہتے ہیں - اور سب سے بڑا دائرہ جو کرہ کی گردش سے پیدا ہوتا ہے اسکو منطقہ کہتے ہیں +

سوال- معدل النہار کس کو کہتے ہیں؟

جواب- معدل وہ فرضی خط یا دائرہ ہے - جو نویں آسمان کی گردش سے پیدا ہوتا ہے یعنی معدل النہار دراصل نویں آسمان کی حرکت کا منطقہ ہے +

سوال- خط استوار کے باشندے کس دلیل سے معتدل ہیں ؟

جواب- یہ خیال بوعلی سینا کا ہے - خواہ یہ غلط ہو - یا صحیح - مگر خط استوار کے باشندوں کے معتدل ہونے کی دلیل یہ بتائی جاتی ہے کہ

(۱) خط استوار میں دن رات تقریبًا ہمیشہ برابر ہوتے ہیں - اور کسی موسم میں دن رات کے اندر اتنا فرق نہیں ہونے پاتا - جتنا کہ دوسرے مقامات میں ہوتا ہے +

(۲) خط استوار میں نہ گرمی کا موسم سخت ہوتا ہے - اور نہ سردی کا + گرمی کیوں سخت نہیں ہوتی ؟ اسلئے کہ گرمیوں میں اُنکے دن بہت بڑے نہیں ہوتے جیساکہ دوسرے ملکوں میں گرمیوں کے دن سولہ - سترہ گھنٹے تک ہو جاتے ہیں +

اور اسوجہ سے گرمی یہاں ہلکی پڑتی ہے کہ آفتاب جلد ہی سر سے ٹل جاتا ہے۔ اور کل ایک مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ کا موسم گرما ہوتا ہے۔ برعکس اسکے دوسرے ملکوں میں تین چار ماہ تک موسم گرما رہتا ہے + اور خط استوا میں سردی اسوجہ سے شدید نہیں ہونے پاتی۔ کہ آفتاب اُن سے موسم سرما میں زیادہ دور نہیں جاتا۔ دوسرے ملکوں میں مثلاً اگر پچاس ساٹھ درجہ ہٹ جاتا ہے۔ تو خط استوا سے زیادہ سے زیادہ ۲۳ درجہ نیز ان کا موسم سرما بھی ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ میں ختم ہو جاتا ہے +

(۳) خط استوا میں سال بھر کے اندر موسم آٹھ ہوتے ہیں۔ اور سب کی مدت ایک ڈیڑھ ماہ ہوتی ہے۔ سال بھر میں دو موسم گرما۔ دو موسم سرما، دو موسم ربیع۔ دو موسم خریف۔ اس وجہ سے گرمی و سردی کا اثر شدید نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ سورج سر کے قریب آکر جلد بھاگ جاتا ہے۔ اور پھر جلد چلا آتا ہے +

سوال۔ خط استوا کے باشندے عام طور پر سیاہ فام اور انکے بال گھنگھریالے ہوتے ہیں۔ جو حرارت کی علامت ہے۔ پھر انکو معتدل کیونکر کہا جاتا ہے +

جواب۔ ممکن ہے کہ ان لوگوں کی سیاہی ایسے اسباب سے ہو جنکا تعلق آسمان سے نہو۔ بلکہ زمین سے ہو۔ اور ہم خط استوا کو بلحاظ آسمان کے معتدل کہتے ہیں +

سوال۔ چوتھی اقلیم میں آبادی زیادہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہی معتدل ہے

جواب۔ ممکن ہے کہ خط استوا میں آبادی کی کمی ایسے اسباب سے ہو۔ جن کا تعلق وہاں کی زمین سے ہو۔ نہ کہ آسمان سے +

سوال۔ منطقۃ البروج کیا چیز ہے اور اسکا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے ؟

جواب۔ آٹھویں آسمان کی حرکت کا بڑا دائرہ ہے۔ جو اسکی حرکت سے اسکے وسط میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی دائرہ کو بارہ حصوں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔ ان بارہ حصوں کو **بروج** کہتے ہیں۔ اسیوجہ سے اس دائرہ کا نام منطقۃ البروج رکھا گیا ہے +

سوال۔ نقطۂ اعتدال ربیعی و خریفی کیا چیز ہے ؟

جواب۔ آٹھویں اور نویں آسمان کے دائرے یا منطقے جہاں ملتے ہیں۔ اُن کو

نقطۂ اعتدال کہتے ہیں۔ کیونکہ آفتاب جب گردش کرتا ہوا اس نقطہ پر پہنچتا ہے تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں + بالفاظ دیگر نقطۂ اعتدال اُس نقطہ کو کہتے ہیں جہاں منطقۃ البروج اور معدل النہار ملتے ہیں + چونکہ معدل النہار کا رخ مغرب

مشرق کا ہے۔ اور معدل النہار سے منطقۃ البروج ترچھے طور پر ملتا ہے۔ اس لئے منطقۃ البروج کا نصف دائرہ معدل النہار سے اُتر کی جانب واقع ہے۔ اور نصف حصہ دکھن کی جانب + اور آفتاب منطقۃ البروج نامی دائرہ پر حرکت کرتا ہے، اسی وجہ سے آفتاب بھی معدل النہار سے اُتر اور دکھن ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ جب آفتاب نقطۂ اعتدال پر پہونچتا ہے۔ تو اسکی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ اس نقطہ سے آگے بڑھکر اُتر کی طرف آ جاتا ہے تو اس نقطہ کو **نقطۂ اعتدال ربیعی** کہیں گے۔ اور اگر اس سے آگے بڑھکر دکھن کی طرف آ جائے تو اسکو نقطۂ **اعتدال خریفی** کہیں گے +

سوال۔ میل کلی اور نقطۂ انقلاب صیفی اور شتوی کو مفصل بیان کرو +

جواب۔ **میل** اس فاصلہ کا نام ہے جو دائرہ معدل النہار اور منطقۃ البروج کے مابین واقع ہے + یہ فاصلہ دونوں طرف نقطۂ اعتدال کے پاس کم اور درمیان میں زیادہ ہے اسی درمیانی فاصلہ کا نام میل کلی ہے۔ میل کلی کے مقام پر یہ فاصلہ سب سے زیادہ ہے۔ یعنی تقریباً ۲۳ درجے +

نقطۂ انقلاب + اگر ہم ایک دائرہ ایسا فرض کریں جو دائرۂ معدل النہار کے

اور منطقۃ البروج کے قطبوں پر سے گزرے۔ تو یہ دائرہ منطقۃ البروج سے دو مقام پر ملیگا۔ اسی مقام اتصال کو **نقطۂ انقلاب** کہا جاتا ہے۔ یہاں فاصلہ تقریباً ۲۴ درجہ ہوتا ہے۔ اسی فاصلہ کا نام میل کلی ہے ٭ چنانچہ جو نقطہ معدل النہار سے شمال میں ہوگا اُسے **نقطۂ انقلاب صیفی** کہا جائیگا (صیفی۔ گرما کا)، اور جو معدل النہار سے جنوب میں ہوگا اُسے **نقطۂ انقلاب شتوی** کہا جائیگا (شتوی سرما کا)۔ کیونکہ نقطۂ صیفی پر جب آفتاب پہونچتا ہے۔ تو موسم گرما کا آغاز ہوتا ہے۔ اور جب نقطہ شتوی پر پہونچتا ہے تو سرما کا آغاز ہوتا ہے ٭

سوال۔ بارہ برجوں کے نام کیا ہیں؟

جواب۔ حَمَل۔ ثَوْر۔ جَوْزا۔ سَرطان۔ اَسَد۔ سُنبلہ۔ مِیزان۔ عَقْرَب۔ قَوْس۔ جَدْی۔ دَلْو۔ حُوت ٭ یہ بارہ برج دراصل آٹھویں آسمان کے بارہ حصے ہیں۔ ہر ایک حصے میں

ستارے اس طرح جمع ہو گئے ہیں کہ اُن سے مختلف شکلیں (بچھو۔ شیر۔ مچھلی۔ وغیرہ کی سی) بن گئی ہیں۔ اسی وجہ سے ان حصوں کے یہ نام رکھے گئے ہیں +

سوال۔ امام فخرالدین رازی کا خط استوار کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اور کس طرح اُس نے خط استوار کو گرم ٹھہرایا ہے +

جواب۔ امام رازی کے نزدیک خط استوا سخت گرم ہے۔ اور وہ چوتھی اقلیم کو معتدل سمجھتا ہے + خط استوار کے گرم ہونے پر اُس نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ:-
اگر ہم ایک شہر فرض کریں جو میل کلی سے دو چند فاصلہ پر ہو۔ یعنی خط استوار سے تقریباً چھیالیس درجہ پر ہو۔ تو جب آفتاب میل کلی پر پہونچیگا۔ تو اس شہر کیلئے موسم گرما ہوگا۔ اور خط استوا کے لئے موسم سرما۔ حالانکہ آفتاب کا فاصلہ اس شہر کے لئے اور خط استوار کے لئے مساوی ہوگا (یعنی تقریباً ۲۳ درجہ)۔ اس سے اندازہ کرو کہ پھر خط استوار کا موسم گرما کتنا سخت ہوگا +

امام کے اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ آفتاب اگرچہ ہوقت دونوں مقامات سے ایک جیسا فاصلہ رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اس فرضی شہر کا دن بہت بڑا (۱۶ گھنٹہ کا) ہوگا۔ اور رات بہت چھوٹی (۸ گھنٹہ کی تقریباً) اسلئے دونوں جگہ حرارت ایک جیسی نہوگی، بلکہ خط استوار میں حرارت کم ہوگی۔ اور اس شہر میں زیادہ +

سوال۔ اقلیم رابع کے اعتدال کی دلیل بتاؤ +

جواب۔ دوسری اور تیسری اقلیم قرب آفتاب کیوجہ سے بہت گرم ہیں۔ اور پانچویں، چھٹی اور ساتویں اقلیمیں آفتاب کی دوری کے باعث سرد۔ اسلئے چوتھی اقلیم جو انکے درمیان واقع ہے معتدل ہوگی +

اعتراض۔ اگر اقلیم رابع معتدل ہوتی۔ تو اس میں مفید دوائیں (مثلاً گرم مصالح اور خوشبودار چیزیں) پیدا ہوتیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے +

جواب۔ اکثر دواؤں میں کسی نہ کسی کیفیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اسلئے ان کی پیدائش

کے لئے ایسی اقلیمیں مناسب ہیں۔ جو خود بھی معتدل نہوں + معتدل اقلیم کے اندر معتدل چیزیں پیدا ہونی چاہئیں +

سوال۔ قُبّۃُ الارض اور نصف نہار القبہ کیا چیز ہے؟

جواب (۱) زمین پر ایک دائرہ تو خط استوا ہے۔ جو پورب سے پچھم جاتا ہے اور زمین کو شمالی اور جنوبی دو حصوں میں منقسم کر دیتا ہے (۲) دوسرا دائرہ وہ ہے جو خط استوا کے دونوں قطبوں پر گزرتا ہے۔ جس سے دونوں نصفوں کے دو دو حصے ہو جاتے ہیں۔ اور ساری زمین چار ٹکڑوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک شمالی ٹکڑے کا نام رُبع مَسکون ہے۔ جہاں آبادی ہے (۳) تیسرا دائرہ وہ ہے جو پہلے اور دوسرے دائرے کے قطبوں پر گزرتا ہے۔ جس سے زمین کے بلکہ ربع مسکون کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ مغربی ہے۔ اور دوسرا مشرقی۔ اس تیسرے دائرے کا نام نصف نہار القبہ ہے +

قُبّۃُ الارض اُس مقام کا نام ہے جہاں پہلا دائرہ یعنی خط استوا اور تیسرا دائرہ زمین کے بالائی حصے میں ملتے ہیں +

سوال۔ اَسنان یعنی عمریں تعداد میں کس قدر ہیں۔ اور کب سے کب تک ہوتے ہیں؟

جواب۔ اسنان چار ہیں۔ سن نمو۔ سن وقوف۔ سن کہولت۔ سن شیخوخت +

سنّ نمو میں اعضا بڑھتے رہتے ہیں۔ یہ تقریباً ۳۰ سال تک ہوتا ہے +

سنّ وقوف۔ اس میں نہ اعضا بڑھتے ہیں۔ اور نہ گھٹتے ہیں۔ اسکو سن شباب کہتے ہیں۔ یہ سن نمو کے بعد تقریباً ۳۵ یا ۴۰ سال تک ہوتا ہے +

سنّ کہولت۔ اس عمر میں نقصان ہوتا ضرور ہے۔ مگر محسوس نہیں ہوتا۔ یہ وقوف کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک ہوتا ہے +

سنّ شیخوخت۔ اس عمر میں نقصان محسوس طور پہ ہوتا ہے۔ رطوبت غریزی بدن میں کم ہو جاتی ہے۔ اسلئے حرارت غریزی کی حفاظت بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ سن کہولت کے بعد آخر عمر تک ہوتا ہے +

سوال- اسنان چار ہی ہیں- اسکی وجہ حصر بیان کیجئے-؟
جواب-اس لئے کہ بدن میں یا زیادتی ہو گی- یا کمی ہو گی- یا ان دونوں میں کوئی بھی نہو گا۔ زیادتی ہو گی تو اُس کا نام سنّ نمو ہے- اور کمی ہو گی- تو اُسکا نام سن انحطاط ہے جس کی دو صورتیں ہیں- اگر نقصان محسوس ہو گا- تو وہ سنّ شیخوخت ہے- اور اگر محسوس نہ ہو گا- تو اس کا نام سن کہولت ہے۔ اور اگر کمی و زیادتی کچھ بھی بدن میں نہو گی تو سنّ وقوف ہے۔

سوال- شُبّان (جوان) کے معتدل ہونے کے کیا معنے ہیں؟
جواب- اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) جوان تمام عمروں کی نسبت معتدل حقیقی سے قریب تر ہیں- کیونکہ بچپن میں رطوبت اگر زیادہ ہوتی ہے- تو بڑھاپے میں یبوست۔

(۲) جوان بمقابلہ بچوں کے معتدل حقیقی سے قریب ہیں- کیونکہ بچوں میں حرارت اگرچہ جوانوں کے برابر ہوتی ہے- مگر رطوبت ان میں بہت زیادہ ہوتی ہے- اس لئے جوان ہی زیادہ معتدل ہو سکتے ہیں۔

اعتراض: کہتے ہیں کہ بچوں اور جوانوں میں حرارت برابر ہے- حالانکہ بچوں میں نمو پایا جاتا ہے- جو حرارت سے ہوتا ہے- اور جوانوں میں نمو نہیں ہوتا- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچے زیادہ گرم ہیں۔
جواب: جوانوں میں حرارت اگرچہ بچوں کے برابر ہے- مگر ان میں رطوبت کی کمی ہے- ممکن ہے کہ رطوبت کی کمی کے باعث جوانوں میں نمو نہ ہوتا ہو۔

اعتراض- کہتے ہیں کہ بچوں اور جوانوں کی حرارت مساوی ہے- حالانکہ جوانوں میں خون کی کثرت ہوتی ہے- نکسیر پھوٹا کرتی ہے- اور خون گرم ہے- نیز جوان بمقابلہ بچے کے حرکت اور ریاضت پر زیادہ قادر ہوتے ہیں- اور حرکت حرارت ہی سے ہوتی ہے۔
جواب- یہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ جوانوں میں خون کی کثرت ہوتی ہے- کیونکہ بچوں کا خون اعضاء کے بڑھانے میں صرف ہوتا رہتا ہے- اور جوانوں میں یہ مصرف موجود نہیں ہے- نیز جوانوں میں نکسیریوں پھوٹا کرتی ہے کہ اُن میں یبوست

زیادہ ہوتی ہے جس سے رگیں جلد پھٹ جاتی ہیں۔ نیز بچوں میں حرکت کی کمی رطوبت کے غلبہ کے باعث ہے ۔

سوال: بچوں اور جوانوں کی حرارت مساوی بتلاتے ہیں۔ آپ اس پر دلیل قائم کریں ۔

جواب۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ حرارت جس قدر بچوں میں تھی، وہ جوانوں میں نہ کم ہوئی ہے۔ اور نہ زیادہ ۔ اگر کم ہوگئی ہوتی تو جوانی میں ذبول و انحطاط شروع ہو جاتا ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے ۔ اور حرارت غریزی کی زیادتی بچپن کے بعد جوانی میں محال ہے۔ کیونکہ حرارت غریزی بدن میں اُسی وقت پیدا ہو جاتی ہے جبکہ نطفہ میں جان (نفس) پڑتی ہے۔ اب دوبارہ اس حرارت میں زیادتی جب ہی ہو سکتی ہے کہ پھر دوبارہ بدن میں دوسری جان ڈالی جائے۔ جو محال ہے (کیونکہ محققین قدمار کے نزدیک حرارت غریزی ایک آسمانی حرارت ہے۔ اجزار نار کی حرارت نہیں ہے) ۔

اعتراض۔ جوانوں کے اعضار چونکہ بڑے بڑے ہیں۔ اسلئے جوانوں کی حرارت بھی زیادہ ہونی چاہئے۔ ورنہ بدن کی تدبیر و حفاظت ہی نہ ہو سکے ۔

جواب۔ بچوں کے اعضار اگرچہ چھوٹے ہیں مگر ان میں ایک کام نمو کا زیادہ ہے اس لئے اب دونوں برابر ہو گئے ۔

سوال۔ یہ ظاہر ہے کہ حرارت غریزی کا قیام رطوبت غریزی کے ساتھ ہے۔ اور رطوبت غریزی روز بروز تحلیل ہوتی رہتی ہے۔ اور رطوبت کے تحلیل ہونے سے حرارت کا تحلیل ہونا بھی ضروری ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جوانوں میں بمقابلہ بچوں کے حرارت کم ہے ۔

جواب۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ حرارت غریزی کا قیام رطوبت غریزی کے ساتھ ہے مگر بچوں میں یہ رطوبت اس قدر زیادہ ہے کہ وہ حرارت غریزی کی حفاظت بھی کر سکتی ہے۔ اور اعضار کے بڑھانے میں بھی کام آ سکتی ہے۔ اس لئے اس رطوبت کے تحلل کے بعد بھی جوانی تک اس کی اتنی مقدار رہتی ہے کہ وہ حرارت غریزی کی حفاظت کر سکے۔ ہاں بڑھاپے میں یہ رطوبت اس قدر گھٹ جاتی ہے

کہ وہ حرارت کی پوری حفاظت نہیں کرسکتی ۔

سوال۔ سبّابہ یعنی انگشت شہادت کے پوروے کی جلد سب سے زیادہ معتدل کس دلیل سے ہے ۔

جواب۔ اسلئے کہ جلد تمام اعضاء میں معتدل ہے۔ اور بدن کے جس حصے کو چھونے اور ٹٹولنے کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ وہاں کی جلد کو زیادہ معتدل ہونا چاہئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سبابہ سے چھونے کا کام بہت زیادہ لیا جاتا ہے ۔ جلد کے **معتدل** ہونے کی دلیل یہ ہے کہ (۱) اس میں خون اور پٹھے ہوتے ہیں خون گرم و تر ہے۔ اور پٹھہ سرد و خشک۔ اس لئے ان دونوں کے ملنے سے اعتدال حاصل ہو جاتا ہے۔ (۲) جلد نہ قلب کی طرح گرم ہے۔ نہ عصب کی طرح سرد۔ نہ دماغ کی طرح تر۔ اور نہ ہڈی کی طرح خشک۔ (۳) اگر گرم و سرد پانی ملا کر معتدل بنا لیا جائے۔ اور جلد سے دیکھا جائے تو اس معتدل پانی کی نہ گرمی محسوس ہوتی ہے۔ اور نہ سردی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جلد معتدل ہے۔ کیونکہ کوئی مزاج اپنے مشابہ مزاج سے متاثر نہیں ہوا کرتا ہے ۔

سوال۔ تمام اعضاء سے قلب زیادہ گرم کیوں ہے ؟

جواب۔ اسلئے کہ قلب روح کا مرکز ہے۔ اور روح تمام اعضاء سے گرم ہے ۔

سوال۔ جگر قلب سے کم گرم ہے۔ یہ کیوں ؟

جواب: اسلئے کہ جگر جمے ہوئے خون کے مانند ہے۔ اور خون سے کم گرم ہے اور خون قلب سے حرارت میں کم ہے۔ اسلئے جگر قلب سے حرارت میں کم ہے ۔

سوال۔ جگر جب خون کی تولید کا سبب ہے۔ اور سبب کو مسبب سے غالب ہونا چاہئے۔ اس لحاظ سے جگر خون سے زیادہ گرم ہونا چاہئے ؟

جواب: علت اور سبب ہونے کے لحاظ سے جگر بمقابلہ خون کے یقیناً زیادہ گرم ہے۔ مگر خون بلحاظ قوام کے جگر سے زیادہ گرم ہے۔ نیز خون کے ساتھ ارواح قلبیہ مل جاتے ہیں۔ جو زیادہ گرم ہوتے ہیں ۔

سوال۔ گوشت جگر سے کم گرم کیوں ہے۔؟
جواب۔ اسلئے کہ اس میں عصبی ریشے مل جاتے ہیں +

سوال: برودت عظم و غضروف بیان اور اس امر پہ دلیل قائم کرو کہ ہڈی کرکری سے زیادہ بارد ہے
جواب: ہڈی اور کرکری کی برودت کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں میں صلابت ہے۔ اور صلابت (سختی) اجزاء ارضیہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو بارد ہیں۔ نیز ان میں وریدیں اور شریانیں کم ہیں۔ اور کرکری ہڈی سے کم سرد اسوجہ سے ہے کہ کری میں صلابت کم ہے +
سوال۔ ہڈی بال سے زیادہ سخت ہے۔ پھر بال کو زیادہ خشک کیوں کہا جاتا ہے +
جواب (۱) ہڈی سے بہتیرے حیوانات غذا حاصل کرتے ہیں۔ اور غذا تر ہی ہوسکتی ہے۔ اور بال میں یہ بات نہیں ہے۔ (۲) قرع انبیق میں اگر ڈال کر عرق نکالیں تو ہڈی سے عرق زیادہ حاصل ہوگا۔ اور بال سے بہت کم + اور ہڈی کے نہ مٹنے کی وجہ اس مائیت کا انجماد ہے جو اس میں بکثرت ہوتی ہے +

اخلاط

سوال۔ خلط کی تعریف۔ اور فوائد قیود بتاؤ +
جواب۔ **تعریف**۔ خلط رطب (تر) سیال جسم ہے جسکی طرف غذا پہلے پہل مستحیل ہوتی ہے +
فوائد قیود۔ رطب کہنے سے ہڈی۔ گوشت۔ کری وغیرہ الگ ہوگئے۔ سیال کہنے سے شحم نکل گیا + "جسکی طرف غذا مستحیل ہوتی ہے" اس سے مراد یہ ہے کہ غذا کی ماہیت (صورت نوعیہ) بدل کر دوسری شکل اختیار کرلے۔ اس سے کیلوس الگ ہوگیا۔ کیونکہ کیلوس اگرچہ جسم رطب اور سیال ہے۔ مگر کیلوس میں غذا کی صورت نوعیہ قائم ہوتی ہے۔ چنانچہ کیلوس میں غذا کی بو اور مزہ قائم ہوتا ہے + "اور پہلے پہل اس کی طرف غذا مستحیل ہوتی ہے" اس کے کہنے سے رطوبت ثانیہ نکل گئی۔ جو اگرچہ جسم رطب۔ سیال ہے۔ اور غذا کا استحالہ بھی اس کی طرف ہوگیا ہے۔ مگر اس کی طرف غذا کا استحالہ پہلے پہل نہیں ہوا ہے۔ بلکہ غذا سے پہلے پہل اخلاط بنتے ہیں۔ اور اخلاط سے رطوبات ثانیہ بنتی ہیں۔ غرض رطوبت ثانیہ کی طرف

غذا کا استحالہ دوسرے درجہ پر ہوتا ہے +

سوال۔ خلط کا رطب اور سیال ہونا جبکہ ضروری ہے۔ تو چاہئے کہ بلغم جصی اور زجاجی خلط میں داخل نہ ہوں (کیونکہ یہ نہایت غلیظ ہوتے ہیں) +

جواب۔ اسکے دو جواب ہیں۔(۱) بلغم جصی اور زجاجی گچ اور شیشہ سے رنگ میں مشابہ ہوتا ہے۔ نہ کہ گچ اور شیشہ کی طرح قوام میں سخت ہوتا ہے۔ (۲) رطب اور سیال سے مراد یہ ہے کہ وہ طبعاً رطب اور سیال ہو۔ چنانچہ بلغم جصی اور زجاجی بھی طبعاً سیال ہے۔ اگرچہ عارضی طور پر کسی چیز کے ملجانے سے اس کا قوام غلیظ ہو گیا ہے +

سوال۔ طبعی خلط کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگر میں پیدا ہو۔ جو خون تمام اعضاء میں بلغم سے بنتا ہے۔ اُسے غیر طبعی خون کہنا چاہئے۔ حالانکہ اُسے طبعی کہا جاتا ہے؟

جواب۔ خلط طبعی کی تعریف یہ ہے کہ جگر میں غذا سے وہ پیدا ہو سکے۔ خواہ کبھی ایسا بھی ہو کہ وہ جگر کے باہر کسی اور طریقے سے پیدا ہو سکے۔ چنانچہ خون اپنی ماہیت کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ وہ جگر میں پیدا ہو سکے۔ اگرچہ وہ جگر سے باہر بھی کسی اور خلط سے پیدا ہو جائے +

سوال۔ خلط کا رطب ہونا ضروری ہے۔ تو صفراء اور سوداء کو خشک کس طرح کہا جاتا ہے ؟

جواب۔ خلط کی رطوبت میں بالفعل مراد ہے۔ اور صفراء و سوداء واقعی بالفعل رطب ہوتے ہیں۔ ان کی یبوست بالفعل نہیں۔ بلکہ بالقوہ ہے +

سوال۔ اخلاط کے چار ہونے پر استدلال پیش کیجئے +

جواب۔ اخلاط کے چار ہونے کی دو دلیلیں ہیں (۱) تجربہ و استقراء یعنی جب فصد کے ذریعہ بدن سے خون نکالا جاتا ہے۔ تو کچھ اجزاء خاکستری تہ میں بیٹھ جاتے ہیں جو سوداء ہے۔ کچھ لیسدار سفید مادے خون کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو بلغم ہے۔ کچھ اجزاء جھاگ کے مانند اوپر ہوتے ہیں۔ جو صفراء ہے۔ اور خون تو بالکل ظاہر ہی ہے +

(۲) جو غذائیں ہم کھاتے ہیں۔ اُن میں کسی نہ کسی عنصر کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور اُ

لئے

انہی عنصر کے غلبہ کے مطابق صفراء، سوداء، بلغم وخون پیدا ہوتے ہیں۔یعنی ارکان چار ہیں۔تو غذائیں بھی چار قسم کی ہوں گی۔اور اخلاط بھی چار قسم کے تیار ہوں گے +

سوال۔ خون تمام اخلاط سے افضل کیوں ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ اصل غاذی بدن خون ہے۔خون ہی سے روح بنتی ہے۔خون کا مزاج گرم وتر ہے جو حیات کے لئے مناسب ہے۔خون کا مزہ شیریں ہے۔خون سے بدن میں رونق اور خوبصورتی آتی ہے۔وغیرہ +

سوال۔ خون کے حار اور رطب ہونے کی دلیل بیان کیجئے +

جواب (۱) خون کی زیادتی سے بدن میں حرارت ورطوبت کی زیادتی ہو جاتی ہے۔(۲) خون سے گرم وتر امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔جو سرد وخشک اشیاء سے دور ہوتے ہیں۔(۳) خون گرم وتر غذاؤں سے بکثرت پیدا ہوتا ہے (۴) خون گرم وتر موسم میں اور گرم وتر عمر (سن نمو) میں زیادہ ہوتا ہے +

اعتراض۔ یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کا مزاج بارد ہے۔اور عورتوں میں ہر ماہ حیض آتا ہے۔جو کثرتِ خون کی علامت ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ خون کا مزاج اصلی سرد ہے؟

جواب۔ عورتوں میں خون کی دراصل کثرت نہیں ہوتی ہے۔بلکہ برودتِ مزاج کے باعث اور ریاضت کے کم ہونے کی وجہ سے عورتوں کے فضلات کم تحلیل ہوتے ہیں۔اسلئے قدرت نے حیض کو ذریعہ اخراج فضلات بنا دیا +

سوال۔ بلغم خون بن سکتا ہے۔صفراء اور سوداء کیوں نہیں خون بن سکتے؟

جواب۔ اسلئے کہ بلغم ایک کچی چیز ہے۔جو پک سکتی ہے۔مگر صفراء اور سوداء دونوں اس حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔اسلئے ان کا خون بننا محال ہے۔جس طرح جلی ہوئی غذاء کا دوبارہ درست ہونا ناممکن ہے +

سوال۔ صفراء اور سوداء کے جمع ہونے کے لئے پتہ اور طحال بنائی گئی ہے۔اسی طرح بلغم کے لئے کوئی خاص جگہ کیوں نہ بنائی گئی؟

جواب۔ اسلئے کہ بلغم گویا خون ہے۔ جس کی ضرورت بدن کے ہر ایک حصّے کو ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت بلغم خون بنکر صرف ہو سکے +

سوال۔ کہتے ہیں کہ صفراء محیہ میں بمقابلہ صفراء کے بلغم کے اجزاء زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر اسے بلغم کے اقسام سے کیوں نہ شمار کیا گیا +

جواب۔ اسلئے کہ بلغم سفید ہے۔ اور صفراء جب بلغم کے ساتھ اسقدر ملجاتا ہے کہ بلغم کی رنگت بدل جاتی ہے۔ تو پھر اُس کا شمار اُسی خلط میں ہوتا ہے۔ جس کی رنگت کا غلبہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ صفراء محیہ کا رنگ سفید نہیں۔ بلکہ زرد ہوتا ہے +

سوال۔ جب بلغم سرد و تر ہے۔ تو بلغم مالح کو کیوں گرم و خشک کہا جاتا ہے ؟

جواب۔ تمام بلغم بمقابلہ صفراء اور خون کے سرد و تر ہیں۔ اور بلغم مالح بمقابلہ بلغم کی دوسری قسموں کے گرمی اور خشکی کی طرف مائل ہے۔ نہ کہ صفراء اور خون کے مقابلہ میں بھی یہ گرم و خشک ہے +

سوال۔ جب بلغم سیخ میں کوئی مزہ نہیں ہوتا۔ تو اس کو مزوں کے اقسام میں کیوں داخل کیا گیا +

جواب۔ بلغم سیخ کو مزوں کے اقسام میں داخل نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ مزہ کے لحاظ سے یہ غیر طبعی ہے۔ یعنی طبعی بلغم میں جو مزہ ہونا چاہیئے وہ اس میں بالکل نہیں ہوتا +

سوال۔ صفراء کے گرم و خشک ہونے کی دلیل بتاؤ +

جواب (۱) جس کے معدہ اور آنتوں میں صفراء کا غلبہ ہو وہ گرمی اور سوزش محسوس کرتا ہے (۲) جو صفراء کی قے کرتا ہے وہ معدہ میں جلن اور منہ میں کڑواہٹ محسوس کرتا ہے (۳) گرم و خشک غذاؤں سے یہ پیدا ہوتا ہے (۴) اسکے غلبہ سے گرم و خشک امراض پیدا ہوتے ہیں جو سرد و تر ادویہ سے دور ہوتے ہیں +

سوال۔ سودا کی برودت و یبوست پر دلیل قائم کیجئے۔ ؟

جواب (۱) سوداء بارد یابس غذاؤں سے پیدا ہوتا ہے (۲) بارد یابس امراض پیدا کرتا ہے۔ جو گرم و تر دواؤں سے اچھے ہوتے ہیں +

اعضاء

سوال۔ وتر اور غشاء کو اعضائے مفردہ میں شمار کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں عصب و رباط سے مرکب ہیں +

جواب۔ عضو مفرد کی تعریف یہ ہے کہ اگر اس کا محسوس اور ظاہری حصہ لیا جائے تو اُس پر وہی تعریف اور نام صادق آئے۔ جو اصل عضو کا نام ہے۔ چنانچہ وتر اور غشاء کا محسوس ٹکڑا وتر اور غشاء ہی کہلاتا ہے۔ عصب و رباط اگرچہ وتر و غشاء کے اجزاء ہیں۔ مگر یہ دونوں اجزاء وتر و غشاء میں ظاہر اور محسوس نہیں ہوتے ہیں +

سوال۔ شریان و ورید اعضائے مفردہ میں شامل ہیں۔ حالانکہ اگر انکا ایسا ٹکڑا لیا جائے جس میں نالی اور جوف نہ ہو۔ تو اُسے شریان و ورید ہرگز نہیں کہتے +

جواب۔ عضو مفرد کی تعریف یہ ہے کہ اُسکا ایسا جزء لیا جائے۔ جو محسوس ہو۔ اور جسے عُرف میں اُسکا جزء کہا بھی جاتا ہو۔ اس قید کے لگا دینے سے یہ اعتراض دفع ہوگیا۔ کیونکہ شریان و ورید سے ایسا ٹکڑا لینا چاہئے جس میں جوف اور نالی موجود ہو۔ ایسے ہی ٹکڑے کو عرف میں شریان یا ورید کا حصہ کہا جاتا ہے جس میں نالی ہو اور جب جوف اور نالی موجود ہوگی۔ تو اس ٹکڑے کو شریان و ورید کہا جائیگا۔ اور شریان و ورید عضو مفرد ہی میں داخل رہیں گے +

سوال۔ اعضائے اصلیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ جو منی سے پیدا ہوتے ہیں +

سوال۔ اعضائے اصلیہ منی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس پر دلیل قائم کیجئے +

جواب۔ اسلئے کہ اعضائے اصلیہ جب کسی وجہ سے کٹ کر الگ ہوجاتے ہیں۔ تو دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ خون سے پیدا ہوتے۔ تو دوبارہ ان کا پیدا ہونا ممکن ہوتا +

سوال۔ اعضائے اصلیہ جب تحلیل ہوتے ہیں۔ تو انکا بدل ما یتحلل خون سے حاصل ہوجاتا ہے۔ تو پھر خون ہی سے کم شدہ جزو کا دوبارہ پیدا ہونا کیوں ممکن نہیں ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ جو اجزاء تحلیل ہوتے ہیں، وہ اجزاء منویہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اجزاء دموی

ہوتے ہیں۔ اسلئے اجزاء دمویہ کا خون سے دوبارہ حاصل ہونا ممکن ہے +

سوال- دانت ہڈیوں کے قبیلے سے ہیں۔ اور ہڈی اعضائے اصلیہ میں سے ہے۔ جو دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دانت بچپن میں ٹوٹ کر دوبارہ پیدا ہو جاتے ہیں +

جواب- دانت منی سے نہیں بنتے۔ بلکہ ایسے خون سے بنتے ہیں جو منی سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس لئے بچپن کے زمانہ میں دوبارہ دانت کا بننا ممکن ہے +

سوال- پھر بڑھاپے میں دانت کیونکر پیدا ہو جاتے ہیں +

جواب- اسکے کئی جواب ہیں۔ (۱) بڑھاپے میں جو دانت نمودار ہوتے ہیں وہ اصلی دانت نہیں ہوتے۔ بلکہ مسّے وغیرہ کے مانند ایک دوسرا جسم ہوتا ہے (۲) بڑھاپے میں عارضی طور پر بچوں کا سا مزاج پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے عارضی طور پر دانت پیدا ہو جاتے ہیں (۳) بقول بعض وہ اصلی دانت نہیں ہوتے بلکہ دانتوں کا پٹھہ سخت ہو کر نمودار ہو جاتا ہے +

قویٰ

سوال- قوت حیوانیہ۔ نفسانیہ۔ اور طبعیہ کیوں ضروری ہیں ؟

جواب- قوت حیوانیہ اسلئے ضروری ہے کہ بدن انسان عناصر سے مرکب ہے اور ہر ایک عنصر الگ ہونے اور متعفن ہونے کا میلان رکھتا ہے۔ اسلئے کسی ایسی قوت کی ضرورت ہوئی۔ جو ان کو الگ ہونے سے روکے اور متعفن نہونے دے۔ اسی قوت کا نام قوت حیوانیہ ہے +

قوت نفسانیہ اسلئے ضروری ہے کہ اسی سے اچھے اور برے کی تمیز ہوتی ہے اگر یہ نہ ہو تو ہمیں نہ غذا کا علم ہو۔ اور نہ آگ اور زہر کی تمیز۔ نہ ہم کسی مضاد حیات سے بچ سکتے۔ اور نہ کسی مفید چیز کی طلب کر سکتے +

قوت طبعیہ اسلئے ضروری ہے کہ بدن حرارت ورطوبت سے مرکب ہے اور رطوبت جب حرارت سے ملتی ہے۔ تو بخارات بنکر تحلیل ضرور ہوتی ہے۔ اسلئے کسی ایسی قوت کی ضرورت ہوئی کہ اس تحلیل کا عوض حاصل ہوتا رہے۔ ورنہ چند

روز میں انسان فنا ہو جائے +

سوال- قوت کی تعریف کیجئے۔ اور وجہ حصر بتائیے کہ قویٰ تین ہی کیوں ہیں ؟

جواب- قوت وہ ہے جو فعل کا بالذات مبدا اور مرکز ہو +

قویٰ کے تین ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بدنی قوت کا فعل دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ شعور کے ساتھ ہوگا۔ یا بلا شعور ہوگا۔ اگر شعور کے ساتھ ہوگا۔ تو وہ قوت نفسانیہ ہے۔ اور اگر شعور کے ساتھ نہ ہوگا۔ تو پھر اسکی دو صورتیں ہیں۔ یا وہ حیوان کے ساتھ خاص ہوگا۔ یا نہ ہوگا۔ اگر حیوان کے ساتھ خاص ہے تو اس کا نام قوت حیوانیہ ہے۔ اور اگر خاص نہیں ہے تو اس کا نام قوت طبعیہ ہے +

سوال- بغیر تفرق اتصال کے قوت نامیہ کا فعل صادر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ غذا جب اعضاء کی ساخت میں داخل ہوگی۔ تو ساخت کا تفرق اتصال ضروری ہے۔ اس لحاظ سے یہ بھی ضروری ہے کہ قوت نامیہ کے ساتھ درد والم بھی ہو +

جواب- درد والم غیر طبعی تفرق اتصال میں ہوا کرتا ہے۔ طبعی میں نہیں +

سوال- قوت غاذیہ اور نامیہ کو دو الگ الگ قوتیں تسلیم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیوں نہ ان دونوں کو ایک قوت تسلیم کر لیا جائے ؟

جواب- ان دونوں کا فعل ایک دوسرے سے مغائر ہے۔ اور فعل کی مغائرت سے قوتوں کی مغائرت کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ قوت غاذیہ جب تیز و قوی ہوتی ہے۔ تو وہ زیادہ تر اعضاء کی چوڑائی میں اضافہ کرکے بڑھاتی ہے۔ اور فربہ کر دیتی ہے۔ اور قوت نامیہ زیادہ تر لمبائی میں اضافہ کرتی ہے۔ چنانچہ بچپن میں اکثر بچے باوجود لاغری کے لمبے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یعنی اس وقت غاذیہ اگرچہ ضعیف ہوتی ہے۔ مگر نامیہ کا فعل جاری رہتا ہے +

سوال- قوت مغیّرۂ اولیٰ اور مغیّرۂ ثانیہ کیا ہیں؟

جواب- قوت مصوِّرہ کا دوسرا نام مُغَیِّرۂ اُولیٰ ہے، اور قوت غاذیہ کا نام مُغَیِّرۂ ثانیہ، کیونکہ پہلے قوت مصورہ ہی کام کرتی ہے جس سے بچہ بنتا ہے۔ اور جب وہ بن چکتا ہے تو قوت غاذیہ اُس کے بدن میں کام کرتی ہے +

سوال- قویٰ مدرکہ ظاہرہ پانچ ہیں۔ کیا کوئی گروہ اس سے زیادہ بھی کہتا ہے؟

اور اگر کہتا ہے تو کیا دلیل قائم کرتا ہے۔ اور اسکی تردید کس طرح ہو سکتی ہے؟
جواب۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ قوت مدرکہ ظاہرہ آٹھ ہیں۔ اور وہ قوت لامسہ کو ایک نہیں۔ بلکہ چار مانتا ہے۔ اس طرح (۱) حرارت وبرودت کی معلوم کرنے والی (۲) رطوبت و یبوست کی معلوم کرنے والی (۳) سخت و نرم کی معلوم کرنے والی (۴) کُھردرے اور چکنے کی معلوم کرنے والی +
اپنے اس خیال پر یہ گروہ دلیل یہ قائم کرتا ہے۔ کہ یہ چار قسم کی چیزیں الگ الگ ہیں۔ اسلئے ہر ایک قسم کی چیز کے لئے ایک الگ قوت مدرکہ ہونی چاہئے +
اس کی تردید اس طرح کی گئی ہے کہ اگر یہ ضروری ہے۔ تو تمام دوسری قوتوں کو بھی متعدد ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو چیزیں آنکھوں سے دیکھی جاتی ہیں وہ بھی چند ہیں۔ مثلاً سفیدی سیاہی۔ سُرخی وزردی وغیرہ۔ اسی طرح زبان سے مختلف مزے چکھے جاتے ہیں +
سوال۔ تقاطع صلیبی کا فائدہ بتائیے؟
جواب۔ تقاطع صلیبی اگر نہ ہوتا۔ تو دونوں آنکھوں سے تمام چیزیں دو معلوم ہوتیں۔ مگر تقاطع صلیبی کی موجودگی سے یہ خرابی نہیں پیدا ہوتی۔ کیونکہ دونوں آنکھوں کے پٹھے ایک جگہ جاکر ملجاتے ہیں۔ اور دونوں آنکھوں کا عکس ایک ہی مقام پر پہونچتا ہے +
سوال۔ جب یہی بات ہے تو دونوں کانوں سے دو آوازیں معلوم ہوا کریں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے؟
جواب۔ قوت سامعہ کا حال قوت لامسہ کے مانند ہے۔ اور قوت لامسہ باوجودیکہ بدن کے ہر ایک حصے میں موجود ہے۔ مگر چیزیں چھونے سے ایک ہی معلوم ہوتی ہیں۔ یہی حال کانوں کا ہے۔ مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ دونوں عصب سامع کا مرکز بھی دماغ میں ایک ہی ہے۔ جہاں دونوں آوازیں پہونچتی ہیں +
سوال۔ کیفیت بصر میں کتنے مذاہب ہیں +
جواب۔ دو مشہور مذاہب ہیں (۱) ایک گروہ کہتا ہے کہ آنکھوں سے شعاع

خارج ہوتی ہے (۲) اور دوسرا کہتا ہے کہ چیزوں کی تصویر و عکس اندر چھپتا ہے +

سوال - جب پانچوں حواس موجود تھے - تو پھر حس مشترک کی کیا ضرورت تھی اور کس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حس مشترک موجود ہے +

جواب - پانچوں حواس الگ الگ اپنے محسوسات کا ادراک کرتے ہیں - اور حس مشترک سب کو یکجائی طور پر ادراک کرتا ہے - یعنی حس مشترک ایک حاکم کی طرح ہے جس کے سامنے مدعی اور مدعا علیہ دونوں حاضر ہوتے ہیں - بر خلاف ان کے حواس خمسہ محض اپنے محسوسات کا ادراک کر سکتے ہیں - ان کے روبرو سب جمع نہیں ہو سکتے +

(۲) حواس خمسہ کے ادراک کے بعد دوبارہ جب ہم چاہتے ہیں تو سابقہ چیزوں کا خیال قائم کر سکتے ہیں - یہ قدرت ہمیں اسی حس مشترک کی وجہ سے ہے کیونکہ بیرونی حواس میں یہ قدرت نہیں کہ چیزیں اُنکے سامنے سے غائب ہو جائیں اور وہ ادراک کر سکیں - مثلاً آنکھیں اُسی وقت تک دیکھ سکتی ہیں جبکہ چیزیں آنکھوں کے سامنے ہوں - جہاں وہ نظر سے اوجھل ہوئیں - پھر اُن کا ادراک آنکھوں سے نہیں ہو سکتا +

سوال - یہ کیونکر معلوم ہوا کہ حس مشترک مقدم دماغ کے اگلے حصہ میں ہے اور خیال اس کے پچھلے حصہ میں ہے - واہمہ اور متخیلہ بطن اوسط میں ہے - اور حافظہ پیچھے ہے - ؟

جواب - تجربہ اور مشاہدہ سے - یعنی دماغ کے ان حصوں میں جب کوئی آفت پہونچتی ہے تو جو قوت یہاں بتائی گئی ہے - اُس کے فعل میں خرابی آ جاتی ہے +

سوال - قوتِ خیال کا ہونا کیوں ضروری ہے - کیوں نہ حس مشترک سے دونوں کام وابستہ ہوں - وہ صورتوں کا ادراک بھی کرے - اور حفاظت بھی +

جواب - ادراک اور فعل ہے - اور حفاظت اور فعل ہے - اور دو فعلوں کے لئے دو قوتوں کا ہونا ضروری ہے - فلسفہ کا مسلمہ اصول ہے کہ ایک سے ایک ہی کام ہو سکتا ہے - دو نہیں +

سوال- قوتِ واہمہ کا ثبوت پیش کیجئے؟
جواب- اس کا ثبوت یہ ہے کہ معانی جزئیہ کا ادراک نہ حواس خمسہ ظاہرہ سے ہوسکتا ہے اور نہ حس مشترک سے۔ کیونکہ وہ محض بیرونی صورتوں کو معلوم کرسکتے ہیں۔ اور نہ ان کا ادراک نفس ناطقہ سے ممکن ہے۔ کیونکہ وہ محض امورکلیہ کا مدرک ہے۔ اسلئے قوت واہمہ کا وجود ضروری ہوا۔ جو معانی جزئیہ کا ادراک کرسکے +

سوال- قوت حیوانیہ اور قوت نفسانیہ میں کیا فرق ہے؟
جواب- قوت حیوانیہ اعضاء کو قوت نفسانیہ کے قبول کرنیکے لئے آمادہ کردیتی ہے یعنی یہ ناممکن ہے کہ قوت حیوانیہ نہ ہو۔ اور قوت نفسانیہ موجود ہو۔ برعکس اسکے یہ ضروری نہیں ہے کہ قوت حیوانیہ جہاں ہو۔ وہاں قوت نفسانیہ بھی موجود ہو چنانچہ فالج زدہ عضو میں قوت حیوانیہ ہوتی ہے۔ ورنہ وہ سڑ جائے۔ مگر حس و حرکت بالکل نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہڈی میں +

سوال- یہ ظاہر ہے کہ افعال جزو بدن نہیں ہیں۔ پھر ان کو کیوں امور طبعیہ میں داخل کیا گیا +
جواب- اسلئے کہ افعال کے بغیر قویٰ بیکار ہیں۔ جب قویٰ وجود بدن کے لئے ضروری ہیں۔ تو افعال بھی اُس کے لئے ضروری ہونگے۔ کیونکہ بدن انسان کا وجود بلا ان تینوں قسم کے قویٰ کے افعال کے ناممکن ہے +

حالاتِ بدن

سوال- بدن انسان کے حالات دو ہیں۔ یا تین۔ شیخ و جالینوس کا اس میں کیا اختلاف ہے۔ اور صحت و مرض کے درمیان کس قسم کا تقابل ہے؟ (تقابل۔ مقابلہ) +
جواب- شیخ کے نزدیک بدن کے حالات فقط دو ہیں صحت اور مرض۔ حالت ثالثہ کا یہ قائل نہیں۔ مگر جالینوس کے نزدیک حالتیں تین ہیں صحت مرض و حالت ثالثہ صحت اور مرض کے درمیان شیخ کے نزدیک تقابل عدم ملکہ کا ہے۔ اس لحاظ سے تیسری حالت کا وجود ممکن ہی نہیں ہے۔ اور جالینوس کے نزدیک تقابل

تضاد ہے۔ اس لئے تیسری حالت کا وجود ضروری ہے۔
تعریف صحت و مرض (شیخ) **صحت** وہ حالت ہے جس سے افعال صحیح پیدا ہوں۔ اور **مرض** وہ حالت ہے جس سے افعال صحیح نہ صادر ہوں (خواہ سارے افعال خراب ہوں۔ یا بعض)
(جالینوس) **صحت** وہ حالت ہے جس سے تمام بدنی افعال صحیح صادر ہوں اور **مرض** وہ حالت ہے جس سے بدن کے سارے افعال مختل ہوں۔ اور **حالت ثالثہ** وہ ہے جس سے بعض افعال صحیح ہوں۔ اور بعض خراب۔
مرض شیخ کے نزدیک صحت کے عدم کا نام مرض ہے۔ اور جالینوس کے نزدیک صحت کے عدم کی دو صورتیں ہیں (۱) سب افعال خراب ہوں تو مرض ہے (۲) بعض افعال خراب ہوں تو حالت ثالثہ ہے۔
سوال۔ آپ کے نزدیک شیخ کا خیال صحیح ہے۔ یا جالینوس کا۔
جواب۔ میرے نزدیک شیخ کا خیال صحیح ہے۔ کیونکہ بہت سے امراض ایسے ہیں کہ ان کا شمار مرضوں میں ہوتا ہے۔ حالانکہ اس حالت میں بدن کے سارے افعال ہرگز خراب نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض ہی خراب ہوتے ہیں۔ اگر جالینوس کے قول کا لحاظ کیا جائے۔ تو یہ سب حالات مرض میں شمار ہی نہ کئے جائیں۔ حالانکہ سب لوگ انہیں مرض ہی کہتے ہیں۔ مثلاً برص۔ جذام وغیرہ۔
سوال۔ کیا یہ ممکن ہے کہ بدن میں صحت اور مرض دونوں جمع ہو جائیں۔ اگر یہ ممکن نہیں اور واقعی ممکن نہیں۔ تو حالت ثالثہ میں مؤلف کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا۔ کہ اسکی ایک قسم وہ بھی ہے۔ جس میں صحت اور مرض دونوں جمع ہو جائیں۔
جواب۔ اس تقسیم میں صحت اور مرض سے اصطلاحی معنی مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اصطلاحی معنے سے صحت اور مرض ایک بدن میں جمع ہو جائیں۔ بلکہ یہاں صحت سے "افعال کی سلامتی" اور مرض سے "افعال کی خرابی" مراد ہے۔ اور اس معنے سے یہ ممکن ہے کہ بعض افعال سلیم ہوں۔ اور بعض ماؤف۔
سوال۔ مرض مرکب اور مرض ترکیب میں کیا فرق ہے؟
جواب۔ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ مرض ترکیب حقیقت میں ایک مرض

مفرد ہے۔ جو اعضاء مرکبہ میں اولاً لاحق ہوتا ہے۔ اور مرض مرکب چند مفرد مرضوں کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔ غرض مرض ترکیب ایک مفرد مرض ہے۔ اور مرض مرکب چند مفرد مرضوں کا مجموعہ ہوتا ہے +

سوال۔ اگر چند مرض بدن میں جمع ہو جائیں۔ تو کیا اس کو مرض مرکب کہہ سکتے ہیں؟

جواب۔ نہیں ہرگز نہیں۔ مرض مرکب کے لئے صرف اسی قدر کافی نہیں ہے کہ بدن میں چند مرض جمع ہو جائیں۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ یہ سارے امراض ملکر ایک حالت اختیار کر لیں۔ سب کے مجموعہ کا ایک نام۔ اور ایک ہی علاج ہو۔ جیسے ورم، ورم دراصل تین مرضوں کا مجموعہ ہے۔ سوء مزاج مادی۔ تفرق اتصال۔ مرض ترکیب +

سوال۔ سوء مزاج کی تعریف یہ ہے کہ وہ اولاً اعضاء مفردہ میں لاحق ہوتا ہے۔ پھر سوء مزاج جگر۔ سوء مزاج معدہ اور سوء مزاج قلب کے کیا معنے ہیں۔ جگر، معدہ اور قلب یہ سب تو اعضاء مرکبہ میں سے ہیں +

جواب۔ سوء مزاج جگر۔ سوء مزاج معدہ اور سوء مزاج قلب وغیرہ میں دراصل مرض انکے اعضاء کے مفردہ میں ہوتا ہے۔ جن سے یہ اعضاء مرکب ہیں۔ یعنی یہ ناممکن ہے کہ قلب و جگر کے گوشت وغیرہ میں پہلے گرمی و سردی نہ لاحق ہو۔ اور قلب و جگر گرم ہو جائیں۔ قلب و جگر تو اسی وقت گرم ہو سکتے ہیں جبکہ اس کے اجزاء گرم ہوں +

سوال۔ مرض خواہ کوئی ہو۔ یقیناً وہ ایک غیر طبعی حالت ہوگی پھر مرض عدد میں انگلی کی زیادتی کو طبعی زیادتی کیونکر کہا گیا ہے +

جواب۔ یہاں طبعی سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ مرض ایک طبعی حالت ہے۔ بلکہ طبعی زیادتی سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی ساخت بڑھ جائے۔ جس کی قسم و جنس بدن میں موجود ہو۔ اگرچہ یہ زیادتی فی نفسہ ایک غیر طبعی حالت ہے +

سوال۔ کیا ہر مرض میں چاروں زمانے کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر نہیں۔ تو کس قسم کے مرض میں چار زمانے کا ہونا ضروری ہے؟

جواب۔ چاروں زمانے صرف ان امراض میں پائے جا سکتے ہیں۔ جو صحت کی طرف لوٹ آئیں۔ ورنہ بہت سے امراض ایسے بھی ہیں کہ اسکی ابتداء۔ یا تزئید ہی میں مریض مرجاتا ہے۔ اور اسکے آخری زمانے آنے بھی نہیں پاتے۔ مثلاً سل جیسے مہلک

امراض + بعض امراض اچھے ہی نہیں ہوتے۔ اس لئے زمانہ انحطاط اُن میں بالکل نہیں ہوتا +

اسباب

سوال۔ سبب کے اقسام میں ایک کا نام سبب سابق ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے اسباب سابق نہیں ہوتے۔ حالانکہ سبب ہمیشہ سابق ہی ہوا کرتا ہے +

جواب۔ تینوں اسباب سابق ہی ہیں۔ چونکہ باقی دونوں اسباب کے نام واصل اور بادی رکھدیئے گئے تھے۔ اس لئے تیسرے کا نام سابق ہی رہنے دیا گیا۔ تاکہ یہی عام صفت اس کے لئے تعین وتخصیص پیدا کردے +

سوال۔ جب ہوا کی طبیعت خود گرم ہے تو وہ روح کی تعدیل وتبرید کیونکر کرسکتی ہے ؟

جواب۔ ہوا کی طبیعت فی نفسہ اگرچہ گرم ہے۔ مگر ہمارے آس پاس کی ہوا، پانی وغیرہ کی وجہ سے ایسی سرد ہوگئی ہے کہ روح اس کے مقابلہ میں بہت گرم ہے۔ غرض موجودہ ہوا بمقابلہ روح کے بہت سرد ہے اسلئے روح کی تعدیل اس سے ہوسکتی ہے +

سوال۔ (از نفیسی) فصول یعنی موسم اطباء کے نزدیک اور منجمین کے نزدیک کس طرح ہیں۔ ان میں باہم کیا فرق ہے ؟

جواب۔ موسم اطباء کے نزدیک بھی چار ہیں۔ اور منجمین (نجومیوں) کے نزدیک بھی چار ہی ہیں۔ مگر ان دونوں گروہوں کی اصطلاح کے مطابق فرق یہ ہے کہ نجومیوں کے نزدیک چاروں موسم تین تین ماہ کے ہیں۔ یعنی بلحاظ مدت سب برابر ہیں۔ مگر اطباء کے نزدیک موسم ربیع اور خریف بلحاظ مدت کے موسم گرما وسرما سے چھوٹے ہوتے ہیں + اطباء چاروں موسموں کو اس طرح بیان کرتے ہیں +

فصول اطباء کے نزدیک (۱) ربیع معتدل ممالک کا وہ زمانہ ہے جس میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے۔ اور نہ سردی۔ لحاف وغیرہ کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ اور درخت نشو ونما پانے لگتے ہیں +

(۲) **خریف**۔ وہ زمانہ ہے جس میں پتے جھڑنے لگتے ہیں اور پتوں کا رنگ

بدلنے لگتا ہے۔ لیکن اس موسم میں بھی گرمی وسردی زیادہ نہیں ہوتی (۳) صیف گرمی کا پورا زمانہ ہے (۴) شتاء سردی کا پورا زمانہ + یہ ظاہر ہے کہ موسم ربیع وخریف بلحاظ مدت کے جلد ختم ہوجاتے ہیں +

فصول منجمین کے نزدیک: (۱) ربیع شمالی ممالک (اکثر کے ملکوں) میں وہ زمانہ ہے جبکہ آفتاب برج حمل سے آخر جوزا تک رہتا ہے (ہر برج میں ایک ماہ آفتاب رہتا ہے) (۲) **صیف** میں آفتاب شروع برج سرطان سے آخر سنبلہ تک رہتا ہے (۳) **خریف** میں آفتاب شروع برج میزان سے آخر قوس تک رہتا ہے + (۴) **شتاء** میں اول برج جدی سے آخر حوت تک رہتا ہے +

غرض ہر چہار موسم میں تین تین ماہ ہوتے ہیں +

سوال۔ صیف بارد اور صیف رطب سے کیا مراد ہے۔ صیف کا مزاج تو حار یابس ہے +

جواب۔ صیف بارد سے یہ مراد ہے کہ موسم گرما میں کسی عارضی سبب سے ہوا میں خنکی آجائے۔ اسی طرح صیف رطب سے مراد یہ ہے کہ موسم گرما میں بارش وابر اور اولے وغیرہ سے ہوا میں تری پیدا ہوجائے + یہی تعریف خریف رطب اور شتاء رطب وغیرہ کی ہے +

سوال۔ موسم ربیع میں جب پھوڑے پھنسی اور اورام حلق کی کثرت ہوتی ہے پھر اسے افضل فصول کیوں کہا جاتا ہے +

جواب۔ موسم ربیع بلحاظ ذاتی مزاج کے یقینی سب سے بہتر ہے۔ اس کی لطیف حرارت انسانی حرارت کے مناسب ہے۔ لیکن پھوڑے پھنسی وغیرہ اس موسم میں موسم کی حرارت کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتے۔ بلکہ موسم سرما کی وجہ سے جو مواد بدن میں موجود رہتے ہیں۔ وہ اس کی حرارت لطیفہ سے جوش میں آجاتے ہیں +

سوال۔ سمندری شہروں (جزیرہ دل اور ساحل کے شہروں) کی ہوا کو مرطوب کہا گیا ہے۔ حالانکہ سمندر کا پانی شور ہوتا ہے۔ اور بخارات اسی شور پانی سے اٹھتے ہیں۔ اور شوریت کے لئے خشکی لازمی ہے۔ اس لئے سمندری شہروں کی ہوا

خشک ہونی چاہیئے نہ کہ تر ؟

جواب۔ سمندر کا پانی اگرچہ شور ہوتا ہے۔ مگر شوریت بخارات کی شکل میں نہیں اُٹھتی ہے۔ صرف سادہ پانی کے بخارات اوپر جاتے ہیں۔ لہذا وہاں کی ہوا مرطوب ہی ہوتی ہے +

سوال۔ مشرقی ہوا بمقابلہ پچھم کی ہوا کے بہتر کیوں ہے۔ حالانکہ دونوں کو اعتدال کے قریب کہا جاتا ہے + ؟

جواب۔ چونکہ عام طور پر مشرقی ہوا صبح کے وقت آفتاب کی حرکت کے موافق اور اُس کے ساتھ ساتھ چلا کرتی ہے۔ اس لئے آفتاب کو زیادہ اثر کرنیکا موقعہ ملتا ہے۔ برعکس اس کے مغربی ہوا عام طور پر سہ پہر کے قریب چلا کرتی ہے۔ جبکہ آفتاب اسکے خلاف بھاگتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اس لئے آفتاب کو اثر کرنیکا کم موقعہ ملتا ہے جس سے مغربی ہوا بمقابلہ مشرقی ہوا کے سرد و تر ہوتی ہے +

سوال۔ بلند شہروں کی ہوا سرد کیوں ہوتی ہے۔ اور یہاں کی صحت اچھی کیوں ہوتی ہے ؟ نیز یہ بتائیے کہ ہوا کے کتنے طبقات ہیں ؟

جواب۔ چونکہ سوال کے پہلے شق کا جواب دوسرے شق کے جواب پر موقوف ہے۔ اس لئے میں پہلے دوسرے شق کا جواب دیتا ہوں +

ہوا کے طبقات چار ہیں :- **پہلا طبقہ** زمین اور پانی سے متصل ہے۔ یہ طبقہ تقریبًا معتدل ہے۔ کیونکہ مٹی اور پانی کے اجزاء ملکر ہوا کی اصلی گرمی کو اعتدال پر لے آتے ہیں + **دوسرا طبقہ** سرد ہوا کا ہے۔ کیونکہ جو بخارات آفتاب وغیرہ کی گرمی سے چڑھتے ہیں۔ وہ کچھ اوپر جاکر سرد ہو جاتے ہیں۔ اور ہوا کو سرد کر دیتے ہیں + **تیسرا طبقہ** گرم ہوا کا ہے۔ جہاں بخارات پانی کے تو نہیں پہونچتے۔ مگر اجزاء دخانیہ پہونچ جاتے ہیں۔ **چوتھا طبقہ** خالص اور گرم ہوا کا ہے۔ جو آگ کے طبقہ سے متصل ہے +

اس تفصیل کے بعد یہ ظاہر ہے کہ بلند ممالک کی ہوا سرد ہوگی۔ کیونکہ وہ دوسرے طبقہ کی سرد ہوا سے قریب ہونگے۔ اسی وجہ سے شملہ۔ نینی تال۔ اور تمام پہاڑوں کی چوٹیاں سرد ہوتی ہیں + نیز بلند مقامات کی ہوا جلد جلد بدلتی رہتی ہے۔ اسلئے

اگر وہاں کی ہوا کسی وجہ سے گرم بھی ہوگئی ہو۔ تو جلد دوسری سرد ہوا آجاتی ہے +
رہا یہ سوال کہ بلند مقامات میں صحت کیوں اچھی ہوتی ہے؟ اس کا جواب ظاہر ہے۔ جب وہاں سردی ہوگی تو یقیناً قوت ہاضمہ بھی درست رہیگی۔ اندرونی حرارت بدنیہ اور اندرونی قوتیں بھی قائم رہیں گی۔ جس سے خون زیادہ پیدا ہوگا اور عمر زیادہ طویل ہوگی +

ماکول و مشروب

سوال۔ دوا مطلق اور دوا سمی میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ دوا مطلق اُسے کہتے ہیں جو بدن میں اثر کرنیکے بعد آخر میں بدن سے خود بھی متاثر ہو جائے۔ اور جزو بدن نہ بنے۔ اور دوا سمی اُسے کہتے ہیں جو بدن میں تاثیر کرنے کے بعد خود بدن سے متاثر نہ ہو +

سوال۔ دوا خالص۔ غذا خالص۔ ذوالخاصہ اور اس کے مرکبات کی مثالیں بتاؤ؟

جواب۔ دوا خالص جیسے فلفل سیاہ۔ کافور۔ غذا خالص جیسے گوشت و روٹی +
ذوالخاصہ کی مثال فاد زہر اور سمیات + **دوا غذائی** کی مثال کاہو ہے اس سے برودت بھی پیدا ہوتی ہے اور خون بھی + **دوا ذوالخاصہ** کی مثال کاسنی ہے۔ بارد ہونے کی وجہ سے دوا ہے اور مفتح سدد ہونیکی وجہ سے ذوالخاصہ +
غذا ذوالخاصہ کی مثال گھی ہے۔ یہ غذا ہونیکے علاوہ بالخاصہ تریاق سموم ہے +
غذا دوائی ذوالخاصہ کی مثال سیب ہے۔ یہ غذا بھی ہے۔ برودت بھی پیدا کرتا ہے۔ اور بالخاصہ مفرح قلب ہے +

سوال۔ غذا در اصل بدنی حرارت وغیرہ سے خود متأثر ہوکر اپنی صورت نوعیہ چھوڑ دیتی اور عضو کی صورت نوعیہ پہن لیتی ہے۔ پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ غذا اپنے مادہ سے اثر کرتی ہے۔ غذا کا مادہ تو خود ہی متاثر ہوا +

جواب۔ غذا در اصل مؤثر نہیں۔ بلکہ واقعی خود متاثر ہے۔ مگر چونکہ اس سے بدن میں افزائش ہوتی ہے اس لئے اسکو مؤثر کہدیا گیا ہے +

سوال۔ غذا کو کہا جاتا ہے کہ یہ کیفیت سے خالی ہوتی ہے۔ اور یہ اپنے مادہ ہی سے فقط اثر کرتی ہے۔ حالانکہ گوشت و روٹی وغیرہ سے خون وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خون گرم ہے۔ اسی طرح دوسری غذائیں +

جواب۔ غذا سے جو اس قسم کی گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اُس کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ یہاں اعتبار اُس کا ہے جو کسی چیز کی کیفیت سے پیدا ہو۔ اور اُس شے کی صورت نوعیہ باقی ہو۔ غذا جب خون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ تو اُس کی صورت نوعیہ قائم نہیں رہتی۔ اور دوا سے جو گرمی وغیرہ پیدا ہوتی ہے اُس میں دوا کی صورت نوعیہ قائم رہتی ہے اور اُسکی کیفیت سے گرمی وغیرہ پیدا ہوتی ہے + (نفیسی) + کاہو کو غذا ر دوائی اسی معنے سے کہا جاتا ہے کہ اس کے اجزاء غذائیہ خون میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور اجزاء دوائیہ بدن کی ساخت میں اپنے حال پر قائم رہتے ہیں۔ جس سے برودت پیدا ہو جاتی ہے +

سوال۔ اطباء کے دو قولوں میں یہ عجیب تناقض ہے۔ سانپ کے زہر کو وہ گرم، بچھو کے زہر کو وہ سرد کہتے ہیں۔ سنکھیا کو گرم اور افیون کو سرد بتاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے یہ بھی کہتے ہیں کہ سمیات کا اثر صورت نوعیہ سے ہوتا ہے۔ حرارت و برودت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس تناقض کو دور فرمائیے +

جواب۔ شیخ نے کہا ہے کہ اگرچہ بعض سموم سرد اور بعض گرم ہوتے ہیں۔ مگر ان کا فعل حرارت و برودت کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے۔ اگر سمیت کا فعل حرارت و برودت سے مان لیا جائے۔ تو سب سے بڑا زہر پانی اور آگ ہو۔ کیونکہ پانی سے زیادہ سرد۔ اور آگ سے زیادہ گرم کوئی چیز نہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ سانپ کا زہر ذرا سی دیر میں تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے، مگر آگ سے داغنے پر یہ حالت نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سموم کا فعل کیفیت سے نہیں۔ بلکہ بالخاصہ صورت نوعیہ سے ہوتا ہے +

حرکت و سکون بدنی

سوال۔ حرکت کی تعریف کرو؟

جواب۔ حرکت کی تعریف: مادہ یا جسم کا قوت سے فعل میں بتدریج آنا۔ مثلاً چلنا

پھرنا۔ گرم ہونا۔ رنگ بدلنا چلنے پھرنے سے جسم نئے نئے مکان میں آتا رہتا ہے جس میں وہ پہلے بالفعل نہ تھا +

سوال - حرکت وسکون بدنی کی بدن کو ضرورت کیوں ہے ؟

جواب - حرکت کی ضرورت اسلئے ہے کہ بدنی حرارت ماکول و مشروب میں کام کرتے کرتے تھک جاتی ہے۔ جس سے وہ غذا کے فضلات کی تحلیل پر قادر نہیں رہتی، اگر یہ فضلات عرصہ تک جمع ہوتے رہیں تو حرارت بدنی اسکی وجہ سے بجھ جائے اسلئے ایسی حرارت کی ضرورت ہوئی جو انہیں تحلیل کرے۔ اور حرارت غریزی کو بھڑکائے ایسی حرارت حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ ایسا سہل ذریعہ ہے کہ اس میں کمی و زیادتی اپنے ارادے سے کی جا سکتی ہے + اگر فضلات کے اخراج کے لئے مسہلات و مدرات سے کام لیا جائے۔ تو وہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں کوئی نہ کوئی زائد کیفیت ضرور پائی جاتی ہے + بلکہ بعض چیزیں تو کسی قدر سمیت بھی رکھتی ہیں +

سوال - یہ ظاہر ہے کہ حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ پھر حرکت کی افراط برودت کیونکر پیدا کر سکتی ہے +

جواب - افراط حرکت سے رطوبت غریزیہ اس قدر تحلیل ہو جاتی ہے کہ آخر میں حرارت غریزیہ بھی گھٹ جاتی ہے۔ کیونکہ حرارت غریزیہ کا قیام رطوبت غریزیہ ہی کے ساتھ ہے +

حرکت وسکون نفسانی

سوال - حرکت جسم سے ہوا کرتی ہے اور نفس جسم نہیں ہے۔ پھر حرکت وسکون کو نفس کی طرف کیونکر منسوب کیا گیا ؟ نیز حرکت وسکون نفسانی بدن کے لئے ضروری کیوں ہیں ؟

جواب - ان نفسانیات کو حرکت مجازاً کہا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ حرکت نہیں ہیں۔ ہاں ان نفسانیات کے اثرات نفسانیہ کے باعث خون اور روح میں حرکت ضرور پیدا ہوتی ہے۔ بعض دیگر یہ نفسانیات ... باعث حرکت میں

اوران انفعالات کا عدم باعث سکون روح وخون +

اس قسم کے حرکات نفسانیہ کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ جب بدنی حرکات ضروری ہیں۔ تو نفسانی انفعالات بھی ضروری ہوئے۔ کیونکہ بدنی حرکات کا دارو مدار خواہشات وجذبات نفسانیہ ہی پر ہے۔ مثلاً خواہش کے وقت طلب کی حرکت۔ غصہ کے وقت مقابلہ کی حرکت۔ غصہ میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اور خوف میں چہرہ زرد ہو جاتا ہے (اسکا دارو مدار روح وخون کی حرکت پر ہے) اور نفسانی سکون کی ضرورت اسلئے ہے کہ نفس اور روح آرام لیں۔ اور زیادہ تحلیل نہ ہو جائیں +

سوال۔ حرکات نفسانیہ میں روح کی حرکت کیوں ضروری ہے +

جواب۔ اسلئے کہ نفس کو جب کسی مناسب یا مخالف کا ادراک ہوتا ہے۔ اور وہ اُسے حاصل کرنا یا اُس سے بچنا چاہتا ہے۔ تو قوتوں کو حرکت میں لاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قوتیں روحوں کے ساتھ قائم ہیں۔ روحوں کی حرکت کے بغیر قوتیں متحرک نہیں ہو سکتیں۔ اسلئے روحوں کا متحرک ہونا ضروری ہے +

نیند و بیداری

سوال۔ نیند و بیداری کی ضرورت انسان کے لئے ثابت کیجئے ؟

جواب۔ بیداری کی ضرورت ظاہر ہے۔ کیونکہ حس وحرکات ارادیہ کے سارے کام اسی پر موقوف ہیں + اور نیند کی ضرورت راحت وآرام کے لئے ہے۔ اگر ہمیشہ انسان بیدار رہے۔ تو روح جیسی لطیف چیز تحلیل ہو کر فنا ہو جائے۔ کیونکہ انسان کے افعال وحرکات محلل روح ہیں + نیز بیداری میں نفس دوسرے کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ اس لئے ہضم بھی بیداری میں ایسا اچھا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نیند میں۔ اسلئے نیند کی ضرورت ہوئی +

سوال۔ دن کے وقت سونا کیوں ردی ہے ؟

جواب۔ روح ایک نورانی اور شفاف چیز ہے۔ نورانی چیزوں کی طرف بالطبع مائل ہے۔ اور تاریکی سے اسے قدرتی نفرت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دن کے وقت باہر روشنی ہوتی ہے اس لئے وہ روشنی کے باعث اندر جانیکی بجائے باہر کی طرف

متحرک ہوتی ہے۔ اور اندر اکٹھی نہیں ہوتی۔ اسلئے نیند سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ دن کی نیند سے نہیں ہوتے۔ یعنی دن کے وقت گہری نیند نہیں ہوتی ؛
دن کی نیند اسی لئے بُری ہے۔ (عادت اگر ہو۔ یا تکان ہو تو وہ اس حکم سے مستثنےٰ ہے)

استفراغ و احتباس

سوال۔ استفراغ و احتباس کیوں ضروری ہیں؟
جواب۔ بدن کا وجود اور اس کا دارومدار غذا پر ہے۔ اور غذا کوئی بھی ایسی نہیں ہے کہ وہ ساری کی ساری جزو بدن بن جائے۔ اور اس سے فضلہ نہ بنے۔ پھر یہ فضلہ اگر باقی رہے۔ اور اس کا استفراغ نہ ہو۔ تو بدن فاسد ہو جائے۔ اسلئے استفراغ کی ضرورت ہوئی۔ احتباس کی ضرورت ظاہر ہے۔ کیونکہ ہضم ہونیکے لئے غذا کو روکنے کی ضرورت ہے اور اس کا رکنا احتباس ہی سے حاصل ہو سکتا ہے ؛

سوال۔ سرد پانی کا منہ پر چھڑکنا بمقابلہ تر کرنیکے غشی کے لئے زیادہ مفید کیوں ہے؟
جواب۔ بمقابلہ تر کرنے کے چھڑکنا زیادہ مفید اسلئے ہے کہ اس کی چوٹ باعث تنبیہ و تحریک زیادہ ہوتی ہے ؛
سوال۔ قلب سینہ کے اندر ہے۔ پھر سرد پانی بحالت غشی منہ پر کیوں چھڑکا جاتا ہے قلب پر چھڑکنا زیادہ مفید ہونا چاہیئے؟
جواب۔ اسلئے کہ چہرہ میں عضائے حواس (آنکھ۔ کان۔ ناک وغیرہ) بکثرت ہیں نیز چہرہ مرکز حس یعنی دماغ سے قریب ہے۔ نیز تنفس کے دونوں راستے (منہ اور ناک) چہرہ ہی پر واقع ہیں۔ جن سے ہوا جذب ہو کر قلب تک پہنچتی ہے۔ بہرحال ان وجوہ سے بمقابلہ سینہ کے چہرہ پر پانی کا چھڑکنا زیادہ مفید و موثر ہے ؛

اسباب جزئیہ

سوال۔ حرکت جو زیادہ ہو یہ کہ سو ہو جا سکتی ہے گرمی پیدا کرنیوالا ہونا چاہیئے

پھر کیا وجہ ہے کہ مسخنات میں یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ حرکت غیر مفرط ہو۔ یعنی قلت و کثرت کے لحاظ سے۔ اور ضعف و قوت کے لحاظ سے معتدل ہو +

جواب۔ حرکت اگر بہت تھوڑی ہو تو اس سے قابل لحاظ گرمی پیدا ہی نہیں ہو سکتی اور اگر بہت زیادہ ہو۔ تو اگرچہ اس سے گرمی پیدا ہو گی۔ مگر کثرتِ تحلیل رطوبات سے آخر میں برودت پیدا کر دے گی +

سوال۔ مسخنات میں غذاء مسخن اور دواء مسخن کا استعمال بھی بتایا گیا ہے۔ مگر یہ شرط لگائی گئی ہے کہ ان کا استعمال افراط کے ساتھ نہ ہو۔ حالانکہ گرم غذاء ہو، یا دواء۔ ان کے استعمال سے ہر حالت میں گرمی پیدا ہو گی +

جواب۔ غذاء گرم یا دواء گرم اگر افراط سے استعمال کی گئی۔ تو رطوبات بدنیہ کی کثرتِ تحلیل سے آخر میں برودت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ رطوبات ہی کے ساتھ حرارت کا قیام ہے۔ رطوبات کے ختم ہونے پر حرارت کا ختم ہونا بھی ضروری ہے +

سوال۔ غذاء مسخن اور دواء مسخن سے مراد کیا ہے ؟

جواب۔ **غذاءِ مسخن** سے مراد غذاء دوائی ہے جس کے اندر گرم اجزاء وقوتیں موجود ہوں۔ اسی طرح **دواءِ مسخن** سے گرم دواء مراد ہے +

سوال۔ غذاء معتدل کو بھی مسخنات میں شمار کیا گیا ہے۔ حالانکہ بچہ بھی کہہ سکتا ہے کہ معتدل غذا کے استعمال سے بدن میں اعتدال ہی پیدا ہو گا۔ نہ کہ گرمی +

جواب۔ اس موقع پر غذاء معتدل سے مراد یہ ہے کہ وہ مقدار میں معتدل ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب غذاء معتدل مقدار میں استعمال کی جائے گی۔ تو اس سے خون لامحالہ پیدا ہو گا۔ اور خون خود ایک گرم چیز ہے۔ نیز اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی غذاء بدن کی طبعی حرارت کو اپنے حال پر قائم رکھے گی۔ یہ ہرگز نہ ہو گا کہ موجودہ طبعی حرارت میں کچھ اضافہ کر دے +۔ اسکے ساتھ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اگر غذا کثیر مقدار میں استعمال کی جائے تو وہ کثرت مقدار کیوجہ سے حرارت بدنیہ کو دبا کر اور بجھا کر بدن میں برودت پیدا کر دیگی۔ اور اگر غذاء قلیل مقدار میں استعمال کیجائے تو چونکہ اس سے خون کم پیدا ہو گا۔ اسلئے اس سے بھی بدن میں کافی گرمی نہ حاصل

ہوگی ٭

سوال۔ عفونت کی وجہ سے بدن میں حرارت کیونکر پیدا ہوتی ہے ؟
جواب۔ اس لئے کہ عفونت ایک ایسی کیفیت ہے جو عارضی حرارت کے عمل سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب حرارت کا عمل کسی رطوبت میں ہوگا۔ تو اس سے گرم بخارات ضرور پیدا ہونگے ٭

سوال۔ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ سرد پانی سے نہانا۔ برف سے بدن کو ملنا موجب برودت ہے۔ نیز انکے استعمال سے مسامات بند ہوجاتے ہیں۔ اسی کا نام تکاثف ہے پھر تکاثف کو مسخن کہنا اور حرارت کے اسباب میں شمار کرنا۔ اسکے کیا معنے ہیں ؟
جواب۔ سرد پانی اور برف اگرچہ باہر برودت ہی پہونچاتے ہیں۔ مگر چونکہ ان سے مسامات بدن بند ہوجاتے ہیں۔ اس سے اندرونی بدنی حرارت اندر ہی بند ہوجاتی ہے۔ یعنی تحلیل ہونے سے رُک جاتی ہے۔ اور گرم بخارات خارج نہیں ہونے پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ جوان آدمی کے بدن میں سرد پانی سے غسل کرنے کے بعد ایک قسم کی گرمی پیدا ہوتی ہے ٭

سوال۔ بچہ رحم کے اندر طبعی طور پر کس طرح ہوتا ہے۔ اور ولادت کے وقت خارج ہونے کی طبعی صورت کیا ہے ؟
جواب۔ رحم کے اندر بچہ کا سر اوپر کی طرف اُس کا رُخ ماں کی پشت کی طرف۔ اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے رانوں پر ہوتے ہیں ٭ اور ولادت کے وقت باہر آنیکی طبعی صورت یہ ہے کہ پہلے اسکا سر خارج ہو۔ اور اُس کا رُخ پیچھے سے لوٹ کر سامنے اور اوپر (آسمان کی طرف) آجائے۔ اور اُسکے دونوں ہاتھ اسکے رانوں کیطرف پھیلے ہوئے ہوں ٭ سر اگرچہ اصلی حالت میں اوپر ہوتا ہے۔ مگر چونکہ جنین کا بالائی حصہ نسبتاً زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ولادت کیوقت بالکل اولٹ جاتا ہے غیر طبعی صورت میں گاہے پہلے پاؤں نکلتے ہیں۔ اور گاہے ایک ہاتھ۔ وغیرہ ٭

علامات

سوال۔ علامت کی تعریف اس کے اقسام مع ناموں کے بتائیے؟
جواب۔ علامت اُس چیز کا نام ہے جس سے کسی بدنی حالت کا پتہ چلے۔ علامت گاہے مرض ہوتی ہے۔ اور گاہے عرض۔
علامت کی تین قسمیں ہیں (۱) زمانہ گذشتہ کے واقعات کو بتانے والی۔ اسے **مُذَکِّرہ** کہتے ہیں۔ مثلاً نبض کا دبا ہوا ہونا اور بدن کا تر ہونا گذشتہ پسینہ کو بتاتا ہے۔ (۲) زمانہ موجودہ کے احوال کو بتانے والی۔ اسے **دَالّ** کہتے ہیں۔ مثلاً دانوں کی مخصوص شکل سے آتشک کا پتہ چلنا (۳) زمانہ آیندہ کے آنیوالے واقعات کو بتانے والی۔ اسے **تَقْدِمَۃُ المعرفۃ**۔ اور **سابِقُ العِلْم** کہتے ہیں مثلاً زیرین لب کا پھڑکنا۔ ہونے والی قے کی علامت ہے۔
سوال۔ علامت امزجہ میں پہلی جنس لمس ہے۔ جس کے استدلال میں اس طرح کہا جاتا ہے کہ لمس اگر معتدل شخص کے برابر ہو۔ تو اُسے معتدل سمجھنا چاہئے۔ اور اگر معتدل شخص کے مخالف ہو تو سمجھنا چاہئے کہ بدن اُس کیفیت کے لحاظ سے غیر معتدل ہے جس سے معتدل شخص متاثر ہوا ہے۔" بہرحال اس قول کے مطابق حرارت وبرودت کے علاوہ رطوبت ویبوست کا احساس بھی انکے احساس اور تاثر سے ہوگا۔ حالانکہ رطوبت ویبوست کیفیت فاعلہ نہیں ہیں۔ اسلئے انکا احساس بھی نہ ہونا چاہئے۔ یہ تو کیفیت منفعلہ ہیں، جو خود تاثیر نہیں کرسکتیں۔ بلکہ دوسروں سے متاثر ہوسکتی ہیں۔ پھر اس کا احساس معتدل شخص کو کیسے ہوسکتا ہے؟
جواب۔ رطوبت ویبوست اگرچہ بذات خاص کیفیت منفعلہ ہیں۔ اور انکا احساس نہیں ہوسکتا۔ مگر رطوبت ویبوست کے لوازمات ضرور محسوس ہوسکتے ہیں چنانچہ یبوست کے لوازمات میں سے سختی اور خشونت ہے۔ اور رطوبت کے لوازمات میں سے نرمی اور ملاست ہے۔ علاوہ ازیں جمہور نے رطوبت ویبوست کو کیفیات ملموسہ اور محسوسہ سے شمار کیا ہے۔

سوال۔ بالوں کا مزاج اصلی سرد ہے۔ پھر بالوں کی کثرت و غلظت سیاہی وغیرہ سے مزاج کا گرم خشک ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے؟

جواب۔ بالوں کا مزاج اصلی اگرچہ بارد یابس ہے۔ مگر چونکہ انکی پیدائش بخارات دخانیہ سے ہوتی ہے۔ اسلئے مزاج میں حرارت کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ تبخیر (بخارات پیدا کرنا) حرارت ہی کا کام ہے۔ حرارت کے بغیر بخارات و دخانات کا صعود کرنا ناممکن ہے۔ علیٰ ہذا جس قدر حرارت زیادہ ہوگی اُسی قدر بخارات دخانیہ زیادہ اُٹھینگے۔ اور دخانات میں سیاہی زیادہ آئیگی جس سے بال بکثرت ہونگے۔ اور سیاہ پیدا ہونگے۔ اور جس قدر خشکی زیادہ ہوگی اُسی قدر بال گھونگھر یالے ہوجائینگے چنانچہ اگر تری زیادہ ہو تو درختوں میں سیدھا پن ہوتا ہے۔ اور اگر خشکی زیادہ ہو تو درخت میں گرہیں اور خمیدگیاں زیادہ ہوتی ہیں +

سوال۔ بال سفید کیوں ہوتے ہیں؟

جواب۔ بالوں کی سفیدی کی وجہ رطوبت و برودت کی زیادتی ہے۔ رطوبت و برودت کی زیادتی کے وقت بخارات دخانیہ میں جن سے بال پیدا ہوتے ہیں پانی کی زیادتی اور دخان (دھوئیں) کی کمی ہوتی ہے۔ اسلئے کہ حرارت اسوقت اتنی تو ہوتی نہیں کہ پانی کو تحلیل کرکے صرف اجزا دخانیہ کو قائم رہنے دے۔ (نفیسی)

سوال۔ جلد کا گندمی رنگ ہونا حرارت کی دلیل کیوں ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ گندم گوں رنگ بدن میں صفرا کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو کہ گرم ہے (نفیسی) یا اسلئے کہ جلد کا اصلی رنگ سفید ہے۔ اور جب حرارت کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ اسکو کسی قدر جلاتی ہے۔ جس سے اُس کی سفیدی میں کسیقدر سیاہی آمیز ہوجاتی ہے۔ اسی رنگ کا نام **سُمرت** (گندم گونی) ہے۔ نیز اس کے ساتھ کسی قدر صاف خون کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ وہ سیاہی مائل ہوجائے (اقسرائی) +

سوال۔ سینہ کا فراخ ہونا حرارت کی علامت کیونکر ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ روح اور خون جب بکثرت ہوتے ہیں۔ تو خود اُن کو وسیع

مقام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس امر کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ سانس کے لئے بہت سی ہوا ر آسکے۔ تاکہ تروِیح کا کام آسانی سے پورا ہو۔ اور جب ہوا ر اندر زیادہ آئیگی۔ تو سینہ کا فراخ ہونا ضروری ہے +

سوال۔ ہاتھ پاؤں کا بڑا ہونا۔ اور جوڑوں کا خوب نمایاں ہونا حرارت کیوجہ سے کیونکر ہو سکتا ہے +

جواب۔ اسلئے کہ بدن کا بڑھانا۔ بلکہ بدن کے سارے کاموں کا کرنا حرارت بدنیہ ہی کا کام ہے + حرارت کے بغیر ان اعضاء کا بڑھنا محال ہے +

سوال۔ کہا جاتا ہے کہ جس کیفیت سے بدن جلد متأثر ہو۔ اُسی کیفیت کے غلبہ کی دلیل ہے۔ حالانکہ یہ بھی مسلمات سے ہے کہ کوئی چیز اپنے مشابہ اور مماثل (شبیہ) سے متأثر نہیں ہوا کرتی۔ اسی اصول کے مطابق بتایا گیا ہے کہ اگر معتدل شخص کسی دوسرے لمس سے متأثر ہو۔ تو لمس کے معتدل ہونے کی دلیل ہے۔ اس تعارض کو دور کیجئے؟

جواب۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ کوئی شے اپنے مشابہ اور مماثل سے متأثر نہیں ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے ہیں کہ دونوں کی کیفیت مقدار کے لحاظ سے برابر ہو۔ دونوں میں کمی و بیشی کچھ بھی نہ ہو۔ ورنہ یہ ظاہر ہے کہ ایک گرم بدن اُس بدن سے ضرور متأثر ہو سکتا ہے جو کہ اس سے زیادہ گرم ہو۔ تو گویا کم گرم بمقابلہ سخت گرم کے بارد ہے اب دونوں قولوں میں کوئی تعارض نہیں رہا +

سوال۔ نیند کی زیادتی برودت و رطوبت کی علامت کیوں ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ برودت و رطوبت سے اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اور روح نفسانی کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ جس سے روح نفسانی دماغ سے نکل کر باہر جانے کے قابل نہیں رہتی۔ نیز خود روح بھی غلیظ ہو جاتی ہے +

سوال۔ فضلات کی بو کا تیز ہونا اور اُن کے رنگ کا زیادہ ہونا حرارت کی دلیل کیونکر ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ بو اور عفونت حرارت ہی کے فعل سے پیدا ہوتی ہے۔ اور رنگ کی زیادتی سے مراد زردی و سُرخی ہے۔ سیاہی مراد نہیں ہے + زردی و

سُرخی صفرا، اور خون سے پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ گرم ہیں ٭

سوال۔ یہ عجیب بات ہے کہ حیا و وقار برودت کی علامت ہو۔ اور بیحیائی و طیش (دلاوری) حرارت کی ؟

جواب۔ بے حیائی حرارت کی دلیل اس طور پر ہے کہ بیحیا وہی شخص ہو سکتا ہے جسکا دل قوی ہو۔ اور کسی امر کی اُسے پرواہ نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قوت قلب حرارت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی ٭ بے حیائی کے برعکس ہے حیا، اور طیش کا مقابل ہے وقار۔ چونکہ طیش یعنی دلاوری یقیناً حرارت ہی سے ہو سکتی ہے۔ اِسلئے اسکا مقابل یعنی وقار اس کے برعکس ہوگا ٭

سوال۔ خواب کی کتنی قسمیں ہیں۔ اور کون سے خواب غلبۂ اخلاط پر دال ہوتے ہیں؟

جواب۔ تین قسم کے خواب اطباء نے بیان کئے ہیں۔ اول۔ **رویائے صادقہ** یعنی سچے خواب۔ جو بالکل سچے ہوتے ہیں۔ تعبیر کی ان میں بالکل ضرورت نہیں ہوتی یہ کسی خلط کے غلبہ یا بدہضمی کی وجہ سے نہیں آتے۔ بلکہ نفس میں صفائی و پاکی کیوجہ سے لوح محفوظ کی باتیں چھپ جاتی ہیں۔ جو بالکل اُسی طرح واقع ہوتی ہیں پیغمبروں کے خواب اسی قسم کے ہوتے ہیں ٭

(۲) **دوئم۔** جن چیزوں کا دن کے وقت زیادہ خیال ہوتا ہے۔ وہی باتیں رات کے وقت بصورت خواب نظر آتی ہیں۔ جیسا کہ کسی خوفناک اور ڈراونی چیز کا دن کے وقت یا سوتے وقت خیال ہوتا ہے۔ تو نیند میں اسی قسم کی خوفناک چیزیں نظر آتی ہیں۔ یہ **رویائے کاذبہ** یعنی جھوٹے ہوتے ہیں ٭

(۳) **سوئم۔** تیسری قسم کے وہ خواب ہیں جو روح اور اخلاط کی خرابی سے نظر آتے ہیں۔ مثلاً روح کا سوء مزاج گرم کی وجہ سے مشتعل ہو جانا۔ یا غلبۂ صفراء و بلغم وغیرہ سے روح کا متغیر ہو جانا۔ یہی **تیسری قسم** اخلاط کے غلبہ پر گاہے دلالت کرتی ہے ٭ اسے نہ بھولو اچھی طرح یاد کر لو ٭

نبض

سوال۔ حرکت کی تعریف کیا ہے؟ حرکت کن کن مقولوں میں ہوتی ہے؟ اور نبض کی

حرکت کس قسم کی ہے؟

جواب۔ حرکت کی تعریف اور حرکت کے مقولات کا بیان علم طب سے وابستہ نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق فلسفہ طبعی سے ہے۔ حرکت کی آسان تعریف جو سمجھ میں آسکتی ہے یہ ہے:-

حرکت۔ جسم کا قوت سے فعل میں بتدریج آنا حرکت کہلاتا ہے +

مثلاً کسی شخص کا کلکتہ سے دہلی آنا + جو شخص اس وقت کلکتہ میں ہے وہ اگرچہ دہلی میں بالفعل نہیں ہے۔ مگر اس میں قوت اور قابلیت ضرور ہے کہ وہ دہلی میں آجائے، اسکے یہ معنے ہوئے کہ وہ شخص دہلی میں بالقوہ ہے +

بتدریج سے مراد یہ ہے کہ اس میں کچھ زمانہ صرف ہو۔ خواہ ایک ثانیہ (سکنڈ) یا ایک دن + اس لحاظ سے حرکت خواہ کسیقدر تیز ہو اسکو بتدریج ہی کہنا پڑیگا +

حرکت کن کن مقولوں میں ہوتی ہے۔؟ حرکت چار مقولوں میں ہوتی ہے:

(۱) مقولۂ اَین میں (۲) مقولۂ وضع میں۔ (۳) مقولۂ کم میں (۴) مقولۂ کیف میں +

اَین سے مراد جسم کا مکان ہے۔ جیسے ایک جگہ سے منتقل ہوکر جسم کا دوسری جگہ چلا جانا۔ اسکو **حرکت اَینیہ** کہتے ہیں۔ یعنی اس میں جسم کا مکان بدل جاتا ہے +

وضع اس سے مراد یہ ہے کہ جسم کی جو اصلی وضع ہے اور جس طور پر وہ واقع ہے اُس میں کوئی فرق آجائے۔ مگر اُس کی جگہ نہ بدلے۔ مثلاً چکی کا چکر کھانا۔ اسکو **حرکت وضعیہ** کہتے ہیں +

کَمّ سے مراد جسم کی مقدار ہے۔ چنانچہ جب جسم میں گرمی پہونچتی ہے۔ تو اسکی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ جسم پھیل جاتا ہے۔ جس طرح آلۂ مقیاس الحرارت کا پارہ بدن کے بخار سے بڑھ جاتا ہے + اور جب سردی پہونچتی ہے۔ تو جسم کا حجم گھٹ جاتا ہے اسکو **حرکت کَمِّیَّہ** کہتے ہیں +

کَیف۔ اس سے مراد جسم کی کیفیت ہے۔ مثلاً کسی جسم کا حرارت سے گرم ہوجانا۔ اور گرمی کے بعد اسکا سرد ہوجانا۔ یا کسی جسم کا سفیدی کے بعد سُرخ ہوجانا یا سُرخی کے بعد سیاہ ہوجانا اسکو **حرکت کَیفیہ** کہتے ہیں +

غرض حرکتیں چار مقولے میں ہوتی ہیں۔ یعنی حرکت کی چار قسمیں ہیں ٭
دوڑنا بھی حرکت ہے۔ چکی کا گھومنا بھی حرکت ہے۔ گرمی سے پارہ کا پھیلنا اور سردی سے گھٹنا بھی حرکت ہے۔ ٹھنڈے پانی کا گرم ہوجانا بھی حرکت ہے ٭

نبض کی حرکت یعنی شریانوں کا سکڑنا اور پھیلنا کس قسم کی حرکت ہے؟ اس میں اطبار کا اختلاف ہے۔ بعض اسے **حرکت وضعیہ** کہتے ہیں۔ اور بعض **حرکت اینیہ** ٭
چنانچہ مؤلف نے نبض کی حرکت کو وضعیہ بتایا ہے۔ اور اس پر اسنے دلیل یہ قائم کی ہے کہ شریان جب سکڑتی اور پھیلتی ہے۔ تو وہ اپنے مکان سے باہر نہیں آتی۔ بلکہ شریان کے سکڑنے کے وقت سکا مکان تنگ ہوجاتا ہے۔ اور شریان کے پھیلتے وقت اس کا مکان کشادہ ہوجاتا ہے ٭ جب ایسا ہے تو اسکو حرکت وضعیہ ہی ہونا چاہئے کیونکہ حرکت اینیہ میں مکان سے جسم کا خارج ہونا۔ اور مکان کا بدلنا ضروری ہے جیسا کہ چلنے پھرنے میں ہم دیکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں شریان کے سکڑنے اور پھیلنے میں اس کے اجزار کی باہمی نسبت بھی بدل جاتی ہے۔ یعنی سکڑنے میں اس کے اجزار باہم قریب آجاتے ہیں۔ اور پھیلنے میں اس کے اجزار ایک دوسرے سے دور ہوجاتے ہیں ٭ اور حرکت وضعیہ میں یہی ہوتا ہے ٭
لیکن دوسرے لوگوں کا خیال ہے (جسکو صحیح مذہب سمجھا گیا ہے) کہ نبض کی حرکت اینی یعنی مکانی ہے۔ وضعی نہیں ہے۔ کیونکہ سکڑنے کے معنے یہ ہیں کہ شریان کے اجزار دور سے نزدیک آجاتے ہیں۔ اور پھیلنے کے یہ معنی ہیں کہ شریان کے اجزا نزدیک سے دور ہوجاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سکڑنے اور پھیلنے میں شریان کا مکان ضرور بدلتا ہے۔ یعنی شریان کا مکان کشادہ ہوتا اور تنگ ہوتا ہے ٭

سوال۔ شرائین کی حرکت جس کو نبض کہتے ہیں۔ آیا یہ اسکی ذاتی حرکت ہے؟ یا قلب کے سکڑنے اور پھیلنے سے پیدا ہوتی ہے ٭
جواب۔ اس میں اطبار کا اختلاف ہے (۱) جالینوس وغیرہ کا خیال ہے کہ شرائین کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع نہیں ہے۔ بلکہ شرائین میں حرکت کرنے کی ذاتی

قوت ہوتی ہے۔ خواہ یہ قوت حیوانیہ ہو۔ یا قوت طبعیہ +

(۲) دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ شریان کی حرکت قلب کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس مذہب کی طرف مؤلف یعنی صاحب موجز بھی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ قلب کے پھیلنے کے وقت شریان سکڑتی اور قلب کے سکڑنے کے وقت شریان پھیلتی ہے۔ (یہی مذہب صحیح بھی ہے) +

مگر بعض متقدمین کا یہ خیال تھا کہ قلب کے انبساط کے وقت شریان پھیلتی ہے۔ اور قلب کے سکڑتے وقت شریان سکڑتی ہے (یہ مذہب غلط ہے) +

سوال۔ نبض ایک قسم کی حرکت ہے۔ مگر نبض کی جو جو چیزیں دلیل و علامت بنتی ہیں ان میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جو حرکت کی تعریف میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً قوام آلہ (شریان کا سخت و نرم ہونا) ملمس شریان (شریان کا گرم و سرد ہونا) یہ چیزیں حرکت کے تحت میں داخل نہیں ہو سکتیں +

جواب۔ یہ چیزیں بذات خاص نبض کی جنسیں نہیں ہیں۔ بلکہ نبض کی جو چیزیں دلیل بنتی ہیں۔ اُن کی جنسیں ہیں (یعنی دلائل نبض کی جنسیں ہیں۔ نفس نبض کی جنسیں ہوتیں۔ تو یہ اعتراض لازم آتا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ دلائل نبض یقیناً نبض سے الگ ہونگے (از نفیسی) +

سوال نبض طویل۔ قصیر۔ عریض و مشرف کا معیار کیا ہے۔ اس کے لئے اطباء نے کیا تخمینہ یا اندازہ بتایا ہے؟

جواب۔ اسکے تخمینے کے متعلق اطباء کے چند مذاہب ہیں +

(۱) نبض دیکھنے والے کی انگلیوں کو معیار قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ نبض طویل اس لحاظ سے وہ ہے جو چار انگلیوں سے زیادہ دور تک پھیلے نبض قصیر وہ ہے جسکا انبساط چار انگلیوں سے کم ہو۔ اور نبض معتدل وہ ہے جو چار انگلیوں تک پھیلے۔ (کم و بیش نہ ہو) + اسی طرح نبض عریض وہ ہے جسکی چوڑائی انگلیوں کی چوڑائی سے زیادہ۔ اور نبض ضیق میں اس سے کم۔ اور نبض معتدل ان کے برابر ہو +

نبض مشرف وہ ہے جو انگلیوں کی طرف اونچی حرکت کرے۔ اور منخفض وہ ہے جس میں

نبض کی حرکت اونچی نہ ہو۔ اور معتدل وہ ہے جس کی بلندی درمیانی حالت میں ہو (یہ مذہب صحیح نہیں ہے)۔

(۲) **دوسرا مذہب** یہ ہے کہ مزاج معتدل حقیقی کو فرضی طور پر خارج میں موجود تسلیم کرکے فرضی طور پر اس کے لئے ایک نبض بھی مانی جائے۔ اور اُسکا اندازہ قائم کرکے اور اُسے معیار ٹھہراکر مریض کی نبض کا۔ یا دوسرے شخص کی نبض کا اس پر قیاس کیا جائے۔ یہ طریقہ قیاس بھی غلط ہے۔

(۳) **تیسرا مذہب**۔ یہ ہے کہ انسان کی تندرستی و صحت کی حالت میں نبض دیکھی جائے۔ اور بحالت مرض اسی نبض سے مقابلہ کیا جائے۔ اور مقابلہ کے بعد اسے طویل یا عریض وغیرہ کہا جائے۔ یہی طریقہ صحیح اور کارآمد ہے۔

سوال۔ نبض مستوی اور مختلف میں کن کن امور کو دیکھا جاتا ہے؟

جواب۔ استوار اور اختلاف نبض میں پانچ چیزوں کو دیکھا جاتا ہے۔

(۱) مقدار یعنی عظم و صغر۔ (۲) زمانِ حرکت یعنی تیزی و سستی (سُرعت و بطوء) (۳) زمان سکون یعنی تواتر و تفاوت (۴) قوام آلہ یعنی سختی و نرمی (۵) کیفیت قرع یعنی نبض کی ٹھوکر کہ وہ قوی ہے یا ضعیف۔ ان پانچ باتوں میں اگر نبض برابر ایک حال پر چلتی رہے۔ تو اسے **نبض مستوی** کہتے ہیں۔ اور اگر نبض کی ٹھوکروں میں باہم کچھ اختلاف پیدا ہوجائے۔ تو اسے **نبض مختلف** کہتے ہیں۔

سوال۔ ایک نبضہ کتنے حرکات و سکون سے مرکب ہوتا ہے؟

جواب نبض کی ایک ٹھوکر (نبضہ) میں دوسری ٹھوکر مارنے تک دُو حرکتیں اور دو سکون ہوتے ہیں۔ ایک سکڑنا (حرکت انقباض) اور دوسرا پھیلنا (حرکت انبساط) یہ دونوں حرکت ہیں۔ دو سکوں میں سے ایک وہ سکون ہے جو انبساط کے بعد اور انقباض سے پہلے ہوتا ہے۔ اسکو **سکون خارجی** کہتے ہیں۔ اور دوسرا سکون وہ ہے جو انقباض کے ختم ہونے کے بعد اور انبساط کے شروع ہونے سے پہلے ہوتا ہے۔ اسکو **سکون داخلی** کہتے ہیں۔

سوال۔ نبض کی انقباضی حرکت (سکڑنیکی حرکت) کیا دیکھنے والے کو معلوم ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ اس میں اختلاف ہے۔ اور دو مذہب پیدا ہو گئے ہیں (۱) اکثر اطبار کا خیال تو یہ ہے کہ انقباضی حرکت کا احساس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احساس تو اُسی وقت ہوا کرتا ہے۔ جبکہ اُس جسم سے ملاقات ہو۔ اور انقباضی حرکت میں شریان انگلیوں سے دور بھاگتی ہے + (۲) جالینوس کا خیال ہے کہ انقباضی حرکت محسوس ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اُس نے یہ فیصلہ عرصہ تک غور کرنے کے بعد کیا ہے +

رہا یہ امر کہ انقباض کے وقت شریان دور بھاگتی ہے۔ اس لئے انگلیوں سے ملاقات ہی نہیں ہوتی۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر شریان انگلیوں سے دور ہو جاتی ہے تو انبساط کے بعد انگلیاں بھی اس کے ساتھ نیچے کو اوتر جاتی ہیں۔ اسی طرح سکڑنے کے وقت بھی انگلیاں شریان کے ساتھ ہوتی ہیں +

سوال۔ نبض کے وزن سے کیا مراد ہے ؟

جواب۔ نبض جن حرکات و سکونات سے مرکب ہے۔ یقیناً یہ چیزیں باہم کچھ نسبت رکھتی ہیں مثلاً حرکت انقباضی حرکت انبساطی کے برابر ہے۔ یا دوچند ہے۔ اسی طرح بیرونی سکون اندرونی سکون کے برابر ہے۔ یا کم و بیش۔ اسی باہمی تناسب کا نام وزن ہے + اگر یہ تناسب عمر وغیرہ کے لحاظ سے بالکل درست ہو۔ تو اسے **جیّد الوزن** کہتے ہیں۔ اگر یہ تناسب درست نہ ہو۔ تو اُسے **سَیِّئ الوزن** کہتے ہیں +

سوال۔ بلحاظ وزن نبض اسکی ایک قسم کا نام خارج الوزن ہے۔ اور خارج الوزن دراصل سئی الوزن کی ایک قسم ہے۔ اس پر اعتراض یہ لازم آتا ہے کہ جو نبض وزن سے خارج ہے۔ وہ سئی الوزن کی قسم کیونکر ہو سکتی ہے۔ سئی الوزن میں تو کوئی نہ کوئی وزن ضرور ہوتا ہے۔ خواہ وہ وزن اچھا ہو۔ یا بُرا ؟

جواب۔ خارج الوزن کے نام سے دھوکا ہو رہا ہے کہ اس میں کوئی وزن نہیں ہوتا حالانکہ اس میں وزن ضرور ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اسکا وزن ردی ہوتا ہے۔ اور انسان کی کسی عمر میں نہیں پایا جاتا۔ اسلئے اس کا نام خارج الوزن رکھا گیا ہے یعنی انسان کے طبعی وزنوں سے خارج ہے، جو اس کی مختلف عمروں میں ہوتا ہے +

سوال۔ شریان میں اگر صلابت ہو تو نبض صغیر ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر قوت کافی

نہ ہو تو بھی نبض صغیر ہوتی ہے۔ مگر ضعف قوت کے وقت صغر زیادہ ہوتا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب۔ نبض کے عظیم ہونے کے لئے جس طرح قوت کا قوی ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح شریان کا نرم ہونا ضروری ہے۔ مگر ان دونوں میں اسقدر فرق ہے کہ قوت ہی دراصل عظم نبض کی فاعل اصلی ہے۔ اور شریان کا نرم ہونا ایک شرط ہے۔ اور ظاہر ہے کہ شرط کا درجہ اصلی فاعل کے برابر کہاں ہو سکتا ہے +

سوال۔ نبض منشاری میں اختلاف اجزار کی وجہ کیا کیا ہو سکتی ہے +

جواب۔ شیخ نے اسکی دو وجہیں بتائی ہیں (۱) شریان کے اندر ایسے مادہ کا گرنا جو قوام میں مختلف ہو۔ کہیں مادہ خام ہو۔ کہیں پختہ۔ کہیں غلیظ ہو کہیں رقیق (۲) عصبانی اعضاء کا ورم۔ جیسے ذات الجنب میں ہوتا ہے۔ ایسے ورموں میں ورم کی وجہ سے بعض ریشے کھنچ جاتے ہیں۔ جن کا اثر شریان کے اجزار پر پڑتا ہے۔ چنانچہ جو اجزار کھنچ جاتے ہیں۔ اُن میں صلابت اور تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جو اجزار نہیں کھنچتے ہیں۔ وہ نرم رہتے ہیں +

سوال۔ نبض ذنب الفار کی کتنی قسمیں ہیں۔؟

جواب۔ نبض ذنب الفار کی تین قسمیں ہیں (۱) اگر نبض پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے تو اسے **ذنب راجع** کہتے ہیں (۲) پہلی حالت کی طرف نہ لوٹے۔ بلکہ عظم سے صغر کی طرف بتدریج بڑھتی ہوئی جائے۔ اور اس حد تک پہونچ جائے کہ نبض کی حرکت محسوس نہ ہونے لگے۔ تو اسے **ذنب منقطع** کہتے ہیں۔ (۳) اور اگر وہ عظم سے صغر کی طرف جائے۔ اور صغر کے کسی حد پر پہونچ کر ایک حالت پر قائم ہو جائے تو اسے **فاری ثابت** کہتے ہیں۔ (نفیسی)

صاحب اقسرائی نے تیسری قسم کا نام **ذنب ثابت** بتایا ہے مگر ملا نفیس نے اس سے انکار کیا ہے۔ مؤلف +

سوال۔ نبض ذنب الفار اور نبض فاری میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ نبض ذنب الفار میں یہ شرط ہے کہ عظم سے صغر کی طرف یا صغر سے

عظم کی طرف بتدریج (آہستہ آہستہ) جائے۔ مگر نبض فاری میں یہ شرط ضروری نہیں ہے۔ (نفیسی)

سوال۔ نبض ذنب راجع کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب۔ نبض راجع کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اگر صغر سے عظم کی طرف جائے اور پہلی مقدار تک پہونچ جائے۔ تو اُسے **ذنب تام الرجوع** کہتے ہیں۔ اگر اس سے آگے بڑھ جائے۔ تو اسے **زائد الرجوع** کہتے ہیں۔ اور اگر پہلی مقدار تک نہ پہنچ سکے۔ بلکہ اس سے کم ہی رہے۔ تو اسے **ناقص الرجوع** کہتے ہیں۔ (نفیسی)

سوال۔ نبض مطرقی میں مکمل اور غیر مکمل دو ٹھوکریں ہوتی ہیں۔ آیا یہ دونوں ٹھوکریں ایک نبضہ میں شمار کی جاتی ہیں۔ یا یہ دو نبضات ہیں؟

جواب۔ اس میں اختلاف ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک نبضہ میں ایک مرکزی سکون کا ہونا ضروری ہے۔ جو انقباض کے بعد اور انبساط سے پہلے ہوتا ہے۔ اُنکے نزدیک یہ دو نبضہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں کامل و ناقص دو ٹھوکروں کے درمیان جو سکون ہوتا ہے۔ وہ مرکزی سکون نہیں ہے۔ بلکہ اثنائے راہ میں انبساط کے مکمل ہونے سے پہلے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ دو نبضات نہیں ہونگے۔

لیکن جو لوگ اس شرط کو ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ اُنکے نزدیک یہ دو نبضات ہیں۔ کیونکہ سکون کا ہونا یہاں محقق ہے۔ یہ امر آخر ہے کہ یہ سکون مرکزی نہیں ہے۔ بلکہ اثنائے راہ میں ہے۔ (نفیسی)

قارورہ

سوال۔ فالج اور سوء القنیہ میں پیشاب سُرخ کیونکر ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ امراض بارده میں سے ہیں۔؟

جواب۔ سوء القنیہ میں جگر ضعیف ہو جاتا ہے۔ اسلئے وہ پیشاب کے اجزاء کو خون سے جدا کرنے پر قادر نہیں رہتا۔ اور دائیں طرف کے فالج میں بھی جگر بارد اور ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور بائیں طرف کے فالج میں چونکہ بائیں نی تغذیہ بدن میں خون صرف نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے جگر میں اس کا بار

ہو جاتا۔ اور وہ تمیز کرنے پر قادر نہیں رہتا +

سوال۔ سُرخ قارورہ حرارت کی علامت ہے۔ یا برودت کی ؟

جواب۔ سُرخ قارورہ عموماً حرارت کی علامت ہوا کرتا ہے۔ مگر گاہے فالج اور سوء القنیہ جیسے سرد امراض میں بھی قارورہ سُرخ ہوجایا کرتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ حرارت کی علامت نہ ہوگا +

سوال۔ بول فستقی اور تیلنجی بچوں میں فالج اور تشنج کی خبر کیوں دیتے ہیں ؟

جواب۔ بچوں کے اعصاب ضعیف اور مواد کے قبول کرنے کے لئے زیادہ آمادہ ہوتے ہیں۔ نیز بچوں میں بلغمی رطوبتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ جو اعصاب میں داخل ہوکر فالج و تشنج پیدا کردیتی ہیں۔ اگر یہ مواد غلیظ ہوں تو تشنج ہوتا ہے۔ اور اگر یہ رقیق ہوں تو فالج +

سوال۔ بول سیاہ حرارت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور برودت پر بھی۔ آپ ان دونوں میں کیونکر فرق کرسکینگے ؟

جواب۔ بول سیاہ جو کثرت حرارت اور احتراق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسکے اندر سیاہی کے ساتھ قدرے زردی ہوتی ہے۔ اور ایسے قارورہ میں پہلے پہل بو بھی تیز ہوتی ہے۔ اور جو برودت اور انجماد کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسکے اندر نیلا پن ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کی بو نہیں پائی جاتی +

سوال۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ فعل نضج حرارت غریزیہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور عفونت و فساد حرارت غریبہ سے۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ بو کا یعنی عفونت کا اعتدال کے ساتھ ہونا نضج کی وجہ سے ہوتا ہے +

جواب۔ بول فضلات میں شامل ہے۔ اسلئے حرارت غریزیہ اس سے اعراض کرلیتی ہے۔ اور حرارت غریبہ اس میں عمل کرکے معمولی عفونت پیدا کردیتی ہے۔ جیسا کہ پائخانہ میں بدبو کا ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ صحت کی حالت ہو +

سوال۔ زَبد یعنی جھاگ قارورہ میں کیونکر پیدا ہوتے ہیں ؟

جواب۔ قارورہ میں، بلکہ ہر مقام میں جھاگ کے لئے ہوا، اور لیسدار رطوبت کا ہونا

ضروری ہے۔ جب ہوا اور ایسدار رطوبت کو ملا کر ہلایا جاتا ہے۔ تو ہوا کے بلبلے رطوبت کے اندر پھنس جاتے ہیں۔ اگر رطوبت لیسدار نہ ہو تو ہوا کے بلبلے فوراً ٹوٹ جائیں۔ اور جھاگ کی صورت نہ پیدا ہو۔ پانی سے زیادہ شہد لیسدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہد کو جوش دیا جاتا ہے۔ تو اس میں بکثرت جھاگ پیدا ہوتے ہیں۔ جو جلد دور بھی نہیں ہوتے۔

سوال۔ رسوب کی تعریف کرو۔

جواب۔ رسوب کے اصلی معنی " تہ میں بیٹھ جانے" کے ہیں۔ مگر اصطلاح طب میں یہ ضروری نہیں ہے کہ قارورہ کی تہ میں جو چیز بیٹھ جائے۔ صرف وہی رسوب کہلائے۔ رسوب گاہے قارورہ کی بالائی سطح میں ہوتا ہے۔ اور گاہے درمیان میں معلق۔ بہرحال اطبار **رسوب** اُن غلیظ اجزاء کو کہتے ہیں جو پیشاب میں سیال جسم زائیت بول سے ممتاز اور الگ نظر آتے ہیں۔ مثلاً ریگ اور پتھری بھی رسوب ہے۔ چھیچھڑے اگر ہوں، تو یہ بھی رسوب ہے، پیپ اگر الگ نظر آرہی ہو تو یہ بھی رسوب ہے، خواہ تیر رہی ہو۔ یا نیچے بیٹھ گئی ہو۔

سوال۔ رسوب کی تُبری قسموں میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر یہ قارورہ کی تہ میں بیٹھے ہوئے ہوں تو سب سے ردی ہونگے۔ اسکے بعد اُن کا درجہ ہے جو معلق ہوں۔ اسکے بعد اُن کا جو بالائی سطح پر (بصورت ابر یا غمام) ہوں۔ کیا اس کی کچھ وجہ آپ بیان کرسکتے ہیں۔

جواب۔ مذکورۂ بالا اقسام میں سے جو قسم تہ میں بیٹھی ہوئی ہوگی۔ یہ دو حال سے خالی نہیں۔ اگر اس کی وجہ حرارت ہوگی۔ تو حرارت کو اسقدر شدید ہونا چاہئیے کہ وہ فضلہ کو جلا کر اجزاء لطیفہ سے خالی کردے۔ اور محض اجزاء ارضیہ کو چھوڑدے۔ اور اگر اس کی وجہ برودت ہوگی۔ تو برودت کو اسقدر شدید ہونا چاہئیے کہ وہ اجزاء لطیفہ کو جما کر بالکل کثیف کردے۔ ورنہ اجزاء لطیفہ کے ہوتے ہوئے فضلات کا تہ میں بیٹھنا محال ہے۔ اور جب ایسی حرارت یا برودت عمل کریگی۔ تو اسکے فساد میں کیونکر شبہ ہوسکتا ہے۔ اسی سے ظاہر ہے کہ رسوب معلق کا درجہ اس کے بعد ہوگا۔ کیونکہ اس میں مذکورۂ بالا سبب یقیناً کسی قدر خفیف ہوگا۔ ورنہ وہ معلق ہونے کی بجائے

تہ میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے +

سوال۔ رسوب محمود سفید ہوتا ہے۔ اور رسوب بدی بھی۔ پھر ان دونوں میں فرق کیونکر کیا جا سکتا ہے۔؟

جواب۔ رسوب بدی میں بدبو ہوتی ہے۔ قوام غلیظ ہوتا ہے۔ اور زیادہ ثقیل ہوتا ہے۔ اور رسوب محمود میں یہ سب امور برعکس ہوتے ہیں +

سوال۔ رسوب محموداور بلغم خام میں کیا فرق ہے ؟

جواب۔ رسوب محموداور بلغم خام میں فرق یہ ہے کہ بلغم خام زیادہ غلیظ ولیسدار ہوتا ہے۔ اور اس کا پھیلانا آسان نہیں +

جزء عملی

سوال۔ موت کا آنا، جوانی کا جانا، اور قوت کا فنا ہونا کیوں ضروری ہے ؟

جواب۔ بدن انسان ماں باپ کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور نطفہ ایک رطوبت سیّالہ ہے۔ اس رطوبت کے ساتھ حرارت غریزی کا ہونا ضروری ہے۔ جو اس میں عمل کرتی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں حرارت غریزی کے ساتھ حرارت غریبی (مثلاً آفتاب کی حرارت۔ چلنے پھرنے کی حرارت) بھی ہمیشہ کم و بیش رہا کرتی ہے اور یہ مسلم ہے کہ حرارت کا عمل جب رطوبت میں ہوگا۔ تو رطوبت یقیناً فنا اور تحلیل ہوگی۔ اور جب رطوبت فنا ہوگی۔ تو اس کے ساتھ حرارت کا فنا ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ حرارت کا قیام رطوبت ہی کے ساتھ ہے۔ حرارت کے لئے رطوبت سواری کے مانند ہے (مثلاً چراغ اسی وقت تک جلتا رہتا ہے جب تک چراغ میں تیل ہوتا ہے) اور جب بدنی حرارت کمزور ہو جاتی ہے تو اسکے ساتھ یہ ضروری ہے کہ قوت ہاضمہ بھی بتدریج کمزور ہو۔ اور بدن کو کافی غذا نہ مل سکے اور جب غذا کافی نہ ملے گی۔ تو یقیناً قوت کمزور اور جوانی رخصت ہوگی + تحلیل و فنا کا یہ سلسلہ قائم رہتا ہے تو آخر میں زندگی کا چراغ اصلی تیل کے ختم ہو جانے پر گل ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام **طبعی موت** ہے +

سوال۔ انسان کی طبعی اور سب سے بڑی عمر کیا ہے ؟
جواب۔ اس کی کوئی مدت معین نہیں ہے۔ اور نہ معین کی جا سکتی ہے۔ لوگوں کے مزاج اور قویٰ مختلف ہوتے ہیں۔ اسی لئے بعض سو سال سے پہلے مرجاتے ہیں۔ اور بعض اس کے بعد لیکن بعض لوگوں نے انسان کی طبعی اور بڑی عمر ایک سو بیس سال بتائی ہے۔ مگر اس پر کوئی دلیل نہیں قائم کی جا سکتی +
سوال۔ موت اخترامی کسے کہتے ہیں ؟
جواب۔ وہ موت جو بڑھاپے سے پہلے کسی مرض کی وجہ سے، یا قتل ہونے یا ڈوب جانے سے ہوتی ہے۔ اسے **موت اخترامی** کہتے ہیں +
سوال۔ کہتے ہیں کہ موت کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ رطوبت اصلیہ آخر میں تحلیل ہو ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جب غذا بدل ما یتحلل بنجایا کرتی ہے۔ بلکہ نمو کے زمانہ میں تحلیل شدہ اجزاء سے زیادہ غذا پہونچتی ہے۔ تو پھر اصلی رطوبت کیونکر ختم ہو سکتی ہے۔ اگر وہ کسی قدر تحلیل ہوگی۔ تو اُسی قدر یا اُس سے زیادہ اُسکے عوض میں غذا پہونچ سکتی ہے۔ اسلئے موت کا آنا ضروری نہیں معلوم ہوتا ہے ؟
جواب۔ بدن کے اندر دو قسم کے اجزاء ہیں۔ ایک تو اجزاء دمویہ جو خون سے حاصل ہوتے ہیں۔ دویم اجزاء اصلیہ۔ جو رطوبت اصلیہ سے حاصل ہوتے ہیں + عارضی اور اصلی حرارت سے دونوں قسم کے اجزاء تحلیل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر دموی اجزاء زیادہ اور اجزاء اصلیہ بہت ہی کم مقدار میں تحلیل ہوتے ہیں + ہم جو غذا کھاتے ہیں وہ صرف اجزاء دمویہ کی قائم مقامی کرتی ہے۔ یعنی اس سے محض اجزاء دمویہ بنتے ہیں۔ اجزاء اصلیہ کی قائم مقامی غذا سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ غذا جو ہم کھاتے ہیں یہ محض آلات غذا میں پکتی ہے۔ اور بدن کے اجزاء اصلیہ تین چار مقامات میں پکتے ہیں۔ چنانچہ اول اول تو غذا آلات ہضم میں پکی۔ جس سے خون بنا۔ پھر یہ خون آلات منی میں دوبارہ پکا۔ جس سے منی کی شکل میں آگیا۔ پھر وہ نطفہ بنکر عرصہ تک رحم میں نضج پاتا رہا۔ پھر وہ جنین کے بدن میں پکتا ہے۔ اسلئے اجزاء اصلیہ کے قائم مقام غذا کسی طرح نہیں ہو سکتی +
سوال۔ موت اخترامی (بے وقت موت) اسکے اسباب کتنے ہیں ؟

جواب۔ تلاش و تجسس سے اس کے پانچ اسباب معلومات ہوتے ہیں +
(۱) روح کے خارج ہو جانے۔ یا خون کے خارج ہو جانے کی وجہ سے حرارت غریزیہ کا فنا ہو جانا (روح کے خارج ہو جانے کی مثال شادی مرگ ہے۔ اور خون کے نکل جانیکی مثال شریان کا کٹ جانا ہے) +
(۲) حرارت غریزی کا گھٹ کر بجھ جانا۔ جیسا کہ شدید خوف وڈر میں ہوتا ہے
(۳) ہوا (نسیم) کا نہ پہنچنا۔ جیسا کہ ڈوب جانے اور پھندا (پھانسی) لگنے میں ہوتا ہے +
(۴) سمی مواد کا پہونچنا۔ خواہ تنفس کے راستے سے پہونچے یا زہریلا جانور کاٹے۔ یا زہر استعمال کیا جائے +
(۵) غیر معمولی حرارت یا برودت کا پہنچنا مثلاً گرم حمام میں دیر تک رہنا یا برف سے سرد ہو جانا +

تدبیر ماکول (غذاء)

سوال۔ کہتے ہیں کہ حالتِ صحت میں غذا اُسی کیفیت کی ہونی چاہئے جو کیفیت اس شخص کے اصلی مزاج میں پائی جاتی ہو۔ (اسی قاعدہ کو بالفاظ دیگر اس طرح کہا جاتا ہے کہ غذا کو مغتذی کے مشابہ ہونا چاہئے) حالانکہ یہ بالکل غلط اصول معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جوان اور گرم مزاج کے لوگ سرد چیزوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اور بوڑھے اور سرد مزاج کے لوگ گرم غذاؤں سے + اسی وجہ سے قرشی نے کلیات قانون کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ اصول باوجود مشہور ہونے کے غلط ہے۔ کیا آپ اسے صحیح ثابت کر سکتے ہیں؟

جواب۔ مذکورۂ بالا اصول کا مدعا یہ ہے کہ جس شخص کی صحت اعلیٰ درجہ کی اور ہر طرح کامل ہو۔ اسکے لئے غذا اُسی کے مزاج کے موافق ہونی چاہئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اعلیٰ درجہ کی صحت اُسی شخص میں ہو گی۔ جو کہ معتدل ہو گا۔ گرم مزاج کے لوگوں۔ اور سرد مزاج کے لوگوں اور بوڑھوں کی صحت اعلیٰ درجہ کی کیسے ہو سکتی ہے۔ اسلئے ان لوگوں میں حفظان صحت کا مذکورہ بالا اصول نہیں برتا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کی صحت تو ایسی ہے

کہ اسے بدل کر اس سے بہتر حالت پہ لانے کی کوشش کی جائے۔ اور یہ کوشش اسی طرح کی جا سکتی ہے کہ انکے مزاج کے خلاف غذا دی جائے۔ یعنی سرد مزاجوں کو گرم۔ اور گرم مزاجوں کو سرد ۔ رہے جوان۔ اگر جوان واقعی کامل تندرستی رکھتے ہیں اور معتدل المزاج ہیں۔ تو یقیناً غذا ان کو مزاج کے موافق ملنی چاہیئے جیسا کہ مذکورۂ بالا اصول کا مدعا ہے ۔

سوال - یہ مسلم ہے کہ معتدل حقیقی کا وجود محال ہے۔ اسلئے کہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے مزاج میں خواہ وہ تندرست ہو یا بیمار۔ کوئی نہ کوئی کیفیت زائد ضرور ہوگی۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ جب کسی کیفیت کی مقدار بڑھتی ہے تو وہ زیادہ قوی بھی ہو جاتی ہے اب اگر غذا اُسی کیفیت کی دی گئی۔ جو اُس شخص کے مزاج میں زیادہ ہے۔ تو یقیناً وہ کیفیت زائد ہو کر اصلی مزاج کو خراب کردے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ غذاء بالمثل کا مسئلہ غلط ہے۔ کیا آپ اسکی تردید کر سکتے ہیں ؟

جواب - آپ کا یہ کہنا کہ "کیفیت کی مقدار جسقدر زیادہ ہوگی۔ اُسی قدر وہ قوی ہوگی" اس کا مدعا کیا ہے ؟ اگر اس کا یہ مدعا ہے کہ اُس کیفیت کی حدت اور تیزی بڑھ جائیگی تو یہ بالکل غلط ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نیم گرم پانی میں اگر اسی درجہ کا نیمگرم پانی اور بھی ملا دیا جائے۔ تو اسکی حدت اور تیزی میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ پانی کے شامل کر دینے سے اُسکی مقدار یقیناً زیادہ ہو گئی۔ پہلے اگر پانی ایک سیر تھا۔ تو حرارت ایک سیر پانی میں تھی۔ اب اگر ایک سیر اور پانی شامل کیا گیا تو اس میں ایک سیر پانی کی حرارت ضرور شامل ہو گئی ۔

اور اگر مذکورۂ بالا قول کا یہ مدعا ہے کہ اس کیفیت کی حدت و تیزی نہیں بڑھتی ہے۔ بلکہ اُس کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ یعنی وہ کیفیت جس چیز کے ساتھ قائم ہے۔ جب وہ چیز زیادہ ہوگی۔ تو اس کے ساتھ وہ کیفیت بھی محل کی زیادتی سے زیادہ ہو جائے گی۔ اگر یہ مدعا ہے تو اس سے ہمارے اصول میں کچھ قباحت لازم نہیں آتی۔ کیونکہ مزاج اُسی وقت فاسد ہوتا ہے۔ جبکہ اُسکی تیزی بڑھ جائے ۔ ورنہ اگر اسکا درجہ بدستور سابق قائم رہے۔ تو خواہ اُسکی مقدار جسم کے زیادہ ہونیکی وجہ سے

کسی قدر زیادہ ہو جائے۔ کوئی حرج نہیں ہو سکتا +

سوال۔ حفظان صحت کا یہ اصول ہے کہ گرم مزاج کو سرد غذائیں۔ اور سرد مزاج کو گرم غذائیں کھلائی جائیں۔ اس اصول پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ سرد غذاؤں کے استعمال سے گرم مزاج لوگوں کا ذاتی اعتدال۔ اور گرم غذاؤں کے استعمال سے سرد مزاجوں کا ذاتی اعتدال باقی نہیں رہیگا۔ کیونکہ گرم مزاج کا ذاتی اعتدال یہی ہے کہ اُس کے مزاج میں حرارت زیادہ ہو۔ اور سرد مزاج کا اعتدال یہی ہے کہ اُس میں سردی زیادہ ہو۔ اس لحاظ سے ان مزاجوں کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ باطل کرنے کی + لہذا سرد مزاجوں کو سرد غذا کھلانی چاہیئے۔ اور گرم مزاج کو گرم۔ تاکہ انکے ذاتی اعتدال قائم رہیں + اس اعتراض کا جواب دیجئے +

جواب۔ گرم مزاج تو اُسی کو کہا جاتا ہے۔ جو درجۂ اعتدال اور صحت سے ہٹ گیا ہو۔ اور اُس میں حرارت زیادہ ہو گئی ہو۔ اسی طرح سرد مزاج اُسے کہتے ہیں جس میں اعتدال سے زیادہ سردی حاصل ہو گئی ہو۔ ایسی حالت میں یقیناً اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ غذا مزاج کے برعکس دی جائے۔ تاکہ جس کیفیت کی زیادتی ہو۔ وہ دور ہو جائے۔ اور اعتدال پیدا ہو جائے + اسی مقصد کے لئے ایسے لوگوں کو دوا۔ غذائی دی جاتی ہے تاکہ تغذیہ بھی حاصل ہو۔ اور دوائیت کی وجہ سے مزاج کی اصلاح بھی ہو جائے +

سوال۔ مذکورہ بالا اصول پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ غذا۔ دوائی (خواہ گرم ہو۔ یا سرد) جب خون بن جائیگی۔ یعنی اپنی صورت نوعیہ کو چھوڑ کر خون کی صورت نوعیہ اختیار کریگی۔ تو اس وقت اُس کی سابقہ کیفیت بھی باطل ہو جائے گی۔ یعنی نہ اُس کی سابقہ حرارت باقی رہیگی۔ اور نہ برودت۔ کیونکہ صورت نوعیہ کے باطل ہو جانیکے بعد کیفیت کا باطل ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ کیفیت دراصل صورت نوعیہ ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی اور پائی جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب اُسکی سابقہ کیفیت ہی نہ رہیگی۔ تو وہ کس طرح گرم اور سرد مزاج کی اصلاح کر سکے گی؟

جواب۔ غذا۔ دوائی میں دو قسم کے اجزا ہوتے ہیں (۱) اجزاء غذائیہ (۲) اجزاء

دوائیہ۔ جب غذا، دوائی کھائی جاتی ہے۔ تو اس کے اجزاء غذائیہ تو خون کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے اجزاء دوائیہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہتے ہیں اور ان کی کیفیت بحالہ موجود رہتی ہے جس سے مزاج کی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ بعض حالات میں یہ اجزاء دوائیہ اعضاء کی ساخت میں داخل ہو کر ایک طرح اُس کا جزو بن جاتے ہیں لیکن پھر کبھی فضلات کے ساتھ انہیں خارج ہونا پڑتا ہے۔ یعنی یہ اجزاء دوائیہ حقیقی جزو نہیں بنتے ہیں۔ اور نہ بن سکتے ہیں؟

فائدہ: کہتے ہیں کہ مٹھاس انسان کے لئے طبعاً مرغوب ہے۔ اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ خون میٹھا ہے۔ جس سے تمام اعضاء بنتے ہیں۔ اسلئے تمام اعضاء میں مٹھاس ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان مختلف غذائیں کھانے کے بعد آخر میں کوئی میٹھی چیز کھالے۔ اور اسکے بعد قے کرے تو میٹھی چیز سب سے آخر میں نکلے گی۔ حالانکہ اسے سب سے پہلے نکلنا چاہیے۔ کیونکہ وہ آخر میں کھائی گئی ہے۔ اور سب سے اوپر رکھی ہوئی ہے +

مگر یہ خیالات نہایت غور طلب ہیں۔ کیونکہ خون میں میٹھے اجزا سے زیادہ نمکین اجزاء محسوس ہوتے ہیں۔ اسلئے نمکین غذا کو مرغوب بالطبع کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مؤلف +

سوال۔ صحیح المزاج اور تندرست آدمی کو غذا، دوائی سے کیوں روکا جاتا ہے؟

جواب۔ بحالت صحت غذا کی ضرورت اسلئے ہوتی ہے کہ اس سے خون بنے۔ اور اُن اجزاء کا بدلہ حاصل ہو۔ جو تحلیل ہو گئے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس مقصد کے لئے صرف غذا ہی کام دے سکتی ہے اجزاء دوائیہ کیونکر کام آسکتے ہیں۔ اس لئے غذا، دوائی کے استعمال سے بجز نقصان کے کوئی فائدہ نہیں۔ نقصان یہ ہے کہ غذا، دوائی کے اجزاء دوائیہ خواہ مخواہ یا گرم ہونگے یا سرد۔ اور بلا ضرورت نہ سردی کا پہونچانا مفید ہے اور نہ گرمی کا ۔۔

سوال۔ کھاتے وقت تھوڑی سی بھوک کے ہوتے ہوئے غذا، چھوڑ دینی چاہیے۔

یہ کیوں؟ طبیعت جو کہ خود مدبر بدن ہے۔ جب وہ طلب کر رہی ہے۔ تو اسکی خواہش کے مطابق کھانے میں کیا حرج ہے؟

جواب۔ جب تک معدہ پورے طور پر بھر نہیں جاتا۔ طبیعت اور غذا چاہتی رہتی ہے لیکن جب ہضم شروع ہو جاتا ہے۔ تو غذا پھیل کر معدہ کو پورے طور پر بھر دیتی ہے۔ اور خواہش دور ہو جاتی ہے۔ اگر شروع ہی سے معدہ کو پورے طور پر بھر لیا جائے۔ تو پھر اس میں پھیلنے کی گنجایش نہیں رہتی ہے۔ اسلئے ہضم خراب ہوتا ہے۔ اور معدہ میں درد اور تناؤ پہونچتا ہے +

سوال۔ پرہیز تو اچھی چیز ہے۔ پھر اس سے حالتِ صحت میں کیوں روکا جاتا ہے؟ اور بد پرہیزی کی تعلیم کیوں دیجاتی ہے؟

جواب۔ حالت صحت میں جس پرہیز سے روکا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پابندی کے ساتھ ہمیشہ غذائیں نہایت ہلکی اور لطیف استعمال کی جائیں۔ جیسا کہ بحالت مرض کیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے اور لطیف غذاؤں کی عادت سے یہ خرابی ہوگی کہ آیندہ کبھی بھی کسی ثقیل غذا کے ہضم کرنے کی قدرت نہ رہے گی۔ نیز تندرستی کی حالت میں چونکہ قوتیں کافی ہوتی ہیں۔ اسلئے مریضوں کی طرح اور انکے برابر ہو کے رہنے اور ہلکی غذا بمقدار قلیل کھانے پر یہ کیونکر قادر ہو سکتے ہیں +

سوال۔ کوئیں اور نہر کا پانی ایک ساتھ پینا کیوں ردی ہے +

جواب۔ اطبا کہتے ہیں کہ کوئیں کا پانی غلیظ ہے۔ اور نہر کا پانی لطیف ہے۔ اور لطیف و غلیظ کو جمع کرنا اصولاً درست نہیں +

سوال۔ کوئیں کا پانی بمقابلہ نہر اور قنّی (کاریز) کے کیوں ردی ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ کوئیں کا پانی زمین کے اندر مدت دراز تک پڑا رہتا ہے جس کے ساتھ اجزا ارضیہ شامل ہو جاتے ہیں۔ نیز وہ پانی غیر متحرک اور ساکن رہتا ہے۔ نہر اور چشمہ کی طرح بہتا ہوا نہیں ہوتا +

سوال۔ چشمہ کا پانی تو نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ پھر اس میں غلاظت کی کیا وجہ؟

جواب- چشمہ در اصل غلیظ و تر بخارات سے پیدا ہوتا ہے۔ جو پانی بنکراور زمین کو پھاڑکر نکلتے ہیں۔ اسلئے ان میں غلظت ہوتی ہے (بشرطیکہ چشمہ دور نہ ہو گیا ہو۔ اور زمین پتھریلی نہ ہو)+

سوال- کھانے کے بعد فوراً یا درمیان میں پانی پینے سے منع کیا جاتا ہے۔ اور اُسکے ساتھ ہی گرم مزاجوں کے لئے اسے مفید بتایا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب- پانی کا مقصد غذا ر کا رقیق کرنا ہے۔ اور اس کی ضرورت اسی وقت ہوتی ہے جبکہ ہضم شروع ہو جائے۔ اگر غذا کھاتے ہی پانی پی لیا جائے۔ تو چونکہ معدہ میں اس وقت حرارت زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے معدہ میں پانی سے ٹھنڈک پہونچ جاتی ہے + اور اگر اثنائے طعام میں پانی پی لیا جائے۔ تو اس سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ غذا رقعر معدہ میں جمع ہونے نہیں پاتی بلکہ تیرتی رہتی ہے۔ جس سے ہضم اچھا نہیں ہوتا + رہا یہ امر کہ گرم مزاج اس سے کس طرح فائدہ اُٹھاتے ہیں؟ اِس کی وجہ یہ ہے کہ انکے معدہ کی غیر طبعی اور غیر معمولی حرارت پانی سے بدل جاتی۔ اور اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جس سے ہضم اچھا ہوتا ہے +

سوال- نہار مُنہ اور ریاضت مسہل اور حمام کے بعد پانی پینا کیوں ناجائز ہے؟

جواب- نہار منہ پانی پینا اسلئے مُضر ہے کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی سارے اعضا ر میں نفوذ کر جاتا ہے۔ جس سے جگر وغیرہ میں یک لخت سردی پہونچ جاتی ہے۔ اور جب معدہ میں غذا ہوتی ہے۔ تو پانی چونکہ غذار سے ملجاتا ہے۔ اسلئے وہ رک رک کر نفوذ کرتا ہے۔

ریاضت کے بعد پانی پینا اسلئے مُضر ہے کہ ریاضت کے بعد تمام اعضار گرم ہوتے ہیں۔ اور سرد پانی بہت جلد اعضار کی طرف جذب ہو کر چلا جاتا ہے۔ جس سے حرارت غریزی اور تمام اعضار میں یک لخت سردی پہونچ جاتی ہے +

مسہل کے بعد اعضار پانی کے سخت طلبگار اور مشتاق ہوتے ہیں۔ کیونکہ دستوں سے ان کی رطوبتیں خارج ہو جاتی ہیں اسئے سرد پانی اگر یک لخت پہونچ جاتا ہے تو اعضار فوراً اسمردیٹھ جاتے ہیں + حمام کے بعد اعضار چونکہ گرم ہوتے ہیں اسلئے اس سے وہی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ جو ریاضت کے بعد پینے سے ہوتی ہے +

سوال- نہار منہ شراب پینا کیوں مضر ہے؟

جواب- اسلئے کہ شراب ایک تیز چیز ہے- جس کی حدت غذا سے ٹوٹ جاتی ہے اور خالی معدہ کے وقت شراب اپنی پوری تیزی پر قائم رہتی ہے- اسلئے اس سے اور اس کے بخارات سے جگر- معدہ- دماغ- قلب سب ہی متأذی ہوتے ہیں +

سوال- شراب سے سکر یعنی نشہ پیدا ہونے کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

جواب- شراب کے لطیف بخارات اور اجزاء دماغ کی طرف پہونچتے ہیں- جس سے دماغی روح کو تنگی مقام سے زحمت و تکلیف اور کشمکش پہونچتی ہے- کبھی روح وہاں سے متحرک ہونے پر مجبور رہوتی ہے- گاہے شراب کے بخارات تحلیل ہو جاتے ہیں- تو روح کو پھر واپس آنے کا موقع ملتا ہے- اسی روحی اضطراب و کشمکش سے دماغی افعال پریشان ہو جاتے ہیں- جس کا نام **نشہ** ہے +

سوال- یہ ظاہر ہے کہ بچوں سے زیادہ جوانوں کی حرارت تیز اور قوی ہوتی ہے- پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ شراب سے بچوں کو قطعاً روکا جاتا ہے- اور جوانوں کو اعتدال کے ساتھ اس کی اجازت دی جاتی ہے +

جواب- اسلئے کہ بچوں کے اعضاء اور انکے دماغ و اعصاب نرم و نازک اور انکی قوتیں کمزور ہوتی ہیں- جو شراب کی حدت کو جوانوں کی طرح برداشت نہیں کر سکتیں- برعکس اس کے جوانوں کے دماغ قوی- بدنی قوتیں کافی اور اعضاء نہایت مضبوط ہوتے ہیں- اسلئے وہ شراب کی حدت کو اچھی طرح برداشت کر سکتے ہیں

سوال- شراب کے ساتھ نقل کھانا کیوں اچھا نہیں ہے +

جواب- اسلئے کہ شراب ایک نہایت لطیف چیز ہے- اور نقل بمقابلہ شراب کے غلیظ ہوتا ہے- جسے شراب قبل از ہضم نفوذ کرا دیتی ہے +

ریاضت

سوال- ریاضت کیوں ضروری ہے؟

جواب- ریاضت اِسلئے ضروری ہے کہ جتنی غذائیں ہم کھاتے ہیں- یہ ساری کی ساری جزو بدن نہیں بن جاتی ہیں- بلکہ ان سے فضلات ضرور پیدا ہوتے ہیں- جو عرصہ

گزرنے پر بمقدار کثیر جمع ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کو ہم مسہل دواؤں سے خارج کریں تو مسہل دواؤں میں کچھ نہ کچھ سمیت ضرور ہوتی ہے۔ جن سے ضرر پہونچتا ہے۔ اور اگر انہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔ تو بہت سے امراض پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اسلئے ریاضت کی ضرورت ہوئی۔ ریاضت کی لطیف حرارت سے یہ فضلات بتدریج تحلیل بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اور سمیت کا ضرر بھی نہیں پہونچتا۔ نیز اُن فضلات کو جمع ہونے کا موقع بھی نہیں ملتا +

اگر کہا جائے کہ شراب اور حمام سے ریاضت کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ تو اسکا یہ جواب ہے کہ ریاضت کے فوائد کا شراب و حمام سے حاصل ہونا محال ہے کیونکہ اگر انسان حرکت و ریاضت نکرے۔ اور ہمیشہ ساکن بیٹھا رہے۔ تو آیندہ وہ حرکت کرنے کے قابل بھی نہ رہے۔ اور عضلات واعصاب ایسے مضبوط نہ رہیں +

سوال۔ امتلاء معدہ میں ریاضت و حمام کرنا کیوں ردی ہے؟

جواب۔ اسلئے کہ ریاضت و حمام سے تمام اعضاء گرم ہو جاتے ہیں۔ جو کچی غذا کو حرارت کی وجہ سے قبل از وقت جذب کر لیتے ہیں + (حرارت کا کام جذب کرنا ہے) +

حمام

سوال۔ کہتے ہیں کہ حمام پرانا بہتر ہے۔ حالانکہ جتنا پرانا حمام ہوگا۔ اسی قدر اسمیں عفونت و گندگی زیادہ ہوگی۔ اسلئے میرا خیال یہ ہے کہ آپ نئے حمام کو ترجیح دینگے؟

جواب۔ پرانے حمام کی اطباء نے اسلئے تعریف کی ہے کہ نئی عمارت کی دیواروں سے چونہ اور گچ وغیرہ کے بخارات نکلتے ہیں۔ جو نہانے والے کے تنفس میں شامل ہو کر پھیپھڑے تک پہونچتے ہیں۔ رہی گندگی۔ اسکا دور کرنا ہر حالت میں مقدم ہے +

سوال۔ غذا کھاتے ہی اگر حمام کیا جائے۔ تو وہ زیادہ مسمن (فربہ کرنے والا) ہے۔ اور اگر غذا میں پہلا ہضم ہو چکنے کے بعد حمام کیا جائے۔ تو وہ اس سے کم مسمن ہے حالانکہ اس کا برعکس ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ غذا ہضم سے پہلے کثیر الفضلات ہوتی ہے اور اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ تغذیہ میں صرف ہو۔ اور اس سے فربہی آئے۔ برعکس اسکے غذا ہضم

ہونے کے بعد جبکہ اس سے فضلات (براز یہ) جدا ہو جاتے ہیں۔ تغذیہ اور پرورش میں صرف نہ ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اس اعتراض کا جواب دو +

جواب۔ یہ ظاہر ہے کہ جس مدت تک غذا پکتی رہتی ہے۔ اس عرصہ میں آخر بدن سے کچھ اجزاء تحلیل بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے ہضم غذا کے بعد جو حمام کیا جائیگا۔ اس سے اتنا تغذیہ نہ ہوگا۔ جتنا کہ غذا رکھاتے ہی حمام کرنے سے ہوگا۔ کیونکہ اس میں مدت کم صرف ہوگی۔ اسلئے تحلیل بھی کم ہوگی + رہا یہ امر کہ غذا رخام میں فضلات زیادہ ہوتے ہیں۔ جو فربہی سے مانع آسکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فضلات جب بہت تیز نہیں ہوتے اور کسی قدر نضج یافتہ ہوتے ہیں۔ تو وہ فربہی سے مانع نہیں آتے +

مذکورۂ بالا جواب کو سمجھانے کے لئے یہ مثال دی گئی ہے +
ایک شخص نے ۸ بجے غذا کھائی۔ اور ہضم غذا کا انتظار کرتا رہا۔
دوسرے شخص نے دو گھنٹے کے بعد (۱۰ بجے) غذا رکھائی۔ اس کے بعد دونوں بیک وقت (۱۰ بجے) حمام میں داخل ہوئے۔ اور دونوں کے حمام کی حرارت ایک ہی درجہ ہے + اب یہ فرض کرلینا چاہیئے کہ حمام کے اندر جانے کے بعد دونوں شخصوں کی غذا ران کے بدن میں دو گھنٹے کے اندر نفوذ کرگئی۔ اس طرح سے پہلے شخص میں غذا رکھانے اور اسکے نفوذ کرنے تک چار گھنٹے صرف ہوئے۔ اور دوسرے شخص میں صرف دو گھنٹے۔ کیونکہ دوسرے شخص نے غذا کھاتے ہی حمام کیا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ چار گھنٹے میں بدنی تحلیل بمقابلہ دو گھنٹے کے یقیناً زیادہ ہوگی۔ درآنحالیکہ دونوں کا تغذیہ مساوی رہے گا +

غسل

سوال۔ یہ مسلم ہے کہ تمام قوتوں کا آلہ حرارت ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ برودت تمام حرکات و انفعال کی دشمن۔ مہلک اور مار ڈالنے والی ہے۔ یہ کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ سرد پانی سے غسل کرنا مقوی بدن اور مقوی قوئی ہو؟

جواب- سرد پانی سے بیرونی مسامات بند ہو جاتے ہیں جس سے اندرونی حرارت جمع ہو کر قوی ہو جاتی- اور تحلیل ہونے سے بچ جاتی ہے. جس سے خون اور روح کی پیدائش بڑھ جاتی ہے- اور اندرونی اعضاء کے کام درست ہو جاتے ہیں- غرض سرد پانی کا غسل حقیقت میں بدنی حرارت ہی کی حفاظت کرتا اور اس کو قوی کرتا ہے؛

سوال- برودت کا کام قبض اور امساک ہے- اور حرارت کا کام تلیین اور استفراغ- پھر سرد پانی سے نہانا اسہال والوں کے لئے مفید ہونا چاہیئے تھا- نہ کہ مضر؟

جواب- سرد پانی سے چونکہ بیرونی مسامات بند ہو جاتے ہیں- اور تحلیل رطوبات کا سلسلہ ادہر سے منقطع ہو جاتا ہے- اسلئے دستوں میں اضافہ ہو جاتا ہے - کیونکہ رطوبات و مواد کا رُخ سراسر باہر سے بند ہو کر اندر کی طرف ہو جاتا ہے+ نیز دستوں کا کمزور مریض سردی کو برداشت بھی نہیں کر سکتا- جس سے وہ زیادہ ناتواں ہو جاتا- اور اُس کا مرض بڑھ جاتا ہے +

سوال- چونکہ سرد پانی سے بدنی حرارت اندر جمع ہو جاتی ہے- اسلئے تخمہ (بدہضمی) کی حالت میں اس سے فائدہ ہونا چاہیئے- کیونکہ وہ اندر جمع ہو کر ہضم پر امداد دیگی؟ پھر اس سے منع کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب- اسلئے کہ تخمہ کی حالت میں فاسد مواد اور فضلات بدن اور خون میں بکثرت جمع ہو جاتے ہیں- جن کے تحلیل ہونیکی ضرورت ہے- اور سرد پانی سے چونکہ بیرونی مسامات بند ہو جاتے ہیں- اسلئے اس طرف سے وہ تحلیل نہیں ہونے پاتے- اور تخمہ کے دستوں میں زیادتی ہو جاتی ہے +

جماع

سوال- جماع طبعی کے بعد نیند کیوں آیا کرتی ہے؟

جواب- اسلئے کہ ثقل اور راذیت کے دور ہونے کے بعد طبیعت آرام لینا چاہتی ہے کیونکہ مادۂ منویہ جب بڑی مقدار میں جمع ہو جاتا ہے تو وہ طبیعت پر ایک قسم کا بار ہوتا ہے- جسے وہ خارج کرنا چاہتی ہے +

سوال- منی جبکہ ایک قسم کا فضلہ ہے- تو کثرت جماع سے ضعف کیوں پیدا ہوتا ہے؟

اور ضعف بھی ایسا کہ خون نکلنے سے بھی ایسا ضعف نہوتا ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟
جواب۔ منی اگرچہ اس معنے سے فضلہ ہے کہ بوقت ضرورت بدن سے اس کا اخراج ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کا جوہر بھی فضلہ کے مانند ردی ہے بلحاظ جوہر اگر دیکھا جائے تو یہ ایک صالح مادہ ہے جس کا رتبہ خون سے بھی کئی درجہ اونچا ہے۔ منی دراصل وہ پختہ اور عمدہ خون ہے۔ جو تین بار ہضم ہونیکے بعد منی کی شکل میں تبدیل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے نکلنے سے اتنا ضعف ہوتا ہے کہ نہ کسی استفراغ سے ایسا ضعف ہوتا۔ اور نہ خون نکلنے سے +

(۲) نیز جماع میں سخت حرکتیں کرنی پڑتی ہیں۔ اور حرکت وریاضت سے بھی ضعف وتکان اور تحلل ارواح ہوتا ہے۔ (۳) جماع کی وجہ سے جو لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے بھی روح کا تحلل ہوتا ہے +

علاج کلی

سوال۔ دوا کی تعریف یہ ہے کہ دوا ایک جسم ہے جو بدن میں کوئی کیفیت از قسم حرارت وبرودت وغیرہ پیدا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اس خالص غذا کو بھی دوا ہی کہنا چاہیئے۔ جو خون پیدا کر کے بدن میں گرمی پیدا کرتی ہے۔ حالانکہ اسے کوئی بھی دوا نہیں کہتا؟

جواب۔ دوا کی تعریف میں یہ بھی مزید شرط ہے کہ وہ بدن میں کوئی کیفیت پیدا کرے۔ اور وہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہے۔ اس شرط کے لگانے سے وہ غذا خارج ہوگئی۔ جو خون بنکر اور اپنی صورت نوعیہ کو توڑ کر گرمی پیدا کرتی ہے۔ ایسی غذا کو اس وقت دوا کہا جا سکتا تھا جبکہ یہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہکر گرمی پیدا کرتی۔

سوال۔ جبکہ پانی اور ہوا بدن میں کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ تو ان کو بھی دوا کہنا چاہیئے؟ کیونکہ دوا کی پوری تعریف ان پر صادق آتی ہے۔ حالانکہ انہیں دوا نہیں کہا جاتا؟

جواب۔ دوا کی تعریف میں جسم کا جو لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد جسم مرکب ہے پانی اور ہوا چونکہ بسیط اجسام ہیں۔ اس لئے ان کو دوا نہیں کہا جا سکتا +

سوال۔ غذا، قوت کی دوست بھی ہو۔ اور دشمن بھی۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

جواب۔ غذا، قوت کی دوست اُس وقت ہے جبکہ یہ اچھی طرح ہضم ہو۔ اور اس سے اچھا خون بنے۔ اور قوت کی دشمن اُس وقت ہے جبکہ یہ ہضم نہ ہو۔ اور فاسد ہو کر مرض بڑھا دے۔

علاج بالضّد

سوال۔ ہمارے اطبا رکھتے ہیں کہ تمام طریقوں میں صحیح طریقہ علاج وہی ہے۔ جو ہماری طب کا اصول ہے۔ یعنی علاج بالضد ہونا چاہیے۔ سردی کا علاج گرمی ہو اور گرمی کا علاج سردی۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ علاج بالمثل پر عملدرآمد رکھنے والے معالجین بھی نہایت کامیابی سے علاج کر رہے ہیں۔ اُنکو جانے دیجئے۔ خود ہمارے اطبا جو علاج بالضد کے قائل ہیں۔ بارہا علاج بالمثل کا اصول برت لیتے ہیں۔ قولنج کا علاج افیون سے کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں سرد ہیں۔ حمی صفراوی کا علاج سقمونیا سے کرتے ہیں۔ حالانکہ صفرا اور سقمونیا دونوں گرم ہیں۔ قے کا علاج قے سے اور اسہال کا علاج اسہال سے بارہا کرنا پڑتا ہے۔ پھر اس اصول کو کیونکر صحیح تسلیم کر لیا جائے؟

جواب۔ علاج بالضد کی صداقت پر تجربہ اور قیاس (یعنی عقلی دلیل) دونوں شہادت دیتے ہیں۔

تجربہ:۔ سردی گرمی سے دور ہو جاتی ہے۔ اور گرمی سردی سے۔ ترشی شوریت سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور شوریت ترشی سے۔ روشنی تاریکی سے بدل جاتی ہے۔ اور تاریکی روشنی سے۔

قیاس۔ جو چیز ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کا یہ طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ دوسرے کو توڑ کر اُسکی جگہ اپنی حکومت قائم کرلے۔ اس جدوجہد میں جو غالب ہوتا ہے۔ اس کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ آگ اور پانی میں یہی قدرتی مشاہدہ نظر آتا ہے۔

رہا قولنج کا علاج افیون سے۔ یہ دراصل قولنج کا علاج نہیں ہے۔ قولنج اُس سُدہ کا نام ہے جو آنتوں میں بند ہو جاتا ہے۔ اور جو افیون سے دور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قولنج کا عرض یعنی صرف درد کا علاج ہے۔ اور درد کا علاج افیون سے۔ علاج بالضد ہے۔

اسی طرح حمی صفراوی سقمونیا سے دور نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ دونوں گرم ہیں۔ بلکہ اس بخار کا سبب "مادہ صفرا" سقمونیا سے خارج ہوجاتا ہے۔ اس لحاظ سے سقمونیا کا عمل بھی دراصل ضد مرض ہی ہوا +

اسی طرح قے کا علاج قے سے۔ اور اسہال کا علاج اسہال سے جو کیا جاتا ہے۔ تو یہ دراصل نفس قے اور اسہال کا علاج نہیں ہے۔ بلکہ اُس امتلاء کا علاج ہے۔ جس کی وجہ سے قے اور دست جاری ہوتے ہیں۔ یعنی امتلاء کا علاج استفراغ سے کیا جاتا ہے۔ یہ بھی علاج بالضد ہے +

عشق کا علاج

سوال۔ معشوق کی زیارت سے نفس خوش ہوتا ہے۔ اور نفس اور بدن دو چیزیں ہیں۔ پھر زیارت معشوق سے بدنی امراض (مثلاً بخار) کے دور ہونے کی کیا وجہ ؟

جواب۔ بدن اور نفس میں گہرا تعلق ہے۔ ہمیشہ یہ ایک دوسرے سے متأثر ہوتے ہیں۔ مثلاً غلبۂ سودا سے نفس میں خوف۔ تفکر و وحشت غالب ہوجاتی ہے۔ اور خون کے غلبہ سے نفس میں سرور و فرحت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح نفس کے تاثرات سے بدن متاثر ہوتا ہے۔ مثلاً غلبۂ فکر و خوف سے بدن لاغر و نحیف ہوجاتا ہے۔ مرض عشق بھی ایک نفسانی جذبہ ہے۔ مگر اس سے بھی لاغری و بخار اسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جب یہ مسلم ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ معشوق کے وصال سے نفس میں جو غیر معمولی انبساط پیدا ہوتا ہے۔ اس سے بدن اسقدر متأثر ہو کہ سارا مرض جاتا رہے +

سوال۔ سوء مزاج سرد کا دور ہونا اول میں آسان اور آخر میں مشکل بتایا جاتا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے ؟

جواب۔ اسلئے کہ ابتداء میں بدنی گرمی بھی کافی موجود ہوتی ہے۔ اُس میں ابھی ایسا ضعف نہیں آچکا ہوتا ہے۔ اور دوا بھی گرم دیجاتی ہے۔ اسلئے سردی فوراً دور ہوجاتی ہے۔ اور جب سردی مستحکم ہو کر جڑ جا لیتی ہے۔ تو بدنی قوت و حرارت بہت زیادہ کمزور ہوجاتی ہے۔ اس لئے گرم دوا کی اعانت جو بدنی حرارت کرسکتی تھی وہ

نہیں کر سکتی ہے۔ اسلئے مستحکم ہونے کے بعد اسکا دور ہونا مشکل ہوتا ہے +

سوال۔ سوء مزاج گرم (حار) کا زائل ہونا اول میں دشوار اور آخر میں سہل کیوں ہے؟

جواب۔ سوء مزاج حار کا ابتدا میں دور کرنا دشوار اسوجہ سے ہوتا ہے کہ سرد دوا کی سردی اعضاء کی اصلی حرارت اور قوت سے کمزور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اعضاء کی اصلی حرارت اور قوت اوائل میں ضعیف نہیں ہوتی ہے۔ برعکس اسکے آخر میں بدنی حرارت و قوت مرض کی وجہ سے کمزور ہو جاتی ہے۔ اسلئے وہ دوا سرد کی سردی توڑنے پر قادر نہیں رہتی +

شرائطِ استفراغ

سوال۔ ہر استفراغ میں کتنے شرائط ہیں، یعنی کتنے امور کی رعایت کی جاتی ہے؟

جواب۔ دس امور کی۔ (۱) امتلاء (۲) قوت (۳) مزاج (۴) فربہی ولاغری (۵) عوارض لازمہ (۶) عمر (۷) وقت (۸) ملک (۹) پیشہ (۱۰) عادت +

سوال۔ فربہی کی زیادتی میں استفراغ کیوں روکا جاتا ہے؟

جواب۔ اس لئے کہ استفراغ سے رگوں کی رطوبتیں بکثرت نکل جاتی ہیں۔ اسلئے اندیشہ ہوتا ہے کہ گوشت کی کثرت سے وہ خالی رگیں دب کر بند نہ ہو جائیں +

سوال۔ کہا گیا ہے کہ مزاج کا زیادہ گرم و خشک ہونا یا سرد اور خون کا کم ہونا۔ استفراغ سے مانع ہے۔ حالانکہ ہمیشہ استفراغ اسی وقت کیا جاتا ہے جبکہ حرارت یا برودت کی زیادتی ہوتی ہے +

جواب۔ جب حرارت یا برودت کی غیر معمولی افراط ہوتی ہے۔ تو سب سے پہلے تعدیل مزاج کی سعی کی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ادر منضج اور معدل کا بھی فائدہ ہے +

سوال۔ سخت سردی اور سخت گرمی کے موسم میں استفراغ کیوں ناجائز ہے +

جواب۔ سخت گرمی کے موسم میں استفراغ اس لئے ناجائز ہے کہ مسہل دوائیں عام طور پر گرم ہوتی ہیں۔ جو موسم کی گرمی سے ملکر مزاج میں سخت انقلاب

پیدا کر دیتی ہیں +

(۲) نیز موسم گرما میں بدنی قوتیں بھی کمزور ہوتی ہیں (۳) نیز موسم گرما کی ہوا گرم ہوتی ہے جو مواد کو باہر کی طرف کھینچتی ہے۔ اور دوا مسہل اسکو اندر کی طرف جذب کرتی ہے۔ جس سے دونوں میں مقابلہ ہوتا ہے +

اور موسم سرما میں بدنی اخلاط و مواد سردی سے منجمد ہوتے ہیں۔ جس سے انکا نکلنا دشوار ہوتا ہے +

مقاصدِ استفراغ

سوال۔ ہر استفراغ میں کون کون سے امور کا ارادہ اور قصد کیا جاتا ہے +

جواب۔ ہر استفراغ میں پانچ امور کا قصد کیا جاتا ہے۔ (۱) موذی مواد کا بدن سے نکالنا (۲) موذی مادہ کا نکالنا بقدر برداشت ہو (۳) استفراغ اسی طرف سے کیا جائے۔ جدہر مادہ کا میلا ن اور رُخ ہو۔ (۴) جو مواد نکالے جائیں گے۔ انکے نکلنے کا یہ راستہ طبعی ہو۔ مثلاً محدب جگر کا مادہ پیشاب کی راہ۔ مقعر جگر کا مادہ پاخانہ کی راہ۔ نیز جدہر سے نکالا جائے وہ ادنیٰ ہو۔ اور ... سے تعلق رکھتا ہو (۵) استفراغ سے پہلے مادہ کو منضج سے پکا لیا جائے +

سوال۔ اسہال اور قے کے بعد پیاس اور نیند کا آنا تنقیہ اور صفائی بدن کی علامت کیوں ہے ؟

جواب۔ اِس لئے کہ جب رطوبات و مواد بدن سے نکل جاتے ہیں۔ تو خشکی کے دفعیہ کے لئے پانی کی طلب ہوتی ہے۔ کیونکہ پانی سے رطوبت جلد حاصل ہوتی ہے (غذا سے دیر میں) اور نیند اس لئے آتی ہے کہ جب بدن مواد سے پاک ہو جاتا اور دوا کا عمل ختم ہوتا ہے۔ اور طبیعت کا اضطراب دور ہو جاتا ہے۔ تو روح آرام کرنا چاہتی ہے +

سوال۔ قیاس اور عقل تو یہ کہتے ہیں کہ مادہ جس قدر رقیق ہوگا۔ اسی آسانی سے وہ نکل سکیگا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ صفرا رقیق کے لئے بھی منضج کی ضرورت ہے +

جواب۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ جس قدر مادہ رقیق ہوگا۔ اسی قدر آسانی سے نکلے گا۔

کیونکہ رقیق مادہ بوجہ رقت کے اعضاء کی ساخت اور اس کے مسامات میں نفوذ کر جاتا ہے۔ جس سے اُس کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے **نضج** کے یہ معنی ہیں کہ مادہ کا قوام معتدل ہو جائے +

سوال۔ اخلاط کی مقدار میں طبعی طور پر باہم کیا نسبت ہے؟

جواب۔ اس میں باہمی اختلاف ہے +

(۱) جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ خون کے ساتھ دیگر اخلاط بھی تغذیہ بدن میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ خون سب سے زیادہ ہے۔ اس کے بعد سوداء اس کے بعد بلغم اور سب سے کم صفراء +

(۲) بقول فاضل علامہ۔ خون تمام اخلاط سے تقریباً نصف ہے۔ سوداء ایک تہائی۔ بلغم ایک چوتھائی۔ اور صفراء آٹھواں حصہ۔ لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی گئی ہے +

سب سے معتبر قول بلانغیس کے نزدیک علامہ مسیحی کا ہے۔ جس میں اُس نے سوداء کو سب سے کم بتایا ہے مسیحی کے نزدیک سب سے زیادہ خون۔ اس سے کم بلغم۔ اس سے کم صفراء اور اس سے کم سوداء ہے۔ کیونکہ دموی بخار ہر وقت چڑھا رہتا ہے۔ اور بلغمی بخار چوبیس گھنٹے میں دورہ کرتا ہے۔ جس میں سے اٹھارہ گھنٹے تک بخار چڑھا رہتا ہے۔ اور چھ گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے۔

اور صفراوی بخار کا دورہ اڑتالیس گھنٹے کا ہے جس میں سے بارہ گھنٹے بخار کے ہوتے ہیں۔ اور چھتیس گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے +

اور سوداوی بخار کا دورہ بہتر گھنٹے کا ہوتا ہے۔ جس میں سے ۲۴ گھنٹے بخار کے ہوتے ہیں۔ اور ۴۸ گھنٹے سکون کے +

اس سے ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ مقدار خون کی ہوتی ہے۔ اس سے کم بلغم کی۔ اور اس سے کم صفراء کی۔ اور سب سے کم سوداء کی۔ کیونکہ جسقدر مادہ کم ہوتا ہے۔ اُسی قدر بخار کے دوروں کے درمیان وقفہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور مادہ دیر میں جمع ہوتا ہے +

اس حساب سے خون بلغم سے چھ گونہ زیادہ ہے۔ اور بلغم صفراء سے چھ گونہ،

اور صفرا سودا سے ۳/۴ ہے یعنی صفرا سودا سے تین چوتھائی زائد ہے +
یہ تمام بیانات یقینی نہیں ہیں - بلکہ ظنی ہیں - (نفیسی) +

سوال - کہتے ہیں کہ جو شخص مسہل نہ لے سکے - وہ بھوکا رہے اور خوب سوئے - بھوکا رہنے سے تو یقیناً بدنی مواد تحلیل ہونگے - مگر سونے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا - سونے سے تو اور بھی رطوبت زیادہ ہونی چاہیئے ؟

جواب - نیند میں طبیعت اور حرارت غریزی اندرون بدن کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے - اس لئے موجودہ مواد کو نضج دیکر تحلیل کر دیتی ہے - خصوصاً اگر انسان بھوکا سوئے +

سوال - دوا مسہل کے بعد سونا بعض صورتوں میں قطع عمل کر دیتا ہے - اور بعض صورتوں میں دوا مسہل کے فعل کو تیز بنا دیتا ہے - ان دونوں صورتوں کی تفریق مع دلائل کے بتائیں ؟

جواب - نیند کی حالت میں طبیعت - بدنی حرارت اور قوتیں اندرون بدن کی طرف چلی جاتی ہیں - اور دوا مسہل میں عمل کرنے لگتی ہیں - اگر وہ دوا مسہل ضعیف ہوتی ہے - تو اس عمل سے اس کی قوت ٹوٹ جاتی ہے - اور وہ ہضم ہو جاتی ہے اور اگر وہ دوا قوی ہوتی ہے - تو اس کی پوشیدہ قوتیں حرارت کے عمل سے باہر آجاتی ہیں - اور اس کا فعل قوی ہو جاتا ہے +

سوال - دوا مسہل کا عمل جب ہو چکتا ہے - تو سونا اسکے عمل کو باطل کیونکر کر دیتا ہے حالانکہ دوا مسہل کا عمل سونے سے تیز ہو جانا چاہیئے کیونکہ نیند کی حالت میں حرارت اور روح اندرون بدن کی طرف دوڑ جاتی ہیں ؟

جواب - اس لئے کہ جب دوا مسہل کا عمل ہو چکتا ہے - تو اسکی قوت بہت کمزور ہو جاتی ہے - اس لئے جب طبیعت اور قوت اندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے - تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے - اور باقی ماندہ اجزاء دوا یہ ہضم ہو جاتے ہیں ۔ برعکس اسکے

بیداری چونکہ حرکت سے مشابہت رکھتی ہے۔ اس لئے اس کا کام مواد کا بہانا اور حرکت دینا ہے۔ جس سے دوا مسہل کا عمل قوی ہو جاتا اور اُس کی اعانت ہوتی ہے۔

سوال۔ کہتے ہیں کہ موسم گرما میں مسہل دینے سے بخار آجاتا ہے۔ حالانکہ جب اسہال سے بدن کا تنقیہ ہوگا۔ تو بخار آنے کی کیا وجہ ؟

جواب۔ موسم گرما کی ہوا گرم ہوتی ہے۔ بدن میں عام طور پر صفراء کی زیادتی ہوتی ہے۔ اور مسہل دوائیں عام طور پر گرم ہوتی ہیں۔ اسلئے اس سے بدن اور روح گرم ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اخلاط وارواح میں دوا مسہل سے جو تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہ اور بھی زیادہ گرمی بڑھا دیتی ہے۔ اسلئے بخار آجاتا ہے۔ یہ بخار عام طور پر حمی یوم ہوتا ہے۔ حمی دق یا حمی خلطی نہیں ہوتا +

سوال۔ موسم گرما میں دستوں سے جب بخار آجاتا ہے۔ تو قے کی وجہ سے بھی بخار آنا چاہئے۔ حالانکہ قے کا وقت موسم گرما بتایا گیا ہے ؟

جواب۔ موسم گرما میں اخلاط زیادہ تر صفراوی ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ قے سے بسہولت خارج ہو جاتے ہیں۔ نیز قے کے لئے کوئی گرم دوا کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ برعکس اس کے اسہال کے لئے کوئی مسہل دوا کھانی پڑتی ہے۔ جو عام طور پر گرم ہوتی ہے +

حجامت

سوال۔ رحم کو پنڈلیوں سے کیا تعلق کہ پنڈلیوں پر سنگھی لگانے (حجامت علی الساق) سے ادرار حیض ہو ؟

جواب۔ پنڈلیوں پر سنگھی لگانے سے مادہ اور خون اوپر سے نیچے کی طرف دوڑتا ہے اور نیچے کی طرف رحم ہے۔ جو خونی فضلات کے اخراج کے لئے طبعی راستہ ہے۔ اسلئے جب مواد اوپر سے نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ تو رحم کی طرف بھی مواد کا رُخ ہو جاتا اور اس کا فعل خاص جاری ہو جاتا ہے +

حقنہ

سوال۔ کونسا حقنہ ہے جو فضلات کے خارج کرنیکے لئے بہترین وسیلہ ہے؟ کیا حقنہ کی متعدد قسمیں ہیں؟
جواب۔ بیشک حقنہ کی متعدد قسمیں ہیں۔ بعض حقنے مسہل ہوتے ہیں۔ بعض صرف تلیین کا کام کرتے ہیں، یعنی وہ تمام بدن کے اخلاط کے خارج کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ بعض غذا پہونچاتے ہیں۔ یعنی وہ اسہال کی خدمت انجام نہیں دیتے۔ اور نہ وہ اسہال کی غرض سے استعمال کئے جاتے ہیں بعض حقنے اس لئے استعمال کئے جاتے ہیں کہ آنتوں کے قروح مندمل ہو جائیں۔ اور اگر کوئی رگ پھٹی ہو تو وہ بند ہو جائے۔ بعض حقنے اسلئے استعمال کئے جاتے ہیں کہ آنتوں کی اندرونی جھلی (بلغمی جھلی) لیسدار اور چکنی ہو جائے +

اب یہ ظاہر ہے کہ یہ ساری قسمیں فضلات کے اخراج کا کام نہیں کرتی ہیں۔ بلکہ یہ کام صرف وہی حقنے انجام دے سکتے ہیں۔ جو مسہل ہیں۔ اور وہی یہاں مراد ہیں +

سوال۔ اس سے کیا مقصود ہے کہ حقنہ مواد کو نیچے سے جذب کرتا ہے۔ اسکی صورت کیا ہے؟
جواب۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ جب نیچے کے اعضا سے مواد خارج ہو جاتے ہیں۔ تو اوپر کے مواد نیچے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اسلئے اوپر کے مواد نیچے کی طرف جذب ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں حقنہ کی عملی تاثیر زیادہ تر معائے مستقیم اور امعا کے نچلے حصے پر ہوتی ہے۔ اس لئے بدن کے بالائی حصے کے مواد انہی مقامات کی طرف کھنچکر چلے آتے ہیں۔ اور ہیں سے خالی ہوتے ہیں +

سوال۔ حقنہ کا بہترین وقت صبح و شام کیوں ہے۔ کیا دوسرے اوقات میں حقنے نہیں کئے جاتے؟
جواب۔ اگر ضرورت شدید ہو۔ تو حقنہ کے لئے وقت کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

ہر وقت حقنہ کیا جا سکتا ہے۔ خواہ دوپہر ہو یا نصف شب۔ لیکن اگر ضرورت شدید نہ ہو تو اس کے لئے بہترین وقت صبح و شام کا ہے۔ کیونکہ اس وقت نسبتًہ ٹھنڈک ہوتی ہے۔ اس لئے حقنہ کی وجہ سے بے چینی و بیقراری کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔ کیونکہ حقنہ مسہلہ سے اخلاط ہیجان میں آتے ہیں۔ اور کرب و بے چینی کم و بیش ضرور ہوتی ہے + رہا رات کا وقت۔ یہ اگرچہ سرد ہوتا ہے۔ مگر مریض کو شب کے وقت زیادہ جگانا نامناسب ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مسہل حقنہ کے بعد نیند بھی اچاٹ ہو جاتی ہے +

سوال۔ اگر غذا سے علاج ممکن ہو تو دوا استعمال نہ کی جائے۔ یہ کیوں؟

جواب۔ اس لئے کہ غذا سے انسان مالوف ہوتا ہے۔ اس میں دوا کی طرح کوئی تیز کیفیت حرارت و برودت غالب نہیں ہوتی۔ برعکس اس کے دوا انسانی مزاج سے بہت زیادہ مخالفت رکھتی ہے۔ دوا کے معنے ہی یہی ہیں کہ اُس میں انسانی مزاج سے زیادہ حرارت و برودت وغیرہ ہو۔ اس لئے دوا کے ورود سے بدن میں ایک قسم کا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی اجازت اُسی وقت دی جا سکتی ہے۔ جبکہ اس کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔ اور جب غذا جیسی معتاد چیز سے کام نکل رہا ہو تو ایک دشمن کا بدن کے اندر داخل کرنا مناسب نہیں + دوا مرض کے مقابلہ میں اگرچہ دوست ہے۔ مگر بدنی مزاج کی مخالفت کے لحاظ سے یقینًا دشمن ہے +

سوال۔ جب ایک شخص میں چند امراض جمع ہو جائیں۔ تو پہلے کس مرض کا علاج کرنا چاہئے +

جواب۔ جس میں مندرجۂ ذیل تین باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جاتی ہو +

(۱) اُس مرض کا علاج پہلے کرنا چاہئے۔ جس کے اچھے ہونے سے

دوسرا خود بخود اچھا ہو جائے ۔

(۲) جو دوسرے مرض کا سبب ہو ۔

(۳) جو دوسرے سے زیادہ اہم اور شدید ہو۔ مثلاً یہ کہ ایک حاد ہو اور دوسرا مزمن تو پہلے مرض حاد کا علاج کرنا چاہئے ۔

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم

رسالہ

اختلافی مسائل

ذیل میں چند اختلافی مسائل اور طب قدیم و جدید کے مختلف خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہمارے طلبا کی بصیرت میں اضافہ ہو اور وہ تاریکی میں نہ رہیں۔

مؤلف ۔ جنوری ۱۹۲۳ء

ارکان

قدیم خیال

عناصر یا ارکان جن سے موالید ثلاثہ (جمادات ۔ نباتات ۔ حیوانات) بنے ہوئے ہیں ۔ ان کی تعداد چار ہے ؂

جدید خیال

عناصر یا ارکان کی تعداد چار اور آٹھ کیا اب تک جو معلوم ہوئے ہیں انکی تعداد تقریباً اسّی ہے ۔ اور زیادہ اور بھی بڑھنے کی امید ہے ؂

پانی

قدیم خیال

پانی بسائط و ارکان میں شامل ہے اور عناصر اربعہ کا ایک رکن ہے ۔ اسکا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور ایک سمندر بھی پانی ہی بولا جاتا ہے ؂

جدید خیال

پانی مرکب ہے ۔ اس کی اصلی ترکیب میں دو قسم کی ہوائیں شامل ہیں ۔ پانی کے نو حصے میں ایک حصہ عنصر یا نسیم (آکسیجن) اور آٹھ حصے عنصر مائین (یا ہائیڈروجن) کے ہیں ۔

قدیم خیال	جدید خیال
ارض ـ مٹی	
ارض عناصر اربعہ میں شامل ہے اور بسیط ہے +	مٹی بہت سے عناصر سے مرکب ہے، چند قسم کے معدنیات اس میں شامل ہیں +
ہواء	
ہوا بسیط ہے +	ہوا بہت سی ہواؤں سے مرکب ہے +
نار ـ آگ	
آگ بسیط ہے۔ اور سب سے لطیف و خفیف ہے۔ اسکا کرہ ہوا سے اوپر اور پہلے آسمان سے نیچے ہے۔ اس کا مزاج گرم و خشک ہے +	آگ کوئی مستقل عنصر نہیں ہے۔ بلکہ بعض عناصر جب آپس میں ملتے ہیں تو انکے ملنے سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ جل اٹھتے ہیں۔ اسی کو آگ کہا جاتا ہے، اسکا کوئی مستقل کرہ نہیں ہے +
فلزات ـ دھات	
سونا چاندی۔ لوہا۔ تانبہ۔ قلعی۔ جست۔ سیسہ۔ یہ سب دھات مرکب ہیں۔ اور پارہ۔ اور گندھک کی اچھی یا بری ترکیب سے حاصل ہوئے ہیں +	سونا چاندی۔ لوہا۔ تانبہ۔ قلعی۔ جست۔ سیسہ۔ یہ سب بسائط اور عناصر ہیں۔ اور پارہ و گندھک سے مرکب نہیں ہیں +
گندھک و پارہ	
گندھک اور پارہ دیگر معدنیات کی طرح عناصر اربعہ سے مرکب ہیں +	گندھک اور پارہ دونوں بسیط ہیں، عناصر اربعہ سے مرکب نہیں ہیں +
سرمہ اور سنکھیا	
سرمہ اور سنکھیا دیگر معدنیات کی طرح عناصر اربعہ سے مرکب ہیں +	سرمہ اور سنکھیا دیگر بسائط کی طرح بسیط ہیں +

عناصر بدن انسان

قدیم خیال	جدید خیال
بدن انسان میں دیگر موالید کی طرح چار ہی عناصر پائے جاتے ہیں:- آب و آتش- خاک و باد- اور یہ ایسے اعتدال کے ساتھ جزو بدن ہوئے ہیں کہ انسان کا مزاج نہایت معتدل بنگیا ہے +	بدن انسان سے جب تحلیل کیمیاوی کے ذریعہ اجزاء ترکیبیہ نکالے جاتے ہیں- تو تقریبًا چودہ پندرہ عناصر نکلتے ہیں- یعنی تقریبًا جملہ تعداد عناصر کی چوتھائی بدن انسان کی ترکیب میں داخل ہے +

خط استوار

قدیم خیال	جدید خیال
خط استوار کے آس پاس کے رہنے والے معتدل ہیں (شیخ بو علی سینا)+	خط استوار کے رہنے والے گرم ہیں- معتدل نہیں +

جلد سبابہ

قدیم خیال	جدید خیال
سبابہ کے اگلے پورٹے کی جلد نہایت حساس اور معتدل ہے +	بنصر یعنی چھوٹی انگلی کے پاس والی انگلی کی جلد نہایت حساس ہے +

حلاوت خون

قدیم خیال	جدید خیال
خون کا مزہ شیریں ہے- حتی کہ بعض مؤلفین نے اس کی حلاوت کو شہد کی حلاوت سے تشبیہ دی ہے +	اگرچہ خون کے اندر کچھ شیریں اجزاء ضرور ہیں- مگر مزے میں شوریت غالب ہوتی ہے +

خلاصہ غذاء

قدیم خیال	جدید خیال
معدہ اور امعاء سے غذاء کے ہضم ہونے کے بعد اس کا سارا خلاصہ جگر کی طرف بذریعہ ماساریقا کے چلا جاتا ہے- غرض ماساریقا کا بڑا کام خلاصہ غذاء کا جگر کی طرف لیجانا ہے +	غذاء کا خلاصہ جگر کی طرف ماساریقا کے ذریعہ بہت کم جاتا ہے- اسکا زیادہ حصہ عروق لبنیہ اور مجری صدر کے ذریعہ جگر سے پہلے قلب میں پہونچتا ہے- ماساریقا کا بڑا کام معدہ اور امعاء سے وریدی خون کا واپس لیجانا ہے +

قدیم خیال — جدید خیال

تولید اخلاط

خلاصۂ غذا سے تمام اخلاط۔ خون صفرا۔ بلغم۔ سودا۔ جگر میں پیدا ہوتے ہیں خلاصۂ غذا جو معتدل طور پر پختہ ہو جاتا ہے وہ خون ہے جو پک کر زیادہ لطیف ہو جاتا ہے وہ صفرا ہے۔ اور جو جل کر سیاہ ہو جاتا ہے۔ وہ سودا ہے۔ اور جو خام رہ جاتا ہے۔ وہ بلغم ہے +

خون مختلف اجزا سے مرکب ہے۔ کچھ اجزا جگر میں بنتے ہیں۔ کچھ طحال۔ ہڈیوں کے گودے اور بدن کی گلٹیوں میں تیار ہوتے ہیں صفراء دراصل جگر میں بنتا ہے۔ بلغم کا مستقل کوئی وجود نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اسے خون کا ایک جزو تسلیم کرنا پڑیگا۔ سودا کا وجود ثابت ہی نہیں ہوا +

طبعی خلط

طبعی خلط کے لئے جگر میں پیدا ہونا ضروری ہے +

طبعی خلط کے لئے محض کیمیاوی طور پر درست ہونا ضروری ہے +

بلغم اور تغذیہ دماغ

بلغم دماغ جیسے سرد و تر اعضاء کے تغذیہ میں داخل ہوتا ہے +

تمام بدن کا تغذیہ محض خون سے ہوتا ہے۔ اس لئے دماغ کا تغذیہ بھی خون ہی کے مخصوص اجزاء سے ہوتا ہے ۔

صفرا اور ترقیق خون

صفرا کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ رگوں میں خون کے ساتھ جاتا ہے اور اس کو رقیق بنا کر باریک رگوں میں نفوذ کرا دیتا ہے +

حالت صحت میں رگوں کے اندر خون کے ساتھ صفرا ہوتا ہی نہیں۔ اور نہ ترقیق دم اس سے متعلق ہے۔ بلکہ یہ خدمت پانی سے متعلق ہے +

صفرا اور تغذیہ شش

صفرا کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ پھیپھڑے جیسے ہلکے پھلکے اور گرم وخشک اعضا کے

تمام بدن کا تغذیہ محض خون سے حاصل ہوتا ہے اس لئے پھیپھڑے بھی اسی خون سے

قدیم خیال	جدید خیال
تغذیہ میں داخل ہوتا ہے +	اپنی غذا حاصل کرتے ہیں +

صفراء کا فعل

قدیم خیال	جدید خیال
صفراء آنتوں پر گر کر پاخانہ کے اخراج کا احساس پیدا کرتا ہے۔ ہضم غذاء میں اسکو کوئی داخل نہیں +	صفراء ایک قدرتی مسہل ہونیکے علاوہ چربیلے اور روغنی مواد کے ہضم کرنے میں بھی حصہ لیتا ہے +

صفراء طبعی کا رنگ و قوام

قدیم خیال	جدید خیال
صفراء طبعی کا رنگ شوخ سرخ (احمر ناصع) یعنی اس کی رنگت زعفران کے مانند سُرخ زردی مائل ہوتی ہے۔ اور اسکا قوام لطیف و رقیق ہوتا ہے۔ اور وزن میں خفیف ہوتا ہے +	صفراء طبعی زرد یا زرد سبزی مائل ہوتا ہے اس میں کسی قدر لزوجت (لیس) بھی ہوتی ہے۔ یہ پانی سے ثقیل ہوتا ہے جب صفراء پتہ میں دیر تک رہتا ہے۔ تو یہ سیاہی مائل ہوجاتا ہے +

سوداء کے افعال

قدیم خیال	جدید خیال
سوداء کا ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ خون کو غلیظ کرتا ہے۔ تاکہ وہ اعضاء کی ساخت میں قائم رہے اور جزو بدن بن سکے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہڈیاں جیسے سخت خشک اعضاء کی غذا ان میں داخل ہوتا ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کچھ سوداء فم معدہ پر طحال سے جاکر گرتا ہے۔ جس سے بھوک بھڑک اُٹھتی ہے۔ اور کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ ترش اور کسیلا ہوتا ہے +	چونکہ سوداء کا وجود ثابت نہیں ہے اسلئے اسکے تمام فوائد بھی ناقابل تسلیم ہیں۔ تمام اعضاء کی پرورش کیلئے خون کے اندر ہر قسم کے مواد موجود رہتے ہیں۔ اسلئے ہڈیوں کا تغذیہ بھی خون ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ طحال میں سوداء کا جمع ہونا اور پھر یہاں سے فم معدہ تک سوداء کا روانہ ہونا اور اُس سے بھوک کا لگنا یہ سب باتیں ناقابل تسلیم ہیں۔ طحال کا فعل خون کے بعض اجزاء کا مکمل کرنا ہے اور بھوک دیگر احساسات اور خواہشات کی طرح اعصاب کے تابع ہے +

جدید خیال	قدیم خیال

حموضتِ معدہ کی کیفیت حدوث

قدیم خیال: معدہ کے اندر جو ترشی۔ یا ترش سوداء پائے جاتے ہیں۔ وہ سوداء کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور اس سے بھوک لگتی ہے۔

جدید خیال: معدہ کے اندر جو ترشی پائی جاتی ہے وہ معدہ کی رطوبت سے حاصل ہوتی ہے اور اس سے غذا ہضم ہوتی ہے (بھوک سے اسکو کوئی تعلق نہیں)۔

اعضاء مفردہ اور عروق

قدیم خیال: وریدیں اور شریانیں اعضائے مفردہ میں شامل ہیں۔ یعنی جس طرح ہڈی۔ کری۔ رباط۔ عصب۔ لحم۔ شحم وغیرہ اعضائے بسیطہ میں شامل ہیں۔ اسی طرح آوردہ اور شرائین بھی ان میں شامل ہیں۔

جدید خیال: وریدوں اور شریانوں کے اصلی طبقات کے تغذیہ کے لئے دیگر چھوٹی چھوٹی وریدیں اور شریانیں آتی ہیں۔ اور اعصاب بھی آتے ہیں۔ اس کے بعد یہ کیونکر مفرد کہلا سکتی ہیں۔

مادۂ شحم و سمین

قدیم خیال: شحم و سمین یعنی چربی خون کی مائیت سے پیدا ہوتی ہے۔

جدید خیال: چربی خون کے روغنی اجزاء سے پیدا ہوتی ہے۔

اعصاب کا تغذیہ

قدیم خیال: اعصاب کا تغذیہ براہ راست دماغ یا حرام مغز سے ہوتا ہے۔

جدید خیال: اعصاب کا تغذیہ دیگر اعضاء کی طرح عروق دموی سے ہوتا ہے۔ اعصاب کے اندر دوسرے اعضاء کی طرح رگیں آتی ہیں۔

مبداء شرائین و آوردہ

قدیم خیال: شرائین قلب سے نکلتی ہیں۔ اور وریدیں جگر سے

جدید خیال: شریانوں کی طرح وریدوں کا مرکز بھی قلب ہی ہے۔

قدیم خیال	جدید خیال
وریدی و شریانی خون کا مصرف	
تمام اعضاء کا تغذیہ وریدی خون سے ہوتا ہے۔ جو جگر سے تمام بدن میں وریدوں کے ذریعہ پہنچتا ہے اور شریانی خون بالکل خرچ ہی نہیں ہوتا ہے۔ یا برائے نام خرچ ہوتا ہے۔ شریانوں کا کام اپنی روح حیوانی کے ذریعہ اعضاء میں قوت حیات کا پہونچانا ہے +	تمام اعضاء کا تغذیہ شریانی خون سے ہوتا ہے اور وریدوں کے ذریعہ اعضاء کا بچا ہوا سیاہی مائل خون قلب کیطرف واپس آتا ہے تاکہ قلب پھیپھڑوں میں بھیجکر اسے دوبارہ صاف کرسکے۔ غرض شریانی خون برابر خرچ ہوتا رہتا ہے جس سے برابر اعضاء کا تغذیہ بھی ہوتا رہتا ہے اور ان میں قوت حیات بھی قائم رہتی ہے +
جگر اور قلب کا فعل	
جگر وریدوں کے ذریعہ تمام بدن میں غذا بھیجتا ہے +	قلب شریانوں کے ذریعہ تمام بدن میں غذا روانہ کرتا ہے +
روح کا وجود	
روح بخارات کے مانند ایک لطیف جسم ہے۔ جو لطیف خون سے تیار ہوتا ہے تمام قوتیں اسی جسم کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ تمام اعضاء میں پہونچتی ہیں +	روح جسکی تعریف لطیف بخاری جسم سے کی گئی ہے۔ ایسے جسم کا اگر وجود ہو بھی تو قویٰ بدنیہ کو ان سے کوئی خاص لگاؤ نہیں ہے۔ اور نہ ایسے جسم کی کوئی خاص بدنی اہمیت ہے +
قوت غاذیہ و نامیہ کا مرکز	
تمام اعضاء کی قوت غاذیہ و نامیہ کا مرکز جگر ہے +	تمام اعضاء کے اندر قدرتی طور پر قوت غاذیہ و نامیہ موجود ہوتی ہے۔ جو شریانی خون کی دوامی آمد سے قائم رہتی ہے +
قوت مصورہ کا مرکز	
قوت مصورہ جس کا کام جنین کی شکل د	قوتِ مصورہ براہ راست نطفہ میں ہوتی ہے

قدیم خیال

صورت بناتا ہے۔ یہ قوت رحم میں ہوتی ہے یعنی مادۂ منی کے اندر جو شکل و صورت پیدا ہوتی ہے۔ یہ قوت اس میں رحم سے حاصل ہوتی ہے +

جدید خیال

جو زن و مرد کے مادۂ تولید کے ملنے سے بنتا ہے۔ جس طرح انڈوں میں ہوتی ہے۔ مرغی کے انڈے اگر مناسب گرمی میں رکھے جاتے ہیں تو بچہ پیدا ہو جاتا ہے، رحم محض تغذیۂ جنین کا بہترین مقام ہے +

حرارت غریزیہ کی پیدائش

قدیم خیال

بدن کے اندر اس کی پیدائش کیوقت ایک ایسا جوہر قدرتی طور پر سپرد کر دیا گیا ہے جو بدن کے اندر ہر وقت گرمی پہنچاتا رہتا ہے اس جوہر کا مرکز قلب ہے، یہ جوہر جوانی کے بعد سے کم ہونا شروع ہوتا ہے۔ اور بڑھاپے تک بتدریج کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب یہ بالکل ختم ہو جاتا ہے تو موت واقع ہوتی ہے۔ اس جوہر کو حار غریزی کہتے ہیں جو دوبارہ پھر کسی صورت سے زیادہ نہیں ہو سکتا، ہاں اسکا کم ہو جانا تو ممکن ہے +

جدید خیال

بدن کی حرارت کسی خاص قدرتی جوہر سے نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ جو غذائیں ہم کھاتے ہیں۔ اس کے مخصوص اجزاء نسیم (آکسیجن) سے ملکر جلتے ہیں، جس سے حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض بدنی حرارت کا دارومدار غذا پر ہے۔ اور یہ حرارت مسلسل ہر وقت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ غذا کے وہ اجزاء جو مشتعل ہو کر بدن کے اندر ہر وقت حرارت پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ان میں روغن، شکر، گوند اور نشاستہ خصوصیت سے اہمیت رکھتے ہیں +

قوت باصرہ کا محل

قدیم خیال

قوت بینائی عصبہ باصرہ کے تقاطع صلیبی کے مقام میں ہوتی ہے۔ جہاں دونوں طرف کے عصبۂ باصرہ آکر ملتے ہیں

جدید خیال

قوت بینائی خصوصیت کیساتھ تقاطع صلیبی میں نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ بینائی یا عصبہ باصرہ میں ہوتی ہے۔ یا دماغ کے مخصوص اجزاء اس قوت کے مرکز ہیں +

عصبۂ مجوّفہ کا جوف

قدیم خیال

عصبۂ مجوفہ میں ایک جوف یا نالی ہوتی ہے

جدید خیال

عصبہ باصرہ کی پوری لمبائی میں نالی نہیں

قدیم خیال

جس کے اندر روح باصرہ بھری رہتی ہے، وہی روح باصرہ چیزوں کے عکس کو تقاطع صلیبی تک اور تقاطع صلیبی سے دماغ تک لیجاتی ہے +

جدید خیال

ہوتی ہے۔ بلکہ محض اس کے اگلے حصے میں ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اس عصب کے اگلے حصے میں ایک شریان (شریان طبقہ شبکیہ) داخل ہوتی ہے نہ یہ کہ اسکے اندر روح باصرہ ہوتی ہے +

روح باصرہ اور فعل بصر

روح باصرہ جو دماغ سے عصبۂ مجوفہ کے ذریعہ آنکھ کے اندر آتی ہے۔ یہی روح بیرونی اشیاء کی تصویروں (اشباح) کو تقاطع صلیبی اور دماغ تک پہنچاتی ہے جس سے وہ چیزیں نظر آجاتی ہیں، غرض فعل بصر میں روح باصرہ پر دارومدار ہے اور اسی کے اندر عکس گزرتا ہے، اسی روح کے لئے عصبۂ مجوفہ اور تقاطع صلیبی کے اندر جوف مانے جاتے ہیں +

عصبہ باصرہ کے ریشے طبقۂ شبکیہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی اشیاء کی تصویریں اسی طبقہ پر پڑتی ہیں۔ اس تصویر سے عصبۂ باصرہ کے ریشے متاثر اور منفعل ہوتے ہیں۔ اور اپنے انفعال کی خبر دماغ کو دیتے ہیں جس سے وہ چیز معلوم ہوجاتی ہے۔ غرض فعل بصر میں روح باصرہ کا کوئی تعلق اور وجود نہیں ہے۔ بلکہ مختلف روشنیوں کا اثر اعصاب کے آخری ریشوں پر پڑتا ہے۔ اور اعصاب کا اثر دماغ تک پہنچتا ہے۔ کوئی تصویر یا عکس دماغ تک نہیں جاتا +

قوت شامہ کے فعل کی کیفیت

فعل شم کی صورت یہ ہے کہ جو ہوا ہم ناک میں کھینچتے ہیں۔ وہ عظم مصفات کے چھلنی نما سوراخوں کی راہ کھوپڑی کے اندر پہنچتی ہے اور عصبۂ شامہ سے جالگتی ہے۔ جو سرپستان کے مانند پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اور عظم مصفات

فعل شم میں ہوا کے کھوپڑی کے اندر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ مصفات کے سوراخ اس لئے بنائے گئے ہیں۔ بلکہ مصفات کے سوراخوں کی راہ عصبہ شامہ کے پھیلے ہوئے حصے سے باریک باریک شاخیں

قدیم خیال	جدید خیال
کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ اس ہوا کے اندر جو بودار بخارات ہوتے ہیں اُن سے عصبہ شامہ متأثر ہوکر دماغ کو مطلع کر دیتا ہے۔ اور بو معلوم ہو جاتی ہے ۔	نکل کر ناک کی جھلیوں میں پھیلتی ہیں۔ ذرات کی ہوئی ہوا سے یہی ناک کی عصبی شاخیں متأثر ہوکر زائدہ مذکورہ کی وساطت سے دماغ کو اطلاع دیتی ہیں ۔
اختلاف۔ عصبہ شامہ کی شاخیں نہیں ہیں۔ مصفات کے سوراخوں سے ہوا کھوپڑی کے اندر پہونچتی ہے۔ اور وہیں سے فعل شم کا تعلق ہے ۔	اختلاف۔ عصبہ شامہ کی تقریباً بیس شاخیں ہوتی ہیں۔ جو مصفات کے سوراخوں کی راہ ناک کے اندر پہونچتی ہیں۔ اور ہوا کھوپڑی کے اندر نہیں جاتی ہے ۔

قویٰ مدرکہ باطنہ کا مقام

قدیم خیال	جدید خیال
حس مشترک اور خیال مقدم دماغ میں، قوت واہمہ اور متصرفہ اوسط دماغ میں اور قوت حافظہ مؤخر دماغ میں ہوتی ہے۔	تمام دماغی قوتیں حتیٰ کہ قوت ارادہ بھی مقدم دماغ ہی کے اندر ہوتی ہے۔ اوسط دماغ اور مؤخر دماغ کو دماغی قویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

حالات بدن کا تعدد

قدیم خیال	جدید خیال
بدن کی تین حالتیں ہیں۔ صحت، مرض، اور حالت ثالثہ (حالت متوسطہ)	بدن کی حالتیں محض دو ہیں صحت اور مرض، حالت ثالثہ کا کوئی مستقل وجود نہیں ہے ۔

نزاکتِ قلب

قدیم خیال	جدید خیال
قلب ادنیٰ ترین جراحت کی بھی برداشت نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی موت واقع ہوتی ہے ۔	قلب کے اندر اور بطن میں ورم ہوا کرتے ہیں۔ اور اس کے اندر بندوق کی گولیاں بیٹھ جاتی ہیں۔ اور انسان عرصہ تک زندہ رہتا ہے ۔

ہوا کی ضرورت

قدیم خیال	جدید خیال
ہوا سانس کے ذریعہ اندر جا کر	ہوا پھیپھڑے کے اندر جب پہونچتی ہے تو

قدیم خیال

گرمی زائل کر دیتی ہے۔ اور جب سانس کے ذریعہ باہر آتی ہے۔ تو اپنے ساتھ روح کے فضلات وغیرہ خارج کر دیتی ہے روح کی گرمی کے زائل ہونیکا نام ترویح ہے۔ غرض کسی بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہوا کے کچھ اجزاء اندر جاکر اور غذاء کی مواد سے ملکر تولید حرارت کا کام دیتے ہیں) (ارسطو و شیخ)۔

جدید خیال

اس سے اجزاء نسیم (آکسیجن) جذب ہوکر خون میں چلے جاتے ہیں اور خون کے فضلات دخانیہ سانس کی ہوا میں شامل ہو جاتے ہیں اجزاء نسیم کا فعل یہ ہے کہ جب یہ خون اور اعضاء کی ساخت میں پہونچتے ہیں۔ تو غذاء کے مخصوص مواد سے ملکر انہیں مشتعل کر دیتے ہیں۔ جس سے بدن کے اندر حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہاں پھیپھڑے کی ہوا سے خون کی حرارت بھی ضرور کم ہوتی ہے۔

غذاء کا فائدہ

غذاء جزو بدن بنتی ہے۔ اور بدن اور اعضائے بدن کے جو اجزاء تحلیل ہوتے رہتے ہیں اُنکا بدل اور قائم مقام بنجاتی ہے۔

غذاء جزو بدن بھی بنتی ہے۔ اور تولید حرارت کے لئے بھی مواد مہیا کرتی ہے۔ جو ایندھن کا کام دیتے ہیں۔

دواء اور ذوالخاصہ

جو شے اپنی کیفیت یعنی حرارت، برودت رطوبت اور یبوست سے بدن کے اندر اثر کرتی ہے اُسے دواء کہا جاتا ہے اور جو شے اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرتی ہے اُسے ذوالخاصہ کہا جاتا ہے۔

دواء اور ذوالخاصہ کی کوئی تقسیم نہیں ہے دواء کا لفظ ہر موقعہ پر بولا جاتا ہے افعال کی یہ تقسیم و تفریق نہیں ہے۔ مثلاً فاذ زہر اور سمیات کو دوسرے لوگ اگر ذوالخاصہ کہیں گے۔ تو یہ انکو بھی دوا ہی کہیں گے۔

انفعالات نفسانیہ کا اثر بدن پر

خوشی۔ لذت اور غصہ کی حالت میں روح باہر کی طرف حرکت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لذت اور خوشی میں چہرہ بارونق ہو جاتا ہے

خوشی، لذت اور غصہ کی حالت میں دماغ کی وجہ سے اعصاب کے ذریعہ قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ اسکی حرکت تیز ہو جاتی ہے اور خون

قدیم خیال	جدید خیال
اور غصہ کی حالت میں بیرونی اعضا سُرخ اور گرم ہو جاتے ہیں۔ اور چہرہ تمتما جاتا ہے ٭	زیادہ مقدار میں شریانوں کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ اور تمام اعضا میں زیادہ پہونچتا ہے اسلئے بیرونی اعضا خون کی وجہ سے بارونق سُرخ اور گرم ہو جاتے ہیں ٭
خوف غم وغیرہ میں روح اندر کی طرف چلی جاتی ہے جس سے چہرہ وغیرہ کی سرخی کافور ہو جاتی ہے۔ اور ہاتھ پاؤں اور بیرونی اعضا کی حرارت کم ہو جاتی ہے برعکس اس کے اس حالت میں اندرونی اعضا زیادہ گرم ہو جاتے ہیں ٭	خوف اور غم وغیرہ میں قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس کی حرکت سُست ہو جاتی ہے اسلئے بیرونی اعضا کی طرف شریانی خون کم پہونچتا ہے۔ اور وہ سرد ہو جاتے ہیں چہرہ وغیرہ پر زردی اور سفیدی غالب ہو جاتی ہے ٭

نیند و بیداری اور حرارتِ بدنیہ

قدیم خیال	جدید خیال
نیند میں روح اندرون بدن کی طرف چلی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے باہر سردی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لحاف وغیرہ کی ضرورت بمقابلہ بیداری کے نیند میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور بیداری کی حالت اس سے بالکل برعکس ہے ٭	نیند کی حالت میں قلب کی حرکتیں بمقابلہ بیداری کی سُست ہو جاتی ہیں۔ اسوجہ سے وہ شریانوں میں زیادہ خون زور سے نہیں دھکیلتا ہے۔ جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بیرونی اعضاء میں بحالتِ نوم زیادہ خون نہیں پہنچتا۔ اور وہ اس حالت میں زیادہ سردی کی وجہ سے گرم کپڑوں کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں ٭

حرکاتِ نبض کا فائدہ

قدیم خیال	جدید خیال
نبض شریان کی حرکت کا نام ہے جسمیں وہ سکڑتی اور پھیلتی رہتی ہے شریانوں کی	نبض شریانوں کے پھیلنے اور سکڑنے کا نام ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب

قدیم خیال

ان حرکات کی غرض روح کو سرد ہوا کے ذریعہ ٹھنڈک پہونچانا (تعدیل و ترویح کرنا) اور روح کے گرم بخارات کو باہر نکالنا ہے جس کا ذریعہ بھی جلد ہے۔ اسی کے مسامات سے سرد ہوا۔ اندر داخل ہوتی ہے اور انہی سے فضلاتِ روح خارج ہوتے ہیں +

جدید خیال

قلب سکڑ کر اپنے خون کو شریانوں میں دھکیلتا ہے۔ تو خون سے پُر ہو کر شریانیں پھول جاتی ہیں جس کا نام پھیلنا ہے۔ اور پھر شریانیں اپنی لچک سے سکڑ جاتی ہیں۔ بہرحال اس سے مقصود یہ ہے کہ خون تمام اعضاء میں برابر پہونچتا رہے۔ اور دوران خون جاری رہے۔ غرض شریانوں کی حرکت کا فائدہ تمام بدن میں خون کا پہونچانا ہے (نہ کہ ترویح روح و اخراج فضلات) +

طبعی قارورہ اور صفراء

بحالتِ صحت انسان کے قارورہ میں جو ہلکی سی رنگت پائی جاتی ہے۔ یہ حقیقت میں صفراء کی خفیف آمیزش کا نتیجہ ہے جو حالت اعتدال میں بھی پیشاب کے ساتھ خارج ہوا کرتا ہے جس طرح صفراء آنتوں پر گر کر پائخانہ کی راہ خارج ہوا کرتا ہے +

حالتِ صحت میں انسان کے قارورہ کے اندر جو رنگت پائی جاتی ہے۔ یہ صفراء کی آمیزش سے نہیں حاصل ہوتی ہے اور نہ صفراء بحالتِ صحت قارورہ میں پایا جاتا ہے بلکہ یہ خون کی رنگت سے حاصل ہوتی ہے +

موسم ربیع اور فصد وقے

موسم ربیع کے اوائل میں حفظان صحت کے لئے فصد کرنا چاہئے۔ اور خون نکالنا چاہئے۔ اور قے کی ذریعہ بدن کے مواد خارج کرنے چاہئیں۔ کیونکہ موسم ربیع میں ہیجان مواد کی وجہ سے پھوڑے پھنسی اور بہت سے امراض لاحق ہو جاتے ہیں +

جدید اصول حفظان صحت میں اس قسم کی باتیں داخل نہیں ہیں۔ فصد وقے سے بجائے صحت کے ضعف قویٰ لاحق ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ فصد کی اجازت تو نہایت شدید حالات کے سوا اکثر امراض میں بھی نہیں دی جاتی ہے +

موسم سرما اور اغذیہ کی کثرت

قدیم خیال

موسم سرما میں غذائیں بکثرت کھائی جاتی ہیں۔ اور ہضم ہوتی ہیں، حلوے مٹھاس اور روغنی چیزوں کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موسم سرما میں حرارت غریزیہ باہر کم اور اندر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی حرارت غریزیہ باہر سے بھاگ کر اندر مجمع ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہضم اچھا ہوتا ہے۔ اور غذائیں خوب کھائی جاتی ہیں، اور ہضم ہوتی ہیں۔

جدید خیال

موسم سرما میں غذائیں زیادہ کھائی جاتی ہیں اور حلوے۔ مٹھاس اور روغنی اغذیہ کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غذا کا کام صرف یہی نہیں ہے کہ وہ جزو بدن بنے۔ بلکہ اسکا کام بدن کے اندر حرارت کا پیدا کرنا بھی ہے۔ چونکہ موسم سرما میں بیرونی ہوا زیادہ سرد ہوتی ہے۔ اسلئے بدن کی حرارت سردی سے مقابلہ کیوجہ سے بہت کم ہوجایا کرتی ہے۔ اسلئے اس موسم میں حرارت بدنیہ کی تولید کیلئے ایسی غذاؤں کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ جو مولد حرارت ہوں مثلاً شکر دار اور نشاستہ دار اغذیہ۔ روغن۔ گوند وغیرہ

حرارت بدنیہ اور اختلاف فصول

قدیم خیال

موسم سرما میں بیرونی اعضاء سرد اور اندرونی اعضاء گرم ہوتے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر موسم سرما میں بیرونی اعضا کی حرارت کم اور اندرونی اعضا کی حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ اور موسم گرما میں اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس موسم میں بیرونی اعضاء کی حرارت زیادہ اور اندرونی اعضاء کی حرارت کم ہوتی ہے۔

جدید خیال

موسم سرما میں بیرونی اعضا یقینی زیادہ سرد اور موسم گرما میں بمقابلہ سرما کے زیادہ گرم ہوتے ہیں۔ مگر اندرونی اعضاء کی حرارت موسم گرما و سرما میں تقریباً یکساں ہوتی ہے۔ فرق صرف بیرونی اعضاء کی حرارت میں ہوتا ہے۔ اندرونی اعضاء کی حرارت میں اتنا عظیم الشان انقلاب نہیں ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم

المسیح

کے

دو مفید مقالے

پہلا مقالہ

المسیح ماہ ستمبر ۱۹۲۱ء

ہمارے فرائض

طبّی استحکامات کی ضرورت

عالم کی تاریخ ہمیں بتارہی ہے کہ دنیا کی ہر شئے منقلب اور متغیر رہی ہے اور دیکھنے والوں نے ہمہ دم اسکی کایا پلٹتے دیکھی ہے۔ ارباب بصیرت و اصحاب علم و فلسفہ نے انقلاب و تغیر کو عالم کی کُنہ حقیقت اور عین ذات میں داخل کیا ہے۔ عروج و زوال کی دو متضاد صفتیں ہر ایک شئے کے خمیر میں جمع ہیں۔ اور جبتک آسیائے چرخ بریں اپنے محور پر گردش کھاتا رہیگا۔ ترقی و تنزل۔ اور ارتقا و انحطاط کے منازل اسی طرح پے در پے طے ہوتے رہیں گے ؎

اگر ایک زمانہ میں چینیوں کے لئے حکمت باعث صد ناز و افتخار تھی تو آجکل انکے ہیں افیون، چرس اور گانجے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اگر کسی زمانہ میں یونانیوں کا فلسفہ دنیا پر حکومت کررہا تھا۔ تو آج اُسکے جاننے اور ماننے والے جاہل تسلیم کئے جاتے ہیں اور خطہ یونان نے

اس کا چراغ ایسا گل ہو گیا کہ لوگوں کو تختۂ یونان کے تاراج ہونے کے افسانے یاد ہیں۔

کیا جانئے کہ ہم ہندوستانیوں کا آفتابِ کمال کبھی کہاں کہاں اپنی کرنیں بھیجتا رہا اور کون کون اس کی روشنی سے مالا مال ہوئے۔ مگر آج ہم ہیں کہ ہمیں اپنی حالتِ زار پر رونا بھی نہیں آتا +

اُستادِ عرب بارھویں اور سولھویں صدی میں یورپ کی درسگاہ کے اندر پڑھاتا ہوا ہرگز اس سے آگاہ نہ تھا کہ کل ہماری بھری جھولی ان لٹیروں کی وجہ سے خالی ہو جائے گی، اور ہمارا فن اور ہمارا فضل ہم ہی سے چھین کر ہمیں وحشی کہا جائے گا +

دوستو! انقلاب عالم کے نمونے دیکھو۔ اور سوچنے کے بعد عبرت حاصل کرو۔ عروج و زوال کی بہترین مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔ کتنے دن ہوتے ہیں کہ اندلس کے تخت پر مسلمانوں کا علم و فضل صدیوں تاجداری کرتا ہے۔ اور سارا یورپ جبینِ عقیدت و جبہۂ نیاز آستانۂ علم و کمال پر گھس کر تلمذ کا فخر حاصل کرتا ہے لیکن آج وہ دن ہے کہ وہی یورپ اور وہی یورپ کا علم و فضل تمام دنیا پر سربلندی کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔ اور کس شان و غرور کے ساتھ کہ ان کی تہذیب کے سامنے دنیا کی تہذیب خاک۔ انکے علم کے مقابلہ میں دنیا کے معلومات جہل۔ انکے سائنس کے روبرو دنیا کا فلسفہ غلط۔ انکے مسائل کے آگے دنیا کے مسلمات بیکار۔ ہم اور ہماری جبیں وحشی۔ ہماری رنگت کی طرح ہمارا فلسفہ بھی کالا۔ اور ہمارے علوم و فنون بھی میلے +

یہ کیا ہے؟ اسے گردشِ روزگار۔ انقلابِ عالم۔ تغیرِ زمانہ اور فلسفۂ عروج و زوال کہتے ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَار +

ایک وہ بھی دن تھا کہ ہماری زبندی) درسگاہ کا غوغا فلاسفۂ یونان کے کان کے پردوں میں گونجتا تھا۔ اور ہمارے تلمذ کے لئے دور دور سے بر و بحر کے قیامت خیز اور جان گداز منازل پیادہ پا طے کئے جاتے تھے۔ اور ہم ان پر توں پر بھی غیر معمولی توجہ اور عنایت کیلئے مجبور نہیں ہوتے تھے۔ اور ایک دن یہ ہے کہ ہمارا گھر لٹ گیا ہے۔ اور ہمیں اپنے گھر کی مالیات کی بھی خبر نہیں کہ اس میں کیا تھا۔ کس نے لوٹا۔ کب لوٹا۔ اور وہ لوٹ کر کدھر لے گیا۔ پھر ہمیں اپنی حالت پر رونا آئے تو کیوں؟

دوستو۔ ہوش میں آؤ۔ بیدار ہو جاؤ۔ آنکھیں کھولو اور دیکھو۔ تم جس طلب پر کبھی ناز

کرتے تھے۔ وہ اب وحشی اور بوسیدہ طب کہلاتی ہے، تم جس فلسفہ پر کل فخر کرتے تھے۔ وہ آج بیکار سمجھا جاتا ہے۔ تم جسے شاہ راہ کہتے تھے۔ وہ اب پگ ڈنڈی کہلاتی ہے۔ ہوا کا رخ بدل گیا ہے۔ تمھارے ستارے رجعت میں آگئے ہیں۔ زمانہ نے تم سے منہ پھیر لیا ہے۔ آسمان نے رنگت بدل لی ہے۔ جس راہ پر تم چل رہے تھے اس میں روڑے ڈالے جا رہے ہیں۔ اگر اُسی چال پر چلوگے۔ یقیناً ٹھوکریں کھاؤ گے۔ اور گر کر گھائل ہو جاؤ گے +

تمھارے مسائل اب پُرانے ڈھکوسلے کہے جاتے ہیں۔ زمانہ نے کچھ ایسی کایا پلٹی ہے کہ عالم کی خلقت بدل گئی ہے۔ کچھ ہی دن ہوئے کہ ساری چیزیں چار عناصر سے بنی ہوئی تھیں اب شور مچا ہوا ہے کہ عناصر تو نوّے سے بھی زیادہ ہیں۔ تمھارا وہ سودا بھی گیا جو کبھی تمھارے سر میں ہوتا تھا۔ اور کبھی تمھارے فم معدہ پر گر کر تمھیں غذا کے لئے آگاہ کیا کرتا تھا۔ وہ بلغم بھی گیا جو تمھارے دماغ کی پرورش کرتا تھا۔ وہ صفرا بھی نہ رہا جو پھیپھڑے کی لطافت غذائی میں صرف ہوتا تھا۔ اب تو صرف ایک خون ہی خون کی حکومت اور دور دورہ ہے۔ جس سے دماغ کو بھی حصہ ملتا ہے۔ اور پھیپھڑے بھی بہرہ اندوز ہوتے ہیں +

اب تغذیہ صرف خون سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اخلاط چہارگانہ کی شہرت دینے والی ہے۔ جراثیم کی بیشمار فوج ہماری ساری محنت کو برباد کیا چاہتی ہے۔ اور اب ہر مرض میں آپ ہی کا وجود جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ ہمارے علم الامراض کو جراثیم نے بوسیدہ کر دیا ہے۔ ہمارے سارے مسائل غلط اور ہماری ساری کتابیں بیکار ہوئی جاتی ہیں +

عقل و ہوش رکھنے والو! جب یہی طوفان بے تمیزی ہے۔ اور رہیگا۔ اور اسی قسم کا سیلاب آنیوالا ہے۔ اور آئیگا۔ تو ہمیں بھی اپنی عقل و دانش سے اپنے گھر کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور کیل کانٹے سے درست ہو جانا چاہیئے۔ گھر کے ایک ایک پائے۔ اور ایک ایک اینٹ کو دیکھنا چاہیئے۔ پھر جسے ہم بوسیدہ اور کمزور پائیں۔ فوراً اُسکی مرمت کر دیں۔ ورنہ یقین جانو۔ اگر تم اسی طرح بے پرواہ اور مغرور رہے اور اپنے خیال محال پر آنے والے صدمہ اور طوفان کی پرواہ نہ کی۔ تو ایک دن وہ جلد آنے والا ہے کہ تم اپنے گھروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گرا ہوا پاؤ گے، اور اس کی بنیادیں تمھیں اُکھڑی ہوئی ملیں گی۔ اور اتنی مہلت بھی میسر نہ ہوگی۔ کہ تم اپنی حالت زار پر دو آنسو رو سکو۔ جب طوفان بلاخیز کی آمد متحقق۔ اور ہمارا حزم و احتیاط اور حفظ ماتقدم واجب التسلیم۔ تو اب ہمیں اسکے وسائل اور شمع ہدایت کی تلاش میں مصروف کار رہنا چاہیئے +

تعمیرِ استحکامات کے وسائل جب کوئی عمارت ڈھنے لگتی ہے۔ تو دردمند مالک خانہ اسوقت دو صورتیں اختیار کرتا ہے (۱) اگر وہ مکان پشتیبان لگانے۔ کڑی بدلنے۔ چھتوں کے درست کرنے سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونیکے قابل ہوتا ہے تو مالک مکان اسی قدر جزوی ترمیم کے بعد مطمئن ہوکر آرام سے بیٹھ جاتا ہے (۲) اور اگر اس عمارت کی بنیادیں کمزور ہوتی ہیں اور وہ کلی اور انقلاب انگیز ترمیم چاہتا ہے۔ تو مالک مکان اس واجبی خوف سے کہ شاید یہی مکان اس کی جان ومال کو صدمہ نہ پہونچائے۔ اس کی بنیادیں اُکھیڑ دیتا ہے۔ اور اس کے بعد از سرِ نو اسی قسم کی یا اس سے بہتر کوئی دوسری عمارت کھڑی کرتا ہے +

پس ہمیں بھی اسی مثال کو پیش نظر رکھکر کاربند ہو جانا چاہیئے۔ اور طبی استحکامات کو اسی طرح مضبوط کرنا چاہیئے۔ جن مسائل کو ہم کمزور پائیں۔ اُن میں جزوی ترمیم کر دیں۔ اور جن مسائل کو ہم بالکل غلط سمجھیں انہیں ہم گرتے ہوئے مکان کی طرح الگ کریں۔ اور اُنکے بجائے دوسرے صحیح اور بہتر مسائل قائم کریں۔ انہی دو باتوں سے ہماری مراد تنقید مسائل ہے۔ اگر ہم ان دو صورتوں پر کاربند نہونگے۔ تو ہمارا گرتا ہوا مکان اپنی تباہی کے ساتھ ہمیں بھی تباہ کریگا۔ اور ہماری نسلیں ہماری موت پر ہماری ناعاقبت اندیشی کا الزام لگائیں گی +

شمع ہدایت جب یہ ہر طرح واجب التسلیم ہے کہ طبی استحکامات کے وسائل کا دارمدار محض تنقید پر منحصر ہے۔ اور تنقید مسائل کوئی ایسا معمولی کام نہیں ہے۔ کہ ہم معمولی طور پر بر آجانے اور اندھیرے میں کر سکیں۔ تو اسکے لئے ہمیں نہایت تیز روشنی کی ضرورت ہوئی اور وہ بھی ایسی روشنی کہ جو ہمیشہ صحیح راستہ بتا سکے، آپ پوچھیں گے کہ وہ کونسی روشنی ہے جو باوجود روشن ہونے کے محض سیدھی راہ دکھائے۔ میں کہونگا کہ وہ فلسفہ ہے +

آپ پوچھیں گے کہ فلسفہ سے تمہاری کیا مراد ہے۔ اور یہ کیونکر ہمیں سیدھا راستہ دکھا سکے گا +

میں کہونگا کہ فلسفہ وہ عظیم الشان فانوسِ ہدایت ہے جس کی روشنی سے محض سچی حقیقتیں عیاں ہوتی ہیں اور اس کے اندر ایسی شمع جلتی ہے۔ جو کبھی غلط راہ نہیں بتا سکتی۔ ہاں اسکا پرتو اسوقت غلط پڑتا ہے۔ جبکہ اس فانوس کا کوئی شیشہ ہماری غلطی سے شکستہ ہو جاتا ہے لیکن جب ہمیں اصول جو ہر حقیقت کی تلاش ہے۔ تو ہم پر اس کے

شیشوں کی حفاظت بھی واجب ہو نی چاہئے +

حکما، اور فلاسفہ نے حکمت و فلسفہ کی جن الفاظ میں تعریف کی ہے ہکو میں اس غرض سے نقل کرتا ہوں۔ کہ آپ فلسفہ کے اصلی معنی اور اسکی پوری حقیقت سمجھ سکیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو منطق و فلسفہ کو محض اعیان حقیقت کی تکذیب اور صداقت مسلمہ کے جھٹلانے کا زبردست ذریعہ اور آہنی حربہ خیال کرتے ہیں۔ مگر تعریف فلسفہ سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ خیال کہاں تک غلط ہے اور واقعہ سے کس حد تک بُعد رکھتا ہے۔ یہ بھی انقلاب دہر اور تقلب روزگار کی ایک روشن مثال ہے۔ کہ جو شیشہ محض تاریکی جہل اور ظلمت لاعلمی مٹانے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ وہ آج ظلمت جہل پھیلانے اور قلوب سے ضیاء علم کے محو کرنیکے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ فَشَتَّانَ بَیْنَہُمَا

تعریف فلسفہ حکمت و فلسفہ کے بارے میں حکماء کے الفاظ غور سے پڑھنے کے لائق ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ حکمۃ و فلسفہ وہ آئینہ حقیقت نما ہے، جو تمام موجودات خارجیہ و ذہنیہ کے اصلی حالات اور سچے واقعات بتاتا ہے +

اَلْفَلْسَفَۃُ عِلْمٌ بِاَحْوَالِ الْمَوْجُوْدَاتِ اَعْیَانًا کَانَتْ اَوْمَعْقُوْلَاتٍ عَلٰی مَاھِیَ عَلَیْہِ بِقَدْرِ الطَّاقَۃِ الْبَشَرِیَّۃِ +

"فلسفہ ایک ایسے علم کا نام ہے، جس سے موجودات خارجیہ و ذہنیہ کے حالات نفس الامری اور کیفیات واقعی بقدر بشری طاقت اور انسانی قدرت معلوم ہوتے ہیں"

ماہیت فلسفہ اور حقیقت حکمت کے علم کے بعد کون بد دماغ اور کوڑھ مغز باور کرنے پر مجبور ہوگا کہ ذات واحد کی بہ نگاہ فلسفہ دو متضاد ماہیتیں اور چند مختلف حقیقتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ کیا کوئی شخص اُسے صحیح الدماغ اور صائب الرای کہہ سکتا ہے، جو اس علم بے اذعان پر یقین رکھے کہ مواید ثلاثہ کے عناصر ترکیبیہ چار بھی ہو سکتے ہیں، اور بہتر بھی پانی دو عناصر سے مرکب بھی ہو سکتا ہے، اور بسیط بھی +

میں یہ بانگ دُہل للکار کر کہنے کو تیار ہوں کہ ایک شے کی دو حقیقتیں ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ فلسفہ کے اصول ترکیب و تحلیل اگر کام میں لائے جائیں تو یہ ناممکن ہے۔ کہ پانی مرکب بھی رہے، اور بسیط بھی۔ عناصر اربعہ کا نام اگر ہم علم و حکمت کی عینک لگا دیکھیں تو بالآخر یہ ثابت ہو کر رہیگا کہ یا یہ چار ہیں، یا نہیں۔ اور دونوں میں سے ایک

قول یقیناً غلط اور خلاف واقعہ ہے +

یہ قطعی محال اور ناممکن ہے کہ ہم سعی و کوشش اور جد و جہد کے بعد کسی ایک اَور واحد نتیجہ پر نہ پہونچیں، اور حیرتِ مذبذب اور فضائے تردد میں اسی طرح بے سہارے معلق رہیں +

متاع علم سے بے بہرہ اور فضل و کمال سے بے نصیب ہے وہ جو ایسے خیال خام اور وہم باطل کو ذہن جیسے پاک خزانہ میں جہاں محض انوار صداقت کی تجلّی اور اضواء حقیقت کی چمک ہونی چاہیئے، جگہ دیئے ہوئے ہے۔ ایسی ظلمتِ جہل سے موردِ انوار اور مصدرِ برکات کو ہمیں پاک کرنا چاہیئے +

ہمارے سینوں میں محض علم ہونا چاہیئے۔ اور علم نام ہے، حقیقت واقعیہ کی ایک صحیح تصویر کا۔ اگر کسی خلاف واقعہ کو ہم اپنے سینوں میں رکھے ہوئے ہیں اور اس کو علم اور اصل حقیقت سمجھ رہے ہیں۔ تو یہ ایک جہل نہیں ہے، بلکہ دو جہل ہیں، جس کا نام حکما نے جہل مرکب رکھا ہے +

وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلَاغُ ؕ

دوسرا مقالہ

المسیح ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء

حُرمتِ معلومات

حضرت انسان جن معلومات صادقہ یا مجہولات باطلہ کو ایک مرتبہ اپنے خزانہ ذہن کے کسی گوشہ میں کچھ دنوں تک سپرد کر دیتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ اسکا مالک بن جاتا ہے۔ اور اسکی حرمت وعزت میں اسقدر حد سے تجاوز کر جاتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے حق وباطل میں امتیاز کرنے سے وہ اندھا ہو جاتا ہے اور تمام اُن معارف وحقائق کو جو سابقہ معلومات سے کچھ بھی مخالفت رکھتی ہوں۔ غیر محرم بنا کر اپنے ذہن میں ہرگز گھسنے نہیں دیتا ہے۔ بلکہ ان پیچھے آنے والے معلومات کے ساتھ سابقہ معلومات کے مقابلہ میں رہزنوں اور لٹیروں کا سا سلوک کرتا ہے، اور وہ کبھی گوارا نہیں کرتا کہ سابقہ معلومات کے خلاف ایک حرف بھی اس کے کانوں میں پہونچے +

حسن کے بازار میں ایک یورپی شیدائے صباحت کے نزدیک کاکل مشکیں اور چشم آہو کی اسلئے کوئی قیمت نہیں۔ کہ حسن کی دیوی کی تصویر سب سے پہلے جو اسکے لوحِ خیال میں کھینچی گئی ہے۔ اُس کے بال سُنہرے اور بھورے ہیں اور اُسکی آنکھیں ازرق +
اور جب فدائے ملاحت ایشیائی نگاہ اس بازار حُسن میں گذرتی ہے۔ اور اسکو حق انتخاب ملتا ہے تو سُنہرے بالوں اور چشم زرقا کی طرف اسلئے نظر تحقیر وتنفیر سے دیکھتی ہے کہ اس کے خزانۂ خیال میں پیکر حسن وجمال کے بال نہایت کالے اور آنکھیں بالکل سیاہ ہیں +

یہ دونوں خریدار اپنے سابقہ معلومات کی اسقدر حرمت کرتے ہیں کہ کسی صدائے

مخالف کو سمع قبول سے سننا ہرگز پسند نہیں کر سکتے۔ اور ان کی آنکھیں کسی تصویر مخالف کی طرف ہرگز دیکھنے کو تیار نہیں ہیں"۔

"ایک بے جان مٹی اور بے حس پتھر کے پتلے کا پوجنے والا انسان خدائے واحد کی ربوبیت والوہیت اور اس کی وحدانیت کی حرمت کو اس لئے اپنے دل و دماغ میں جگہ نہیں دے سکتا کہ ان انوار ربانیہ اور برکات صمدانیہ کے ورود سے پہلے اسکے والدین نے اسکے دل و دماغ کو بتوں کے محامد و محاسن سے لبریز کر دیا ہے۔ اور اس سبقت جہل کی ظلمت اب کسی ضیاء معرفت کو اندر گھسنے کی اجازت نہیں دیتی +

ایک نوجوان ڈاکٹر جو درسگاہ کے حدود سے فارغ ہو کر ابھی باہر نکلا ہے دیسی طبولا کی حمد و ثنا اس لئے نہیں سن سکتا کہ اس نے کسی لکچر میں اس قسم کی آواز نہیں سنی۔ اور اُسکے استاد کی زبان سے اس قسم کا کبھی کوئی لفظ نہیں نکلا +

ایک طبیب اور ایک وئید کے چہرے کو سرخ بنا دینے، دوران خون کو تیز کر دینے دماغ کو برافروختہ، قلب کو اختلاجی اور ذہن کو مختل بنا دینے کیلئے صرف "جراثیم" کا ایک لفظ زبان سے نکال دینا اس لئے کافی ہے کہ ان کے آبائے فن نے ان کے پردہائے گوش کو اس قسم کے تموجات الکانیہ سے کبھی آشنا نہیں کیا +

یہ ہے فلسفۂ جذبات کا فولادی حجاب جو دلوں پر محیط ہوتا ہے۔ اور جذبۂ حسیات کی آہنی دیوار جو دماغ پر حاوی ہوتی ہے اور کم و بیش ہر قوم اور ہر گروہ کے اذہان و قلوب تجلیات حقیقت کی ان آڑوں سے خالی نہیں ہوتے۔ اور یہی ہے وہ نامقدس زنجیر جو قوموں کو بام عروج اور دارج ارتقاء پر چڑھنے نہیں دیتی اور قدم قدم پر ان کو روکتی ہے +

برق صداقت

میرے گذشتہ بیان کو تسلیم کر لینے کے بعد آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب ایسے آہنی قلعوں سے باہر آنا ناممکن ہے۔ اور ایسے فولادی حجابوں کا پھاڑنا محال۔ تو پھر جن لوگوں نے جب کبھی بھی کجروی و ضلالت کو چھوڑ کر راہ ہدایت کو اختیار کیا ہے۔ تو کیونکر؟ اور گمراہی کی تاریک بدبختی سے ارشاد کی عظیم ترین خوش نصیبی کو پایا ہے۔ تو کس طرح؟ اس وقت میں جواب دونگا کہ اگرچہ قلوب و اذہان عصبیت کی ان نامقدس

چادروں میں ضرور ملفوف رہتے ہیں۔ اور انکی صلابت و قوت کافی سے زیادہ استحکام
و استواری رکھتی ہے۔ مگر صداقت و حقیقت وہ برق آہن تاب ہیں۔ کہ انکی ربانی کہربائیت
اور قدسی حرارت کے سامنے فولاد تو کیا۔ احجار بھی پگھل کر پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ آتش
خرمن سوز ہے۔ جس نے کذب و ضلال کے آہنی قلعوں کو بارہا منہدم اور مسمار کیا ہے یہ
وہ قوت نبرد آزمائی ہے جو صداقت و حقانیت کو اپنے حریف دشمن ضلالت و بطلان پر ہمیشہ
فتحمندی دلواتی رہی اور دلواتی رہیگی۔ حق و باطل کی لڑائیاں اور صداقت و کذب کی
معرکہ آرائیاں ازل سے ہوتی آئی ہیں۔ اور ابد تک ہوتی چلی جائیں گی۔ مگر اسکے سیف قاطع
اور برہان ساطع کے معجز نما اثرات سے میدان ہمیشہ اسی کے ہاتھ رہا ہے۔ اور ہمیشہ رہیگا۔ اگر
صداقت کی غیر متغیر تجلی دنیا میں روشن نہوتی۔ اگر سچائی کی شمع حقیقت شناس ضمیروں میں
پرتو افگن نہوتی۔ اگر حقانیت کے اندر جذب قلوب کی برقی قوت نہوتی۔ تو میں آپکو اپنی پوری
قوت بیان اور طاقت ایقان سے یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کو تاریکی جہل چھا جانے کے بعد علم کی
روشنی ہرگز میسر نہوتی۔ خدا کی یہ مقدس سرزمین بتوں کی پرستش سے آلودہ ہونیکے بعد خدا
پرستی سے ہرآئینہ مشرف نہ ہوتی، بے زبان پتھروں کے سامنے گردن جھکانیوالے انسان
قادر مطلق علام الغیوب کے آگے سرنگوں نہ ہوتے۔ بیشمار مجسم خداؤں کے ماننے والے ایک
غائب اور ان دیکھے خدا پر ہرگز ایمان نہ لاتے۔ اور آخر میں کہتا ہوں کہ ضلالت و بطلان سے
بھرا ہوا کوئی سینہ حقیقت و عرفاں کے انوار سے کبھی منور نہ ہوتا۔ اور رہبران ملل اور
ادیان سُبل کی ساری محنتیں ہمیشہ برباد جاتیں +

مگر نہیں۔ میں نے ایسے مغرور بلند سر بھی دیکھے ہیں، جو سچائی کے سامنے جھک
گئے ہیں۔ میں نے ایسی گردنیں بھی دیکھی ہیں، جو صداقت کے سامنے خمیدہ ہو گئی ہیں۔
میں نے بے غیرت آنکھیں بھی دیکھی ہیں، جو حقیقت کے روبرو محجوب ہو گئی ہیں۔ میں نے ایسی
زبانیں بھی دیکھی ہیں جو انکار صداقت کے بعد تسلیم حقیقت کا راگ گانے لگی ہیں۔ میں نے
ایسی احمقانہ ہٹ دھرمیاں بھی دیکھی ہیں جو داستان واقعیت کے آگے اقرار حقیقت سے
بدل گئی ہیں۔ میں نے بہت سے منکرین صداقت بھی دیکھے ہیں، جنہوں نے آخر میں سر
تسلیم خم کیا ہے۔ اور میں یقین دلا کر کہتا ہوں کہ میں نے گمراہی کی مہیب تاریکیاں بھی دیکھی
ہیں۔ جو ہدایت کی تیز شعاعوں سے بقعۂ نور بن گئی ہیں +

پس اے رہروانِ تلاشِ حقیقت، درہ نوردانِ سبیل ہدایت! اگر تمھیں علم کی سچی تلاش ہے۔ اگر تمھیں معرفت کی واقعی جستجو ہے۔ اگر تمھیں حکمت کا حقیقی تجسس ہے۔ تو اپنے قلوب سے تعصب کے حجابات ہٹاؤ۔ اپنے اذہان کو عصبیت کی چادروں میں نہ لپیٹو۔ اپنے کان کے پردوں پر تقلید کے میل نہ جمنے دو۔ اپنے ادراک واحساس کی کھڑکیوں میں جدید معلومات کو گھسنے سے نہ روکو۔ اپنے دماغوں میں انکار کے زنگ آلود قفل نہ ڈالو۔ اپنی طبیعتوں میں آہستہ آہستہ تسلیم کی خو پیدا کرو۔ ہر جدید مسئلہ کا انکار اسلئے نہ کردیا کرو، کہ شیخ اور ملا نفیس نے تمھیں اس سے آگاہ نہیں کیا۔ ہر نئی بات کی بے سمجھے تردید اسلئے نہ کردیا کرو کہ قانون و کامل الصناعہ میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اگر تمھیں سچائی کی پوری تلاش ہے۔ تو تمھارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ پہلے تم اپنے دل و دماغ سے تعصب و تقلید کی ناپاک آڑوں کو دور کرو۔ کہ صداقت وحقیقت کی روشنی کو یہی روکتی ہیں۔ اسکے بعد ان جدید مسائل کو بغور وفکر سوچو۔ اور ان کے سمجھنے کی کوشش کرو۔ بس صرف اسی قدر تمھارا فرض ہے جس کے لئے میں اسقدر زور دے رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خواہ مخواہ تم ان مسائل کے صحیح ہونے کا یقین ہی کر لو۔ اور یہ بھی اسلئے کہہ رہا ہوں۔ کہ تھوڑی دیر کے لئے اگر ہم بجبر واکراہ تسلیم کرلیں کہ یہ جدید مسائل مفید اور صحیح تھے۔ لیکن ہم نے ان کی طرف محض اسلئے توجہ نہیں کی کہ یہ مسائل نئے ہیں۔ اور اسلئے ہم ان کے سمجھنے سے قاصر رہے۔ تو اب بتلاؤ کہ ہمیں کیا ملا۔ کیا ہم ایک مفید شے سے محروم نہیں رہے۔ کیا ہم نے علم کے ایک مفید حصے کو اپنے جہل سے نہیں چھوڑ دیا۔ کیا ہمارے معلومات کے خزانہ میں اس علم کے بعد تھوڑا سا اضافہ نہیں ہوتا۔ کیا ہم اس حالت میں سچائی سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں علم وحقیقت کی تلاش ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر ہماری یہی حالت ہے۔ تو ہمیں یقین کرنا چاہئے کہ ہم اس دعوی میں سراسر جھوٹے ہیں۔ ہمیں علم کی ہرگز جستجو نہیں ہے، ہمیں حقیقت کی ہرگز تلاش نہیں ہے۔ اور بالفرض اگر ہے۔ تو ہم بالکل غلط راہ پہ پڑے ہوئے ہیں۔ اور منزل مقصود سے سراسر ہٹے ہوئے ہیں۔

ہرگز نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

لیکن برعکس اس کے اگر فرض کیجئے کہ ہم نے اس جدید مسئلہ پر غور کیا۔ اور اُسے

ہم نے سمجھکر اپنے وسیع خزانہ خیال کے ایک گوشہ میں جمع کر دیا۔ تو اب بتلائیے کہ ہمارا گیا بگڑا۔ ہم سے کیا چھن گیا۔ کیا ہم اس کی وجہ سے جاہل و کندہ ناتراش ہو گئے۔ کیا ہم سے اس جدید علم کے بعد دماغ کا کوئی ٹکڑا نکال لیا گیا۔ اور کیا ہمارے قوئی مدرکہ اور حساسہ اس کے بعد معطل ہو گئے *

اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیوں نہ ہم امن و سکون کے ساتھ جراثیم کی داستان سنیں۔ اور کیوں نہ ہم صبر و اطمینان کے ساتھ عناصر و ارکان کی جدید حکایات پڑھیں۔ مچھروں اور پسوؤں کے الفاظ سے ہم کیوں چیں بجبیں ہوں۔ ماہیات و اسباب امراض کے جدید نظریات ہمارے خرمن عقل و ہوش میں کیوں آگ لگا دیں۔ اور ہمارے قصر صبر و قرار ان شراروں سے کیوں بھڑک اٹھیں *

المسیح ایک ترجمان ہے

مجھے آپ اجازت دیجئے کہ میں مذکورہ بالا تمہید کے ساتھ المسیح کے حالات کو تطبیق دوں اور اس کی نازک ذمہ داری کو بتاؤں *

اگر المسیح جراثیم کے مسائل آپ کے روبرو پیش کرے۔ اگر المسیح ارکان و عناصر کے جدید اکتشافات سے آپ کی تواضع کرے۔ اگر المسیح دوسرے جدید معلومات کے مسائل پر تفصیل سے بحث کرے تو آپ فرمائیے کہ آپ المسیح کو کیا خیال کرینگے؟ اور اسے کس نظر سے دیکھیں گے؟

مگر قبل اس کے کہ آپ اس سوال کے جواب کی طرف توجہ کریں۔ میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ آپ المسیح کو محض ایک ترجمان تصور فرمائیں۔ اور اسکی نازک ذمہ داری کو ایک ترجمان کی ذمہ داری خیال کریں۔ یہ ایک باغبان ہے۔ جو آپکو ایک باغ کی سیر کرا رہا ہے جس میں کھٹے اور میٹھے۔ کڑوے اور کسیلے۔ لذیذ و بے لذت۔ پختہ اور خام۔ ہر قسم کے ثمرات درخت کی مختلف شاخوں میں جھوم رہے ہیں۔ ہاں یہ ایک مالی ہے۔ جو پھول کی کیاریوں میں آپ کو گشت کرا رہا ہے جس کی بیلوں اور پودوں میں خوش رنگ و بدرنگ، خوشبودار۔ اور بے بو۔ غرض ہر رنگ و بو کی کلیاں اور پھول نکلے ہوئے ہیں۔ اور آپ کو وہ اختیار دے رہا ہے کہ جس پھل کو آپ پسند کریں توڑ لیں۔ جو غنچہ آپ کے دل کو بھائے لے لیں۔ اور جسے ناپسند کریں چھوڑ دیں*

یہ اگر قدیم مسلمہ اصول کے ساتھ جدید مسائل ورنئے اکتشافات کو اپنے خاص طرز ادا اور مخصوص انداز بیان سے ظاہر کرتا ہے۔ تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آپ کو اِن اصول کی تصدیق کے لئے مجبور کرتا ہے۔ اور یہ کہ یہ کسی مسئلہ کی حقانیت و صدق کا دعویدار بنکر آیا ہے۔ بلکہ میں پھر کہونگا۔ کہ آپ اسکو محض ایک ترجمان مسائل خیال کریں بحیثیت ایک ترجمان ہونے کے یہ اپنا فرض ادا کرتا ہے اور متاخرین و متقدمین کے اقوال مختلفہ کو اپنی زبان سے ایک مخصوص پیرایہ میں ترجمہ کرکے آپ تک پہونچا دیتا ہے +

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
انچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

اس کے بعد اب آپ کا اور صرف آپکا فرض اور حق انتخاب باقی رہجاتا ہے۔ آپ کو پورا قبضہ اور کلی اختیار ہے۔ آپ جن مسائل کو چاہیں غلط سمجھکر پھینک دیں۔ اور جن قواعد و اصول کو چمکتا ہوا دیکھیں۔ اپنے خزانۂ ذہن کو اس سے روشن کریں۔ ہاں میں مکرر کہتا ہوں کہ جن اقوال کو آپ پسند کریں۔ اُنہیں مقبول کہیں۔ اور جن اقوال کو آپ ناپسند کریں انہیں مردود بنائیں +

مجھے آپ اجازت دیں کہ میں ذرا کھلے الفاظ میں اس مسئلہ کو عرض کردوں +
میرا گمان ہے کہ آپ کے خیالات علمیہ اور جذبات طبیہ دو حال سے خالی نہیں ہونگی
(۱) آپ کی قدامت پسندی جدید مسائل کی تحقیر و تنفیر پہ آپ کو مجبور کرتی ہے۔
(۲) آپکی جدت طرازی دست شوق کو اس طرف پھیلانے کے لئے مائل کرتی ہے
پس یہی دو حالتیں آپ کے طبعی جذبات کی ہوسکتی ہیں۔ اب ذرا طبیعت سنبھالکر صبر و قرار کے ساتھ سُنئے اور غور فرمائیے +

اگر آپ پہلی حالت میں گرفتار ہیں۔ اور معبودان قدیم کی پرستش میں اسقدر تیار ہیں کہ ہر نئے بت کے خط و خال کی آپ تذلیل ہی کرنا پسند کرتے ہیں۔ تو آپکو یاد کرنا چاہیئے کہ المسیح اگر جدید مسائل آپکے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اُن نئے بتوں کے خط و خال کو کھول کر دکھلاتا ہے۔ تو درحقیقت آپ کے اس مقدس و نیک کام کے انجام دینے میں المسیح آپ کی پوری مدد کررہا ہے۔ کیونکہ آپ کسی مسئلہ کی کماحقہ تردید

اسوقت تک ہرگز نہیں کر سکتے۔جب تک کہ خود آپ اس مسئلہ کو پوری طرح سمجھے ہوئے نہ ہوں۔اور اسکے مالۂ وما علیہ سے پوری واقفیت نہ رکھتے ہوں ⁂

اور اگر آپ دوسری حالت کے شیدا ہیں۔اور جدتِ خیالات کی تلاش میں آپکے مبارک ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں۔اور آپ کو حکمت وعرفان کی جستجو میں جدت و قدامت کی کوئی تفریق مدنظر نہیں ہے۔تو آپ یقین فرمائیے۔کہ المسیح آپ کا اس مبارک جستجو میں ہمدم و ہمراز بنے گا۔اور اس مقدس سفر میں آپ کا رفیق ثابت ہوگا اکثر تاریکیوں میں روشنی اور اجالا پیدا کریگا۔اور آپکو ہر قدم پر ٹھوکروں سے بچانے کے لئے اور رستہ کو صاف کرنے کے لئے آپ کا پیش رو خادم رہیگا ⁂

پس خواہ آپ قدامت کے دلدادگانِ جمال میں ہوں۔یا جدت وحدوث کے شیفتگانِ حسن میں۔آپ کو المسیح کے رویہ سے کسی حال میں ناخوش نہونا چاہئے۔آپکے جذبات وخیالات جس قسم کے ہوں۔آپ اسی نظر سے اسکے بیانات کو دیکھیں۔اور آپ پھر ایک مرتبہ سُن لیں کہ المسیح کسی مسئلہ کی حقانیت کا دعویدار بنکر نہیں آیا ہے۔ بلکہ محض ایک بے لوث ترجمان ہے ⁂

تنقید مسائل

رہے وہ مسائل جن میں المسیح خاموش رہنا نہیں چاہتا۔اور جن کی تصدیق و تکذیب کو پردۂ خفا میں رکھنا پسند نہیں کرتا۔ان میں المسیح کا فیصلہ صاف اور کھلے الفاظ میں ہوگا اور وہ آپکو اپنا خیال بلاخوفِ وتردید سنا دیگا۔کیونکہ کسی زبان کا ایسے وقت میں خاموش رہنا۔جبکہ بے خبر غلطی سے قعرِ ضلالت وگمراہی میں گر رہے ہوں۔میں ایک ناقابل معافی معصیت سمجھتا ہوں ⁂

میں پہلے پرچہ کے مقابلہ افتتاحیہ میں تنقید مسائل پر پورا زور دے چکا ہوں اور اس کی ضرورت واہمیت اچھی طرح بتلا چکا ہوں۔میں اسوقت بھی پوری قوت ایمانی سے کہتا ہوں کہ جب تک ہماری طب میں مسائل کی تنقید نہیں کیجائیگی اور فلسفہ کی کسوٹی پر یہ مسائل کسے نہ جائیں گے۔اسکے تدریجی زوال۔اور رفتارِ انحطاط میں ہرگز رجعت وقہقریت حاصل نہ ہوگی۔اور ہمارے ادبار و روبہ تنزلی کے قدم ہرگز پسپا نہونگے ⁂ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

ترجمہ و شرح کلیات قانون

حضرات اطبی دنیا میں شیخ بو علی سینا کا انقانون "قانون طب کی حیثیت" رکھتا ہے۔ اس سے نہ صرف ہمارے اطبا واقف ہیں، بلکہ یہ بے نظیر علمی ذخیرہ یورپ میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے، اور مدت ہائے دراز تک یورپ کی درسگاہوں میں مختلف زبانوں میں ترجمہ ہونے کے بعد سرمایۂ نصاب تعلیم رہا ہے۔

اس سے قبل قانون کے سب سے زیادہ ضروری اور اہم حصے **حمیات قانون** کا ترجمہ دفتر المسیح شائع کر چکا ہے، جو ملک میں خاص قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، یہ جامعہ طبیہ دہلی نیز دوسرے سرکاری اور غیر سرکاری طبی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہے +

ملک کی بہت بڑی خواہش تھی کہ تمام قانون کا اُردو ترجمہ اگر اسی مخصوص طرز بیان سے شائع کیا جائے، تو فن طب کی بہت بڑی خدمت حاصل ہوگی۔ چنانچہ اسی خواہش کی تکمیل کے لئے **جناب حکیم محمد کبیر الدین صاحب** نے اس طرف توجہ فرمائی اور سب سے پہلے **کلیات قانون** کا سلیس ترجمہ مع ضروری **شرح** کے اپنی مخصوص شان اور مقبول عام طرز بیان کے ساتھ شائع کیا ہے +

جس کی ایک اہم اور زبردست خوبی یہ بھی ہے کہ صفحہ کے ایک کالم میں اصل عربی عبارت ہے، اور اس کے بالمقابل دوسرے کالم میں فقرہ بفقرہ اسکا ترجمہ +

یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت جس طرح عربی داں طلباء و اطباء کے لئے مفید ہے اسی طرح اُردو جاننے والوں کے لئے بھی + ان معنوی خوبیوں کے علاوہ صوری محاسن یہ ہیں کہ ۲۰×۳۰ سائز کے ۳۲ پونڈ وزنی سفید چکنے کاغذ پر چھپوایا گیا ہے۔ طباعت اور کتابت میں خاص اہتمام کیا گیا ہے +

قیمت جلد اول پانچ روپیہ۔ مجلد چھ روپیہ +
قیمت جلد دوم۔ چھ روپیہ " ۶۸

دفتر المسیح۔ قرول باغ۔ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم

ضروری مختصر لغت

طبّی لغاتچہ

مندرجۂ ذیل طبی الفاظ و اصطلاحات، جو کتاب افادۂ کبیر وغیرہ کے مختلف مقامات میں آئے ہیں، وہ اس مختصر لغت میں بترتیب حروف تہجی لکھے جاتے ہیں اور اُن کی مختصر تعریف بتائی جاتی ہے۔ یہ الفاظ و اصطلاحات محض وہ ہیں جو کلیات کی ابتدائی کتابوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔ رہے دیگر طبی الفاظ و مصطلحات۔ وہ مفصل اور مستقل طور پر دوسری کتاب (طبی لغات) میں جمع کئے گئے ہیں +

یہ کتاب پہلی بار ۱۹۱۹ء میں چھپی دوسری بار مع ضروری اضافات ۱۹۲۳ء میں، تیسری بار ۱۹۳۰ء میں، چوتھی بار ۱۹۳۲ء میں، اور پانچویں بار ۱۹۳۶ء میں طبع ہوئی +

محمد کبیر الدین

۹- اکتوبر ۱۹۳۶ء

الف

آسمانجونی (معرب) آسمانی رنگ +

آشِ جو (ف) کشک الشعیر۔ پکے ہوئے جو کا گاڑھا پانی +

آلات (ع) آلہ کی جمع۔ اوزار۔ ہتھیار۔ اعضاء کو آلات کہا جاتا ہے +

آلات بول۔ پیشاب سے تعلق رکھنے والے اعضا، جیسے گردے۔ مثانہ وغیرہ

آلات حرکت۔ بدنی حرکت سے تعلق رکھنے والے اعضاء جیسے عضلات نسیں۔ جوڑ۔ ہڈیاں وغیرہ

آلات حس۔ جیسے آنکھ، کان، جلد، وغیرہ +

ابتدائی ترکیب۔ ترکیب کے معنے ملانے اور مرکب کرنے کے ہیں۔ ابتدائی ترکیب کو کہتے ہیں جس میں کوئی مرکب جزو نہ ہو، بلکہ اُس میں فقط بسیط اور مفرد اجزاء ہوں جن کی تقسیم دوبارہ نہ ہو سکے۔ اسی کو ترکیب اوّلی کہتے ہیں۔ اور جس میں مرکب اجزا ہوتے ہیں اُسے ترکیب ثانوی کہتے ہیں +

اَبخِرَہ (ع) بخار کی جمع۔ بھاپ +

ابدان (ع) بدن کی جمع +

ابصار (ع) دیکھنا۔ دکھلانا +

ابہام (ع) انگوٹھا +

اَبیَضْ حقیقی (ع) واقعی اور سچا سفید جیسے دودھ +

اَبیَضْ مجازی (ع) جھوٹا سفید جیسے شفاف پانی +

ابیض مشف (ع) جھوٹا سفید جیسے صاف پانی +

اُترجی (ع) ترنجی رنگ۔ پوست ترنج جیسا زرد رنگ +

اثنا عشری (ع) پہلی آنت جو معدہ سے شروع ہوئی ہے +

اجزاء اوّلیہ۔ اُن بسیط اور مفرد اجزاء کو کہتے ہیں۔ جو کسی مرکب کے اجزاء کو جدا کرتے وقت سب سے آخر میں نکلتے ہیں، مثلاً حیوانات اور نباتات مرکب ہیں۔ اور انکے لئے عناصر یعنی آب و آتش خاک و باد وجزاء اولیہ ہیں +

اِجاصیّہ (اجاص۔ آلو بخارا) ایک قسم کی غذا ہے جس میں آلو بخارا پڑھتے ہیں + اس کا رواج اُن ملکوں میں ہے۔ جہاں آلو بخارا پیدا ہوتے ہیں +

اجل اطول۔ اجل کے معنے موت اور وقت کے ہیں۔ اور اطول کے معنے دراز اور لمبی کے ہیں۔ طبی اصطلاح میں اجل اطول لمبی زندگی کو کہتے ہیں جس کی تخمینی میعاد ایک سو بیس سال بتائی جاتی ہے

اَجناس متباعِد (متباعد- بعید- دور) اُن جنسوں کو کہتے ہیں جو کسی تیسری جنس کے ماتحت نہ آسکیں۔ مثلاً مزاج اور ترکیب دور کی جنس کہلاتی ہیں۔ کیونکہ مزاج نہ ترکیب یعنے ساخت کے ماتحت ہے۔ اور نہ ساخت مزاج کے ماتحت۔ بلکہ دونوں کا مفہوم جداگانہ ہے۔ اور ان کے اوپر کوئی ایسی تیسری جنس نہیں ہے جس کے ماتحت یہ دونوں ہوں برخلاف اس کے اجناس متقارب اُن جنسوں کو کہتے ہیں جن کے اوپر کوئی تیسری جنس ہو۔ مثلاً عضو کی شکل اور اسکی مقدار قریب کی جنسیں کہلاتی ہیں، کیونکہ یہ دونوں باتیں ساخت (ترکیب) کے اندر داخل ہیں +

اَجناس مُتقارِب۔ دیکھو اجناس متباعد +

اَجوَف (ع) بدن کی سب سے بڑی ورید جو قلب کے دائیں اذن سے تعلق رکھتی ہے۔ جو ورید قلب کے اوپر ہوتی ہے اسکو اجوف صاعد اور طالع کہتے ہیں۔ اور جو قلب سے نیچے جگر وغیرہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کو اجوف نازل کہتے ہیں +

احتباس۔ مواد کا بند ہونا اور بند رہنا۔ مواد خواہ از قسم پاخانہ ہو۔ یا پیشاب۔ یا پسینہ۔ یا میل کچیل وغیرہ۔ اور مواد کے خارج ہونے کو استفراغ کہتے ہیں +

احتباس طمث۔ حیض کا بند ہونا +

احتراق (ع) جل جانا +

احتلام (ع) بدخوابی۔ نیند میں انزال ہونا +

اِحراق۔ جلانا۔ کشتہ بنانا +

اِحساس (ع) محسوس کرنا۔ معلوم کرنا +

اَحشا۔ حشار کی جمع ہے۔ حشار کے معنے بھراؤ کے ہیں۔ احشار اُن اندرونی اعضاء کو کہتے ہیں۔ جو سینہ اور شکم کے اندر واقع ہیں۔ مثلاً معدہ۔ جگر۔ آنتیں۔ گُردے مثانہ۔ پھیپھڑے وغیرہ +

اَحلام (ع) حُلم کی جمع۔ خواب +

اَحمر اَقتم (ع) سُرخ گہرا سیاہی مائل +

اَحمر قانی (ع) گہرا سُرخ سیاہی مائل +

اَحمر ناصع (ع) شوخ سُرخ +

احوال (ع) صحت و مرض۔ حال کی جمع۔

اختلاج (ع) اعضاء کا پھڑکنا +

اختلاط عقل (ع) دماغ کا مختل و پریشان ہونا۔ جو جنون کی حد تک نہ پہونچا ہو +

اِختناق۔ دم گھٹنا۔ ہوا نہ ملنا +

اَخضر (ع) سبز۔ ہرا +

اُخلاط خلط کی جمع ہے۔ اس لئے اسکی تعریف خلط میں دیکھو +

اِدرار۔ بہانا۔ جاری کرنا۔ پیشاب یا حیض کا جاری کرنا +

اِدراک (ع) جان لینا۔ پہچاننا +

اِدمال (ع) زخم بھرنا +

اَدَمہ۔ سچی جلد۔ جلد کا زیرین طبقہ +

اَدْوِیَہ (ع) دوا کی جمع ہے +

ادویہ مفردہ۔ وہ دوائیں جو دوسری ادویہ کے ساتھ مرکب نہ کی گئی ہوں +

ادویہ مرکبہ، جیسے معجون۔ شربت وغیرہ +

اَدہان۔ دُہن کی جمع۔ روغن +

اُذن۔ کان۔ گوش۔ اُذن قلب قلب کے بالائی دونوں جوف کو اُذن کہتے ہیں۔ اور زیرین جوفوں کو بطن قلب +

اَذْہان (ع) ذہن کی جمع +

اَرْبِطَہ۔ رباط کی جمع ہے۔ بندش۔ ہڈی کے باندھنے والے جسم +

اُرْبِیَہ۔ کنج ران۔ جنگاسہ +

اِرْتعاش (ع) کانپنا۔ کپکپی۔ رعشہ +

اِرْخا۔ ڈھیلا کرنا۔ سست و کمزور کرنا

اَرض۔ مٹی۔ خاک +

ارکان۔ رُکن کی جمع ہے۔ ارکان کو عناصر اور یونانی میں اُسطقسات بھی کہتے ہیں۔ ارکان اُن چند بسیط اور مفرد اجسام کا نام ہے جس سے انسان۔ حیوان۔ نباتات اور جمادات کی ابتدائی ترکیب ہوتی ہے۔ ارکان اکثر قدماء کے نزدیک چار ہیں آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی +

اَرْواح۔ روح کی جمع ہے۔ روح کے معنے نفس اور جان کے ہیں۔ مگر طبی اصطلاح میں روح سے مراد وہ نفیس اور لطیف جسم ہے۔ جو اخلاط کے پاکیزہ اور لطیف اجزاء سے حاصل ہوتا ہے۔ اور جسکو لطیف بھاپ (بخارات) سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ بدن کی ساری قوتیں اسی پاکیزہ جسم کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے جتنی قسمیں قوتوں کی ہیں۔ اُتنی ہی قسمیں روحوں کی ہیں +

اِزْدِرَاد۔ نگلنا۔ لقمہ کا حلق اور مری سے گزرنا +

اِزلاق (ع) پھسلانا۔ ازلاق معدی غذا کا قبل از وقت پھسلکر خارج ہونا +

اِزمان (ع) پرانا ہونا۔ دیرینہ ہونا۔ دیرپا ہونا +

اَزْوَاج (ع) پٹھوں کے جوڑے +

اَسْبَاب (ع) سبب کی جمع ہے +

وجہ۔ علت +

اسباب ضروریہ۔ اسباب ستہ ضروریہ ہوا۔ کھانا پینا۔ حرکت و سکون بدنی۔ حرکت و سکون نفسانی استفراغ و احتباس۔ نیند و بیداری یہ کل چھ ہیں +

اسباب غیر مضادہ۔ وہ اسباب جو زندگی و حیات کے بالکل دشمن اور مخالف نہ ہوں +

اسباب مُضادّہ۔ وہ اسباب جو زندگی و حیات کے دشمن اور مخالف ہوں مثلاً زہر۔ قتل +

اِستحالہ (ع) ایک حالت سے دوسری حالت کا بدل جانا۔ تغیر و فساد واقع ہونا +

استحالہ حقیقی (ع) کسی چیز کی ماہیت اور اصلیت کا بدل جانا۔ اسے استحالہ صُوری بھی کہتے ہیں +

استحالہ کیفی (ع) کسی چیز کی صرف کیفیت کا بدل جانا۔ اس طرح کہ اُس کی ماہیت میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔ اسے استحالہ مجازی بھی کہتے ہیں +

اِستحاضہ (ع) مقررہ ایام سے خونِ حیض کا زائد آنا +

استحمام (ع) حمام کرنا۔ غسل کرنا +

استرخاء (ع) ڈھیلا ہونا۔ بے حرکت ہونا +

استسقاء (ع) پیٹ کے اندر یا تمام اعضاء میں پانی کا جمع ہونا۔ جس سے یہ اعضاء پھول جاتے ہیں +

استسقاءِ زقی۔ پیٹ کے اندر پانی کا جمع ہو جانا۔ جس سے پیٹ حل کی طرح پھول جاتا ہے +

استسقاء طبلی (ع) پیٹ کے اندر ریاح کا جمع ہو جانا جس سے وہ ڈھول کی طرح بولتا ہے +

استسقاء لحمی (ع) اس میں سارا بدن پھول جاتا۔ اور آٹے کی طرح پلپلا ہو جاتا ہے +

استظہار۔ کسی مرض سے بچنا جس کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو +

استفراغ۔ بدن سے مواد کے خارج ہونے کو کہتے ہیں۔ خواہ کسی صورت سے خارج ہوں۔ اس میں پیشاب۔ پسینہ پاخانہ۔ قی۔ نکسیر۔ خون تھوکنا۔ بخارات کا خارج ہونا۔ تھوک اور نزلہ بھی شامل ہیں +

استفراغ جزئی (ع) کسی ایک مخصوص مادہ کا بدن سے نکالنا۔ یا کسی خاص عضو سے مادہ کا خارج کرنا +

استفراغ کلّی (ع) تمام بدن سے

مادہ کا خارج کرنا۔ یا تمام اخلاط کا بدن
سے نکالنا۔ جیسے فصد یا مسہل قوی +
استلقاء (ع) چت لیٹنا +
استمراء۔ غذا کا ہضم ہونا۔ اور بدن
میں غذا کا لگنا +
استمناء (ع) جلق لگانا۔ ہاتھ سے
منی نکالنا +
استنشاق (ع) سانس اندر لینا۔
سیال دوا کا ناک میں سڑکنا +
استیصال (ع) جڑ سے اکھیڑنا۔
قلع قمع کرنا +
اسخان (ع) گرم کرنا +
اسطقسات (ی) ارکان۔ عناصر۔
اسطقس کی جمع ہے +
اسفید باج (معرب فارسی) سادہ
شوربہ جس میں گرم مصالحہ نہ پڑے ہوں +
اسقاط (ع) حمل کا قبل از وقت گرنا +
اسنان (ع) سن کی جمع۔ دانت
عمر +
اسہال (ع) دست آنا۔ دست لانا +
اسیلم۔ چھوٹی انگلی اور اس سے
اندر کی انگلی کے مابین ایک رگ ہے۔ جو
اکثر لوگوں میں نمودار ہوتی ہے +
اشباح (ع) شبح کی جمع ہے۔
عکس۔ تصویر +

اشتعال (ع) جلنا۔ روشن ہونا +
اشتہاء (ع) بھوک۔ خواہش +
اشربہ (ع) جمع شراب۔ یعنے شربت
پینے کی چیز +
اصابع (ع) اصبع کی جمع۔ انگلیاں +
اصبع (ع) انگلی۔ انگشت +
اصلاح (ع) درست کرنا۔ مضرت کا
دور کرنا۔ دوا کا مدبر کرنا +
اصوات (ع) صوت کی جمع۔ آواز +
اضراس (ع) ضرس کی جمع۔ ڈاڑھیں +
اضطجاع (ع) کروٹ سے لیٹنا +
اضلاع (ع) ضلع کی جمع۔ پسلیاں +
اضمدہ (ع) ضماد کی جمع۔ لیپ +
اطراف (ع) طرف کی جمع۔ چاروں ہاتھ
پاؤں +
اطریفل (معرب ہندی) وہ معجون
جس میں ہڑ۔ بہیڑہ۔ آملہ ضرور ہو +
اطعمہ (ع) طعام کی جمع۔ کھانا +
اطفال (ع) طفل کی جمع۔ بچے +
اطفاء (ع) بجھانا۔ ٹھنڈا کرنا +
اطلیہ (ع) طلاء کی جمع۔ پتلا لیپ جیسے
روغن +
اظفار (ع) ظفر کی جمع۔ ناخن +
اعتدال (ع) مزاج کا معتدل ہونا
درمیانی حالت میں ہونا +

اعراض (ع) عرض کی جمع ہے۔ وہ حالت جو کسی مرض سے پیدا ہو جائے (۲) حالت +

اعراض نفسانیہ۔ اعراض بمعنی حالات۔ نفسانیہ بمعنے نفس اور جان کے متعلق۔ اعراض نفسانیہ نفس اور جان کے حالات کو کہتے ہیں۔ اور نفس کے حالات چھ ہیں غصہ۔ خوشی۔ لذت۔ ڈر۔ غم۔ شرمندگی انہیں چھ امور کو حرکات نفسانیہ اور انفعالات نفسانیہ بھی کہتے ہیں +

اعصاب۔ عصب کی جمع ہے۔ پٹھے۔

اَعضَاء۔ عضو کی جمع ہے +

اعضاء آلیہ (ع) اعضاء مرکبہ +

اعضاء اَصلِیّہ (ع) وہ اعضاء جو منی سے پیدا ہوتے ہیں +

اعضای بسیطہ۔ اعضائی مفردہ کو کہتے ہیں +

اعضای بول۔ دیکھو آلاتِ بول۔

اعضای تناسُل (ع) خصیئے۔ ذکر خزانہ منی۔ رحم۔ اندام نہانی وغیرہ نسل سے تعلق رکھنے والے اعضاء +

اعضای تنفس (ع) سانس سے تعلق رکھنے والے اعضاء جیسے پھیپھڑے نرخرہ وغیرہ +

اعضای حرکت۔ دیکھو آلات حرکت +

اعضای حِس۔ دیکھو آلات حس +

اعضای حیوانیہ۔ قوت حیوانیہ کے اعضاء جیسے قلب۔ شریانیں وغیرہ +

اعضاء رئیسہ۔ اُن اعضاء کو کہتے ہیں جو ضروری قوتوں کے مبداء اور سرچشمہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ قلب قوت حیوانیہ کے، دماغ قوت نفسانیہ کے، جگر قوت طبعیہ کے اور خصیے قوت تولید کے سرچشمہ ہیں +

اعضای طبعیہ۔ وہ اعضاء جو قوت طبعیہ سے تعلق رکھتی ہیں جیسے اعضاء غذا و اعضای تناسل۔ جگر و معدہ وغیرہ +

اعضاء متشابہۃ الاجزاء۔ اعضاء مفردہ کا نام ہے (دیکھو اعضاء مفردہ) +

اعضاء مرکبہ۔ دیکھو اعضاء مفردہ +

اعضای مفردہ۔ اطباء ہڈی۔ کری۔ رباط پٹھے۔ نس۔ جھلی۔ گوشت۔ چربی اور رگوں کو اعضای مفردہ کہتے ہیں۔ اور باقی اعضاء کو اعضاء مرکبہ کہتے ہیں جو حقیقت میں انہیں مذکورہ بالا اعضاء کے ملنے سے بنتے ہیں مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ سر۔ گردن۔ سینہ وغیرہ۔ اعضائے مفردہ کی تعریف یہ ہے کہ اگر اسکا کوئی ظاہری اور محسوس حصہ لیکر پوچھا جائے کہ اسکا کیا نام ہے اور اسکی کیا تعریف ہے۔ تو جواب میں وہی نام اور وہی تعریف بتائی

جائے جو اصل عضو کا نام اور اُس کی تعریف ہے۔ اور عضو مرکب ہیں اُس کے کسی حصہ پر اصل عضو کا نام اور اسکی تعریف صادق نہیں آتی ہے۔ مثلاً ہڈی عضو مفرد ہے۔ اس کے ہر ایک ٹکڑے اور حصے کو ہڈی ہی کہتے ہیں۔ برخلاف ازیں ہاتھ عضو مرکب ہے۔ اس کے کسی ایک حصہ کو مثلاً ہاتھ کی انگلی کو ہاتھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ ہاتھ تمام اجزاء کے مجموعے ہی کو کہہ سکتے ہیں +

اعضاء منویہ (ع) = وہ اعضاء جو منی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اعضاء اصلیہ +

اعضاء نفسانیہ۔ وہ اعضاء جو قوت نفسانیہ سے تعلق رکھتے ہوں جیسے دماغ۔ نخاع پٹھے وغیرہ +

اَعْمَال یَدْ۔ (اعمال۔ کام۔ ید۔ ہاتھ) اعمال ید۔ ہاتھ کے کام۔ جراحی اور دستکاری کو ہاتھ کے کام کہتے ہیں +

اِعْیَاء (ع) تکان تھکن۔ (اعیاء ریاضی ورزش کی تکان +

اِغْتِسَال۔ (ع) غسل کرنا +

اَغْشِیَہ (ع) غشاء کی جمع۔ جھلیاں +

اِفَاقَہ۔ مرض سے صحت پانا +

اَفَاوِیَہ (ع) خوشبودار دوائیں +

افعال۔ فعل کی جمع ہے۔ فعل کے معنے کام کے ہیں۔ قوت سے جو اثر ظاہر ہوتا ہے اُسے فعل کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے جو نام قوتوں کا ہے وہی نام افعال کا ہے۔ جیسے قوت حیوانیہ۔ طبعیہ۔ نفسانیہ۔ اسی طرح افعال حیوانیہ۔ طبعیہ۔ نفسانیہ +

افعال مرکبہ۔ دیکھو افعال مفردہ +

افعال مُفْرَدہ۔ بدن کے اُن کاموں کو کہتے ہیں جو صرف ایک قوت سے حاصل ہوں مثلاً فضلات کا دفع ہونا ایک فعل ہے یہ فقط قوت دافعہ سے حاصل ہوتا ہے اور غذا کا جذب ہونا بھی ایک فعل ہے جو فقط قوت جاذبہ سے حاصل ہوتا ہے اور افعال مرکبہ انکے برعکس وہ افعال کہلاتے ہیں جو دو یا زیادہ قوتوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً لقمہ کا نگلنا ایک فعل ہے۔ مگر یہ دو قوتوں سے پورا ہوتا ہے۔ ایک قوت غذا کو منہ سے حلق کی طرف۔ اور حلق سے اس کے آگے ڈھکیلتی ہے۔ اور دوسری قوت اندر سے غذا کو جذب کرتی ہے +

افعال نفسانیہ۔ قوت نفسانیہ کے افعال +

اقالیم۔ اقلیم کی جمع ہے۔ زمین کی آبادی کا ساتواں حصہ اقلیم کہلاتا ہے۔ اقالیم

سبعہ۔ زمین کے ساتوں اقلیم (دیکھو اقلیم) +

اقراص۔ قرص کی جمع ٹکیاں +

اقراص کافور۔ اقراص قرص کی جمع ہے جس کے معنے ٹکیہ کے ہیں۔ اقراص کافور ٹکیہ کی شکل کی ایک مرکب دوا ہے۔ جس میں کافور بھی ہوتا ہے +

اقراص لیموں ٹکیہ کی شکل میں ایک مرکب دوا ہے جس کی ترکیب میں لیموں پڑتا ہے +

اِقلیم۔ اس کی جمع اقالیم ہے پہلے یہی خیال تھا کہ زمین کا صرف چوتھا حصہ آباد ہے۔ باقی غیر آباد اور پانی میں غرق ہیں۔ اس چوتھے حصے کو فرضی خطوط کے ذریعہ سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک حصہ کو اقلیم کہا جاتا ہے ہر ایک اقلیم کی آب و ہوا اور طرز معاش دوسری اقلیم سے جداگانہ ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ زمین کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا +

اَقطارِ ثلاثہ۔ جسم کی لمبائی۔ چوڑائی اور دبازت +

اَکحَل۔ ایک رگ ہے جو کہنی کے جوڑ کے مقابل باسلیق اور قیفال کی ایک شاخ کے ملنے سے بنتی ہے۔ اور کلائی کے وسط میں اوپر سے نیچے آتی ہے۔ اور پہونچے کے پاس پہونچکر چند شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ اسی رگ کو ہفت اندام بھی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ اکحل یونانی لفظ کحلاوسن سے نکلا ہے۔ جس کے معنے مرکب کے ہیں۔ چونکہ یہ رگ قیفال و باسلیق کی شاخوں سے ملکر بنتی ہے اس لئے یہ نام رکھا گیا ہے +

(تشریح کبیر مع تغیرا) +

آکُل (ع) کھانا۔ ساخت کو گلا دینا +

التہاب (ع) سوزش۔ جلن۔ جلنا + بھڑکنا۔ ورم گرم +

اَلَم (ع) درد۔ دکھ۔ جمع آلام +

اَلوان (ع) لون کی جمع۔ رنگ +

اَلیاف (ع) لیف کی جمع۔ ریشے +

اِمالہ (ع) پھیر دینا۔ مواد کا رخ ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف بدل دینا +

اِمتصاص (ع) چوسنا۔ جذب کرنا +

اِمتلاء کے معنے بھرنے کے ہیں۔ معدہ کا غذا سے بھرا ہونا۔ یا بدن کا مواد سے بھرا ہونا +

اَمراض۔ مرض کی جمع ہے۔ مرض اس حالت کا نام ہے جس سے بدن کے افعال بے قاعدہ ہو جاتے ہیں برخلاف اس کے صحت اُس حالت کا نام ہے

جس سے بدن کے افعال باقاعدہ رہتے ہیں +

امراض اصلیہ۔ دیکھو مرض اصلی +

امراض اوعیہ۔ امراض تجاویف کا دوسرا نام ہے (دیکھو امراض تجاویف) +

امراض بسیطہ (دیکھو امراض مفرد) +

امراض تجاویف (تجاویف۔ گڑھے) وہ امراض جن سے عضو کا جوف چھوٹا یا بڑا ہو جائے مثلاً معدے کے جوف کا تنگ ہو جانا۔ خصیوں کی تھیلی کا کشادہ ہو جانا۔ قلب کے جوف کا خون اور روح سے خالی ہو جانا۔ دماغی بطون کا بند ہو جانا +

امراض ترکیب۔ ترکیب کے معنے بناوٹ اور ساخت کے ہیں۔ اس لئے اس کے معنے ہوئے ساخت کا مرض یعنے وہ مرض جس سے اعضاء کی ساخت میں فرق آ جائے۔ ترکیب میں چار باتیں داخل ہیں (۱) عضو کی مقدار (۲) عضو کا عدد (۳) عضو کی وضع (۴) عضو کی خلقت (۱) عضو کی مقدار اگر گھٹ جائے یا بڑھ جائے تو اسے مرض مقدار کہتے ہیں مثلاً بہت زیادہ فربہ ہو جانا یا مثلاً آنکھ کے ڈھیلے کا چھوٹا ہو جانا۔ (۲) عضو کا عدد اگر گھٹ جائے یا بڑھ جائے تو اسکو مرض عدد کہتے ہیں۔ مثلاً انگلیوں کا چار۔ یا چھ ہو جانا (۳) عضو کی وضع اگر خراب ہو جائے تو اسے مرض وضع کہتے ہیں۔ مثلاً عضو کا ٹل جانا (۴) عضو کی خلقت اگر خراب ہو جائے تو اسے مرض خلقت کہتے ہیں۔ اور خلقت کے اندر چار باتیں داخل ہیں شکل۔ سطح۔ نالیاں۔ اور گڑھے۔ ان کی خرابیوں کو ان کی طرف منسوب کر کے مرض شکل۔ مرض سطوح۔ مرض مجاری۔ اور مرض تجاویف کہتے ہیں۔ ہر ایک کا ذکر اپنے اپنے موقعہ پر آتا ہے +

امراض تفرق اتصال۔ تفرق: اتصال کا جدا ہونا۔ تفرق اتصال کے امراض وہ کہلاتے ہیں۔ جن سے اعضاء کی ساخت میں کسی قسم کی علیحدگی آ جاتی ہے مثلاً کٹ جانا۔ پھٹ جانا۔ سوئی کا چبھنا۔ ادہ ورم کا عضو کی ساخت میں داخل ہونا +

امراض حادہ۔ تیز و شدید امراض جن کی مدت لمبی نہ ہو +

امراض خاصّہ۔ اُن امراض کو کہتے ہیں جو خاص خاص اعضاء میں پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً بواسیر مقعد ہی میں ہوتی ہے اور سوزاک عضو مخصوص ہی میں ہوتا ہے۔ برعکس اسکے امراض عامّہ

ان امراض کو کہتے ہیں جن کے لئے کوئی عضو مخصوص نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً بخار۔ ورم پھوڑے پھنسی وغیرہ +

امراض خلقت۔ وہ امراض جن سے عضو کی خلقت بگڑ جائے۔ اور خلقت کے اندر چار باتیں داخل ہیں۔ شکل، سطح۔ نالیاں، گڑھے، ان چاروں میں سے جس بات میں خرابی آتی ہے۔ اُسی کا مرض کہلاتا ہے۔ مثلاً کسی عضو کی شکل اگر بدل جائے تو اُسے مرض شکل کہتے ہیں۔ مثلاً ناک کا چپٹا ہونا، اگر سطح خراب ہوجائے تو اسے مرض سطح کہتے ہیں۔ اگر نالیاں خراب ہوجائیں تو اسے مرض مجاری کہتے ہیں، اگر گڑھے اور جوف خراب ہوجائیں تو اسے مرض تجاویف کہتے ہیں۔ مثلاً معدے کے جوف کا نہایت تنگ ہوجانا +

امراض سطوح۔ وہ امراض جن سے اعضاء کی سطحیں بگڑ جاتی ہیں۔ مثلاً جس سطح کو کھردرا ہونا چاہیئے وہ چکنی ہوجائے، یا جسے چکنی ہونی چاہیئے وہ کھردی ہوجائے +

امراض سوء ترکیب۔ دیکھو مرض ترکیب +

امراض سوء مزاج۔ کسی عضو کے اصلی مزاج بگڑ جانے کا نام ہے۔ مثلاً کسی عضو میں گرمی کا بڑھ جانا۔ یا سردی کا بڑھ جانا، یا تری یا خشکی کا بڑھ جانا زیادہ تفصیل سوء مزاج میں دیکھو +

امراض شرکیہ۔ مرض شرکی وہ مرض جو دوسرے مرض کی وجہ سے ہوا ہو +

امراض شکل۔ وہ امراض جن سے عضو کی شکل و صورت میں خرابی آجائے۔ مثلاً سر کا چپٹا ہونا۔ پیٹھ کا کبڑا ہونا۔ ناک کا بیٹھ جانا +

امراض صفائح }
امراض صفائح الاعضاء } دیکھو امراض سطوح

امراض عامّہ۔ دیکھو امراض خاصہ +

امراض عدد۔ (عدد، شمار۔ تعداد) وہ امراض جن سے عضو کی تعداد میں فرق آجائے یعنی عضو اپنی تعداد سے کم یا زیادہ ہوجائے۔ مثلاً انگلیوں کا چار یا چھ ہونا +

امراض مادّیہ۔ وہ امراض جو فاسد مواد سے پیدا ہوں۔ اور امراض مزاجیہ وہ ہیں جو اعضاء کے مزاج کے بگڑنے سے پیدا ہوں +

امراض مُتَعَدِّیَہ۔ وہ امراض جو ایک سے دوسرے کو لگ جاتے ہیں۔ جیسے

کھجلی +
امراض مجاری۔ (مجاری۔ نالیاں) وہ امراض جن سے عضو کی نالیاں خراب ہوجاتی ہیں۔ یعنی نالیاں پھیل جاتی ہیں، تنگ ہوجاتی ہیں۔ یا بند ہوجاتی ہیں +
امراضِ مرکّبہ۔ دیکھو امراض مفردہ +
امراض مزاجیہ۔ دیکھو امراض مادیہ +
امراض مزمِنہ۔ دیرپا امراض۔ وہ امراض جن کی مدت لمبی ہو۔ نہ جلد اچھے ہوتے ہوں اور نہ جلد انسان کو ہلاک کرتے ہوں۔ مثلاً فیلپا۔ امراض مزمنہ کی مدت کم از کم چالیس روز ہے اور جن امراض کی مدت چالیس روز سے کم ہو۔ اور سخت ہوں انھیں امراض حادّہ (تیز امراض) کہتے ہیں +
اَمراضِ مُتعدِیَہ۔ دیکھو مرض متعدیہ +
امراضِ مُفرَدَہ۔ دیکھو مرض مفرد +
امراض مِقدَار۔ دیکھو مرض مقدار +
امراض وَضع۔ وہ امراض جن سے عضو کی وضع بگڑ جائے یعنی عضو اپنے مقام سے ٹل جائے یا اس کے تعلق میں فرق آجائے جو دوسرے آس پاس کے اعضاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً جوڑ کا اُکھڑ جانا۔ جوڑوں کا سخت ہوجانا۔ کا تیننا +

اَمشاج۔ بدن کے اخلاط و رطوبات +
اَمعَاء معی کی جمع۔ آنتیں۔ امعاء دقاق یا امعاء علیا اوپر کی تین چھوٹی آنتیں۔ امعاء غلاظ یا امعاء سُفلیٰ نیچے کی تین بڑی آنتیں +
اَملس۔ چکنا۔ ہموار +
اَموَات۔ موت کی جمع ہے۔ مرگ +
امور طبیعیہ۔ وہ چند امور ہیں جن سے انسان کا بدن بنا ہے۔ اور انسان کا وجود انہی امور پر موقوف ہے۔ چنانچہ ان امور میں سے اگر کسی کو معدوم مان لیا جائے تو انسان کا بدن بھی معدوم ہوجائیگا۔ اور اس کا وجود نہ رہ سکیگا وہ امور سات ہیں۔ ارکان۔ مزاج۔ اخلاط۔ اعضاء۔ ارواح۔ قوتیں۔ افعال +
انبساط۔ پھیلنا۔ خوش ہونا +
انتشار۔ کسی عضو کا پھول کر پھیل جانا۔ (۱) قضیب کا پھول جانا (۲) آنکھ کی پتلی کا ضرورت سے زیادہ پھیل جانا +
انتعاش۔ بھڑکنا۔ جوش آنا +
انتفاخ۔ پھول جانا۔ پیٹ وغیرہ کا ریاح کا جمع ہونا +
انتہا۔ ختم ہونا۔ آخر درجہ کو پہونچنا +
انثیین۔ دونوں خصیے +
انحدار۔ نزول۔ انحدار۔ اترنا۔ غذا کا ہضم

ہونے کے بعد اپنے رستوں کا اختیار کرنا +

اِنْحِطاط۔ گھٹنا۔ مرض کا اترنا۔ انحطاط جزئی۔ مرض کی باری اُترنے کا وقت +

اندمال۔ زخم کا بھرنا +

اِنْزال۔ منی کا نکلنا۔ منی کا باہر آنا +

انسداد۔ رگوں کا بند ہوجانا۔ سدہ پڑجانا +

انشقاق۔ چر جانا۔ پھٹ جانا +

انصباب۔ مادہ یا رطوبات کا کسی عضو پر گرنا +

انضاج۔ نضج دینا۔ مواد کو پختہ کرنا اور پکانا۔ یعنی اُسکو اس قابل بنا دینا کہ وہ بدن سے خارج ہونے کے قابل ہوجائے۔ مثلاً زخم کو پکانا۔ یہ بھی نضاج میں داخل ہے۔ اگر زخم کچا رہتا ہے تو مواد اچھی طرح خارج نہیں ہوتے ہیں اور اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اور بعض اوقات زخم بگڑ جاتا ہے +

اِنْطِفاء۔ بجھ جانا۔ سرد ہوجانا +

اَنف۔ ناک۔ جمع انوف +

اِنْفِتاح۔ کھل جانا۔ رگوں کے مُنہ کا کُھل جانا +

اِنْفِجار۔ پھوٹنا۔ بہنا۔ کسی زخم یا رگ کا کھل جانا +

انفعال۔ متاثر ہونا۔ اثر کو قبول کرنا +

انفعالات نفسانیہ۔ (نفس کے تاثرات) اعراض نفسانیہ کو کہتے ہیں۔ دیکھو اعراض نفسانیہ +

انقباض۔ سکڑنا۔ سمٹنا۔ سانس پھینکنا +

اِنْکِباب (اوندھا ہونا) بھپارہ لینا۔ دواؤں کی بھاپ لینا +

اَنْمُلہ۔ جمع انامل۔ انگلیوں کے سرے +

اَنوار۔ کلیاں۔ روشنیاں۔ نور کی جمع +

انہضام۔ ہضم ہونا۔ پچنا +

اَنْیاب۔ ناب کی جمع ہے۔ دندان نیش۔ کیل کے دانت +

اَوتار۔ وتر کی جمع ہے۔ وتر نس کو کہتے ہیں جو گوشت کے ساتھ لگی ہوتی ہے، اور رنگ میں سفید ہوتی ہے۔ چنانچہ ایڑی کی نس سب سے موٹی اور مضبوط ہوتی ہے +

اَوجاع۔ وجع کی جمع ہے۔ درد۔ دُکھ۔ مرض +

اَورام۔ ورم کی جمع ہے۔ دیکھو ورم +

اَوْرِدَہ۔ ورید کی جمع ہے۔ وریدان رگوں کو کہتے ہیں جن میں نبض کی

طرح تڑپ نہیں ہوتی ہے۔ اور لاغر دل
میں بدن کے اوپر اکثر نمایاں ہوتی
ہیں جن کا رنگ سبز نظر آتا ہے +
اَوْرطیٰ (ی) قلب کی سب سے بڑی شریان
اوریطیٰ (ا) جس سے بدن کی شریانیں
نکلتی ہیں۔ شریان اعظم۔ آبہر +
اَوْعِیَہ۔ دعاء کی جمع ظرف جوف۔ فضاء +
اَوْعِیَہ مَنی۔ خزانہ منی۔ یہ دو گلٹیاں ہیں
جو مثانہ کے نیچے ہوتی ہیں۔ اور ان میں
خصیوں سے آکر منی جمع رہتی ہے +
اوقات امراض۔ جو مرض صحت پذیر
ہوتے ہیں اُن میں چار اوقات پائے
جاتے ہیں (۱) وقت ابتلاء (شروع کا
زمانہ) (۲) وقت تزاید (زیادتی کا
وقت) (۳) وقت انتہاء (آخری زیادتی
کا وقت) (۴) وقت انحطاط (کمی کا
وقت) +
اوقاتِ جزئیہ۔ مرض کی ہر ایک باری
کے چاروں اوقات (۱) شروع ہونے کا
(۲) باری کے بڑھنے کا۔ (۳) شدت کی
انتہاء کا (۴) باری کے اترنے کا +
اَوْقَاتِ کُلِّیَہ۔ مرض کی ہر ایک باری کے
چاروں اوقات کو اوقات جزئیہ کہتے
ہیں۔ اور پورے مرض کے اوقات کو از
ابتداء تا قیام مرض اوقات کلیہ +

اِہتزاز۔ ہلنا۔ ڈولنا +
اَہْوِیَہ۔ ہواء کی جمع۔ ہوائیں +
ایام باحوریہ
ایام بحرانیہ } بحران کا دن +

ب

باتر۔ رگوں اور پٹھوں کا جوڑائی میں
پھٹ جانا +
بَاثِق۔ رگوں کا منہ کھل جانا +
بادِ صبا۔ پورب کی ہوا +
بارد۔ سرد۔ ٹھنڈا +
بارد بالفعل۔ وہ چیز جو چھونے سے
سرد محسوس ہو۔ اندرونی تاثیر اوس کی
کیسی ہی ہو جیسے برف +
بارِد بالقوّہ۔ وہ سرد چیزیں جو چھونے
سے سرد محسوس ہوں یا نہ۔ مگر بدن میں
سردی پیدا کرنے کی قوت رکھتی ہوں،
جیسے افیون +
باسلیق۔ وہ بڑی رگ ہے جو کہنی کے
جوڑ کے پاس اندر کی طرف ظاہر ہوتی
ہے اور کلائی کے زیرین حصے کی طرف
سے نیچے گزرتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ یہ
ورید بغل کی ورید ہے جو یہاں آکر
باسلیق کہلاتی ہے۔ چونکہ یہ ورید

ہاتھ کی تمام وریدوں سے بڑی ہے
اسلئے اسے باسلیق کہا گیا ہے۔ کیونکہ
باسلیق کے معنے عظیم الشان بادشاہ
کے ہیں (تشریح کبیر) +

باصرہ۔ دیکھنے والی قوت بصر کا بیان
قوت میں دیکھو +

باکرہ۔ وہ لڑکیاں جنکا پردۂ بکارت
(جو اندام نہانی کے اندر ہوا کرتا ہے
اور پہلے جماع سے پھٹ جاتا ہے) نہ
زائل ہوا ہو۔ اور ایک مرتبہ بھی اسے
جماع کا اتفاق نہ ہوا ہو +

بالغ / **بالغہ** } جوان۔ حد بلوغ کو پہنچا ہوا +

باہ (ع) جماع۔ ہمبستر ہونا۔ قوتِ جماع +

بثر (ع) رگوں یا پٹھوں کو چوڑائی میں
کاٹنا +

بثور۔ بثرہ کی جمع ہے۔ دانے۔ پھنسیاں +

بحران۔ مرض کا وہ وقت ہے جبکہ
مرض اور طبیعت کے درمیان جو باہم
دشمن ہیں سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ اِس
وقت مریض کی بُری حالت ہو جاتی ہے
بدن میں عظیم الشان تغیر پیدا ہو جاتا
ہے۔ گویا بحران جنگ کا بڑا دن
ہوتا ہے +

بحران ادواری۔ وہ بحران جو مرض کے
مواد کو پیشاب کے ذریعہ خارج کرے
(دیکھو بحران اسہالی) +

بحران اِسہالی۔ (دستوں کا بحران)
بحران کی حالت میں جب مرض اور طبیعت
کا مقابلہ ہوتا ہے تو گاہے طبیعت مرض
پر غلبہ پاکر اُس کے مواد کو بدن سے خارج
کرتی ہے اور مواد کے خارج ہونے کے
راستے مختلف ہیں۔ دست۔ قے۔ پیشاب۔
پسینہ۔ نکسیر۔ ان تمام صورتوں سے
مواد خارج ہو سکتے ہیں۔ مگر جب دستوں
کے ساتھ مواد خارج ہوتے ہیں تو اس
بحران کو بحران اسہالی کہتے ہیں +

بحران انتقال / **بحران انتقالی** } وہ بحران جس میں مادۂ مرض کو طبیعت اندرونی
اعضاء سے بیرونی اعضاء کی طرف دفع
کرتی ہے +

بحران تامّ۔ وہ بحران جس سے مرض
بالکل دور ہو جائے +

بحران جیّد۔ وہ بحران جس کے بعد فوراً
صحت پیدا ہو جائے۔ اور مریض تندرست
ہو جائے +

بحران حسن۔ جس کے ساتھ اچھی علامتیں
ہوں +

بحران ردی۔ جس کے بعد مریض کی
حالت پہلے سے زیادہ بُری ہو جائے +

بحران رعافی (رعاف: نکسیر) وہ بحران جو مرض کے مواد کو نکسیر کے ذریعہ خارج کرے (دیکھو بحران اسہالی) +

بحران عرقی (عرق: پسینہ) وہ بحران جو مرض کے مواد کو پسینہ کے ذریعہ خارج کرے (دیکھو بحران اسہالی) +

بحران کامل۔ دیکھو بحران جید +

بحران محمود۔ دیکھو بحران جید +

بُخار۔ بھاپ۔ جمع بُخارات۔ واَبخرہ۔
"بخار دخانی" دھواں ملی ہوئی بھاپ۔
"بخار مائی" بھاپ جس میں پانی کے اجزاء زیادہ ہوں +

بدل ما یتحلل۔ بدن کے تحلیل شدہ اجزا کا قائم مقام یا بدل۔ غذاء کو بدل ما یتحلل اس لئے کہتے ہیں کہ بدن کے تحلیل شدہ اجزاء کا قائم مقام یہی غذاء ہوا کرتی ہے +

بَراز (ع) پائخانہ +

بَرد۔ سردی۔ ٹھنڈک +

بَرد اطراف۔ ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہوجانا +

بَرَص۔ سفید کوڑھ۔ سفید داغ (۲) سیاہ داغ +

برودت۔ سردی۔ ٹھنڈک +

بسائط۔ بسیط کی جمع۔ مفرد۔ چاروں عناصر +

بسط۔ پھیلانا۔ مقابل قبض +

بسیط۔ مفرد۔ جو چند چیزوں سے مرکب نہو +

بسیطہ۔ مفرد۔ جو چند چیزوں سے مرکب نہو +

بَشرہ۔ بدن کی وہ سطح جو آنکھوں سے دکھائی دیتی ہے۔ جلد کی بیرونی پرت جلد کے دو پرتوں میں سے بیرونی پرت کو بشرہ کہتے ہیں جو موسم سرما میں بدن سے علیحدہ ہوجاتی ہے +

بصارت۔ بینائی۔ دیکھنا +

بصر۔ دیکھنا۔ قوت باصرہ کا بیان قوت میں دیکھو +

بُطلان / **بطلان قوت** } قوت کا فنا ہوجانا۔ فعل کا بند ہوجانا +

بَطن۔ (۱) شکم۔ پیٹ (۲) دماغ کی خلائیں، دل کی دو خلائیں جو اذن سے نیچے ہوتی ہیں +

بطنین مُقدّمین۔ دماغ کے دونوں پہلے بطن +

بطون دماغ۔ دماغ کے اندر کی خلائیں جو تین ہیں +

بطون قلب۔ قلب کے دونوں بطن +

بَقابِق۔ وہ آوازیں جو پائخانہ کے خارج ہوتے وقت ہوتی ہیں +

بُقُول۔ ساگ۔ پات۔ ترکاریاں +

بکر۔ دیکھو باکرہ +

بَلَد۔ **بلدہ**۔ شہر۔ ملک۔ بلاد جمع +

بلع۔ نگلنا۔ لقمہ کا حلق سے فرو ہونا +

بلغم۔ وہ سفید خلط ہے جس میں کم و بیش لیس ہوتا ہے۔ بلغم کا مزاج سرد و تر ہوتا ہے +

بلغم بورقی۔ کھاری بلغم۔ بلغم شور +

بلغم تفہ پھیکا اور بے مزہ بلغم +

بلغم جصی۔ (جص۔ گچ۔ چونہ) نہایت غلیظ اور لیسدار بلغم +

بلغم حامض۔ (حامض۔ ترش) ترش اور کھٹا بلغم +

بلغم خام (خام۔ کچا) وہ بلغم جسکا قوام مختلف ہو۔ یعنی کچھ اجزا رقیق ہوں۔ اور کچھ غلیظ نیز اس کا اختلاف نمایاں اور محسوس نہو۔ اور اگر اختلاف نمایاں ہو تو اُسے بلغم مخاطی کہتے ہیں +

بلغم زجاجی۔ نہایت لیسدار اور کچا بلغم +

بلغم طبعی۔ وہ ہے جسکا خون بننا آسان ہو یعنی وہ نہ زیادہ رقیق ہو۔ نہ زیادہ غلیظ۔ اوس کے مزے میں قدرے مٹھاس ہو +

بلغم عفص (عفص۔ کھٹا کسیلا) کھٹا بلغم +

بلغم غیر طبعی۔ وہ بلغم ہے جس کا خون بننا آسان نہ ہو۔ اور اس میں بلغم طبعی کے صفات نہ رہے ہوں +

بلغم مالح (مالح۔ نمکین) نمکین اور کھاری بلغم۔ بلغم شور +

بلغم مائی۔ (ماء۔ پانی) پانی سا رقیق بلغم +

بلغم مخاطی (مخاط۔ رینٹھ) وہ بلغم جس کا قوام مختلف ہو اور اسکا اختلاف قوام نمایاں اور محسوس ہو (دیکھو بلغم خام) جس بلغم کا قوام مختلف ہو اُسے مخاطی اسلئے کہتے ہیں کہ رینٹھ علی العموم مختلف القوام ہی ہوتا ہے +

بلغم مسیخ (مسیخ۔ پھیکا) پھیکا اور بے مزہ بلغم +

بلغمی۔ بلغم کا۔ بلغم والا +

بلوغ۔ جوانی۔ جوان ہونا۔ بالغ ہونا +

بنات۔ لڑکیاں۔ بنت کی جمع ہے +

بنصر۔ چھوٹی انگلی کے پاس والی انگلی +

بنیہ۔ خلقت۔ ساخت۔ پیدائش +

بواب۔ معدہ کا آخری تنگ حصہ جو پہلی آنت سے متصل ہے +

بواسیر۔ باسور کی جمع ہے۔ پاخانہ کے مقام کی رگیں پھول کر مسّہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ جن سے گاہے خون نکلتا ہے (بواسیر خونی) اور گاہے نہیں (بواسیر غیر خونی) +

بورقی۔ کھاری۔ نمکین۔ شور +

بورقیت۔ کھاراپن۔ شوریت +

بول۔ جمع ابوال۔ پیشاب۔ قارورہ +

بول ابیض۔ سفید قارورہ +

بول ابیض حقیقی۔ سفید قارورہ جو

دودھ یا سفید کاغذ کے مانند ہو +

بول ابیض مجازی۔ شفاف قارورہ جس میں کوئی رنگ نہ ہو +

بول ابیض مشف۔ شفاف قارورہ جس میں کوئی رنگ نہ ہو +

بول اُترُجی (اترج۔ ترنج) ترنج کے رنگ کا قارورہ۔ جس میں کافی زردی ہوتی ہے +

بول اَحمر (احمر۔ سُرخ) سُرخ قارورہ +

بول اَحمر اَقتم۔ وہ سرخ قارورہ جو زیادہ سیاہی مائل ہو +

بول اَحمر قانی۔ وہ قارورہ جو نہایت سُرخ اور قدرے سیاہی مائل ہو +

بول احمر ناصع۔ سُرخ اور شوخ رنگ کا قارورہ۔ زعفرانی قارورہ +

بول اَخضر۔ (اخضر۔ سبز) سبز قارورہ +

بول اسود (اسود۔ سیاہ) سیاہ قارورہ +

بول اَشقر۔ وہ قارورہ جس میں زردی اور قدرے سُرخی ہو۔ بھورا قارورہ +

بول اَصفر (اصفر۔ زرد) زرد رنگ کا قارورہ جس پر تھوڑی سی سُرخی سفیدی مائل ہوتی ہے +

بول الدّم۔ بجائے پیشاب کے خون آنا +

بول تبنی (تبن۔ بھوسا) بھوسے کے رنگ کا قارورہ یعنی اگر بھوسہ پانی میں بھگویا جائے تو جو رنگ پانی کا ہوگا وہی رنگ تبنی قارورہ کا ہوگا +

بول دَمَوی۔ خون ملا ہوا پیشاب +

بول زنجاری (زنجار۔ زنگار) زنگار کے رنگ کا قارورہ جو سفیدی مائل سبز ہوتا ہے +

بول فستقی (فستق۔ پستہ) پستئی رنگ کا سبز قارورہ +

بول کَدِر (کدر۔ گدلا) گدلا قارورہ +

بول کَدِر منثور۔ وہ گدلا قارورہ جس کے مکدر اجزا تمام قارورہ میں پھیلے ہوئے ہوں +

بول کُرّاثی۔ (کراث۔ گندنا) گندنا کے رنگ کا قارورہ۔ جو گندنا کے مانند سبز ہوتا ہے +

بول نارنجی (نارنج۔ نارنگی) نارنگی کے رنگ کا قارورہ +

بول ناری۔ (نار۔ آگ) آگ کے رنگ کا قارورہ۔ جو نہایت شوخ زردی و سُرخی مائل ہوتا ہے +

بول نیلجی۔ نیلے رنگ کا قارورہ +

بول وَردی (ورد۔ گلاب) گلابی قارورہ +

بول یَرقانی۔ سُرخ رنگ کا قارورہ جو زردی مائل جیسے یرقان میں ہوتا ہے +

بَیض }
بَیضَہ } (۱) انڈہ (۲) خصیہ +

بَیضَۃ النساء۔ عورتوں کی منی کا دانہ جو نطفہ بنتا ہے +

بَیضَتَین۔ دونوں خصیے +

پ

پاشویہ (ف) مریض کے پاؤں کو گرم پانی میں ڈالکر دھونا +

ت

تَبَثُّر۔ پھنسیاں نکلنا +

تَبخِیر۔ دھواں اُٹھنا۔ بخارات چڑھنا، بھاپ اُٹھنا۔ دھونی لینا +

تَبرِید۔ ٹھنڈک پہونچانا۔ ٹھنڈائی کا نسخہ +

تَبنی۔ بھوسے کا رنگ +

تَثَاؤُبا۔ جمائی +

تجاوِیف۔ تجویف کی جمع۔ گڑھے، خلائیں +

تجربہ۔ جانچ +

تجعید۔ بالوں کا گھنگھریالے بنانا +

تجفیف۔ خشک کرنا۔ سکھانا +

تجمید۔ جمانا۔ بستہ کرنا +

تجویف۔ گڑھا۔ جوف تجاویف جمع +

تَحَجُّر۔ پتھرانا۔ سخت ہوجانا +

تحریک۔ حرکت دینا +

تحلّل۔ مواد کا پوشیدہ طور پر غائب ہوجانا +

تحلیل۔ مواد کا پوشیدہ طور پر غائب کرنا +

تَخَدُّر۔ سُن ہوجانا۔ بحس ہوجانا +

تَخدِیر۔ سُن و بحس کرنا +

تخلخل۔ کسی جسم کی مقدار کا بڑھ جانا۔ پولا ہوجانا "تخلخل حقیقی" وہ ہے جس میں کسی دوسرے جسم کے اضافہ کے بغیر مقدار بڑھ گئی ہو جیسے گرمی سے پانی کا حجم بڑھ جاتا ہے "تخلخل مجازی" وہ ہے جس میں کسی جسم کے شامل ہوجانے سے مقدار بڑھ جائے جیسے ہوا کے داخل ہونے سے روئی پھول جاتی ہے +

تخلیط۔ بدپرہیزی کرنا +

تخمہ۔ بدہضمی۔ بدہضمی سے قے دست ہونا +

تَخَیُّل۔ خیال کرنا۔ سوچنا +

تداخل۔ ایک جسم کا دوسرے جسم میں داخل ہوجانا۔ ایک غذا کا دوسری غذا کے ہضم ہونے سے پہلے کھالینا +

تدبیر۔ اسباب ستہ ضروریہ یعنی چھ ضروری اسبابوں میں تغیر و تبدل

اور ایر پھیر کرنے کو کہتے ہیں۔ اور وہ چھ ضروری اسباب یہ ہیں۔ ہوا۔ کھانا پینا۔ حرکت و سکون۔ انفعالات نفسانیہ نیند و بیداری۔ استفراغ و احتباس اور تغیر و تبدل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً جب پیٹ میں درد زیادہ غذاء کھانے سے ہوتا ہے۔ تو غذاء روک دینے سے درد رفع ہو جاتا ہے ✣

تَدہین: مالش کرنا۔ تیل لگانا ✣

تَرَہُّل: بھربھرانا۔ پھول جانا ✣

تَرَشُّح: رسنا۔ رطوبت کا مسامات سے باہر آنا ✣

ترطیب۔ تری پیدا کرنا ✣

ترقیق۔ پتلا کرنا۔ رقیق بنانا ✣

ترکیب۔ مرکب کرنا۔ کئی چیزوں کو باہم ملانا۔ اعضاء کی ساخت ✣

تَروِیق۔ کسی سبزدوار کے عرق کو پھاڑ کر صاف کرنا جس سے اس کی سبزی دور ہو جائے۔ (مروق۔ پھاڑ کر صاف کیا ہوا) ✣

تَرَہُّل۔ ڈھیلا ہو جانا ✣

تِریاق۔ دافع سم۔ دافع زہر یا دزہر ✣

تَزَایُد۔ بڑھنا۔ زیادہ ہونا ✣

تَزَیُّد۔ مرض کا زیادہ ہونا۔ بڑھنا ✣

تَسافُد۔ جفتی کھانا۔ جانوروں کا جماع ✣

تَسخِین۔ گرم کرنا ✣

تَسدِید۔ راستہ بند کرنا۔ سدہ ڈالنا ✣

تَسعِیط۔ سعوط لینا۔ دوا کا ناک میں ٹپکنا ✣

تَسَطُّح راس۔ سر کا چپٹا ہونا۔ اگلی یا پچھلی بلندی کا نہ ہونا ✣

تَسکِین۔ آرام دینا۔ سکون پیدا کرنا ٹھہرانا ✣

تَسمِین۔ فربہ کرنا ✣

تَسوِید۔ سیاہ کرنا ✣

تَسہِیل۔ آسان کرنا ✣

تَشخِیص۔ مرض کی اصلی حقیقت کا معلوم کرنا ✣

تَشرِیح۔ لاش چیرنا۔ اعضا کی ساخت و فعل کا علم ✣

تَشَنُّج۔ سکڑنا۔ سکیڑ۔ اینٹھن۔ عضلہ یا عصب کا سکڑنا ✣

تشنج استفراغی۔ تشنج یابس کا نام ہے ✣

تشنج امتلائی۔ تشنج رطب کا نام ہے ✣

تشنج رَطب (تر تشنج) وہ تشنج جو بلغم سے پیدا ہوتا ہے ✣

تشنج یابس (خشک تشنج) جو خشکی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ✣

تَشوِیش۔ افعال کا بیقاعدہ اور پریشان

ہونا۔ پریشانیِ خیالات +

تصعید۔ اوڑانا۔ عرق یا جوہر اُڑانا +

تصفیہ۔ صاف کرنا

تصوّر۔ خیال کرنا۔ دھیان کرنا۔ سوچنا۔

تضعیف۔ دوچند کرنا۔ ضعیف کرنا +

تضمید۔ ضماد لگانا۔ لیپ لگانا +

تضییق۔ تنگ کرنا +

تطویل۔ لمبا کرنا۔ دراز بنانا +

تطہیر۔ پاک کرنا۔ آلائش و مواد سے صاف کرنا +

تعب۔ تھکنا +

تعادل۔ برابر اور مساوی ہونا +

تعدیل۔ اعتدال پر لانا۔ برابر کرنا +

تعریق۔ پسینہ لانا +

تعطیس۔ چھینک لانا +

تعفّن۔ سڑنا۔ گندہ ہونا۔ بدبودار ہونا +

تغذیہ۔ غذا پہونچانا +

تغریہ۔ لیسدار بنانا +

تغشیہ۔ پوشیدہ کرنا۔ ڈھانکنا۔ ستر کرنا +

تغیّر۔ استحالہ۔ حالت کا بدلنا +

تفتیت۔ ریزہ ریزہ کرنا۔ پتھری کا توڑنا +

تفرق اتصال۔ ساخت کے اتصال کا جدا ہونا۔ تفصیل دیکھو امراض تفرق اتصال میں +

تفکّر۔ فکر کرنا۔ سوچنا +

تفہ۔ بے مزہ۔ پھیکا +

تقاطع صلیبی بینائی کا وہ مقام ہے جہاں آنکھ کی طرف آنے والے دونوں پٹھے باہم صلیب (×) کے طور پر ملتے ہیں +

تقدّم بالحفظ۔ کسی مرض سے بچنا اس کے آنے سے پہلے حفاظت کرنا +

تقرّح۔ زخم بننا۔ زخمی ہونا۔ قرحہ بننا +

تقشّر۔ چھلکا اوترنا +

تقطیر۔ ٹپکانا۔ عرق کشید کرنا +

تقطیر بول۔ بار بار تھوڑا تھوڑا پیشاب کا خارج ہونا۔ بشرطیکہ زیادہ بھی ساتھ ہو +

تقعیر۔ کسی عضو کی بیرونی سطح کا گڑھا جیسے ہتیلی کا گڑھا

تقلّص۔ سکڑنا۔ اکٹھا ہونا +

تقمیط۔ پیدایش کے بعد بچے کو سر سے پاؤں تک کپڑے میں لپیٹنا۔ یہ دستور زیادہ تر ایران و عرب میں ہے +

تقیّح۔ پیپ پڑنا (۲) سینہ کے اندر پیپ کا جمع ہونا +

تکاثف۔ ٹھوس ہوجانا۔ جسم کا گھٹ جانا اگر بلا کسی جسم کے الگ ہوئے مقدار گھٹ جائے تو اسے تکاثف حقیقی کہتے ہیں جیسے سردی سے جسم کی مقدار چھوٹی ہوجاتی

ہے۔ اور اگر کسی حصۂ جسم کے الگ ہونے
سے اسکا حجم کم ہو تو اسے تکاثف مجازی
کہتے ہیں +
تکثیف۔ گاڑھا کرنا۔ سمیٹنا +
تکدر۔ ہلکا آشوب چشم جس سے آنکھ
میں محض گرمی اور سرخی آجاتی ہے +
تکلیس۔ کشتہ کرنا +
تکمید۔ ٹکور کرنا۔ سینک کرنا۔ ٹکور۔
سینک +
تلطیف۔ ہلکی غذا دینا۔ لطیف و رقیق
کرنا۔ تلطیف تدبیر۔ ہلکی غذا دینا +
تلیین۔ قبض دفع کرنا۔ ہلکا مسہل دینا +
تمدد۔ تن جانا۔ پھیل جانا۔ عضو کا سیدھا
کھنچ جانا۔ تمدد الثدی چھاتیوں میں
کھنچاوٹ اور تناؤ کا ہونا +
تمریخ۔ تیل لگانا +
تمطی۔ انگڑائی لینا +
تململ۔ بیقرار ہونا۔ کروٹیں بدلنا +
تنطیل۔ تریڑہ کرنا۔ نطول کرنا +
تنفس۔ سانس لینا +
تنقیہ۔ پاک کرنا۔ مواد کا بدن سے خارج کرنا +
تنور بدن۔ شکم کے اندر جتنے اعضا ہیں
وہ تنور بدن کہلاتے ہیں +
تورم۔ ورم ہونا۔ سوجنا +
تولہ (ہ) بارہ ماشہ +

تہبج۔ گھبراہٹ۔ ڈھیلا ورم +
تہلہل۔ ساخت کا ڈھیلا ہونا +
تہوع۔ ابکائی۔ قے جس کے ساتھ کچھ
خارج نہ ہو +

ٹ

ٹکور (ہ) تکمید +
ٹیس (ہ) ضربان +

ث

ثار (ت) آثار کا مخفف۔ سیر +
ثدی۔ پستان۔ چھاتی +
ثرید۔ شوربہ میں چور کی ہوئی روٹیاں +
ثفل۔ پھوک۔ فضلہ۔ پاخانہ +
ثقب۔ سوراخ۔ چھید۔ جمع ثقوب و
ثقب +
ثقبہ۔ سوراخ چھید جمع ثقوب و ثقب +
ثقبہ عنبیہ۔ آنکھ کی پتلی +
ثقل۔ گرانی۔ بوجھ +
ثقیل۔ بھاری۔ وزنی۔ گراں "غذاء
ثقیل" دیر ہضم غذاء +
ثلث: تہائی۔ تیسرا حصہ +
ثنایا۔ دو اگلے دانت +

ج

جاذب / جاذبہ — جذب کرنیوالا۔ وہ دوا جو بدن
کی رطوبتوں کو اپنی طرف
کھینچ لائے +

جالی۔ جلا بخشنے والی صاف کرنے والی +

جامد۔ جما ہوا۔ جو بہہ نہ سکے۔ جیسے موم ٹھوس سخت +

جذب۔ کھینچنا۔ رطوبت کا چوسنا +

جراثیم جرثومہ کی جمع۔ خورد ترین نباتی یا حیوانی یک خانہ ذی حیات جسم +

جراح۔ علم جراحی کا جاننے والا۔ دستکار۔

جراحت۔ زخم۔ زخمی ہونا۔ جمع جروح "علم جراحت" دستکاری کا علم +

جروح۔ جراحت کی جمع۔ زخم +

جریان کسی رطوبت کا بہنا۔ منی کا غیر طبعی طور پر بہنا +

جزء عملی۔ دیکھو جزء نظری +

جزء علمی۔ دیکھو جزء نظری +

جزء نظری۔ علم طب کے جزء نظری سے مراد وہ حصہ ہے جس میں فقط اس قسم کی باتیں ہوں جن کو عمل سے کوئی تعلق نہ ہو۔ بلکہ ان باتوں سے محض چند اشیا کا علم اور اُن کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً یکہ مزاج کی قسمیں نو ہوتی ہیں یا مثلاً ارکان چار ہوتے ہیں۔ اسی حصہ کو جزء علمی (حصہ علمی) بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں جزء عملی ہے جس میں ایسے مسائل ہوتے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہ ورم میں کیا کرنا چاہیئے۔ بخار اگر ہو تو کیا علاج ہونا چاہیئے۔ وغیرہ +

جسم۔ بدن۔ تن۔ اجسام جمع +

جسم بسیط۔ وہ جسم ہے جو چند جسموں سے ملکر نہیں بنتا ہے۔ بلکہ دوسرے اجسام اس سے ملکر بنتے ہیں۔ چنانچہ پانی اور ہوا وغیرہ بسیط یا مفرد اجسام کہلاتے ہیں۔ بر خلاف اس کے جسم مرکب وہ ہے جو چند جسموں سے ملکر بنے۔ مثلاً تمام حیوانات و نباتات آگ پانی۔ ہوا اور خاک سے بنے ہوئے ہیں +

جسم مرکب۔ دیکھو جسم بسیط +

جسم مفرد۔ دیکھو جسم بسیط +

جص۔ گچ۔ چونہ +

جصی۔ "بلغم جصی" سفید گاڑھا بلغم +

جفاف۔ خشک ہونا +

جلد۔ کھال۔ پوست۔ چمڑا۔ جمع جلود جلد حقیقی ادمہ کا نام ہے۔ اور جلد کاذب بشرہ کا نام ہے +

جلق ہاتھوں سے منی خارج کرنا +

جماد بے جان شے۔ جیسے پتھر۔ لوہا +

جماع۔ مرد عورت کا ہمبستر ہونا +

جمال۔ خوبصورتی حسن۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ جمال حقیقی اور جمال کسبی

جمال حقیقی۔ اصلی خوبصورتی جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام اعضا کی ہیئت اور مزاج نہایت بہتر حالت پر ہو + تمام اعضا کی سج دھج نہایت باقاعدہ اور ڈیل ڈول پوری سجاوٹ پر ہو +

جمال کسبی۔ مصنوعی خوبصورتی۔ جو خواہ مخواہ کے تکلفات سے مثلاً عمدہ لباس پہننے۔ کنگھی کرنے۔ بال جھاڑنے صابون ملنے غازہ لگانے سے حاصل ہوتی ہے +

جنین۔ پیٹ کے اندر کا بچہ +

جَوّ۔ آسمان و زمین کے درمیان کی ہوا +

جَوَاسِیس۔ جاسوس کی جمع۔ بیرونی حواس خمسہ کا نام ہے +

جُوع۔ بھوک۔ گرسنگی +

جَوف۔ گڑھا۔ غار +

جَوہَر (۱) مستقل وجود رکھنے والا + (۲) جزو موثر۔ خلاصہ +

ح

حابس۔ بند کرنے والا +

حاجز۔ آڑ۔ حائل +

حَادّ } حاد تیز امراض حادہ۔ تیز اور خطرناک
حادّہ } امراض +

حارّ۔ گرم +

حارّ بالفعل۔ وہ گرم چیز جو چھونے میں گرم محسوس ہو۔ خواہ اس کی تاثیر سرد ہو یا گرم +

حارّ بالقوّۃ۔ وہ گرم شے جو خواہ چھونے میں بالفعل سرد ہو۔ مگر اس کی تاثیر بدن کے اندر گرم ہو +

حارّ غریزی (۱) بدن کی وہ اصلی رطوبتیں جن کے کم ہونے سے بدنی حرارت کم ہوجاتی ہے (۲) حرارت بدنی +

حاسّہ۔ حس یا ادراک کرنیوالی قوت +

حافظہ (۱) حفاظت کرنے والی (۲) یاد رکھنے والی قوت +

حالِب۔ پیشاب کی نالی جو گردہ سے مثانہ تک جاتی ہے۔ حالبین۔ دونوں طرف کی نالیاں +

حالت ثالثہ } (تیسری حالت) اس
حالت متوسطہ } حالت کا نام ہے جسمیں نہ پوری صحت ہو۔ اور نہ پورا مرض ہو مثلاً بوڑھاپا۔ بچپن۔ مرض کے بعد کی ناتوانی +

حامل } حمل والی عورت۔ بچہ دار عورت
حاملہ } (بار دار) +

حائض } حیض والی عورت۔ جوان و
حائضہ } بالغ عورت +

حَبّ۔ دانہ۔ گولی۔ تخم۔ حبوب جمع +

حَبس۔ بند کرنا۔ روکنا +

حَبْلُ الذِّرَاع (حبل: ڈوری۔ ذراع: کلائی) ایک رگ ہے جو کہنی کے جوڑ کے سامنے سے شروع ہو کر کلائی کے وسط سے قدرے اوپر اور باہر کی طرف سے نیچے اترتی۔ پھر کلائی کے باہر کیطرف روانہ ہوتی ہے یہ دراصل قیفال کی شاخ ہے (از تشریح کبیر مع تغیر) +

حُبُوب۔ حب کی جمع +

حجاب (۱) پردہ (۲) حجاب حاجز۔ (۳) مفاق +

حجاب حاجز (دیافرغا) ایک پردہ ہے جو سینہ اور شکم کے درمیان حائل رہتا ہے۔ نیز یہی پردہ تنفس کیوقت پھیپھڑوں کو حرکت دیتا ہے۔ یہ پردہ پسلیوں کی کریوں کے کناروں سے اور پیچھے بارہویں مہرے سے لگا رہتا ہے (تشریح کبیر مع تغیر) +

حِجَامَت۔ سنگی سنگھیاں کھچوانا۔ اگر اس کے ساتھ پچھنے بھی لگائے جائیں۔ تو اسے "حجامت مع الشرط" کہتے ہیں اور اگر آگ سے لگائی جائیں۔ تو اسے "حجامت ناریہ" کہا جاتا ہے +

حجم۔ جسامت۔ مقدار۔ ڈیل۔ موٹائی +

حِدّت۔ تیزی۔ شدت +

حَر۔ گرمی گرمی کا موسم +

حرارت۔ گرمی +

حرارت اصلیہ۔ بدنی حرارت۔ طبعی حرارت

حرارت غریزیہ۔ بدن کی اصلی حرارت۔ طبعی حرارت +

حرارت عرضیہ }
حرارت غریبہ } بدن کی عارضی و غیر طبعی گرمی جیسے بخار کی گرمی

حَرْق۔ جلانا۔ جلنا۔ حرق بالنار۔ آگ سے جلانا +

حُرقت۔ جلن۔ سوزش +

حرکت۔ جنبش۔ حرکات جمع

حرکت ارادیہ۔ ارادہ و اختیاری حرکت جیسے انسان کا چلنا +

حرکت انتقالیہ۔ وہ حرکت جس سے جسم ایک مکان سے جنبش کر کے دوسرے مکان میں آجائے۔ جیسے دوڑنا +

حرکت اینی یا اینیہ۔ اُس حرکت کو کہتے ہیں جس سے حرکت کرنیوالے جسم کا مکان بدل جائے۔ خواہ وہ ایک مکان سے منتقل ہو کر دوسرے مکان میں آجائے، یا وہ ایک ہی مقام میں قائم رہے۔ مگر مکان کی ہیئت بدل جائے پہلی صورت کی مثال چلنا پھرنا ہے۔ اور دوسری صورت کی مثال مکان کا تنگ ہو جانا اور فراخ ہو جانا ہے +

حرکت بدنی وہ حرکت ہے جس میں بدن

متحرک ہو مثلاً چلنا پھرنا۔ ریاضت کرنا +

حرکت طبعیہ۔ وہ حرکت جس میں ارادہ کو دخل نہ ہو جیسے دل کی حرکت +

حرکت کمیہ۔ جسم کی مقدار کا زیادہ یا کم ہوجانا +

حرکت کیفیہ۔ کیفیت کا بدل جانا +

حرکت مکانی۔ حرکت اینی کو کہتے ہیں (دیکھو حرکت اینی) +

حرکات نفسانی۔ اعراض نفسانیہ کو کہتے ہیں کیونکہ مثلاً غصہ میں گو بدن حرکت نہیں کرتا ہے مگر اس حالت میں اخلاط اور روح میں سخت حرکت اور جوش ہوتا ہے۔ اسلئے اسکو حرکت کہتے ہیں۔ اور چونکہ اس کا تعلق نفس سے ہے۔ اسلئے اس کو حرکت نفسانی کہا جاتا ہے +

حرکت و سکون بدنی۔ حرکت بدنی وہ ہے جس میں بدن کو حرکت ہوتی ہے مثلاً چلنا۔ پھرنا۔ دوڑنا۔ اور سکون بدنی وہ ہے جس میں بدن کو سکون ہوتا ہے +

حرکت و سکون نفسانی غصہ۔ خوشی۔ لذت۔ ڈر۔ غم اور شرمندگی کو حرکات نفسانیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق نفس ہی سے ہوتا ہے بدن میں براہ راست کوئی حرکت نہیں ہوتی ہے۔ اور ان کی غیر موجودگی کو سکون نفسانی کہتے ہیں۔ مثلاً غصہ کا ہونا حرکت نفسانی ہے اور غصہ کا نہ ہونا سکون نفسانی +

حرکت وضعیہ۔ وہ حرکت جس سے جسم کا مکان قائم رہے۔ مگر اسکی وضع بدلتی رہے جیسے چکی کا گھومنا +

حِرِّیف تیز چٹپٹی چرپری جیسے مرچ +

حِسّ۔ قوت ادراک +

حِسّ مشترک۔ دیکھو قوت حس مشترک +

حَسَنُ الکیموس۔ غذا جس سے اچھا خون بنے +

حَشاء۔ احشاء اسکی جمع ہے۔ دیکھو احشاء +

حشفہ۔ سپاری ذکر۔ ذکر کا سرا +

حصات پتھری گردہ یا مثانہ وغیرہ کی +

حِصْرِمیّہ۔ (حصرم۔ کچا انگور) کچے انگور والی غذا +

حُفْرَہ۔ گڑھا۔ نشیب +

حُقْنَہ۔ پچکاری کرنا دوا وغیرہ کا پاخانہ کی راہ پچکاری سے داخل کرنا (داخل) "حقنہ حادہ" جس سے خوب دست آئیں "حقنہ لینہ" جس سے کم دست آئیں +

حَلْق۔ منہ سے پیچھے کا حصہ۔ (۲) مونڈنا +

حَلَمہ۔ سرپستان۔ کٹھنی +

حُلُوٌ۔ شیریں۔ میٹھا +

حَمَّام۔ غسل خانہ۔ گرمابہ +

حمام بارد۔ جس میں سرد پانی سے غسل کیا جائے +

حمام حارّ۔ جس میں گرم پانی استعمال کیا جائے +

حمام رَطب۔ (تر حمام) وہ حمام جس میں نیمگرم پانی زیادہ استعمال کیا جائے +

حمام فاتر۔ نیمگرم پانی کا غسل +

حمام مُرَطِّب۔ دیکھو حمام رطب +

حمام مُعَرِّق۔ (معرق پسینہ لانے والا) وہ حمام جس میں پسینہ آ لئے اور اسکی صورت یہ ہے کہ مریض کو حمام کے گرم کمرے میں بٹھائیں +

حمام یابس۔ (یابس خشک) وہ حمام جس میں پانی کم استعمال کیا جائے اور ہوا زیادہ استعمال کی جائے۔ یعنی مریض کو حمام کے گرم کمرے میں بٹھائیں تاکہ حمام کی گرم ہوا بدن میں لگے۔ اور پسینہ آئے +

حمل (۱) حاملہ ہونا (۲) بھیڑ کا بچہ۔ آسمان کے بارہ برجوں میں سے پہلا برج ..

حُمُوضَت۔ ترشی۔ کھٹاس

حُمّیٰ۔ بخار۔ وہ مرض جس میں سارے بدن کے اندر غیر معمولی اور تکلیف دہ گرمی پیدا ہو جاتی ہے +

حمی بلغمیہ۔ بلغم کی عفونت سے جو بخار پیدا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں روز چڑھنے والا (مواظبہ) ہمیشہ قائم رہنے والا (لثقہ) جو دق سے بہت مشابہ ہوتا ہے +

حمی حادّہ۔ تیز و شدید بخار +

حمی خِلطیّہ۔ جو اخلاط و مواد کی عفونت سے ہو +

حمی دِق] خفیف بخار جو تقریباً ہر وقت
حمی دقیہ] قائم رہتا ہے روز بروز مریض نڈھال ہو جاتا ہے +

حمی دَمَوِیّہ۔ خون کی گرمی و عفونت سے لاحق ہونے والا بخار +

حمی ربع۔ چوتھیا بخار۔ جس کی باری چوتھے روز آئے +

حمی سوداویہ۔ وہ بخار جو سودا کی عفونت سے ہو +

حمی صفراویہ۔ وہ بخار جو عفونت صفرا سے پیدا ہو +

حمی عَفِن] (عفن گندہ) وہ بخار جو
حمی عفنہ] مواد کی عفونت و گندگی سے عارض ہو +

حمی غِبّ۔ تجاری تیسرے روز کی باری کا بخار۔ اگر اور جا ایک۔ تو ا ہے

"غب دائرہ" کہتے ہیں۔ اور اگر ہر وقت چڑھا رہے۔ اور تیسرے روز شدید ہو جایا کرے تو اسے "غب لازمہ" کہتے ہیں +

حمی محرقہ۔ (محرقہ۔ جلانے والا) ایک شدید بخار ہے۔ جو صرف چار روز تک ٹھہرتا ہے +

حمی مزمنہ۔ دیرپا بخار۔ دیرینہ بخار +

حمیٰ یوم۔ تپ یک روزہ۔ وہ بخار جو ایک آدھ روز رہ کر اوتر جائے +

حمیات۔ حمی کی جمع۔ بخار۔ تپ +

حمیہ۔ پرہیز +

حنجرہ۔ نرخرہ۔ اسی کے اگلے ابھار کا نام جوانوں کنٹھ ہے +

حنک۔ تالو۔ منہ کی چھت۔ کام +

حواس۔ حاسہ کی جمع ہے۔ حس و ادراک رکھنے والی قوتیں +

حواس خمسہ ظاہرہ۔ قوت باصرہ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ +

حواس خمسہ باطنہ۔ حس مشترک خیال واہمہ۔ حافظہ۔ متصرفہ +

حواصل۔ پرندوں کی قسم سے ایک بڑا جانور ہے جو مصر میں بکثرت ہوتا ہے۔ اس کی داڑھی کے نیچے ایک تھیلی یعنی پوٹہ ہوتا ہے۔ جس میں مچھلیاں شکار کر کے جمع کرتا ہے اسی وجہ سے اس کا نام حواصل رکھا گیا ہے۔ کیونکہ حوصلہ پوٹہ کو کہتے ہیں +

اس جانور سے پوستین تیار کی جاتی ہے +

حول۔ (بھینگاپن) وہ مرض جس میں ایک چیز دو نظر آتی ہے +

حیات۔ زندگی +

حیض۔ خون حیض جو ہر جوان اور بالغ عورت کو ہر ماہ اندام نہانی سے جاری ہوا کرتا ہے +

خ

خدر۔ سُن ہو جانا۔ حِس ہو جانا +

خدش۔ جلد یا جھلی کا خراش +

خراج۔ پھوڑا +

خراطی۔ کھراد کی شکل۔ کھراد کے مانند +

خرخرہ۔ خراٹا سونے والے کی آواز +

خرق۔ پھاڑنا۔ پھٹی ہوئی جگہ +

خریف۔ وہ موسم ہے۔ جو موسم گرما کے بعد اور سرما سے پہلے آتا ہے۔ اس موسم میں ہندوستان کے اکثر خطوں میں بارش ہوتی ہے +

خشونت۔ کھردراپن +

خشن۔ کھردرا +

خصیہ۔ بیضہ۔ خایہ۔ خصیہ۔ خصیتین۔ دونوں خصیے۔ جمع خُصیٰ +

خصیۃ الرحم / **خصیۃ النساء** } عورتوں کے دونوں خصیے اندر اور مردوں سے چھوٹے ہوتے ہیں +

خُضرت - سبزی - ہراپن +

خط - لکیر - دھاری - خطوط جمع +

خط استواء - زمین گیند کی مانند گول مانی جاتی ہے - اگر زمین کے گیند پر ایک لکیر ایسی فرض کریں جو پورب سے پچھم کی طرف جا کر اور پھر گھوم کر اس لکیر کے پچھلے سرے سے مل جائے - تو اس لکیر کو اطباء متقدمین خط استواء کہتے ہیں - یہ خط دراصل ایک دائرہ ہوتا ہے جو زمین کے گرد گھوم جاتا ہے اور اس سے زمین کے دو حصے اُتر اور دکھن کی طرف ہو جاتے ہیں +

خطوط - دھاریاں - لکیریں خط کی جمع +

خفقان - دل کی دھڑکن - اختلاج قلبیہ +

خَلاَء - معدہ کا خالی ہونا - فضا - خالی جگہ +

خِلط - خون - بلغم - صفراء اور سوداء کو اطباء اخلاط کہتے ہیں جو کیلوس سے تیار ہوتے ہیں +

خلط رَدی - خلط غیر طبعی +

خلط صالح - خلط طبعی +

خلط طبعی - وہ کہلاتی ہے جو اپنی ضرورتوں کے لئے کافی اور مناسب ہو - اس میں کوئی ایسی خرابی نہ ہو کہ وہ اپنے کام انجام نہ دے سکے + اور خلط غیر طبعی وہ ہے جس میں یہ باتیں نہ ہوں یعنی وہ ایسی خراب ہو کہ اس سے بدن کی ضرورتیں جو اُس سے وابستہ ہیں پوری نہ ہوں +

خلط غیر طبعی - (دیکھو خلط طبعی) +

خلط فضلی - خلط غیر طبعی +

خِلقت - پیدائش - صورت - شکل

خِلقی - پیدائشی - اصلی +

خُمار - کے معنے یہ ہیں کہ شراب ہضم نہ ہو - اور اس کے غلیظ فضلات معدہ اور امعاء میں موجود رہ کر خماری حالت پیدا کریں - جس سے آنکھیں چڑھی رہتی ہیں - سر میں بوجھ اور حواس میں کدورت رہتی ہے +

خَمر - شراب +

خُناق - حلق اور اس کے ارد گرد کے اعضاء کا ورم - جس سے گاہے سانس گھٹنے لگتی ہے - اور گاہے نگلنا دشوار ہو جاتا ہے +

خِنصَر - چھوٹی انگلی - چھنگلیا +

خیال - (۱) قوت خیال - دیکھو قوت (۲) تصویر و شکل - چھوٹا عکس جو آنکھوں کے سامنے معلوم ہو - جمع خیالات +

و

دافع } پھینکنے والا۔ دفع کرنیوالا +
دافعہ } مادہ کو باہر لانے والا +

داء۔ مرض۔ درد۔ جمع ادواء +

داء الاسد (داء۔ بیماری۔ اسد۔ شیر) شیر کی بیماری۔ جذام کو اطباء داء الاسد کہتے ہیں +

داء الفیل (فیل۔ ہاتھی) مرض فیلپا جس میں پاؤں پھول کر ہاتھی کے پاؤں جیسے ہو جاتے ہیں +

دائرہ (۱) حلقہ۔ گھیرا۔ (۲) دورے کا مرض +

دُبُر۔ پائخانہ کا مقام +

دِثار۔ چادر۔ لحاف۔ رضائی وغیرہ +

دُخان: دھواں؛ جمع اَدْخِنَہ، دُخانات +

درجات ادویہ۔ تم جانتے ہو کہ جتنی دوائیں گرم۔ سرد۔ تر یا خشک ہوتی ہیں سب کی سب ایک جیسی گرم و سرد نہیں ہوتی ہیں؛ بلکہ بعض کم گرم ہوتی ہیں اور بعض زیادہ؛ اسی وجہ سے ہر ایک دوا کی گرمی و سردی وغیرہ کے چار درجے قائم کر دیئے گئے ہیں؛ چنانچہ پہلے درجہ کی دوا وہ کہلاتی ہے جسکی گرمی یا سردی وغیرہ کا اثر بدن میں اسقدر تھوڑا ہو کہ وہ محسوس نہ ہو سکے۔ اور درجہ دوم کی دوا وہ ہے جس کا اثر محسوس ہو۔ مگر وہ مضرت نہ پہنچا سکے۔ اور درجہ سوم کی دوا وہ ہے جو مضر ہو۔ مگر مہلک نہ ہو۔ اور درجہ چہارم کی دوا وہ ہے جسکا اثر اس حد تک شدید ہو کہ وہ مہلک ثابت ہو مثلاً سنکھیا +

درجہ دواء۔ دیکھو درجات ادویہ +

دُرْدِی۔ میل۔ گاد۔ تلچھٹ +

دَرْز۔ ایک ہڈی کا دوسری ہڈی سے دندانوں کے ذریعہ ملنا۔ جمع دروز +

درور۔ بہنا۔ جاری ہونا۔ اُبھرنا +

درور العروق۔ رگوں کا اُبھر آنا +

درور مذی } منی یا مذی کا بہنا۔
درور منی } جریان منی +

دُرُوز دیکھو درز +

دَسَم۔ چکنا۔ چربیدار۔ روغن دار +

دُسُومَت۔ چکنائی۔ روغنیت۔ چربی +

دغدغہ۔ خارش گدگدی؛ دغدغۂ معدہ؛ معدہ کی گدگدی +

دفع۔ دور کرنا۔ پھینکنا۔ ہٹانا +

دِق۔ دیکھو حمی دق +

دِقّت۔ باریکی۔ مہین ہونا +

دَقیق۔ آٹا (۲) باریک۔ پتلا (۳) معاء دقیق۔ چھوٹی تین آنتوں میں سے

تیسری آنت +

رقیقہ۔ ایک گھنٹے کا ساٹھواں حصہ، منٹ +

دلائل۔ علامات۔ دلیل کی جمع +

دلق۔ ایک جانور ہے جس سے پوستین تیار ہوتی ہے +

دَلک۔ مالش۔ ملنا۔ رگڑنا +

دلک اِستِرداد۔ وہ مالش جو ریاضت کے بعد کی جاتی ہے۔ تاکہ قوت و توانائی بدن میں لوٹ آئے (استرداد۔ لوٹا لانا) +

دلک اِستعداد۔ وہ مالش جو ریاضت کرنے سے پہلے کی جائے۔ تاکہ بدن میں ریاضت کرنے کی قابلیت و استعداد پیدا ہو جائے +

دلک خَشِن۔ کھردرے ہاتھوں کی مالش (خشن۔ کھردری) +

دلک صُلب۔ (سخت مالش) جس میں خوب زور سے اور ہاتھوں کو دبا کر مالش کی جائے +

دلک کثیر۔ لمبی مالش جس میں مالش دیر تک کی جائے +

دلک لَیّن۔ نرم مالش جس میں نرم اور ہلکے ہاتھوں سے مالش کی جائے +

دلیل۔ (۱) حجت۔ نشانی۔ علامت۔ قارورہ۔ جمع دلائل +

دَم۔ خون۔ جمع دماء "دم بلغمی" بلغم آمیز خون۔ "دم سوداوی" سودا آمیز خون۔ "دم صفراوی" صفرا آمیز خون۔ "دم طبعی" اچھا خون جو بُری آمیزش اور عفونت و فساد سے دور ہو +

دماغ۔ بھیجہ۔ مغز۔ جمع اَدمِغہ +

دَمَوِی
دَمَوِیّہ } خونی۔ خون والے +

دواء۔ دوا وہ ہے جسکا اثر محض کیفیت کی وجہ سے ہو۔ یعنی اس کا اثر محض گرمی سردی وغیرہ سے ہو۔ اس سے بدن میں کسی قسم کی غذائیت نہ حاصل ہو۔ (۲) جس سے مرض میں شفا ہو (جمع ادویہ) +

دواء خالص۔ یعنی جس میں غذائیت وغیرہ مطلق نہ ہو +

دواء درجہ اوّل۔ و دوم و سوم و چہارم (درجات ادویہ دیکھو) +

دواء ذوالخاصہ۔ جس کا اثر کیفیت اور صورت نوعیہ دونوں سے ہو۔ یعنی اوسکا کوئی ایک اثر تو مثلاً گرمی سے وابستہ ہو اور دوسرا اثر محض اُس کی حقیقت سے وابستہ ہو اُس میں کسی کیفیت کو دخل نہ ہو، مثلاً شراب کے دو اثر ہیں۔ گرمی پیدا

کرنا۔ اور سرور بڑھانا۔ پہلا فعل شراب کی حرارت سے وابستہ ہے مگر دوسرا فعل حرارت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ محض شراب کی خاصیت ہے۔ جو اس کی حقیقت (صورت نوعیہ) سے وابستہ ہے۔ اگر گرمی سے سرور وابستہ ہوتا تو اس سے زیادہ گرم چیزیں موجود ہیں۔ جن سے سرور ہرگز نہیں پیدا ہوتا ۔

دواء سمّی۔ زہریلی دوا ۔

دواء غذائی۔ وہ دوا جو باوجود دوا ہونے کے غذا بھی ہو مثلاً بادام۔ منقے ۔

دواء مطلق۔ دوا خالص دیکھو ۔

دواء معتدل۔ وہ دوا جو بدن کے اندر جا کر گرمی و سردی وغیرہ کی زیادتی نہ کرے ۔

دواء مرکب۔ وہ دوا جو چند دواؤں سے ملا کر تیار کی جائے۔ مثلاً معجونیں، شربت، اطریفل وغیرہ ۔

دواء مُفرَد۔ وہ دوا ہے جو دوسری دواؤں سے ملائی نہ گئی ہو۔ بلکہ اپنی قدرتی حالت پہ ہو۔ مثلاً سونٹھ۔ ملٹھی۔ سونف وغیرہ ۔

دَوْر۔ گھومنا۔ چکر کھانا۔ باری مرض کی

دَوَران۔ گھومنا۔ چکر کھانا۔ باری ۔

دوران خون۔ خون کی گردش رگوں کے اندر ۔

دَوْرَہ۔ گردش۔ چکر۔ دوران خون، باری۔ نوبت ۔

دُہن - روغن۔ جمع ادہان ۔

دُہنی }
دُہنیہ } - روغن دار۔ روغنی ۔

دُہنیت۔ روغنیت۔ چکنائی ۔

ذ

ذات الجنب (پہلو کا ورم) اس میں ورم گاہے پسلیوں کے اندر استر کرنیوالی جھلی میں (ذات الجنب خالص) گاہے پسلیوں کے گوشت اور پسلیوں کی بیرونی جھلی میں (ذات الجنب غیر خالص) اور گاہے حجاب حاجز میں (برسام) ہوتا ہے ذات الجنب صحیح (یا) حقیقی پسلیوں کے اندر استر کرنیوالی جھلی کا ورم۔ ذات الجنب مخالط ذات الجنب غیر خالص ۔

ذات الرّیہ۔ پھیپھڑے کا ورم۔ جسکو یونانی میں نیمونیا کہتے ہیں ۔

ذائقہ۔ چکھنے والی قوت۔ ذائقہ کا بیان قوت ذائقہ میں دیکھو ۔

ذبول۔ اعضاء کا گھل گھل کر لاغر ہونا

گھلنا۔ پگھلنا +
ذُکاء۔ ذہن کا تیز ہونا۔" ذکاء حس" حس کی تیزی +
ذَکَر (۱) قضیب۔ عضو تناسل (۲) مذکر نر۔ جمع ذکور +
ذِکر۔ یاد۔ قوت حافظہ +
ذوالخاصہ۔ وہ شئی جسکا اثر محض اُس کی حقیقت سے وابستہ ہو یعنی اُس کے فعل کو کسی کیفیت سے وابستہ نکر سکیں، مثلاً سانپ کا زہر انسان کو ہلاک کردیتا ہے یہ فعل اگر حرارت یا برودت سے وابستہ کردیا جائے تو اس سے زیادہ سرد پانی ہے۔ اور اس سے زیادہ گرم آگ ہے۔ حالانکہ نہ پانی پینے سے انسان ہلاک ہوتا ہے اور نہ آگ کی خفیف جلن سے آدمی مرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سانپ کے ڈسنے کا اثر اس کی حقیقت سے وابستہ ہے +
ذَوَبان۔ پگھلنا۔ گُھلنا +
ذوسنطاریا۔ پہلے انتڑیوں کے زخم کو کہا کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد اسہال کبدی کو ذوسنطاریا کہنے لگے ہیں جیسی مواد جگر سے آتے ہیں۔ اور دستوں کی صورت میں خارج ہوتے ہیں ذوسنطاریا کبدی" جگر کے خونی دست ذوسنطاریا معوی" آنتوں کے زخم کے درست +
ذوق۔ چکھنا۔ قوت ذائقہ کا بیان قوت میں دیکھو +
ذِہن۔ فہم۔ سمجھ۔ جمع اذہان +
ذَیابیطُس (ی) وہ مرض جس میں بکثرت پانی پیا جاتا ہے۔ اور وہ پیشاب کی راہ خارج ہوجاتا ہے۔ اس کی ایک قسم میں پیشاب کے ساتھ شکر خارج ہوتی ہے +

ر

راحہ۔ ہتھیلی کا گڑھا۔ جس میں پانی جمع ہو سکتا ہے +
رادع } پھیرنے والی۔ لوٹانے والی۔
رادِعہ } مادہ کو کسی مقام سے لوٹا دینے والی دوا۔ جمع روادع و رادعات +
راس مُسَقّط۔ (راس۔ سر۔ مسفط۔ چپٹا) وہ سر جس میں اگلی یا پچھلی یا دونوں بلندیاں نہ رہیں +
راسن۔ ملک شام کی سونٹھ کا نام ہے جس کے پتے خوشبودار اور چڑیوں کے بازو کے مانند ہوتے ہیں +
راکد۔ ٹھہرا ہوا غیر متحرک +
رائحہ۔ بو۔ جمع روائح +
رباط۔ (بندھن) پٹھوں کے مشابہ سفید عضو ہیں۔ علی العموم ہڈی یاں اور ان کے

جوڑانہی کے ذریعہ بندھتے ہیں۔ گاہے جھلی
کو بھی رباط کہدیتے ہیں جو کسی عضو کو باندہ
رہی ہو جمع اربطہ و رباطات (۲) پٹی بندش بند

ربط۔ باندھنا۔ لگاؤ۔ علاقہ۔ پٹی باندھنا +

ربع مسکون۔ زمین آباد جو تقریباً چوتھا
حصہ ساری زمین کا ہے +

ربیع۔ وہ موسم ہے جو سرما کے بعد اور گرما
سے پہلے آتا ہے۔ موسم بہار +

رحم۔ بچہ دانی۔ دھرن۔ جائے حمل +

رخو۔ ڈھیلا۔ نرم +

ردائت۔ فساد خرابی +

ردع۔ پھیر دینا۔ مادہ کی آمد کو لوٹا دینا +

ردی۔ فاسد۔ خراب +

ردی الکیموس۔ جس سے برے اخلاط پیدا ہوں

رسوب۔ رسوب کے معنی تلچھٹ کے ہیں۔ جو نیچے بیٹھے
ہوئے ہوں مگر طبی اصطلاح میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ نیچے ہی
بیٹھے ہوئے ہوں۔ بلکہ قارورہ کے وہ اجزا جو پانی سے
ممتاز اور جدا نظر آتے ہیں رسوب کہلاتے ہیں خواہ
قارورہ کی تہ میں ہوں یا درمیان میں یا تہ یا
معلق ہوں یا اوپر کی سطح میں تیر رہے ہوں +

رسوب اشقر۔ تند سرخی مائل زرد رنگ کا رسوب +

رسوب خراطی۔ وہ رسوب جو بڑھئی کے رندہ کی کھرادہ کے مانند ہو

رسوب راسب۔ قارورہ کی تہ میں بیٹھا ہوا رسوب +

رسوب ردی۔ وہ ہے جو رسوب محمود کے
مخالف ہو جسکی چند قسمیں ہیں۔ اشقر۔ نیلا۔
سیاہ بھوسی کی مانند چھلکوں کے مانند بڑھئی کے
رندے کے کھرادے کے مانند چوڑے کاغذ کی مانند +

رسوب صفائحی (صفائح۔ پرت۔ طبقات)
چوڑے چوڑے کاغذ کی ٹکڑوں کے مانند رسوب +

رسوب غمامی (غمام۔ ابر) وہ رسوب جو قارورہ
کی بالائی سطح پر تیر رہا ہو +

رسوب قشوری (قشور۔ چھلکے) وہ رسوب
جو چھلکوں کی مانند ہو +

رسوب کمدر (کمد۔ نیلا) نیلے رنگ کا رسوب +

رسوب محمود۔ (محمود۔ اچھا) وہ رسوب
جو مادہ کے اچھی طرح پکنے پر دلالت کرتا ہے وہ
ہے جو چکنا ہو۔ کھردرا نہ ہو۔ رنگ میں سفید ہو
قوام میں برابر اور ٹھیک ہو اسکے اجزا اکٹھے
ہوں۔ یہی رسوب اگر قارورہ کی تہ میں
ہو تو وہ اور بھی اچھا سمجھا جائیگا +

رسوب مدی (مدہ۔ پیپ) وہ رسوب جو
پیپ سے بنتا ہے +

رسوب معلق۔ (معلق۔ لٹکا ہوا) وہ رسوب
جو قارورہ کے درمیان میں ہو +

رش۔ چھڑکنا۔ چھڑکاؤ +

رضاعت۔ دودھ پینا +

رضفہ۔ گھٹنے کی ہڈی۔ چپنی ہڈی +

رضیع۔ شیرخوار بچہ۔ دودھ پینے والا +

رطب / **رطبہ**۔ تر۔ رطوبت دار۔ گیلا +

رطوبت۔ تری۔ نمی۔ گیلا پن۔ جمع رطوبات +

رطوبت اصلیہ - دیکھو رطوبت غریزیہ +

رطوبت اُولیٰ - خون - اخلاط جو رگوں کے اندر ہوتے ہیں۔

رطوبت ثانیہ - خون کو رطوبت اولے کہتے ہیں۔ جب خون کا مزاج اعضا سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ تو اُسے رطوبت ثانیہ کہتے ہیں +

رطوبت غریبیہ - دیکھو رطوبت فضلیہ +

رطوبت غریزیہ - بدن کی اصلی اور طبعی رطوبت۔ جس کے فنا ہو جانے سے بدنی حرارت کم ہو جاتی ہے۔ اور بڑھاپا آجاتا ہے۔ اعضا سکڑنے لگتے ہیں +

رطوبت فضلیہ - رطوبت غریبیہ - وہ رطوبت جو دیگر عناصر کے ساتھ پورے طور پر نہ ملی ہو۔ یا یہ کہ غذا کی رطوبت جو جذب ہوئی ہے اور اچھی طرح پختہ نہیں ہوئی ہے۔ ریاح پیدا کرنیوالی رطوبت +

رُعاف - نکسیر - ناک سے خون بہنا +

رعشہ - کپکپی - ہاتھ پاؤں وغیرہ کا کانپنا +

رعونت - بیوقوفی - امور رفاقت داری پر اخلاق میں دانائی سے کام نہ لینا +

رکض - گھوڑ دوڑ +

رکن - اسکی جمع ارکان ہے۔ دیکھو ارکان +

رکوب - سوار ہونا - سواری +

رماد - راکھ، خاکستر +

رمد - آشوب چشم - آنکھ آنا - ملتحمہ کا ورم +

رَوَادِع (لوٹانیوالی) - وہ دوائیں جو مواد کو عضو سے لوٹا کر پھیر دیتی ہیں۔ رادعہ کی جمع ہے +

رَوَائح - رائحہ کی جمع ہے - بو +

رُوح - دیکھو ارواح +

روح حیوانی - وہ روح جسکے ساتھ قوت حیوانیہ وابستہ ہو +

روح طبعی - وہ روح جس کے اندر قوت طبعیہ ہو +

روح نفسانی وہ روح جسکے ساتھ قوت نفسانیہ وابستہ ہو +

رُؤیا - خواب - سپنا +

رُؤیت - دیکھنا - بینائی +

رِیَاح - ریح کی جمع ہے ہوائیں +

ریاضت - ورزش - "ریاضت بدنیہ" جسمانی ورزش - "ریاضت نفسانیہ" روحانی ورزش +

ریح - ہوا - جمع ریاح +

ریحانی - ایک خوشبودار شراب ہے +

ریق (۱) منہ کا پانی - لعاب دہن (۲) بہار منہ -

ریہ - پھیپھڑہ - شُش

ز

زَبَد - جھاگ - کف - پھین - جھاگ پھین +

زحیر - پیچش (۵) کثرت اسہال (رف)

زرشکیہ - زرشک کی ایک غذا ہے +

زرقت - (۱) نیلاپن (۲) رنگ کی کبودی +

زِرِق۔ مشک یا فی کی۔ زِقی بشکل جیسی۔
زُکام۔ سرد ی بلغم کا ناک سے بکثرت بہنا۔
زُلال۔ نتھرا ہوا پانی۔ صاف پانی۔
زنجاری۔ زنگار کا سا سفید سبزی مائل۔
زَوج۔ جوڑا۔ اعصاب کا جوڑا۔ کنپٹی کی ہڈی کا ایک ابھار۔
زیربا ج۔ (معرب) وہ شوربہ جو سرکہ اور خشک میوہ جات سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں زعفران۔ اور زیرہ اور ستھاس بھی ہوتی ہے۔ جمع زیرباجات۔

س

سا ذج۔ (معرب) علاوہ۔ معمولی۔ غیر مرکب۔ غیر مادی۔
ساکن۔ سکون پذیر۔ ٹھہری ہوئی غیر متحرک۔
ساکنہ۔ "عروق ساکنہ" وریدیں۔
سامعہ۔ سننے والی قوت سامعہ کا بیان قوت میں دیکھو۔
سائل۔ سیّال۔ بہتا ہوا بہنے والا۔
سبّابہ۔ انگشت شہادت وہ انگلی جو انگوٹھے کے پاس ہے۔
سُبات۔ نیند کی بیماری۔
سُباتی۔ گردن کی سب سے بڑی شریان جو چہرہ اور سر میں جاتی ہے۔
سَبَب (ڈوری) وہ ہے جو دوسری شئی پر مقدم ہو۔ اور صحت یا مرض کو پیدا کرے۔ یا صحت یا مرض کو قائم رکھنے کا ذریعہ بنے۔ مثلاً ووا ر صحت کے پیدا کرنے کا سبب ہے۔ فاسد مواد مرض کے پیدا کرنے کے سبب ہیں۔ اچھی غذا صحت کے بحال رکھنے کے لئے سبب ہے۔ بُری غذا مرض کو بحال رکھنے کے لئے سبب ہے۔
سبب۔ فلسفہ میں سبب اُسے کہتے ہیں جس کے وجود کے بغیر دوسری چیز کا وجود نہ ہوسکے۔ مثلاً تخت کا وجود بغیر بنانے والے کے۔ بغیر لکڑی کے۔ بغیر اُس غرض کے جس کے لئے تخت بنایا جاتا ہے۔ اور بغیر اُس آخری شکل و صورت کے جو بننے کے بعد پیدا ہوجاتی ہے۔ ناممکن ہے۔
سبب بادی۔ وہ سبب جو اندرونی اسباب میں سے نہ ہو۔ یعنی وہ نہ از قسم مزاج ہو نہ از قسم اخلاط و مواد۔ بلکہ محض بیرونی ہو۔ مثلاً آفتاب کی تپش، ہَوا کی سردی، غصّہ کی حرارت، خوف کا غلبہ۔
سبب بدنی۔ وہ سبب جسکا تعلق بدن سے ہو۔ یعنی وہ سبب بادی کی قسم سے نہ ہو۔ اُس کا تعلق بدن کے مزاج سے ہو۔ یا اُس کا تعلق اخلاط

سے ہو +

سبب تمامی - دیکھو سبب غائی +

سبب حافظ - جو صحت کی یا مرض کی موجودہ شکل میں حفاظت کرے +

سبب سابق - سبب بدنی کی وہ قسم ہے جو کسی دوسرے سبب کو پیدا کئے بغیر سبب نہ بن سکے - مثلاً مواد کی کثرت عفونت پیدا کئے بغیر بخار کے لئے سبب نہیں بن سکتی ہے - اور سبب واصل اس کے برعکس ہے وہ کسی دوسرے سبب کو پیدا کئے بغیر کسی حالت کا سبب بن سکتا ہے - مثلاً عفونت بخار کے لئے سبب ہے عفونت کے پیدا ہوتے ہی بخار پیدا ہو سکتا ہے - اسکو کسی اور سبب کا انتظار کرنا نہیں پڑتا ہے +

سبب صوری - وہ شکل وصورت جس کے حاصل ہو جانے سے وہ شئی مکمل تیار ہو جاتی ہے - مثلاً تخت کے لئے اس کی مکمل صورت +

سبب ضروری - اسے کہتے ہیں جسکے بدون تا زندگی چارہ نہ ہو - مثلاً کھانا پینا - ہوا - پانی وغیرہ یہ کل چھ ہیں - جسکو اسباب ستہ ضروریہ کہتے ہیں - جن کو اسباب میں گنا گیا ہے - اور غیر ضروری اسباب وہ ہیں جو اس کے برعکس ہوں - خواہ وہ زندگی کے بالکل مخالف اور مہلک ہوں، جیسے زہر وغیرہ - اور خواہ کسی حالت مرض میں مفید ہوں - مثلاً دوا وغیرہ +

سبب غائی - وہ غرض جس کے لئے کوئی چیز تیار کی جاتی ہے - مثلاً تخت کے لئے بڑھئی کی مزدوری +

سبب غیر ضروری - دیکھو سبب ضروری +

سبب فاعل
سبب فاعلی } سبب باعث، بنانے والا، پیدا کرنے والا - مثلاً تخت کے لئے بڑھئی +

سبب مادی - وہ مادہ اور سامان جو کسی چیز کے تیار کرنے میں صرف ہوتا ہے مثلاً تخت کے لئے لکڑی اور کیل وغیرہ

سبب ناقص - علت ناقصہ دیکھو +

سبب واصل - دیکھو سبب سابق +

ستہ ضروریہ - چھ ضروری چیزیں جنکے بدون تا زیست چارہ نہیں - دیکھو اسباب ضروریہ +

سج - چھل جانا - کسی سطح میں خراش کا آنا -

سحق - گھسنا - کھرل کرنا +

سحنہ - بدنی حالت بلحاظ لاغری وفربہی +

سحوج - سج - خراش - چھل جانا +

سخافت - جسم کا نرم و نازک اور کمزور

ہونا۔ پولا ہونا +

سُخُونَت۔ گرم ہونا۔ گرمی +

سخیف۔ نرم و نازک۔ پولا اور مسامدار +

سُدَد۔ سدہ کی جمع ہے۔ دیکھو سدہ +

سُدَّہ۔ رگوں کا یا نالیوں کا بند ہو جانا جمع سُدد +

سرارو (ف) رگ قیفال (دیکھو قیفال) +

سرداروا (ف) دیکھو سرداروج +

سرداروج (معرب) وہ خشک سفوف جو جوشاندہ یا ضماد پر چھڑک دیا جاتا ہے +

سرسام۔ (فارسی معرب) دماغ اور دماغ کی جھلیوں کا ورم +

سُرعت۔ تیزی۔ بمقابلہ بطوء +

سُرعت انزال۔ جماع کے وقت منی کا جلد خارج ہونا +

سریع۔ تیز۔ تیز رفتار +

سطح۔ پھیلاؤ۔ ہموار جگہ۔ جمع سطوح +

سطحی / **سطحیہ** } بیرونی سطح سے قریب۔ جلد سے قریب +

سطوح۔ دیکھو سطح +

سُعال۔ کھانسی۔ سرفہ +

سُفل۔ پستی۔ مقابل علو +

سَفوف۔ پسی ہوئی خشک دوا۔ جمع سفوفات +

سَقطہ۔ چوٹ۔ لغزش +

سقوط۔ گرنا۔ ساقط ہونا +

سَکتہ۔ وہ مرض جس میں سانس کے سوا حس و حرکت بالکل قائم نہیں رہتی ہے بلکہ اس کی ایک قسم میں سانس بھی بظاہر غائب ہو جاتا ہے +

سُکر۔ نشہ۔ مستی۔ متوالا پن +

سکنجبین۔ وہ شربت جو سرکہ اور شہد سے بنایا گیا ہو۔ مگر سرکہ اور قند سے اگر شربت تیار کیا جائے تو اسے بھی سکنجبین ہی کہتے ہیں۔ گاہے یہ شربت سادہ ہوتا ہے اور اس میں دونوں مذکورہ بالا چیزوں کے علاوہ کوئی دوا نہیں پڑتی ہے۔ اسے سکنجبین سادہ کہتے ہیں۔ اور گاہے اس میں چند بذور (تخم) ڈالے جاتے ہیں تو اسے سکنجبین بزوری کہتے ہیں +

سکون۔ ٹھہرنا۔ آرام۔ ٹھہراؤ۔ عدم حرکت +

سکون بدنی۔ (دیکھو حرکت بدنی) +

سکون نفسانی۔ (دیکھو حرکت و سکون نفسانی) +

سِل۔ (لاغری) پھیپھڑوں کا مخصوص مزمن زخم ہے جس کے ساتھ دق کا بخار لازم ہوتا ہے۔ مریض لاغر ہو کر مر جاتا ہے +

سَلامَت۔ صحت۔ تندرستی۔ بچاؤ

سلعہ۔ رسولی۔ بتوڑی +

سم۔ زہر۔ جمع سموم +

سم مطلق۔ خالص زہر۔ نرا زہر

سماعت۔ سننا۔ سمع +

سماقیہ۔ سماق کی غذا +

سمسانی
سمسانیہ } وہ چھوٹی چھوٹی تل جیسی ہڈیاں ہیں جو عضلات کی نسوں میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے جوڑ کے مقام پر ہوتی ہیں +

سمع۔ سننا۔ قوت سامعہ +

سمن (۱) روغن زرد۔ گھی (۲) فربہی۔

سمن مفرط" نہایت درجہ کی فربہی +

سموم۔ گرم ہوا۔ لُو +

سموم۔ سم کی جمع۔ زہر +

سمی
سمیہ } زہریلا +

سمیت۔ زہر۔ زہریلا پن +

سمین (۱) فربہ۔ موٹا تازہ۔ (۲) چکنی اور رقیق چربی علی العموم گوشت کے ساتھ ہوتی ہے +

سمینہ۔ فربہ۔ موٹا تازہ +

سن۔ (۱) عمر (۲) دانت۔ جمع اسنان +

سن انحطاط۔ گھٹاؤ کا زمانہ۔ جو جوانی کے بعد آتا ہے

سن بلوغ۔ دیکھو سن رہاق +

سن ترعرع۔ بچپن کا وہ زمانہ جبکہ اعضا سخت ہو چکے ہوں۔ اور دودھ کے دانت گر چکے ہوں۔ لیکن احتلام نہ ہوا ہو +

سن حداثت۔ سن نمو +

سن ذبول۔ سن شیخوخت۔ بڑھاپے کا زمانہ +

سن رہاق۔ سن بلوغ۔ سن غلامیت۔ اس کی مدت احتلام کے زمانہ سے داڑھی نکلنے سے پہلے تک ہے +

سن شباب۔ دیکھو سن وقوف۔

سن شیخوخت۔ بڑھاپے کی عمر۔ ساٹھ سال کے بعد +

سن صبی۔ بچپن کا وہ زمانہ جبکہ بچہ کھڑا ہونے اور چلنے پھرنے لگتا ہے۔ لیکن اب تک دودھ کے دانت نہیں گرے ہوتے ہیں +

سن طفولت۔ وہ زمانہ جب تک بچہ گود میں رہتا ہے +

سن فتی۔ جوانی کی عمر جبکہ داڑھی مونچھ نکل آتی ہے +

سن کہولت۔ ادھیڑ عمر چالیس سے ساٹھ سال تک +

سن نمو۔ بڑھنے کا زمانہ۔ ابتدا سے تقریباً تیس سال تک +

سن وقوف۔ سن شباب تیس سال

سے چالیس سال تک +

سَنَہ۔ سال۔ برس +

سنجاب۔ ایک کپڑا ہے جو ایک جانور کے اون سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس جانور کا نام بھی سنجاب ہی ہے +

سَوْدَاء (سیاہ) وہ سیاہ خلط ہے جسکا مزاج سرد و خشک مانا گیا ہے۔ جب بدن میں اس کی کثرت ہو جاتی ہے تو بدن کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور مالنخولیا جیسے سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں سوداء طبعی خون کے تلچھٹ کو کہتے ہیں۔ اور غیر طبعی سوداء اخلاط کے جلنے سے پیدا ہوتا ہے +

سوداء بلغمی۔ وہ غیر طبعی سوداء جو بلغم کے جلنے سے بنا ہو +

سوداء دَمَوِیّ غیر طبعی سوداء جو خون کے جل جانے سے پیدا ہوا ہو +

سوداء سوداوی۔ وہ غیر طبعی سوداء جو خود سوداء کے جل جانے سے پیدا ہوا ہو +

سوداء صفراوی۔ وہ غیر طبعی سوداء جو صفراء کے جل جانے سے پیدا ہوا ہو +

سوداء طبعی۔ دیکھو سوداء +

سوداء غیر طبعی۔ دیکھو سوداء +

سوداوی۔ سوداء والے۔ سوداء کی طرف منسوب +

سُوْء۔ خرابی۔ برائی۔ فساد (۲) سوء ہضم کا مخفف +

سُوْءُ القِنْیَہ۔ وہ مرض ہے جس میں جگر نہایت کمزور ہو جاتا ہے۔ اور استسقاء کی ابتدائی باتیں نمودار ہونے لگتی ہیں بدن کا رنگ بگڑ جاتا ہے +

سوء مزاج۔ (سوء۔ بگڑ جانا) مزاج کے بگڑ جانے کا نام ہے۔ یعنی مزاج کے غیر معتدل ہونے کو سوء مزاج کہتے ہیں۔ جس کی قسمیں آٹھ ہیں۔ گرمی کا بڑھ جانا۔ سردی کا بڑھ جانا۔ تری کا بڑھ جانا۔ خشکی کا بڑھ جانا۔ گرمی و خشکی دونوں کا بڑھ جانا، گرمی تری دونوں کا بڑھ جانا۔ سردی و خشکی دونوں کا بڑھ جانا۔ سردی وتری دونوں کا بڑھ جانا +

پہلی چار قسموں کو سوء مزاج مفرد کہتے ہیں۔ اور پچھلی چار قسموں کو سوء مزاج مرکب۔ کیونکہ مفرد کے معنے اکیلے اور تنہا کے ہیں۔ اس میں تنہا ایک ہی کیفیت بڑھتی ہے۔ اور پچھلی قسموں میں دو دو کیفیتیں ہو کر بڑھتی ہیں "سوء مزاج بارد رطب" عضو میں سردی اور رطوبت کا زیادہ ہو جانا

"سوء مزاج بارد یابس" سردی اور خشکی کا زیادہ ہوجانا۔ "سوء مزاج حار" گرمی کا زیادہ ہوجانا "سوء مزاج حار رطب" گرمی اور تری کا زیادہ ہوجانا "سوء مزاج حار یابس" گرمی اور خشکی دونوں کا زیادہ ہوجانا۔ "سوء مزاج رطب" رطوبت کا زیادہ ہوجانا "سوء مزاج یابس" یبوست کا زیادہ ہوجانا +

سوء مزاج بسیط۔ سوء مزاج مفرد کا دوسرا نام ہے +

سوء مزاج سازج / سوء مزاج سادہ۔ بلا کسی مادہ کے کسی عضو کے مزاج کا بگڑ جانا +

سوء مزاج مادی۔ کسی فاسد مادہ کی وجہ سے مزاج کا بگڑ جانا +

سوء مزاج مختلف۔ دیکھو سوء مزاج مستوی +

سوء مزاج۔ مرکب دیکھو سوء مزاج +

سوء مزاج مستحکم۔ مزاج کی وہ خرابی جو مستحکم و پائدار ہوگئی +

سوء مزاج مستوی۔ مزاج کی وہ خرابی جو اعضاء میں اصلی مزاج کی طرح جم گئی ہو۔ جس کا احساس کم ہوجاتا ہے۔ اس کے برعکس سوء مزاج مختلف ہے۔ جس کا احساس بہت زیادہ ہوتا ہے +

سوء مزاج مفرد۔ دیکھو سوء مزاج +

سوء ہضم۔ بدہضمی +

سویق۔ ستو۔ جمع اسوقہ +

سہر۔ بیداری۔ بیداری کا مرض +

سیال۔ بہنے والی شئے +

سیل۔ بہاؤ۔ بہنا +

سیلان۔ بہنا (۲) سیلان الرحم کا مخفف +

ش

شاب۔ جوان۔ جمع شبان +

شاعرہ۔ شعور والی، شعور و ادراک والی +

شامہ۔ سونگھنے والی۔ قوت شامہ کا بیان قوت شامہ میں دیکھو +

شباب۔ جوانی +

شبان۔ دیکھو شاب +

شبح۔ کالبد۔ تصویر۔ عکس۔ جمع اشباح +

شتا۔ موسم سرما +

شتوی۔ موسم سرما کا +

شحم جمی ہوئی اور غلیظ چربی۔ جمع شحوم +

شر۔ برا۔ بد۔ بدتر +

شراب۔ (۱) پینے کی چیز (۲) شربت (۳) شراب مئی۔ خمر +

شراب ریحانی۔ دیکھو ریحانی +
شراب عتیق۔ پرانی شراب +
شراب مسطار۔ نئی شراب۔ جو چھ ماہ سے کم کی ہو +
شراب ممزوج۔ وہ شراب جس میں پانی ملا دیا گیا ہو +
شرائین۔ شریان کی جمع ہے۔ وہ رگیں جو تڑپتی ہیں۔ ان کی اسی تڑپ کا نام نبض ہے۔ ان کی مثالیں بدن میں چند مقامات پر ملتی ہیں۔ نبض کی شریان۔ گردن میں نرخرے کے دونوں پہلو کی شریانیں۔ کنپٹی کی شریان۔ ٹخنے کے اندر کی طرف کی شریان۔ ان تمام مقامات میں چھونے سے ان کی تڑپ محسوس ہوا کرتی ہے +
شرب۔ پینا +
شربت (۱) شربت (۲) مقدار خوراک (۳) پینے کی کوئی چیز +
شریان۔ دیکھو شرائین +
شریان اعظم۔ ورطی۔ ابہر۔ قلب کی سب سے بڑی شریان +
شعاع۔ کرن۔ روشنی۔ جمع اشعہ +
شعبہ۔ شاخ۔ جمع شعب +
شعر۔ بال۔ شعر زائد۔ شعر منقلب۔ آنکھوں کے بال۔ یعنی وہ پلک جو ٹوٹ کر آنکھوں کے ڈھیلے میں لگیں اور چبھیں +
شعریہ۔ عروق شعریہ: بال جیسی باریک رگیں۔ جو تمام اعضا میں پھیلی ہوئی ہیں +
شعور۔ ادراک۔ احساس۔ سمجھ +
شفا۔ صحت یابی۔ صحت پانا +
شق۔ پھٹ جانا۔ رگوں کا یا پٹھوں کا چر جانا یا پھٹ جانا۔ جمع شقوق +
شکل۔ صورت۔ جمع اشکال +
شم۔ سونگھنا۔ قوت شم کا بیان قوت میں دیکھو +
شمال۔ اُتر +
شمالی۔ اُتر کی۔ اُتر کے جانب کی +
شوقیہ۔ دیکھو قوتِ شوقیہ +
شہوت۔ بھوک۔ خواہش۔ خواہش جماع +
شیاف۔ بتی۔ فتیلہ شافہ کی جمع ہے۔ (۲) دوا کی بتی +
شیب۔ بالوں کا سفید ہونا +
شیخ۔ بڈھا۔ ہر فن۔ خواجہ۔ جمع شیوخ و مشائخ +
شیخوخت۔ بڑھاپا۔ بوڑھا ہونا +
شیوخ۔ دیکھو شیخ +

ص

صادع۔ (پھاڑنے والا) وہ تفرق اتصال جس میں ہڈی پھٹ جائے +

صافن (ی) وہ ورید ہے جو پنڈلی کے اندر کی طرف گٹّے کے پاس نظر آتی ہے +

صالح الکیموس۔ وہ غذا جس سے اچھا خون پیدا ہو +

صَبا۔ پورب کی ہوا +

صَبیّ۔ بچہ۔ جمع صبیان +

صَبی۔ لڑکپن۔ بچپن۔ کود کی

صِبیان۔ دیکھو صبی +

صِحت۔ تندرستی۔ صحت بدن کی اُس حالت کا نام ہے جس میں اُس کے سارے افعال باقاعدہ اور درست ہوتے ہیں +

صُداع۔ دردِ سر۔ "صداع احتراقی" وہ دردِ سر جو بیرونی گرمی (مثلاً دھوپ) سے ہوا ہو +

صَدر۔ سینہ۔ چھاتی۔ جمع صدور +

صُدغ۔ کنپٹی۔ صُدغین دونوں کنپٹیاں۔ اصداغ جمع +

صَدمہ۔ چوٹ ضرب۔ دھکا۔ دھمک +

صدور۔ دیکھو صدر +

صدید۔ زخم کا پانی۔ زرداب +

صَرع۔ مرگی۔ علامات مریض کا بیہوش ہو کر گرنا۔ اعضاء میں تشنج یعنی اینٹھن منہ سے کف کا جاری ہونا تنفس میں خرخراہٹ کا ہونا +

صعُود۔ چڑھنا۔ صعود ابخرہ۔ بخارات کا چڑھنا +

صِغار۔ صغیر کی جمع۔ چھوٹے +

صِغر۔ چھوٹا ہو جانا +

صغیر / **صغیرہ** } چھوٹا۔ چھوٹی +

صفاق۔ باریطون جھلی کی جھلی جو شکم کے تمام اعضاء اور جوف شکم کی اندرونی دیواروں پر استر کرتی ہے +

صفار۔ صاف ہونا +

صَفائح۔ صفو کی جمع۔ پرت۔ طبقہ +

صفائحی۔ چوڑے چوڑے پرتوں کے مانند +

صفرا۔ (صفراء زرد) پت چونکہ رنگ میں زرد ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام صفراء رکھا گیا ہے۔ پت کا مزاج گرم وخشک مانا گیا ہے۔ پت جگر میں پیدا ہوتا ہے۔ اور پتہ میں جمع رہتا ہے جہاں سے وہ آنتوں پر گرتا ہے۔ اور پائخانہ کو خارج کرتا ہے +

صفراء زنجاری (زنجار۔ زنگار)

وہ صفرار جو جل کر زنگار کے رنگ کا سفیدی مائل سبز ہو جاتا ہے +

صفرا طبعی۔ وہ صفرار ہے جسکی سُرخی شوخ ہو۔ یعنی اس کی سُرخی زعفرانی ہو۔ اسکا وزن ہلکا ہو۔ اسمیں حدت یعنی تیزی اور رقت ہو۔ اور غیر طبعی صفراء ان باتوں میں طبعی کے مخالف ہوتا ہے +

صفرا غیر طبعی (دیکھو صفرا طبعی) +

صفرا کراثی۔ (کراث۔ گندنا) وہ صفرار جو جل کر گندنے کے رنگ کے مانند سبز ہو جاتا ہے +

صفرا محترقہ (محترقہ۔ جلا ہوا) وہ صفرار جو غیر طبعی یعنی جلے ہوئے سودار سے مل جاتا ہے +

صفرا محیّہ (مُح زردی بیضہ) وہ صفرار جو گاڑھے بلغم کے ساتھ ملجاتا ہے۔ ایسا صفرار زردی بیضہ کے مانند زرد اور گاڑھا ہوتا ہے +

صفراوی۔ صفرار والا۔ صفرار کی طرف منسوب +

صُفرت۔ زردی۔ پیلا رنگ۔ صفرۃ البیض: انڈے کی زردی +

صلابت۔ سختی۔ سقیروس +

صُلب۔ (۱) سخت۔ غشار صلب ام غلیظ کا نام ہے (۲) ریڑھ۔ جمع اصلاب +

صلیب۔ سولی + صلیبی۔ سولی جیسا صلیب جیسا +

صِنف۔ قسم۔ جمع اصناف +

صَوت۔ آواز۔ جمع اصوات +

صُوَر۔ صورت کی جمع ہے +

صُورت۔ جو باتیں بیرونی حواس یعنی آنکھ۔ کان۔ ناک وغیرہ سے دریافت کی جاتی ہیں۔ وہ صورت کہلاتی ہیں۔ مثلاً شکل رنگت۔ بو۔ مزہ۔ آواز وغیرہ اور جو باتیں دماغ کی اندرونی قوتوں سے معلوم کی جاتی ہیں وہ معانی کہلاتی ہیں۔ مثلاً محبت۔ عداوت۔ صداقت۔ بغض۔ حسد۔ رشک وغیرہ +

صورت جسمیہ۔ جسم کا وہ جوہر یا جز جو طول و عرض و عمق کو قبول کرتا ہے +

صورت نوعیہ۔ وہ ہے جس سے ہر ایک شئی کی ماہیت اور حقیقت بنتی ہے۔ اور جسکی وجہ سے ہم ہر ایک شئی کو دوسرے سے امتیاز دیکر پہچان لیتے ہیں۔ مثلاً جس کی وجہ سے ہم سانپ کو سانپ اور بچھو کو بچھو کہتے اور سمجھتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ سانپ کی ظاہری شکل کا نام صورت نوعیہ نہیں ہے۔ اگر ظاہری شکل کا نام صورت نوعیہ ہو تو لازم آتا ہے کہ جس مٹی وغیرہ کی شکل سانپ جیسی ہو اسے بھی سانپ کہتے

یا انسان جیسی ہو اُسے بھی ہم سانپ بچھو اور انسان ہی سمجھیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صورت نوعیہ ایک ایسی شئے کا نام ہے جسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ حقیقت میں داخل ہے۔ اور حقیقت آنکھوں سے نہیں معلوم ہوا کرتی ہے۔ ہاں صورت نوعیہ کے علامات اور نشانیاں کچھ ہوتی ہیں۔ جنکو دیکھکر ہم صورت نوعیہ (یا حقیقت) کو پہچان لیا کرتے ہیں +

صولجان۔ (گیند بلا) یہ کھیل گیند اور ڈنڈے سے کھیلا جاتا ہے۔ غالباً یہ کھیل قریب قریب وہی ہے جو آجکل انگریزی لفظ کرکٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک قدیم کھیل ہے +

صَوْم۔ روزہ رکھنا۔ فاقہ کرنا +

صَیْف۔ موسم گرما +

ض

ضارب (تڑپنے والی)۔ عرق ضارب ضاربہ شریان کو کہتے ہیں۔ ضوارب جمع +

ضِحْک۔ ہنسی۔ ہنسنا +

ضِد۔ مخالف۔ دشمن۔ ضِدّین۔ دو مخالف چیزیں +

ضَرْبَہ۔ مار۔ چوٹ +

ضِرْس۔ داڑھ۔ اضراس جمع +

ضرس الحلیم عقل داڑھ۔ سن العقل +

ضروری قوتیں۔ دیکھو قوی ضروریہ +

ضعف۔ کمزوری۔ ناتوانی۔ "ضعف اسنان" دانتوں کی کمزوری۔ "ضعف باہ" قوت جماع کی کمزوری۔ "ضعف شہوت" بھوک کی کمی +

ضعیف۔ کمزور۔ ناتواں۔ ضُعفا۔ جمع +

ضِلَع۔ پسلی۔ جمع اضلاع +

ضماد۔ لیپ۔ گاڑھا لیپ۔ جمع ضمادات واضمدہ +

ضُمور۔ لاغری۔ دُبلاپن +

ضیق۔ تنگی +

ضیق النفس۔ ربو۔ دمہ +

ط

طارد۔ بھگانے والا۔ دور کرنے والا +

طِب۔ علم طب اُس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ سے صحت و مرض کا علم حاصل ہوتا ہے اور جس کے ذریعہ سے ہم صحت کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اور مرضوں کے علاج کرنے پر ہمیں قدرت ہوتی ہے۔ طب علمی طب کا علمی حصہ طب عملی طب کا عملی حصہ "طب نظری" طب علمی +

طبائع - طبیعت کی جمع - دیکھو طبیعت +

طبائع اربع - حرارت - برودت رطوبت - یبوست +

طبخ - پکانا - جوش دینا +

طبع - طبیعت - شکم - براز +

طبعی - اصلی - ذاتی - پیدائشی +

طبقہ - پرت - تہ - جمع طبقات +

طبیب - معالج - حکیم - جمع اطبار +

طبیخ - جوشاندہ - دم بالا ہوا +

طبیعت - وہ قدرتی قوت جو فساد و ضرر سے بدن کو بچاتی - اور مناسب تدابیر کام میں لاتی ہے - (۲) مزاج (۳) ترکیب بدنی (۴) براز یعنی پاخانہ جمع طبائع +

طحال - تلی - سپرز

طرف - جمع اطراف - کنارہ - سرا - ہاتھ پاؤں +

طعام - غذا - خوراک جمع اطعمہ +

طعم - مزہ - جمع طعوم +

طعوم - طعم کی جمع - مزے +

طفل - بچہ - جمع اطفال +

طلا - لگانے کی رقیق دوا - پتلا لیپ جمع اطلیہ +

طمث - خون حیض - ماہواری خون +

طویل - لمبا +

طویلہ - لمبی دراز +

طہر - پاک ہونا - ایام حیض سے فارغ ہونا +

طیب - خوشبو - خوبی +

طین - مٹی - کیچڑ - گیلی مٹی +

طینت - مٹی - خمیر - اصل +

طین الحکمت - گل حکمت +

ظ

ظفر - ناخون - جمع اظفار +

ظلمت - تاریکی +

ظن - گمان - وہم +

ظہر - پشت - پیٹھ - جمع ظہور +

ع

عادت - کسی کام کا ہمیشہ کرنا +

عاصر / عاصرہ - نچوڑنے والا +

عتیق - پرانا - دیرینہ +

عجوز / عجوزہ - نہایت بوڑھا مرد یا بڑھیا عورت

عجین - گوندھا ہوا آٹا +

عدل فی القسمۃ - تقسیم میں انصاف کرنا - بانٹنے میں انصاف رکھنا +

عرض - عرض اس فاصلہ کا نام ہے جو خط استوار سے کسی ملک تک ہوتا ہے جو ملک خط استوار سے بہت دور

ہیں وہاں کی ہوا زیادہ سرد ہوتی ہے
"عرضِ بلد" +

عَرَض - اس حالت کو کہتے ہیں جو کسی مرض سے پیدا ہوتی ہے جس طرح بخار سے کھانسی اور درد سر پیدا ہو جاتا ہے اور جس طرح ورم جگر سے بخار ہو جاتا ہے
"عرضِ مرض" +

عرض بلد - دیکھو عرض +

عَرَق - (۱) پسینہ (۲) عرق جو نل بھبکے یا کسی دوسرے ذریعے سے کشید کیا جاتا ہے (۳) جوشاندہ کا پانی یا دوا کا پانی جو نچوڑنے سے حاصل ہوا ہو +

عِرق - رگ - خون وغیرہ کی نالی - جڑ - عروق جمع +

عرق النسا - وہ ایک درد ہے جو کولھے سے ران - پنڈلی اور پاؤں کے نیچے تک ٹانگ کے باہر کی طرف ہوتا ہے - یہ درد ایک پٹھے میں ہوتا ہے - جس کی رفتار وہی ہے جو اس درد کی ہے - کسی رگ میں ہونا غلط ہے +

عِرق النسا - وہ رگ ہے جو پنڈلی کی باہر کی طرف ہوتی ہے - یہ اوپر گھٹنے کے پیچھے سے شروع ہوتی ہے - اور نیچے بیرونی گٹے کے پیچھے سے گذر کر چند شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہے - جو پشت پا پر پھیل جاتی ہیں - یہ ران کی ورید سے نکلتی ہے - اس کے ہمراہ ایک پٹھہ بھی ہوتا ہے - تنبیہ درد عرق النسا اسی ورید کی طرف منسوب ہے جو شہرت کے علاوہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہوتا ہے - مگر یہ بالکل غلط ہے - اس ورید میں درد نہیں ہوتا ہے - بلکہ اس کے ہمراہ ایک چوڑا پٹھا ہے جسکو عصبۂ عریضہ (عریضہ - چوڑا) کہتے ہیں - اسی پٹھے میں درد ہوتا ہے - جیسا کہ بعض قدماء فن نے بھی تصریح کی ہے، وریدیں اعصاب سے خالی ہوتی ہیں - اس لئے یہ درد کا محل نہیں بن سکتی ہیں (از تشریح کبیر) +

عروق - عرق کی جمع - رگیں +

عروق ساکنہ }
عروق سواکن } وریدیں +

عروق شعریہ - بال جیسی باریک رگیں جو بدن میں ہر جگہ موجود ہیں +

عروق ضاربہ }
عروق ضوارب } شریانیں - تڑپنے والی رگیں +

عروق ماساریقیہ - آنتوں کی وریدیں جو باب الکبد نامی وریدیں ختم ہوتی ہیں +

عریض - عریضہ - چوڑا - پھیلا ہوا +

عصارہ - نچوڑ - وہ پانی جو نچوڑنے سے

نکلتا ہے ؛

عَصَب - اس کی جمع اعصاب ہے (دیکھو اعصاب) ؛

عصب ذوقی - زبان کی قوت ذائقہ کا عصب ؛

عصب سمعی - قوت سامعہ کا عصب ؛

عصب شم - قوت شامہ کا عصب - زائدۂ حلمیہ ؛

عَصَبَہ - پٹھہ - جمع اعصاب ؛

عصبۂ باصرہ - قوت بینائی والا پٹھہ ؛

عصبۂ ذائقہ - قوت ذائقہ بخشنے والا پٹھہ جو زبان میں دو ہیں ؛

عصبۂ سامعہ - قوت سامعہ والا پٹھہ ؛

عصبۂ شامّہ - سونگھنے والا پٹھہ ؛

عصبۂ مُجوّفہ - قوت بینائی والا پٹھہ جو آنکھ میں آتا ہے - اس میں ایک جوف ضرور ہوتا ہے مگر وہ ایک شریان کے لئے ہے ؛

عَصر - نچوڑنا ؛

عَضَلات - عضلہ کی جمع - بدن کا گوشت - بدن کی مچھلیاں - تمام بدنی حرکات عضلات ہی سے ہوتی ہیں ؛

عَضَلہ - دیکھو عضلات ؛

عَضَلی / **عَضَلیہ** } عضلہ کے متعلق - عضلہ کا جسکی ساخت میں عضلی ریشے داخل ہوں ؛

عضو - جمع اعضاء ؛

عضو آلی - عضو مرکب (دیکھو اعضاء مرکبہ) ؛

عضو بسیط - عضو مفرد (دیکھو اعضاء مفردہ) ؛

عضو رئیس - دیکھو اعضائے رئیسہ ؛

عضو مرکب - (اعضاء مفردہ میں دیکھو) ؛

عضو مفرد - (اعضائے مفردہ میں دیکھو) ؛

عُطاس - چھینک ؛

عَطسہ - چھینک ؛

عَطش - پیاس ؛

عَطوس - ناس - نسوار - چھینک لانے والی دوا - جمع عطوسات ؛

عِظام - ہڈیاں - عظم کی جمع ؛

عظم - ہڈی - استخوان - جمع عظام ؛

عظیم / **عظیمہ** } بڑا - بزرگ - کبیر ؛

عَفص - کسیلا کھٹا ؛

عَفن - سڑنا - گندہ ہونا - متعفن ہونا ؛

عُفوصت - کسیلا ہونا - کھٹا پن ؛

عُفونت - سڑاند - مواد کا گندہ ہو جانا رطوبات کا بگڑ کر کام کا نہ رہنا ؛

عَقاقیر - عقار کی جمع - جڑی بوٹیاں ؛

عَصَب۔ تانت۔ ہڈیوں کا رباط +
عُقَد۔ عقدہ کی جمع۔ گرہ۔ گانٹھ۔ عصبی گرہ +
عُقر۔ بانجھ ہونا اولاد کا نہ پیدا ہونا +
عُقم۔ بانجھ ہونا +
علاج۔ مرض کا ازالہ کرنا +
علامت۔ اس حالت کا نام ہے جس سے صحت یا مرض کا پتہ چلتا ہے علامات کی چند قسمیں ہیں +
علامات تمامیہ۔ وہ علامات جو اعضاء کے افعال سے تعلق رکھتے ہوں۔ مثلاً ایک چیز کا دو دیکھنا مرض حول کی علامت ہے +
علامات جوہریہ۔ وہ علامات جن کا تعلق اعضاء کے جوہر سے ہو۔ مثلاً کھوپڑی کا چھوٹا ہونا دماغ کے چھوٹے ہونے کی علامت ہے +
علامات عرضیہ۔ وہ علامات جو اعضاء کے عوارض سے تعلق رکھتے ہوں، اسکے جوہر اور افعال سے تعلق نہ رکھتے ہوں، مثلاً وہ علامتیں جنکا تعلق خوبصورتی اور بدصورتی سے ہو +
عِلّت۔ (۱) سبب (۲) مرض جمع عِلَل
عِلّتِ تامہ۔ وہ سبب جسکے وجود کے بعد دوسری شے (معلول مُسَبَّب) کا وجود ضروری ہوجائے یعنی یہ ناممکن ہے کہ وہ سبب موجود ہو۔ اور دوسری چیز نہ ہو۔ مثلاً یہ ناممکن ہے کہ آفتاب سامنے ہو اور دھوپ نہ ہو +

علت تمامی | **علت تمامیہ** } سبب تمامی دیکھو +
علت صوری | **علت صوریہ** } دیکھو سبب صوری +
علت غائی | **علت غائیہ** } دیکھو سبب غائی +
علت فاعلی | **علت فاعلیہ** } دیکھو سبب فاعلی +
علت مادی | **علت مادیہ** } دیکھو سبب مادی +
علت ناقصہ۔ وہ سبب جسکے وجود کے ساتھ معلول یا مسبب کا ہونا ضروری نہیں۔ دیکھو علت تامہ +
عَلَق۔ علقہ کی جمع۔ جونک +
عَلَقہ۔ جونک (۲) جما ہوا خون +
عِلَل۔ علت کی جمع۔ سبب، مرض +
علم حفظ صحت۔ وہ علم جس سے صحت کی حفاظت کر سکیں +
علم طب۔ (دیکھو طب) +
علم علاج۔ وہ علم جس سے مرضوں کو زائل کیا جا سکے +
عمر۔ زندگی۔ بقا۔ اعمارت +

عمل بالید- ہاتھ کا کام- جراحی دستکاری +

عمیٰ- نابینائی- اندھاپن +

عناصر- ارکان (دیکھو ارکان) +

عناصر اربعہ- چار ارکان- آب- آتش- خاک- باد +

عنصر- جمع عناصر- بنیاد- ارکان کو کہتے ہیں دیکھو ارکان +

عوارض نفسانیہ- دیکھو انفعالات نفسانیہ +

عین- آنکھ- جمع عیون +

غ

غاذی- غذا بخشنے والی- بدنی پرورش میں صرف ہونے والی +

غاذیہ- غذا دینے والی- قوت غاذیہ کا بیان الگ دیکھو +

غائر- گہرا +

غائط- پاخانہ +

غائلہ- شر- فساد- برائی +

غب- تیسرے روز کی باری کا بخار خواہ اتر جایا کرے- خواہ نہ اترے مگر تیسرے روز شدت پکڑ لے- تجاری بخار +

غبیرا- ایک کیڑا ہے جسے قاقم بھی کہتے ہیں- اس کے بدن میں اون ہوتا ہے جس سے کپڑے اور پوستین تیار کئے جاتے ہیں +

غثی }
غثیان } متلی قے اور ابکائی سے پہلے جو کیفیت محسوس ہوتی ہے

غدد- غدہ کی جمع- گلٹیاں +

غدہ- اسکی جمع غدد- گلٹی +

غذاء- وہ جسم ہے جس سے ہمارے بدن کی کم و بیش پرورش ہوتی ہے- یعنی اس کے تھوڑے یا زیادہ اجزاء کسی عضو کی شکل میں تبدیل ہو کر بدن کے اندر رہ جاتے ہیں برخلاف ازیں دواء کسی عضو کی شکل میں تبدیل نہیں ہو سکتی ہے، بلکہ اس کا کام بدن کے اندر فقط گرمی یا سردی کا پہونچا دینا ہے- اور اس کے بعد پیشاب پاخانہ وغیرہ کی صورت میں خارج ہو جاتی ہے- غرض غذا سے خون بنتا ہے- اور دوا سے خون نہیں بنتا ہے- ہاں خون میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے- مثلاً یہ کہ وہ گرم زیادہ ہو جائے +

غذاء بالفعل- غذا کا وہ حصہ جو جزو بدن ہو گیا ہو +

غذاء بالقوہ- غذا کا وہ حصہ جو ابھی جزو بدن نہ بنا ہو- بلکہ وہ جزو بننے کے لائق ہو +

غذاء تفاحیہ۔ (تفاح۔ سیب) ایک
قسم کی غذا ہے۔ جس میں سیب بھی
داخل کیا جاتا ہے +
غذاء حصرمیہ۔ (حصرم۔ کچا انگور)
ایک قسم کی غذا ہے جس میں کچے انگور
پڑتے ہیں +
غذاء حماضیہ۔ (حماض۔ چوکہ) ایک
غذا ہے جس میں حماض یعنی چوکہ پڑتا
ہے (حُمّاض: ایک کھٹی بوٹی ہے) +
غذاء خالص۔ جس میں خالص اغذائیت
ہو۔ دوائیت وغیرہ نہ ہو +
غذاء دوائی۔ وہ غذا جس میں دوائیت
بھی ہو۔ یعنی اس میں گرمی و سردی کی
قسم سے کوئی کیفیت بھی ہو مثلاً
بادام۔ منقے +
غذاء دوائی ذوالخاصہ۔ وہ غذاء
جس میں دوائیت کے علاوہ کوئی خاصیت
بھی ہو۔ یعنی ذوالخاصہ بھی ہو۔ ذوالخاصہ
کی پوری تعریف ذوالخاصہ میں دیکھو +
غذاء ذوالخاصہ۔ وہ غذاء جو کوئی خاصیت
بھی رکھتی ہو۔ وہ غذاء ہونے کے باوجود
ذوالخاصہ بھی ہو +
ذوالخاصہ کی پوری تعریف
ذوالخاصہ میں دیکھو +
غذاء رُمّانیہ۔ (رمان۔ انار) انار کی
ایک خاص قسم کی غذاء ہے +
غذاء زرشکیہ۔ ایک خاص قسم کی غذا
ہے جس میں زرشک پڑتا ہے +
غذاء سماقیہ۔ سماق کی غذاء ہے۔ اس کا
رواج ہندوستان میں نہیں ہے +
غذاء صالح الکیموس۔ دیکھو صالح
الکیموس +
غذاء غلیظ۔ وہ غذاء جس سے گاڑھا
خون بنے +
غذاء فاسد الکیموس (کیموس۔ اخلاط)
وہ غذاء جس سے فاسد مواد تیار ہوتے
ہوں +
غذاء قلیل الغذاء۔ وہ غذاء جس سے
خون تھوڑا بنتا ہو۔ اور بدنی پرورش
کم حاصل ہوتی ہو +
غذاء قنبیطیہ۔ قنبیط کی غذا قنبیط
ایک قسم کا کرم کلہ یا گوبھی ہے +
غذاء کثیر الغذاء۔ وہ غذاء جس سے
خون زیادہ مقدار میں پیدا ہو۔ اس سے
بدنی پرورش بہت زیادہ ہو +
غذاء کرنبیہ۔ (کرنب۔ کرم کلہ) کرم کلہ
کی غذاء +
غذاء لطیف۔ وہ غذاء جس سے لطیف
ورقیق خون بنے اور وہ جلد ہضم ہو جائے +
غذاء مطلق۔ (دیکھو غذاء خالص) +

غرغرہ - غرغرہ کرنا۔ منہ میں پانی لیکر اُسے حلق تک پھیرانا ۔

غرق ڈوبنا - پانی میں ڈوبنا ۔

غریزہ - طبیعت ۔ فطرت ۔ غریزی و غریزیہ اصلی ۔ طبعی ۔

غریق پانی میں ڈوبا ہوا ۔

غَسل - دھونا ۔ میل صاف کرنا ۔

غُسل - نہانا ۔ تمام بدن کا دھونا ۔

غِش - کھوٹ ۔ ملاوٹ ۔ آمیزش ۔

غشا - جھلی ۔ پوشش ۔ جمع اغشیہ ۔

غشاء بکارت - پردۂ بکارت ۔ اندام نہانی کے منہ پر ایک جھلی ہوتی ہے ۔

غشاء مفروش - کان کا پردہ ۔

غشائی - جھلی والی ۔ غشاء کی طرف منسوب

غشی - بیہوشی ۔

غضاریف - غضروف کی جمع کرکرے

غضب - غصہ کرنا ۔ غصہ ۔

غضروف - اس کی جمع غضاریف ہے ۔ کرکری ۔ مثلاً ناک کی کرکری ۔ کان کی کرکری ۔

غلاظت - گاڑھا پن ۔ سختی ۔

غلاف - خول ۔ پوشش ۔ غلاف القلب ۔

غلظ - دبیز موٹا ہونا ۔ گاڑھا ہونا ۔

غِلظت - گاڑھا پن - سختی

غثی / غثیان - جی متلانا ۔ ابکائی آنا ۔

غلیظ / غلیظہ - گاڑھا ۔ موٹا ۔ دبیز ۔

غم - کسی شے کے وقوع سے متفکر ہونا ۔

غمام - بعضے ابر ۔ قارورہ کا وہ رسوب جو اس کی بالائی سطح پر تیر رہا ہو ۔

غیر طبعی - غیر اصلی ۔ اصلی حالت کے خلاف ۔

غیر معتدل حقیقی - دیکھو معتدل حقیقی ۔

غیر معتدل طبی - دیکھو معتدل طبی ۔

غیر معتدل مرکب مفرد - غیر معتدل مفرد اس مزاج کو کہتے ہیں جس میں محض ایک ہی کیفیت ضرورت سے زیادہ ہو جیسا مثلاً صرف گرمی کی زیادتی ۔ اور غیر معتدل مرکب اسے کہتے ہیں جس میں دو کیفیتیں ضرورت سے زیادہ ہوں ۔ مثلاً گرمی و خشکی دونوں کی زیادتی ہو ۔

ف

فاتر - نیم گرم ۔ ماء فاتر - نیم گرم پانی ۔

فادزہر (معرب) دافع زہر ۔

فاسخ - ہڈی یا کری کا ٹوٹ کر چند ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا ۔

فاسد الکیموس - دیکھو فساد کیموس ۔

فاعل - مؤثر ۔ سبب ۔ باعث ۔

فاعل بالذات - جو دوا طبیعت کے مستقل عمل کرنے والی شے ۔

فاعل بالعرض۔ کسی وجہ سے اپنی ذاتی طبیعت کے خلاف عمل کرنے والی شیٔ۔

فالج۔ ادھرنگ جس میں سر سے پاؤں تک تمام اعضاء ایک طرف سے ڈھیلے اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ گاہے سر اور چہرہ اس سے بچ جاتا ہے (۲) استرخاء خواہ کسی عضو میں ہو۔

فتیٰ۔ جوان۔ فتیان جمع۔

فجاجت۔ کچا پن۔ خامی۔

فج | خام۔ کچا۔ اخلاط فجہ وہ خام (غیر
فجہ | نضج یافتہ) مواد جو بدن سے خارج ہونے کے قابل نہ ہوں۔

فرح | خوشی۔ مسرت۔
فرحت |

فزع۔ ڈر۔ خوف۔

فساد۔ خرابی۔ تباہی۔ بُرائی۔ بگڑ جانا۔

فستقی۔ (فستق پستہ) پستہ کے رنگ کا، زردی مائل سبز۔

فسخ۔ ٹوٹ جانا۔ عضلہ کا کٹ پھٹ جانا۔

فصد۔ کسی رگ پر نشتر لگا کر خون نکالنا۔

فصل۔ موسم۔ فصول جمع۔ فصلیں چار ہیں خریف خزاں۔ ربیع بہار۔ شتاء سرما۔ صیف گرما۔

فصول۔ فصل کی جمع۔ موسم۔ فصول اربعہ چاروں موسم (دیکھو فصل)۔

فضاء۔ فراخی۔ کشادگی۔ وسعت۔ افضیہ جمع۔

فَضَلات۔ فضلہ کی جمع۔ زائد چیز۔ پھوک۔

فُضلہ۔ فضلات جمع۔ پھوک۔ زائد چیز۔ قابل اخراج مواد۔

فضول۔ ردی مواد۔ زائد چیز۔

فطرت۔ خلقت۔ پیدائش۔ طبیعت۔

فطری۔ خلقی۔ پیدائشی۔

فعل۔ افعال جمع۔ کام۔ کسی قوت کا اثر۔

فعل و انفعال۔ اثر کرنا اور اثر کو قبول کرنا۔ باہمی تاثیر و تاثر۔

فعل بسیط۔ فعل مفرد۔ دیکھو افعال۔

فعل مرکب۔ دیکھو افعال۔

فعل مفرد۔ دیکھو افعال۔

فِکر۔ سوچنا۔ غور کرنا۔

فم۔ منہ۔ دہن۔ دہانہ۔ افواہ جمع۔

فم رحم۔ رحم کا منہ۔

فم معدہ۔ معدہ کا منہ جو مری سے متصل ہے۔

فواق۔ ہچکی۔

فَواکِہ۔ فاکہہ کی جمع۔ میوہ جات۔ مثلاً تربوز۔ خربوزہ۔ سیب۔ وغیرہ۔

فوائد بدنیہ۔ کسی دوا یا غذا کے وہ فائدے جو بدن سے تعلق رکھتے ہوں، مثلاً بدن کو فربہ کرنا۔ سرخ کرنا۔

فوائد نفسانیہ۔ وہ فائدے جو نفس سے

تعلق رکھتے ہوں۔ مثلاً سرور بخشنا، غم کا زائل کرنا۔ بہادر بنانا +

فوق۔ اوپر۔ بالا +

فوہات: فوہہ کے دہانے، مُنہ +

فوہات عروق۔ رگوں کے مُنہ۔ رگوں کے دہانے +

فہم۔ سمجھ بوجھ۔ افہام جمع +

ق

قابض } قبض پیدا کرنے والی سکیڑنے
قابضہ } والی۔ جمع قابضات و قوابض +

قاتل } قتل کرنیوالی۔ مار ڈالنے والی +
قاتلہ }

قارورہ۔ (شیشہ شیشی) پیشاب۔ پیشاب کا ظرف +

قاعدہ۔ قواعد جمع۔ قانون۔ اصول۔ جڑ۔ تلہ۔ پیندا +

قامت۔ ڈیل ڈول۔ قد +

قانون۔ اصول۔ قاعدہ۔ ضابطہ۔ قوانین جمع +

قبض۔ سکیڑنا۔ پاخانہ کا معمولی مقدار سے کم اور بدقت آنا۔ اور دیر میں آنا +

قحف۔ کھوپڑی +

قحل } خشکی۔ بدن و جلد سے بھوسی
قحولت } کا اترنا +

قدرت۔ طاقت۔ قوت +

قدم۔ پاؤں گٹے سے نیچے کا حصہ جمع اقدام +

قذرہ } گندگی۔ میلا پن +
قذرات }

قراقر (گڑگڑاہٹ) پیٹ کی آوازیں جو ریاح سے پیدا ہوتی ہیں۔ قرقرہ کی جمع ہے +

قرح } زخم۔ پکا ہوا زخم۔ جمع قروح +
قرحہ }

قرص۔ ٹکیہ۔ دواؤں کی ٹکیہ اقراص جمع +

قرع۔ ٹھوکر۔ ٹھوکر دینا۔ شریان کی حرکت +

قرع۔ دیگ۔ پتیلہ۔ قرع انبیق کا زیرین حصہ +

قرع انبیق۔ (قرع۔ دیگ۔ انبیق۔ اوپر کا سرپوش) وہ آلہ جس سے عرق کشید کیا جاتا ہے۔ اس میں نیچے دیگ ہوتی ہے اور اوپر ایک گنبد نما سرپوش ہوتا ہے جس میں دو ٹونٹیاں ہوتی ہیں +

قشر۔ پوست۔ چھلکا۔ چھال۔ جمع قشور +

قشف۔ جلد کا سخت اور کھردرا ہونا +

قشور۔ دیکھو قشر +

قشوری۔ چھلکوں کی شکل۔ چھلکوں کے مانند +

قصب الریہ۔ ہوا کی نالیاں جو پھیپھڑے کے اندر پھیلی ہوئی ہیں +

قصبہ۔ قصبۃ الریہ کا مخفف (۲) قصبۂ کبریٰ یا قصبۂ صغریٰ کا مخفف ہے +

قصبۂ ریہ۔ (نرخرہ) ہوا کی نالی جس سے ہوا پھیپھڑوں تک پہونچتی ہے۔ اسکی لمبائی تقریباً ساڑھے چار قیراط (انچ) اور گولائی میں ایک قیراط ہے۔ سینہ میں جاکر یہ دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے جو دونوں پھیپھڑوں میں شاخ در شاخ ہو کر پھیل جاتے ہیں (از تشریح کبیر) +

قصیر } چھوٹا۔ چھوٹی۔ کوتاہ +
قصیرہ } طویل کا مقابل +

قصامہ۔ (چبینہ) اُن خشک چیزوں کو کہتے ہیں۔ جو دانتوں کے کناروں سے کھائے جاتے ہیں۔ جیسے بھنے ہوئے چنے اور دوسرے بھنے دانے +

قضیب۔ ذکر۔ آلۂ تناسل +

قطر۔ لمبائی۔ چوڑائی اور دبازت +

قطع۔ کاٹنا +

قعر۔ گہرائی۔ عمق۔ اندرونی حصہ +

قعر بدن۔ بدن کی گہرائی۔ بدن کے اندر +

قعر معدہ۔ معدہ کی گہرائی +

قفا۔ گدی۔ سر کا پچھلا حصہ۔ پشت۔ گردن کا پچھلا حصہ +

قلب۔ دل۔ جمع قلوب۔ دل مرکز دوران خون ہے +

قُلفہ۔ حشفہ کی کھال جو ختنہ میں کاٹ دیجاتی ہے +

قلق۔ بیقراری سے کروٹیں بدلنا۔ بےچینی +

قلوب۔ دیکھو قلب +

قنی۔ وہ مصنوعی ندیاں یا پانی کا نالہ ہے جسے کاشتکار اور باغبان ایک خاص ترکیب سے زمین کے اندر کھود کر زمین کے اوپر اسکا پانی لے آتے ہیں۔ اور کاشت و باغ وغیرہ کی سیرابی کرتے ہیں +

قواطع۔ اگلے چار دانت +

قواعد۔ دیکھو قاعدہ +

قواعد کلیہ۔ عام قواعد۔ عام اصول۔ بڑے قاعدے۔ اور قواعد جزئیہ: خاص۔ قاعدے۔ خاص اصول۔ چھوٹے اصول +

قوانین۔ دیکھو قانون +

قوت۔ طاقت۔ قدرت۔ جس سے کوئی فعل ظاہر ہو۔ جمع قویٰ (۲) کیفیت حرارت و برودت وغیرہ۔ (۳) امکان +

قوت باصرہ۔ دیکھنے کی قوت۔ بنائی۔

کی طاقت۔ یہ دماغ سے آنکھوں میں
ایک ایسے پٹھے سے ہو کر آتی ہے جو باہم
صلیب کی طرح (×) مل جاتے ہیں۔ اس
کے بعد آنکھوں میں آتے ہیں۔ اسی وجہ
سے اس مقام کو **تقاطع صلیبی**
(صلیب کی سی کاٹ) کہتے ہیں۔ اور
اس پٹھے کو **عصبۂ مجوفہ** (نالیدار
پٹھا) کہتے ہیں۔ اس پٹھے میں فی الحقیقت
ایک نالی ہوتی ہے۔ مگر اس نالی کی غرض
کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں
کہ اس نالی میں شریان رہتی ہے۔ اور
بعض کہتے ہیں کہ اس نالی میں بینائی
کی روح ہوتی ہے (لغات کبیر)۔

قوت بصر۔ (بصر۔ دیکھنا) بینائی کی
قوت (دیکھو قوت بصر)۔

قوت جاذبہ۔ جذب کرنے والی یعنی
اپنی طرف کھینچنے والی قوت۔ خواہ کھینچکر
آنے والی شئی غذا ہو یا کوئی دوسری
رطوبت وغیرہ۔ تمام اعضاء میں یہ قوت
موجود ہے۔ جس سے غذا یا کوئی دوسری
شئے کھنچکر آتی ہے۔ جس طرح معدہ سے
کیلوس جذب ہو کر جگر میں چلا جاتا ہے
(لغات کبیر)۔

قوت حافظہ۔ (یاد رکھنے والی قوت)
یہ وہ قوت ہے جہاں باتیں محفوظ رہتی
ہیں۔ اور بوقت ضرورت یاد آجاتی ہیں،
اور اس کے خراب ہونے سے مرض نسیان
پیدا ہو جاتا ہے۔ جسکو ہندی میں بھول
کہتے ہیں۔ اس قوت کو ہندی میں یاد
کہتے ہیں۔ جیسا کہ کہا کرتے ہیں کہ اس کی
یاد اچھی ہے۔ یا اسکی یاد خراب ہوگئی ہے
یعنی اُس کی قوت حافظہ اچھی ہے، یا وہ
خراب ہوگئی ہے۔ یہ قوت دماغ کے پچھلے
حصے میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ قدماء کا خیال
ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ طبی اصطلاح میں قوت
حافظہ اُس قوت کو کہتے ہیں۔ جہاں وہ
باتیں محفوظ رہتی ہیں۔ جو بیرونی حواس
سے نہ محسوس ہوتی ہوں۔ بلکہ محض اندرونی
دماغی قوتوں سے دریافت کیجاتی ہوں،
مثلاً دوستی۔ دشمنی وغیرہ۔ اور وہ باتیں
جو بیرونی حواس سے دریافت ہوتی ہیں۔
اُن کا خزانہ خیال ہے۔ مثلاً صورتیں،
شکلیں وغیرہ۔ تفصیل کے لئے دیکھو
قوت خیال اور قوت واہمہ (لغات کبیر)

قوت حس مشترک۔ دماغ کی اندرونی
قوتوں میں سے پہلی قوت ہے۔ جہاں
پانچوں بیرونی قوتوں یعنی باصرہ۔ سامعہ۔
شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ کی ساری چیزیں
پہنچتی ہیں۔ کان سے سنی ہوئی آوازیں
ناک سے بوئیں۔ زبان سے مزے اور

تمام بدن کی جلد سے گرمی وسردی وغیرہ یہاں پہونچتی ہے۔ اور یہ قوت مشترک طور پر سب کو دریافت کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکا نام حس مشترک رکھا گیا ہے (حس۔ دریافت کرنا) یہ قوت دماغ کے بطن مقدم کے اگلے حصے میں ہوتی ہے۔ اس قوت کا خزانہ قوت خیال ہے۔ یعنی حس مشترک اپنے سارے معلومات اور ساری خبروں کو دریافت کرنیکے بعد خزانہ خیال میں محفوظ رکھنے کے لئے سپرد کر دیتا ہے تاکہ بوقت ضرورت پھر اس کی یاد آسکے۔ چنانچہ کسی شخص کی دیکھی ہوئی صورت جسکو ایک عرصہ گزر گیا ہو اسی قوت کے ذریعہ یاد آجاتی ہے۔ اور اسی قوت کیوجہ سے وہ باتیں یاد آیا کرتی ہیں جنکا تعلق بیرونی حواس سے ہوتا ہے یعنی شکلیں صورتیں۔ آوازیں۔ بوئیں مزے وغیرہ۔ اور قوت حافظہ محض اُن باتوں کو یاد رکھتی ہے۔ جنکا تعلق بیرونی حواس سے نہو، بلکہ وہ باتیں محض دماغ کی اندرونی قوتوں سے دریافت کی جاتی ہوں۔ مثلاً محبت۔ دوستی۔ دشمنی وغیرہ، یہ امور نہ آنکھوں سے دیکھے جاسکتے ہیں اور نہ کسی اور بیرونی حواس سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ ان باتوں کو قوت حافظہ یاد رکھتی ہے یہ بھی یاد رکھو کہ طبی اصطلاح میں اُن امور کو جو بیرونی حواس سے تعلق نہ رکھتے ہوں معانی کہتے ہیں اور اُن امور کو جو بیرونی حواس سے دریافت ہوتے ہوں صُوَر کہتے ہیں۔ صور۔ صورت کی جمع ہے۔ قوت خیال کا مقام دماغ کے بطن مقدم کا پچھلا حصہ ہے۔ (لغات کبیر) +

قوت حیوانیہ۔ وہ قوت ہے جسکی وجہ سے انسان کے تمام اعضاء میں زندگی اور حیات قائم رہتی ہے اسکا عضو رئیس یعنی منبع و مخزن قلب ہے قلب ہی سے تمام بدن میں حیات و زندگی کی قوت خاص قسم کی رگوں کے ذریعہ (جنکا نام شرائین ہے اور جو بعض مقام پر تڑپتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں) تمام بدن میں پھیلتی ہے۔ اسی وجہ سے ان رگوں کو خادم قلب بھی کہتے ہیں (لغات کبیر) +

قوتِ خیال۔ وہ قوت ہے۔ جہاں حواس خمسہ ظاہرہ (آنکھ، کان، ناک وغیرہ) کی دریافت کی ہوئی چیزیں محفوظ رہتی ہیں اور بوقت ضرورت یاد آجاتی ہیں (تفصیل دیکھو قوتِ حس مشترک میں) لغات کبیر

قوت دافعہ- دفع کرنیوالی یا پھینکنے
والی قوت- اعضا میں یہ ایک قوت
ہوتی ہے- جس سے بدن کے سوادا ور
فضلات وغیرہ دفع ہوتے ہیں- چنانچہ
پائخانہ اور پیشاب وغیرہ اسی قوت سے
خارج ہوتے ہیں (لغات کبیر)*

قوت ذائقہ- (چکھنے کی قوت) یہ قوت اُن
پٹھوں میں ہوتی ہے- جو زبان کے
اندر پھیلے ہوئے ہیں- اس قوت کا کام
مزوں کو دریافت کرنا ہے (لغات کبیر)*

قوت ذوق- (ذوق چکھنا) قوت
ذائقہ دیکھو*

قوت سامعہ (سننے کی قوت) یہ قوت
کان کے اندر اُس پٹھے میں ہوتی ہے
جو کان کے اندر پھیلا ہوا ہے- اس قوت
کا کام آوازوں کو معلوم کرنا ہے*
(لغات کبیر)*

قوت سمع- یا قوت سماعت
(سمع وسماعت سُننا) سُننے کی قوت
(دیکھو قوت سامعہ)*

قوت شامہ- (سونگھنے کی قوت) یہ
قوت اُن دو پٹھوں میں ہوتی ہے- جو
سرپستان کے مانند بڑھے ہوتے ہیں،
اور ناک کے اوپر دماغ کے نیچے واقع
ہیں- اس قوت کا کام بو کا دریافت
کرنا ہے- جو ناک میں ہوا کے ساتھ چڑھتی
ہے (لغات کبیر)*

قوت شم- (شم- سونگھنا- سونگھنے کی
قوت (دیکھو: قوت شامہ)*

قوت شوقیہ- قوت محرکہ کی ایک قسم ہے جو حرکت
کا ارادہ پیدا کرتی ہے یعنی حرکت کا باعث ہوتی
ہے تفصیل دیکھو قوت محرکہ میں (لغات کبیر)*

قوت شہوانیہ- قوت محرکہ کی ایک
قسم ہے جو کسی مفید شئے کی طلب کے لئے
اعضاء میں حرکت دلاتی ہے تفصیل دیکھو
قوت محرکہ میں (لغات کبیر)*

قوت ضروری- (دیکھو قوائے ضروریہ)*

قوت طبعیہ- وہ قوت ہے جس سے
تمام بدن کی پرورش ہوتی ہے- غذا ر
پہونچتی ہے- اعضاء بڑھتے ہیں- اور
بڑھ کر ایک حد تک پہونچ جاتے ہیں*
اس کا عضو رئیس یعنی منبع و مخزن جگر مانا
گیا ہے- جو پرورش کرنے والے خون
اور اخلاط کو اُن رگوں کے ذریعہ جو اوردہ
کہلاتی ہیں اور بدن میں جابجا اُبھری
نظر آتی ہیں- تمام بدن میں بھیجتا- اور
تقسیم کرتا ہے- اسی وجہ سے ان
رگوں کو جگر کا خادم کہتے ہیں-
اس قوت کی دو قسمیں ہیں: اول
غاذیہ جو بدن میں غذا

پہونچاتی ہے۔ دوئم نامیہ جو اعضاء
کو بڑھاتی ہے (دیکھو قوت غاذیہ اور
نامیہ) علی ہذا نسل کی قوتوں کو جن کے
عضو ٹیں خصیئے ہیں۔ قوت طبعیہ ہی
میں داخل کرتے ہیں۔ جو دو ہیں مولدہ
اور مصورہ (دیکھو قوت مولدہ ومصورہ)
غرض قوت طبعیہ کے متعلق دو فعل بتلائے
جاتے ہیں۔ اول پرورش بدنی۔ یعنی
تغذیہ و تنمیہ (غذا پہونچانا اور بڑھانا)
دوئم تولید نسل۔ پہلا فعل جگر سے اور
دوسرا فعل خصیوں سے متعلق ہے
(لغات کبیر) +

قوت غاذیہ۔ وہ قوت ہے جو تمام بدن
میں غذا پہونچاتی ہے۔ اور بدن کی فربہی
اسی قوت سے آتی ہے۔ اور قوت نامیہ
اُس قوت کا نام ہے جو تمام اعضاء کو
بڑھاتی ہے۔ چنانچہ بچہ اسی قوت کے
ذریعہ سے بڑھ کر جوان ہو جاتا ہے اور
اُس کی قد و قامت پوری ہو جاتی ہے۔
ان دونوں قوتوں میں فرق اس طرح
معلوم ہو سکتا ہے کہ نامیہ لمبائی۔ چوڑائی،
اور موٹائی تینوں قطروں میں بڑھاتی ہے۔
اگر صرف فربہی آجائے اور لمبائی میں
اضافہ نہ ہو تو وہ نامیہ کا فعل نہ ہوگا بلکہ
وہ غاذیہ کے افعال میں داخل ہو گا
(لغات کبیر) +

قوت غضبیہ۔ قوت محرکہ کی ایک قسم ہے
جو کسی مضر اور مخالف چیز سے بچنے کے لئے
اعضاء میں حرکت پیدا کرتی ہے (تفصیل
دیکھو قوت محرکہ میں) +

قوت فاعلہ۔ قوت محرکہ کی ایک قسم ہے
جو بدن کے عضلات کو سکیڑتی اور پھیلاتی
ہے جس سے تمام بدن کی حرکت ظاہر
ہوتی ہے۔ کیونکہ بدن کی حرکت عضلات
ہی پر موقوف ہے جسے عام لوگ گوشت
کہتے ہیں۔ ان عضلات میں حرکت قوت
فاعلہ سے ہوتی ہے (تفصیل دیکھو قوت
محرکہ میں) لغات کبیر) +

قوت فاعلہ۔ حرارت و برودت کو کہا جاتا

قوت قاسرہ۔ وہ قوت یا وہ موثر جو کسی
دوسری شئے سے اُس کی طبیعت کے
خلاف کام کرائے +

قوت لامسہ۔ (چھونے کی قوت) یہ
قوت تمام بدن کی جلد اور اکثر گوشتوں
میں ہوتی ہے۔ اس قوت کا کام گرمی سردی
خشکی۔ تری۔ کھُردراپن۔ چکناپن۔ سختی اور
نرمی معلوم کرنا ہے (لغات کبیر) +

قوت لمس۔ (لمس۔ چھونا) چھونے کی
قوت (دیکھو قوت لامسہ) +

قوت ماسکہ۔ روکنے والی قوت۔

ٹھہرانے والی قوت۔ یہ ایک قوت ہوتی ہے جو غذا کو یا کسی دوسری شئے کو کسی خاص وقت تک روکے رہتی ہے۔ جس طرح معدہ میں غذا تقریباً تین چار گھنٹے تک رہتی ہے (لغات کبیر)۔

قوت مُتَخَیِّلَہ (سوچنے والی قوت) (دیکھو قوت متصرفہ)۔

قوت مُتَصَرِّفَہ (سوچنے والی قوت) یہ قوت سوائے انسان کے دیگر حیوانات میں نہیں ہوتی ہے۔ اس قوت کو پورے طور پر سمجھنا نہایت دشوار ہے۔ مگر تم یاد کرو کہ کبھی تم نے خواب میں ایسی عجیب غریب شکلیں دیکھی ہونگی جنہیں تم نے بیرونی طور پر کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اور کبھی تم نے یا کسی اور شخص نے خواب میں ایک دوست کو دشمنی کرتے ہوئے۔ یا دشمن کو دوستی کا برتاؤ کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ یہ کس قوت کا کام ہے کہ ایسی عجیب غریب شکلیں گھڑ کر خواب میں دکھلاتی ہے یا دشمن کو دوست اور دوست کو دشمن دکھلاتی ہے۔ یہ اسی قوت متصرفہ (ایرپھیر کرنیوالی) کا کام ہے جسکا کام دماغ کی محفوظ شکلوں۔ صورتوں۔ اور دماغ کی موجودہ باتوں میں ایرپھیر کرنا ہے۔ خواہ وہ باتیں بیرونی حواس سے دریافت کی گئی ہوں یا اندرونی حواس سے معلوم ہوئی ہوں۔ خواہ وہ باتیں خیال کی ہوں یا حافظہ کی۔ یہی قوت ہے جو ایک اچھی خاصی شکل بگاڑ کر بُری دکھلا سکتی ہے۔ اور بُری کو اچھی بنا کر پیش کر سکتی ہے۔ اور جو دوست کو دشمن کو ظاہر کر سکتی ہے اور دشمن کو دوست۔ اسی قوت کے ذریعہ انسان تمام حیوانات سے اشرف ہے۔ اسی قوت کے ذریعہ انسان سوچ اور سمجھ سکتا ہے، کیونکہ سوچنے میں ہوتا ہی کیا ہے؟ باتوں میں ایرپھیر کیا جاتا ہے۔ اور ایرپھیر کرنے والی قوت یہی ہے اور اسی وجہ سے اسکا نام قوت متصرفہ (ایرپھیر کرنیوالی قوت) رکھا گیا ہے۔ اسکے دوسرے نام قوت مُفَکِّرَہ (سوچنے والی) اور قوت متخیلہ (بچار کرنے والی) ہے۔ اس قوت کا دارالخلافہ اور دارالسلطنت تو دماغ کا وسطانی حصہ ہے۔ مگر اس کی سلطنت سارے دماغ پر ہوتی ہے۔ دماغ کے اگلے حصے سے جہاں خیال کا مقام ہے بیرونی حواس کی دریافت کی ہوئی باتیں لیتی ہے۔ اور دماغ کے پچھلے حصے سے جہاں حافظہ قیام پذیر ہے دماغ کی اندرونی قوتوں کی دریافت کی ہوئی باتیں لیتی ہے۔ اور پھر ان میں ایرپھیر کرتی ہے

مثال۔ اس کی مثال یہ ہے کہ تم آنکھیں بند کرکے کسی آدمی کی شکل اپنے دماغ کے سامنے لاؤ۔ پھر فرض کرو کہ اسکا سر اُسکے دھڑ سے الگ ہوگیا۔ پھر فرض کرو کہ اس آدمی کے سر کے بجائے گھوڑے یا ہاتھی کا سر آگیا۔ اب پھر سوچو کہ اس آدمی کی شکل کیسی بنگئی۔ یہ عجیب شکل کس قوت نے بنائی؟ اسی قوت متصرفہ نے۔ یا تم آنکھیں بند کرکے اپنے کسی دوست کی شکل کو۔ اور ایک دشمن کی شکل کو اپنے دماغ کے سامنے حاضر کرکے فرض کرو کہ دوست دشمنی کر رہا ہے۔ اور دشمن دوستی کا برتاؤ کر رہا ہے۔ اب سوچو کہ تمہارے دماغ میں اس طرح فرض کرنیکی طاقت کس قوت سے حاصل ہوئی؟ اسی قوت متصرفہ سے۔ اب تم غالبًا اسے اچھی طرح سمجھ گئے ہوگے (لغات کبیر)+

قوتِ مُتَفَکِّرَہ۔ سوچنے والی قوت۔ (دیکھو قوت متصرفہ)+

قوتِ مُحَرِّکَہ۔ حرکت دینے والی قوت۔ اس قوت کی دو قسمیں ہیں (۱) قوت شوقیہ جو حرکت کا شوق اور خیال پیدا کرتی ہے یعنی باعث حرکت ہوتی ہے (۲) قوت فاعلہ جو عضلات کو سکیڑتی اور پھیلاتی ہے جس سے تمام بدن کی حرکت ظاہر ہوتی ہے۔ غرض بدن کی حرکت۔ عضلات پر موقوف ہے۔ جسے عام لوگ بدن کا گوشت کہتے ہیں+

ان عضلات میں حرکت قوت فاعلہ سے ہوتی ہے اور قوت فاعلہ اس وقت حرکت دیتی ہے۔ جبکہ قوت شوقیہ ارادہ کرلیتی ہے۔ قوت شوقیہ کی پھر دو قسمیں ہیں شہوانیہ اور غضبیہ۔ کیونکہ اگر کوئی مفید اور نفع بخش شئے کی طلب ہوتی ہے تو قوت شہوانیہ حرکت دلاتی ہے۔ جیساکہ انسان کھانے پینے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور حرکت کرتا ہے۔ اور اگر کوئی مضر اور مخالف شئی ہوتی ہے تو قوت غضبیہ اُس سے بچنے کے لئے بھگانے کی حرکت دلاتی ہے یا اس سے مقابلہ کراتی ہے۔ جیساکہ درندوں یا سانپ بچھو کو انسان دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ یا اُسے مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ (لغات کبیر)

قوتِ مُدَبِّرَہ۔ تدبیر و اصلاح کرنے والی قوت۔ طبیعت+

قوتِ مُدرِکَہ۔ دریافت کرنے والی قوت۔ احساس کرنے والی قوت۔ قوت مدرکہ کی دو قسمیں ہیں+

(۱) قوت مدرکہ ظاہرہ جو دماغ سے باہر واقع ہیں مثلاً آنکھ، کان، ناک، زبان وغیرہ (۲) قوت مدرکہ باطنہ دماغ کی اندرونی قوتیں جو دماغ کے اندر واقع ہیں۔ مثلاً خیال۔ حافظہ وغیرہ قوت مدرکہ ظاہرہ کی تعداد پانچ ہے جو دماغ کی اندرونی قوتوں کے لئے مخبروں اور جاسوسوں کی طرح ہر ایک قسم کی بیرونی معلومات اندرونی قوتوں تک پہونچاتی ہیں۔ مثلاً آنکھیں تمام چیزوں کی شکلیں۔ اور کان ہر قسم کی آوازیں دماغ کی اندرونی قوتوں کے پاس پہونچاتے ہیں۔ پھر دماغ کوئی مناسب تدبیر عمل میں لاتا ہے۔ مثلاً خوفناک درندوں کو دیکھکر بھاگنے پر مجبور کرتا ہے، اور دوست و آشنا کو دیکھ کر ملاقات کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ علیٰ ہذا کان ناک وغیرہ کا بھی یہی حال ہے ٭

بیرونی پانچوں قوتیں یہ ہیں۔ جنکو حواس خمسہ ظاہرہ بھی کہتے ہیں (خمسہ۔ پانچ) قوت باصرہ (بینائی کی قوت) قوت سامعہ (سننے کی قوت) قوت شامّہ (سونگھنے کی قوت) قوتِ ذائقہ (چکھنے کی قوت) قوت لامسہ (چھونے کی قوت) قوت مدرکہ باطنہ (دماغ کی اندرونی قوتیں) بھی پانچ ہی ہیں۔ حس مشترک، خیال، واہمہ، حافظہ، متصرفہ، ہر ایک کی تعریف اپنی اپنی جگہ پر موجود ہے۔ (لغات کبیر) ٭

قوت مصورہ۔ یہ وہ قوت ہے جس سے منی میں بچہ کی شکل پیدا ہوجاتی ہے یہ قوت رحم (بچہ دانی) میں ہوتی ہے۔ (از لغات کبیر) ٭

قوت مُغَیِّرَہ۔ وہ قوت جو غذا کو بدلکر عضو کی ساخت میں تبدیل کر دیتی ہے ٭

قوت مُفَکِّرَہ۔ سوچنے والی قوت (دیکھو قوت متصرفہ) ٭

قوت مُوَلِّدَہ۔ منی پیدا کرنیوالی قوت چونکہ منی خصیوں میں پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ قوت بھی خصیوں میں ہی ہوتی ہے (از لغات کبیر) ٭

قوت نامیہ۔ اعضاء کو بڑھانیوالی قوت (دیکھو قوت غاذیہ) ٭

قوت نُطقیہ (بولنے کی قوت) قوتِ عقل و ادراک انسانی۔ کلیات کی مدرک ٭

قوت نفسانیہ۔ وہ قوت ہے جس کی وجہ سے بدن میں حس و حرکت اور اچھے برے کی تمیز آتی ہے۔ اسی قوت سے عقل و شعور آتا ہے بینائی۔ سماعت۔ مزہ اور بو کے دریافت کرنیکی قدرت اسی قوت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔

اسکا عنصر رئیس یعنی منبع و مخزن دماغ ہے جو پٹھوں کے ذریعہ حس و حرکت کی قوتوں کو بدن میں پہونچاتا ہے۔ اسی لئے پٹھے دماغ کے خادم کہلاتے ہیں۔ اس قوت کی دو قسمیں ہیں محرکہ (حرکت دینے والی) مدرکہ (ادراک و احساس کرنے والی) قوت محرکہ سے بدن کی حرکت حاصل ہوتی ہے۔ اور قوت مدرکہ سے حس آتی ہے۔ مثلاً بینائی۔ سماعت۔ عقل وشعور۔ ان کا مفصل بیان قوت محرکہ اور مدرکہ میں دیکھو از لغات کبیرہ

قوت واہمہ۔ اُس دماغی قوت کا نام ہے جو اُن چیزوں کو دریافت کرتی ہے جو بیرونی حواس سے دریافت نہیں کیجا سکتیں۔ مثلاً دوستی۔ دشمنی وغیرہ ایسے امور ہیں جو نہ آنکھوں سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اور نہ کانوں سے سُنے جاسکتے ہیں۔ اور نہ کسی دوسرے بیرونی حواس سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ بلکہ یہ کسی دوسری قوت سے معلوم کئے جاتے ہیں۔ وہ قوت واہمہ ہے۔ جب ہم مثلاً ایک دوست یا دشمن کو دیکھتے ہیں تو پہلے اوس کی شکل نظر آتی ہے۔ اُسکے بعد ہمارا دماغ معلوم کرلیتا ہے کہ یہ ہمارا دوست ہے یا دشمن۔ یہ دوستی یا دشمنی جس قوت سے دریافت کیجا سکتی ہے اُسکا نام واہمہ یا قوت وہم ہے اور جس قوت سے اُسکی شکل معلوم ہوتی ہے وہ قوت بینائی یا حس مشترک ہے جو دماغ کے اندر ہوتا ہے۔ غرض قوت واہمہ اُن معانی کو ادراک کرتی ہے جنکا تعلق اشیاء کی صورتوں سے ہوتا ہے۔ اور صورت اُن چیزوں کو کہتے ہیں جو بیرونی حواس سے دریافت ہوتی ہیں۔ خواہ بو ہو۔ یا شکل۔ یا مزہ وغیرہ۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ تاوقتیکہ کوئی صورت بیرونی حواس سے دماغ تک نہ پہونچے اُس وقت تک قوت وہم یہ کچھ دریافت نہیں کرسکتی۔ کیونکہ تاوقتیکہ کوئی شکل دماغ تک نہ پہونچے ناممکن ہے کہ دوستی یا دشمنی مثلاً سمجھی جاسکے۔ یہ بھی واضح رہے کہ عام مفہوم عداوت و محبت کا ادراک قوت وہم سے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے لئے ایک وراعلیٰ قوت (قوت ناطقہ) مانی گئی ہے واہمہ اُسی محبت کو ادراک کرسکتی ہے جس کا تعلق خاص صورتوں اور شکلوں سے ہو مثلاً زید کو دیکھکر زید کی محبت۔ یا عبدالکریم کو دیکھکر عبدالکریم کی محبت اس قوت سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ واہمہ خاص خاص معانی کو دریافت کرتی ہے۔ قوت واہمہ کا مقام دماغ کا درمیانی بطن (بطن اوسط) یا درمیانی حصہ ہے۔ اور واہمہ کا خزانہ

قوت حافظہ ہے۔ یعنی جس طرح حس مشترک
صورتوں کو ادراک کرکے اپنے خزانہ خیال
میں سپرد کر دیتا ہے۔ اسی طرح قوت واہمہ
ان صورتوں کے معانی کو (مثلاً محبت
وعداوت کو) ادراک کرکے خزانہ حافظہ
میں رکھدیتی ہے۔ اور پھر یاد کرنے کے
وقت یہ معانی یاد آ جاتے ہیں۔ جیسے
اُس شخص کی محبت وعداوت ایک عرصہ
گزرنے کے بعد یاد آجاتی ہے جسکو دیکھے
ہوئے ایک زمانہ گزر گیا ہو۔ حافظہ کا
مقام دماغ کا پچھلا حصہ (البطن موخر) ہے
ازلغات کبیر +

قوت وہم۔ قوت واہمہ دیکھو +

قوت ہاضمہ۔ غذا کی ہضم کرنیوالی قوت
غذا کو یا رطوبت کو پکانے والی قوت ہے +

قولنج۔ وہ مرض ہے جس میں آنتوںکے
اندر سُدہ پیدا ہوکر سخت درد پیدا
کرتا ہے (لغات کبیر) +

قویٰ۔ قوت کی جمع ہے۔ قویٰ کی تین
قسمیں ہیں۔ قوت طبعیہ۔ قوت حیوانیہ،
قوت نفسانیہ ہر ایک کا بیان الگ دیکھو +

قویٰ اربعہ۔ چاروں قوتیں۔ جاذبہ، ماسکہ،
ہاضمہ۔ دافعہ +

قویٰ اوّل۔ قوت نفسانیہ۔ حیوانیہ،
طبعیہ اور "قویٰ ثوانی" سے مراد ان کی
مذکورہ بالا ہرسہ قویٰ کی قسمیں ہیں۔ مثلاً
قوت نفسانیہ کی قسمیں باصرہ۔ سامعہ۔
شامہ۔ ذائقہ۔ اور لامسہ +

قویٰ ثوانی۔ دیکھو قویٰ اول +

قویٰ ضروریہ۔ ضروری قوتیں ہیں جن
کے بدون انسان کا زندہ رہنا محال ہے +

قَی۔ معدہ کی خاص حرکت کا نام ہے جسکے
ساتھ معدہ سے غذا وغیرہ خارج ہو +

قیام۔ دست آنا۔ اسہال۔ قیام کبدی
وہ مرض ہے جس میں جگر کی وجہ سے دست
آتے ہیں +

قیح۔ ریم۔ پیپ۔ پیلی ریم۔ خون وغیرہ
سے ملی ہوئی پیپ +

قیفال۔ (یونانی) وہ رگ ہے جو بازو
میں باہر کیطرف نظر آتی ہے۔ اور کہنی
کے باہر کی طرف آتی ہے۔ قدما کا خیال
ہے کہ اسکی فصد سے دماغ کا خون خارج
ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام بھی
سرا سرو رکھا گیا ہے۔ جو دو لفظوں سے
مرکب ہے سر اور رو یعنی سر اور چہرہ۔ مگر یہ
خیال غور طلب ہے۔ قیفال کے معنے
بھی "سر والی" کے ہیں +

ک

کاسر۔ توڑنے والا۔ ریاح تحلیل کرنے
والی دوا۔ وہ تفرق اتصال جس سے

ہڈی یا کری ٹوٹ جائے +
کاوی - داغنے والی - جلانے والی دوا +
کبار - کبیر کی جمع - بڑے +
کبد - جگر - کلیجہ +
کبر - بڑا ہونا - عمر رسیدہ ہونا +
کبیر / کبیرہ - بڑا - بڑی - بزرگ +
کتان - ململ کی طرح نہایت باریک ولے سرد کپڑا ہے - کتان یعنی السی کی ٹہنیوں کے ریشوں سے بنایا جاتا ہے +
کثافت - غلیظ ہونا - موٹا ہونا - گاڑھا ہونا +
کثیر الغذاء - جس سے خون بکثرت پیدا ہو +
کثیف - گاڑھا - موٹا - غلیظ +
کحل - سرمہ - انجن +
کدر - مکدر - گدلا +
کدر منثور - وہ گدلی اور مکدر شئی جسکے کدر اجزاء پھیلے ہوئے ہوں +
کدورت - گدلا پن - مکدر ہونا +
کراث - گندنے کے پتوں کا سا رنگ - سبز سیاہی مائل +
کرب - اندوہ - غم - تکلیف +
کروی - کرہ کی مانند گول +
کرہ - گیند - گول چیز - جمع کرات +
کسر - ہڈی کا ٹوٹ جانا - جمع کسور +

کسل - سستی - کاہلی +
کشک - (معرب فارسی) آش - آش جو +
کشک الشعیر - آش جو +
کف - عربی میں ہتھیلی کو - اردو میں جھاگ کو ہندی میں بلغم کو کہتے ہیں +
کفدست - ہتھیلی بھر - تولہ سے ۲ تولہ تک +
کلب - وہ جنون جو باولے کتے وغیرہ کے کاٹنے سے عارض ہوتا ہے +
کلیہ - گردہ - کلیتین دونوں گردے - کلی جمع +
کم - مقدار +
کماد - تکمید - ٹکور - سینک - کمادات جمع +
کمودت - نیلا ہٹ +
کمیت - مقدار +
کوا سر - کاسرہ کی جمع - توڑنے والی +
کہولت - ادھیڑ عمر کا ہونا +
کی - داغنا - جلانا +
کیفیات - کیفیت کی جمع - حرارت - برودت - رطوبت - یبوست وغیرہ +
کیفیات اربع - چاروں کیفیتیں - گرمی - سردی - تری - خشکی +
کیفیات اول - دیکھو کیفیات اربع +
کیفیات ثوانی - سے مراد وہ کیفیتیں

ہیں جو مزاج حاصل ہونیکے بعد پیدا
ہوتی ہیں۔ مثلاً ترشی۔ کسیلا پن وغیرہ +
کیفیت ذاتیہ۔ دیکھو کیفیت عرضیہ +
کیفیت عرضیہ۔ وہ کیفیت جو عارضی
طور پر کسی وجہ سے پیدا ہوگئی ہو۔ دوا
کے ذاتی اثر سے نہ پیدا ہوئی ہو۔ اس
کے مقابلہ میں کیفیت ذاتیہ ہے +
کیفیت فاعلہ۔ کیفیت مؤثرہ۔ گرمی و سردی +
کیفیت منفعلہ۔ رطوبت و یبوست +
کیلوس۔ (سریانی) معدہ اور آنتوں میں
غذا جب ہضم ہوتی ہے۔ تو آش جو کے
مانند یا چاول کی پیچ کے مانند ایک
خلاصہ بنتا ہے جسکو کیلوس کہتے ہیں۔
یہی کیلوس جگر وغیرہ میں جاکر خون اور
دیگر اخلاط کی شکل اختیار کرلیتا ہے +
کیموس۔ (سریانی) اخلاط کو کہتے ہیں۔
(۲) بقول متاخرین "معدہ کے ہضم سے
جو چیز حاصل ہوتی ہے"۔ اس کا نام
کیموس ہے +
کیمیا۔ علم اکسیر (۲) علم تغیرات اجسام جو
دو چیزوں کے ملنے سے واقع ہوتے ہیں +

گ

گِل حکمت۔ گیلی مٹی کو روئی یا سن ملاکر
کوٹنا۔ پھر کسی ظرف پر لپیٹنا تاکہ وہ گرمی
سے نہ پھٹ سکے۔ کپڑ مٹی کرنا +
کپڑے میں مٹی لتھیڑ کر کسی ظرف پر لپیٹنا +

ل

لاذع۔ لگنے والی۔ سوزش پیدا
کرنے والی۔ تیز و گرم دوا +
لاصحۃ ولا مرض۔ حالت ثالثہ کا نام
ہے۔ (دیکھو حالت ثالثہ) +
لامسہ۔ چھونے کی قوت۔ دیکھو قوت
لامسہ +
لبن۔ دودھ۔ البان۔ جمع +
لحم۔ گوشت۔ جمع لحوم +
لحم رخو۔ گلٹی۔ غدہ +
لحوم۔ لحم کی جمع۔ گوشت +
لخلخہ۔ (وہ) خوشبودار تر چیزیں جو کسی
ظرف میں رکھکر مریض کو سنگھائیں +
لدغ۔ ڈسنا۔ کاٹنا۔ ڈنک مارنا +
لدن۔ لچکدار جیسے ربڑ +
لدونت۔ لچک۔ لچکنا +
لذاع۔ دیکھو لاذع +
لذت۔ مزہ داری +
لذع۔ جلن۔ سوزش۔ تیزی۔ حدت +
لزج۔ لیسدار۔ چپچپی +
لزوجت۔ لیسدار ہونا۔ لیس۔ چپچپاہٹ
لزوق۔ چپکنا۔ چسپاں ہونا +
لسان۔ زبان۔ السنہ۔ جمع +
لطافت۔ رقت۔ خفت۔ رقیق و باریک

ہونا +

لطافت تدبیر- ہلکی غذا دینا +

لطیف- رقیق- ہلکی +

لعاب- تھوک- رال- (۲) لیسدار اور صاف پانی جو کسی دوا سے نکلتا ہے اَلْعِبَہ جمع +

لعابی- لعاب دار چیز جیسے بہدانہ +

لعوق- چاٹنے کی دوا- چٹنی- لعوقات جمع +

لمس- چھونا- چھونے کی قوت (دیکھو قوت لامسہ) +

لون- رنگ- الوان- جمع +

لیف- ریشہ- آلیاف جمع +

لیفی / لیفیہ } ریشہ دار +

لیل- رات- شب- جمع لیالی +

لین- نرمی +

لین- نرم- سخت کا مقابل +

لینت- نرمی- سختی کے خلاف +

م

مادہ- (۱) فاسد مواد جو باعث مرض ہو (۲) رطوبات بدن خواہ کیسی ہی ہوں جمع مواد +

مادی- مادہ والی- مقابل ساذج جس کے ساتھ مادہ ہو +

مادی امراض- وہ امراض جو کسی مادہ سے پیدا ہوں- رہے وہ امراض جو محض گرمی یا سردی سے پیدا ہوجاتے ہیں- مثلاً دھوپ میں چلنے سے دردسر ہوجاتا ہے- انہیں امراض ساذج (ساذج- سادہ) کہتے ہیں +

ماساریقا (یونانی) وہ رگیں ہیں- جو جگر سے معدہ اور آنتوں تک گئی ہوئی ہیں ان کو عروق ماساریقیہ بھی کہتے ہیں- ان کا کام قدماء یونان کے خیال کے مطابق یہ ہے کہ معدہ اور آنتوں سے کیلوس کو جگر تک پہنچاتی ہیں- کہ جگر اسے خون اور اخلاط بنادے (لغات کبیر) +

ماسکہ- روکنے والی- ٹھہرانے والی + (دیکھو قوت ماسکہ) +

ماکول- کھانا- کھانے کی چیز- جمع ماکولات +

ماکول و مشروب- ماکول کھانے کی چیز- مشروب پینے کی چیز- کھانا پینا +

مالح / مالحہ } نمکین- بلغم مالح: نمکین بلغم +

مالنخولیا- (ی) وہ مرض جس میں مریض کے خیالات فاسد اور خراب ہوجاتے ہیں- خوف اور بدگمانی کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے- اور اس کا دماغ خراب ہوجاتا ہے +

مالنخولیا مراقی۔ وہ مرض ہے جس میں
مالنخولیا کی دوسری علامتوں کے ساتھ
ترش اور جلی ڈکاریں آتی ہیں۔ ہضم
خراب۔ فساد معدہ اور جھوٹی بھوک
ستاتی ہے +

مالیخولیا (ی) دیکھو مالنخولیا +

ماء الجبن۔ دودھ کا پھاڑا ہوا پانی +

ماء الشعیر (ماء۔ پانی۔ شعیر۔ جو) جو کا
پانی وہ پانی جو جو کے جوش دینے کے
بعد حاصل ہوتا ہے +

ماء فاتر۔ گنگنا پانی +

ماء فواکہ۔ میوہ جات کا پانی یہ ایک
جوشاندہ کا نسخہ ہے +

ماء اللحم۔ گوشت کا پانی جو بطور عرق کے
کشید کیا گیا ہو +

مائع۔ سیال۔ بہتا ہوا۔ مائعات جمع +

مائیت۔ پانی۔ پانی جیسی رطوبت۔
آب خون +

مباشرت۔ جماع کرنا +

مبخر۔ بخارات پیدا کرنے والی شئے

مبدا۔ جڑ۔ عضو رئیس +

مبرد۔ سردی پیدا کرنے والی اسکی
جمع مبردات ہے +

مبرز۔ مقعد۔ پاخانہ کا مقام +

مبہی۔ قوت باہ پیدا کرنے والی چیز +

مُبْہِی۔ قوت باہ پیدا کرنیوالی چیز +

متبخر۔ بھاپ بنکر اڑنے والی چیز +

متحجر۔ پتھرایا ہوا۔ سخت شدہ +

متخلخل۔ پولا۔ پھیلا ہوا۔ کھوکھلا +
مسامدار +

متخیلہ۔ سوچنے والی (دیکھو قوت متصرفہ) +

مترشح۔ رسنے والا۔ مسامات سے باہر
نکلنے والی رطوبت +

متشابہ الاجزاء۔ جس کے اجزاء
باہمدگر مشابہ ہوں۔ بسیط۔ مفرد +

متصرفہ۔ سوچنے والی قوت (دیکھو
قوت متصرفہ) +

متضاد۔ باہم نہایت مخالف۔ ایک
دوسرے کی ضد +

متعدی۔ دیکھو مرض متعدی +

متفتت۔ ریزہ ریزہ ہونیوالا +

متفکرہ۔ سوچنے والی (دیکھو قوت
متصرفہ) +

مثانہ۔ پیشاب کی تھیلی +

مثلث۔ سہ گوشہ۔ تکونہ۔ تکونی شکل۔
ایک شراب کا نام ہے +

مثور۔ جوش میں لانے والی چیز +

مجاری۔ مجری کی جمع۔ نالیاں۔ عروق۔

مجامعت۔ جماع کرنا +

مجاور۔ پڑوس۔ آس پاس کے اعضا +

مجریٰ۔ نالی۔ خول۔ جمع مجاری +

مجس۔ ملمس۔ مریض کے بدن کا بیرونی وسطحی حصہ +

مجفف۔ خشکی پیدا کرنے والی مجففات اس کی جمع ہے +

مجلی۔ جلا کرنے والی۔ صاف کرنیوالی +

مجمد۔ جما دینے والی شئے +

مجمع النور۔ تقاطع صلیبی دیکھو +

مجوف۔ نالیدار۔ جوف دار +

محترق۔ جلا ہوا۔ سوختہ +

محجمہ۔ حجامت یعنی سینگھی لگانیکا شیشہ یا پیالی +

محجمہ ناریہ۔ وہ پیالی یا شیشہ جو آگ کے ذریعہ بدن پر لگایا جائے +

محدب۔ اوتھلا۔ ابھرا ہوا +

محرق۔ جلانے والا +

محرق۔ جلا ہوا +

محرقہ۔ دیکھو حمی محرقہ +

محرکہ۔ قوتِ محرکہ (دیکھو)

محرور۔ گرم مزاج +

محقنہ۔ حقنہ کرنیکا آلہ۔ پچکاری کرنیکا آلہ +

محلل۔ تحلیل کرنے والا۔ مادہ کو بخارات بنا کر اڑانے والا۔ اسکی جمع محللات ہے +

محلل ریاح۔ دیکھو کاسر ریاح +

محیط۔ گھیرا۔ گھیرنے والا +

مخ۔ مغز۔ بھیجہ۔ دماغ۔ جمع امخاخ +

مخاط۔ رینٹھ۔ بلغم جو ناک سے نکلتا ہے +

مخاطی۔ دیکھو بلغم مخاطی +

مخدر۔ سن کرنے والا۔ بےحس کرنے والا +

مخرج۔ باہر آنے کا راستہ۔ فضلات کے خارج ہونے کا راستہ۔ جمع مخارج +

مخروطی۔ گاجرنما۔ گاؤدم +

مخشن۔ کھردرا کر دینے والا +

مدبرہ۔ اصلاح کی ہوئی چیز +

مدر۔ بہانے والی۔ جاری کرنے والی۔ وہ چیز جو مواد اور رطوبات بدن کو پیشاب کے راہ خارج کرتی ہو۔ یا حیض کے راہ خارج کرتی ہو۔ جمع مدرات +

مدر بول۔ پیشاب لانے والی +

مدر حیض۔ حیض جاری کرنے والی +

مدر لبن۔ دودھ بڑھانے والی +

مدرکہ۔ (۱) ادراک کرنے والی قوت (دیکھو قوت مدرکہ) (۲) مرض جمود +

مدہ۔ ریم۔ پیپ +

مدی۔ پیپ والا۔ ریم دار +

مذی۔ ایک قسم کی سیال سفید اور قدرے لیسدار رطوبت ہے۔ جو انزال سے پہلے شہوت کے وقت نکلتی ہے +

مر۔ کڑوا۔ تلخ +

مرارہ۔ پتہ۔ صفرا یا پت کی تھیلی +

مَراق۔ شکم کا ایک پردہ ہے بعض شکم
کی جلد کو اور بعض شکم کے عضلات کو اور
بعض جلد اور عضلات کے مجموعہ کو کہتے ہیں
(لغات کبیر) +

مَراقی۔ مالنخولیا مراقی کا مریض (دیکھو
مالنخولیا مراقی۔) +

مُرَبّیٰ۔ پرورده۔ پرورش کیا ہوا +
میوه جات کو شکر یا شہد کے قوام میں
رکھنا +

مَرْدَخ۔ بدن پر تیل لگانا +

مُرْخی۔ ڈھیلا کرنے والا +

مَرَض۔ (بیماری) اس کی جمع امراض ہے
مرض اُس بدنی حالت کا نام ہے جس سے
بدن کے افعال باقاعدہ اور درست
نہوں۔ بلکہ بے قاعدہ ہوں۔ امراض
کی اکثر قسمیں امراض میں لکھی گئی ہیں +

مرض اصلی۔ اگر کوئی مرض کسی دوسرے
مرض کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے تو اسے
مرض شرکی کہتے ہیں (شرکی۔ شرکت
والا) ورنہ اصلی۔ مرض شرکی کی مثال
وہ دردِ سر ہے جو بخار سے پیدا ہوجاتا
ہے۔ اس مثال میں دردِ سر اگر مرض شرکی
ہے۔ تو بخار مرض اصلی کہلاتا ہے۔ مرض
شرکی کو امراض مشارکت بھی کہتے
ہیں۔ لغات کبیر +

مرض اَوْعِیَہ۔ مرض تجاویف (دیکھو امراض تجاویف)

مرض تجاویف۔ (دیکھو امراض تجاویف) +

مرض ترکیب۔ (دیکھو امراض ترکیب) +

مرض تفرق اتصال۔ دیکھو امراض
تفرق اتصال +

مرض حادّ۔ (دیکھو امراض مزمنہ) +

مرض خاصّ۔ (دیکھو امراض خاصّہ) +

مرض خِلقت۔ دیکھو امراض خلقت +

مرض ساذج۔ مرض سادہ وہ مرض ہے
جو کسی مادہ سے نہ پیدا ہوا ہو (دیکھو مرض مادی) +

مرض سطوح۔ (دیکھو امراض سطوح) +

مرض سوءِ مزاج۔ (دیکھو امراض سوءِ مزاج) +

مرض شرکی۔ (دیکھو مرض اصلی) +

مرض شکل (دیکھو امراض شکل) +

مرض صفائح } مرض سطوح دیکھو
مرض صفائح الاعضاء } امراض سطوح

مرض عام۔ دیکھو امراض خاصّہ +

مرض عدد۔ دیکھو امراض عدد +

مرض مادّی۔ دیکھو مادی +

مرض مجاری۔ دیکھو امراض مجاری +

مرض مُرَکّب۔ دیکھو امراض مفردہ +

مرض مُزْمِن۔ دیکھو امراض مزمنہ +

مرض مشارکت۔ مرض شرکی۔
(دیکھو مرض اصلی) +

مرض متقدار۔ دیکھو امراض متقدار ٭
مرض وبائی۔ وبائی مرض۔ دیکھو وبائی امراض ٭
مرض وضع۔ دیکھو امراض وضع ٭
مُرطِب۔ تری پیدا کرنے والا۔ رطوبت زیادہ کرنیوالا۔ اسکی جمع مرطبات ہے ٭
مرطوب۔ تر مزاج والا۔ رطوبت دار۔
مُرقق۔ پتلا کرنے والی ٭
مُرکب۔ جو کئی چیزوں کے ملنے سے بنی ہو ٭
مُرکب القُوی۔ وہ دوا جس کے اندر چند متضاد اور مخالف قوتیں (تاثیرات) جمع ہوں۔ مثلاً قبض بھی ہو۔ اور تحلیل بھی ٭
مُروّق۔ نتھارا ہوا۔ پھاڑا ہوا (ترویق دیکھو) ٭
مِرّہ۔ صفرا، یا سودا، غیر طبعی ٭
مرۂ صفراء۔ وہ غیر طبعی صفراء ہے جو بلغم رقیق کے ساتھ مل جاتا ہے ٭
مَرہم۔ جمع مراہم۔ روغنی ضماد جو زخم وغیرہ پر لگایا جاتا ہے ٭
مَری۔ غذا کی نلی جو حلق اور معدہ کے مابین ہے ٭
مَریض۔ جمع مرضیٰ۔ بیمار ٭
مَرئی۔ نظر آنیوالی شے۔ جمع مرئیات ٭
مِزاج۔ جب چاروں عناصر یعنی آگ ہوا۔ پانی۔ اور مٹی۔ آپس میں قدرتی طور پر ملتے ہیں۔ تو ہر ایک کی کیفیت گرمی وسردی۔ وعلیٰ ہذا خشکی وتری باہم ملنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ یعنی انکی تیزی دور ہوجاتی ہے۔ اور انکے ٹوٹنے کے بعد ایک درمیانی اور اوسط درجہ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اسی درمیانی کیفیت کا نام مزاج ہے ٭
مزاج اوّل۔ وہ مزاج جو عناصر کے ملنے سے اول اول حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر اس قسم کے مزاج کے مرکب کو دوسرے سے ملا دیا جائے۔ اور اس سے پھر ایک نیا مزاج پیدا ہو تو اُسے مزاج ثانی کہا جاتا ہے ٭
مزاج بسیط۔ دیکھو مزاج مفرد ٭
مزاج ثانی۔ دیکھو مزاج اول ٭
مزاج رخو۔ دیکھو مزاج موثق ٭
مزاج عارضی۔ غیر طبعی مزاج جو بعد کو لاحق ہوا ہو ٭
مزاج مُرکب۔ وہ مزاج ہے جس میں ایک ساتھ دو کیفیتیں زائد ہوں۔ مثلاً گرم خشک اور
مزاج مفرد۔ وہ ہے جس میں کوئی ایک کیفیت زائد ہو ٭
مزاج مُوثق۔ مضبوط مزاج۔ جس کے بسائط کا جدا کرنا مشکل ہو۔ اس کے مقابلہ

میں "مزاج رخو" ہے +

مزاجی امراض: وہ امراض جن میں اعضاء کے مزاج بگڑ جاتے ہیں۔ ان کی ساخت میں کوئی خرابی نہیں آتی ہے +

مُزلِق۔ پھسلانیوالی۔ جمع مزلقات +

مُزمِن۔ دیرپا۔ دیر تک رہنے والا مرض (دیکھو امراض مزمنہ) +

مُزَوَّرہ۔ مصنوعی جھوٹا شوربہ جو گوشت سے خالی ہو۔ جمع مزورات +

مَسّ۔ چھونا۔ گھسنا +

مَسَاس۔ چھونا۔ ہاتھ پھیرنا +

مَسَام۔ (جمع) بدن کے باریک باریک چھید جس سے پسینہ وغیرہ خارج ہوتا ہے مسامات مشہور ہے۔ مگر غلط ہے +

مُستَبطِن۔ وہ پردہ جو اندر سے استر کرتا ہے +

مُستَدِیر۔ گول۔ کروی شکل کی +

مُستَقِیم۔ آخری آنت جو پائخانہ کے مقام میں ختم ہوتی ہے +

مُسَخِّن۔ گرم کرنے والا گرمی پیدا کرنے والا اس کی جمع مسخنات ہے +

مُسَخَّن۔ گرم۔ گرم کیا ہوا +

مُسَدِّد۔ سدہ ڈالنے والی۔ راستہ بند کرنے والی۔ جمع مسددات +

مُسطَار۔ (معرب) نئی شراب۔ (دیکھو شراب مسطار) +

مُسَطَّح۔ ہموار۔ برابر۔ چپٹا۔ پھیلا ہوا +

مُسَفَّط۔ چپٹا سر جس میں اگلی یا پچھلی بلندی غائب ہو +

مُسقِط۔ حمل گرانے والی چیز +

مُسکِر۔ مست کرنیوالی نشہ لانے والی +

مُسَکِّن۔ تسکین و آرام دینے والی۔ مواد کے جوش کو بٹھانے والی +

مَسلُوق۔ اُبالا ہوا +

مَسلُول۔ سل کا مریض +

مُسَمِّن۔ فربہ اور موٹا کرنے والی +

مَسمُوم جس میں زہر کا اثر ہو چکا ہو +

مُسِنّ۔ سن رسیدہ۔ معمر۔ بوڑھا +

مُسہِل۔ دست لانے والی۔ بدن کے مواد کو پائخانہ کے راہ خارج کرنے والی۔ اس کی جمع مسہلات ہے۔ مسہل و ملین کا فرق ملین میں دیکھو +

مَسِیخ۔ پھیکا۔ بے مزہ +

مَشَاعِر۔ حواس۔ حواس خمسۂ ظاہرہ ہوں یا باطنہ +

مَشَائخ۔ دیکھو شیخ +

مَشرِق۔ پورب۔ مشرقی۔ پورب کی +

مَشرُوب۔ پینے کی چیز جمع مشروبات +

مُشط۔ ہتھیلی۔ انگلیوں اور رسغ کے درمیان کا حصہ۔ خواہ ہاتھ کا ہو خواہ پاؤں کا +

مُشطی۔ مشط کی ہڈی وغیرہ +

مُشِفّ۔ شفاف۔ صاف +

مُشتہی۔ بھوک بڑھانیوالی چیز۔ شہوت زیادہ کرنے والی چیز +

مُصَعَّد۔ اڑایا ہوا۔ جو ہر اڑایا ہوا +

مُصَلِّب۔ سختی پیدا کرنے والا +

مُصلِح۔ اصلاح کرنے والا۔ مضرت دور کرنے والا +

مُصَوِّرہ۔ شکل بنانے والی۔ (دیکھو قوت مصورہ) +

مُضِر۔ ضرر و نقصان پہونچانے والا +

مُضعِف۔ کمزور کرنے والا +

مَضغ۔ چبانا +

مَضمَضہ۔ کلی کرنا +

مُضیرہ۔ ایک غذا ہے جس میں ترش دہی ملاکر جوش دیا جاتا ہے +

مَطَب۔ علاج معالجہ کی جگہ +

مَطبخ۔ باورچی خانہ +

مُطبقہ۔ دیکھو حمی مُطبقہ +

مَطبوخ۔ جوشاندہ۔ پکائی ہوئی دوا کا پانی جو چھان لیا جاتا ہے +

مُطفی۔ بجھانے والی۔ حرارت کم کرنے والی +

مَعا۔ آنت۔ جمع امعاء +

مَعانی۔ دیکھو صورت +

مُعتَدِل۔ (۱) معتدل حقیقی وہ مزاج جس میں تمام عناصر برابر مساوی ہوں۔ (۲) معتدل طبی وہ مزاج جس میں عناصر کم و بیش ہوں مگر کمی و بیشی بقدر ضرورت ہو +

مُعتَدِل بالفرض۔ دیکھو معتدل طبی +

معتدل حقیقی۔ وہ مزاج ہے جس میں چاروں عناصر آگ۔ پانی۔ ہوا مٹی بالکل برابر ہوں یعنی ہر ایک کی مقدار اور ہر ایک کی کیفیتیں اور قوتیں مساوی ہوں۔ اور اگر کم و بیش ہوں تو غیر معتدل حقیقی کہتے ہیں (خلاصۃ لغات کبیر) +

معتدل طبی۔ یعنی وہ معتدل جس کا اعتبار علم طب میں ہے اور جس معنی میں یہ لفظ طب کے اندر بولا جاتا ہے۔ وہ مزاج ہے جس میں چاروں ارکان اس کی ضرورت کے موافق ہوں چنانچہ اگر کسی مزاج میں حرارت کی ضرورت زیادہ ہو تو حرارت۔ اور اگر برودت (سردی) کی ضرورت زیادہ ہو تو تری بڑھی ہوئی ہو۔ اس لحاظ سے بدن انسان جبکہ وہ تندرست ہو معتدل ہے گو حقیقت میں وہ زیادہ گرم ہو یا سرد۔ اور اگر عناصر ضرورت کے لحاظ سے کم و بیش ہوں تو اسے غیر معتدل طبی کہتے ہیں۔ مگر وہ اول میں معتدل دوا سے کہتے ہیں جو بدن میں پہونچ کر گرمی یا سردی اثر

یا خشکی نہ بڑھ جائے۔ غرض بدن میں کوئی
زائد کیفیت نہ پیدا کرے۔ اور غیر
معتدل دوا اس کے برعکس ہے،
یعنی بدن میں کوئی زائد کیفیت پیدا کرتی
ہو مثلاً سنکھیا کی طرح گرم ہو یا افیون
کی طرح سرد (خلاصہ از لغات کبیر) +
معتدل فرضی - معتدل طبی +
مُعِدّ - وہ شئی جس کے معدوم ہونے
پر دوسری چیز کا وجود موقوف ہو +
مُعَدِّلُ النَّہار - آسمان کا وہ فرضی
دائرہ جو قطب شمالی وجنوبی کے وسط
میں پورب سے پچھم تک ہے جب
آفتاب یہاں پہونچتا ہے تو شب وروز
برابر ہو جاتے ہیں +
مِعْدَہ - غذا کے اعضاء میں وہ پھیلا
ہوا حصہ جو ایک طرف مری سے اور
دوسری طرف پہلی آنت سے متصل ہے +
مُعَرِّق - پسینہ لانیوالی معرقات جمع +
مُعَطِّس - چھینک لانے والی +
مُعَطِّش / **معطشہ** } پیاس لگانے والی +
مُغْتَذِی - غذا حاصل کرنے والا +
مَغْرِب - پچھم +
مُغْرِی - لیسدار، لیس پیدا کرنیوالی +
مَغَص - مروڑ - آنتوں کا درد معدہ
یا آنتوں کی اینٹھن +
مُغَلِّظ - گاڑھا بنانے والی +
مُغْلیٰ - جوشاندہ - ابال دیا ہوا +
مُغَیِّرہ - بدلنے والی تغیر پیدا کرنیوالی +
مغیرہ اولی قوت مولدہ **مغایرہ**
ثانیہ قوت غاذیہ - دیکھو قوت غاذیہ
ومولدہ +
مَفَاصِل - دیکھو مفصل +
مُفَتِّت (ریزے ریزے کر دینے
والا) ہڈی کا ریزہ ریزہ ہوجانا مفتت
حصات - پتھری توڑنے والی دوا +
مُفَتِّح - کھولنے والا - بدن کے مسامات
کا پھیلانے والا +
مفتح سدد - سدوں کو نالیوں سے
دور کرنے والا +
مُفَجِّج - ہاضم کا ضد کچا کرنے والا +
مُفَرِّح - فرحت وسرور پیدا کرنیوالا +
مُفَرِّحات جمع +
مُفْرَد - تنہا مرکب کا مقابل مفردات جمع
مُفْسِد - بگاڑنے والا +
مُفْسِدات شکل - شکل بگاڑنے
والے +
مَفْصَل - جوڑ - مفاصل جمع
مفکرہ - سوچنے والی - دیکھو قوت
متصرفہ +

مفلوج۔ مریض فالج۔ وہ عضو جو ڈھیلا اور بے حرکت ہو گیا ہو +

مقتول۔ مارا ہوا۔ کشتہ کیا ہوا +

مقدم دماغ۔ دماغ کا اگلا سب سے بڑا حصہ

مقرح۔ زخم ڈالنے والی، قرحہ بنانیوالی مقرحات جمع

مقشر۔ چھیلا ہوا، چھلکا اوتارا ہوا +

مقطع۔ کاٹنے والی۔ مقطعات جمع +

مقعد } سعار مستقیم کا آخری حصہ پاخانہ

مقعدہ } کا مقام۔ کانچ +

مقعر۔ گہری۔ نشیب دار +

مقلہ۔ آنکھ کا ڈھیلا۔ کرۂ چشم +

مقوی۔ قوت بخشنے والی طاقت دینے والی۔ جمع مقویات +

مقئ۔ قے لانیوالی۔ مقئیات جمع +

مکثف۔ کثیف بنانیوالی سیٹھنے والی جمع مکثفات

مکلس۔ کشتہ۔ مارا ہوا۔ مکلسات جمع +

ملاست۔ ہمواری۔ چکنا پن +

ملطف۔ لطافت یعنی رقت پیدا کرنے والی۔ ہلکا بنانے والی۔ ملطفات جمع

ملمس (چھونے کا مقام) بدن کا وہ حصہ جو چھوا جائے مثلاً نبض کا مقام، بدن کی جلد (لغات کبیر) +

ملین۔ ملین کے اصلی معنے نرم کرنیوالے کے ہیں۔ مگر طبی اصطلاح میں ملین دوا، اُسے کہتے ہیں جس سے قبض دور ہو جاتا ہے۔ اور پاخانہ کھل کر آتا ہے۔ ملین اور مسہل میں فرق یہ ہے کہ مسہل سارے بدن کے مواد کو دستوں کی راہ خارج کرتا ہے۔ اور ملین معمولی طور پر فقط معدہ اور آنتوں کے مواد کو نکالتا ہے۔ غرض ملین ہلکی دست آور اور مسہل سخت دست آور دوا کا نام ہے گا ہے ملین کو مسہل بھی کہدیتے ہیں۔ ملینات اس کی جمع ہے لغات کبیر +

ممتلی۔ بھرا ہوا۔ مواد سے پُر +

ممزوج۔ ملا ہوا۔ پانی ملا ہوا +

منافذ۔ دیکھو منفذ +

منبت لحم۔ گوشت اگانیوالی دوا +

منبسط۔ پھیلا ہوا۔ کھلا ہوا +

منبع سرچشمہ۔ جہاں سے چشمہ پھوٹ رہا ہو +

منتشر۔ پھیلا ہوا +

مندمل۔ زخم جو بھر گیا ہو۔ بھرنے والا زخم +

منضج۔ پکانے والی نضج دینے والی مادہ کو قابل اخراج بنانے والی مادہ کے پکنے اور نضج پانے کے کیا معنے ہیں؟ اسے نضج میں دیکھو +

منطقہ۔ گول جسم کے وسط کا سب سے

بڑا دائرہ +

منطقۃ البروج - وہ دائرہ جس پر بارہ آسمانی بروج واقع ہیں اور آفتاب اسی دائرہ پر گردش کرتا ہے +

منفخ - نفخ پیدا کرنیوالی - ریاح پیدا کرکے پھیلانے والی - جمع منفخات +

منفذ - منافذ جمع - سوراخ - گذرگاہ نفوذ کرنے کی جگہ +

منفذ - نفوذ کرا دینے والی - گھسانیوالی، منفذات جمع +

منفط - آبلہ ڈالنے والی - منفطات جمع +

منقبض - سکڑنیوالا - سکڑا ہوا +

منقی / منقیہ } پاک صاف کرنیوالی - بدن کو فاسد مواد سے صاف کرنیوالی +

منوم - نیند لانیوالی - سلانیوالی +

منی - ایک قسم کی سفید سیال و لیسدار رطوبت ہے جو خصیوں میں پیدا ہوتی ہے اور نطفہ بنتی ہے +

مواد - دیکھو مادہ +

موالید - مولود کی جمع - پیدا کی ہوئی چیزیں +

موالید ثلثہ - حیوانات - نباتات - جمادات +

موت - مرگ - مرنا - اموات جمع +

موت اختراعی - دیکھو اجل اختراعی +

موت اقترانی - دیکھو اجل طبعی +

موت طبعی دیکھو اجل طبعی +

مؤثر / مؤثرہ } تاثیر کرنیوالا - اثر کرنیوالا +

مؤخر دماغ - دماغ کا پچھلا چھوٹا حصہ +

موضوع - محل - مقام جس کے حالات سے بحث کی جائے +

مولدہ - پیدا کرنے والی (دیکھو قوت مولدہ) +

میاہ - ماء کی جمع - پانی +

میت - مردہ - موتی و اموات جمع +

میل / میلان } توجہ - رخ - پھر جانا - رغبت +

ن

نار - آگ - آتش +

نارنجی - نارنگی کا رنگ بسرخ خفیف زردی لئے ہوئے +

ناری / ناریہ } آگ کے متعلق - آگ کا سا +

نافخ / نافخہ } دیکھو منفخ +

نافض لرزہ +

نافضہ - لرزے کا بخار +

ناقہ - وہ شخص جو بیماری سے اٹھا ہو +

نامیہ - بڑھانے والی - دیکھو قوت نامیہ +

نباتات۔ پودہ۔ بوٹی۔ مصری نبات کی جمع

نبض۔ شریانوں کا تڑپنا یعنی ان کا سکڑنا اور پھیلنا۔ یہ ایک عام فہم تعریف ہے جو آسانی ذہن نشین ہو سکتی ہے۔

نبض بارد۔ جو چھونے سے سرد معلوم ہو۔

نبض بطی (بطی یعنی سست) سست نبض جس میں نبض کی حرکت سست ہوتی ہے اسکا مقابل نبض سریع (تیز نبض) ہے۔

نبض جید الوزن۔ اچھے وزن کی نبض اسکو نبض حسن الوزن بھی کہتے ہیں اسکی پوری تعریف بھی وہیں ہے۔

نبض حار۔ جو چھونے سے گرم معلوم ہو۔

نبض حسن الوزن۔ (اچھے وزن کی نبض) وزن سے یہاں بوجھ اور ثقل مراد نہیں ہے۔ بلکہ وزن سے مراد ایک نبض کا دوسری نبضوں سے تمام باتوں میں مقابلہ کرنا ہے مثلاً بچوں کی نبض کا مقابلہ جوانوں کی نبض سے۔ یا جوان کی نبض کا مقابلہ بوڑھوں کی نبض سے۔ چنانچہ نبض حسن الوزن اس نبض کو کہتے ہیں جو عمر وغیرہ کے لحاظ سے درست ہوتی ہے اور ردی الوزن (برے وزن کی نبض) وہ ہے جس کا وزن عمر وغیرہ کے لحاظ سے غیر طبعی اور خراب ہو جائے نبض ردی الوزن کی پھر تین قسمیں ہیں (۱) مجاوز الوزن جس میں کسی عمر کی نبض کسی قریب عمر کی نبض کے مانند ہو جائے مثلاً بچوں کی نبض جوانوں کی طرح چلنے لگے یا جوان کی نبض بوڑھوں کی طرح چلنے لگے (۲) مباین الوزن جس میں کسی عمر کی نبض دور کے عمر کی نبض کی طرح ہو جائے مثلاً بچوں کی نبض بوڑھوں کے مانند ہو جائے یا بوڑھوں کی نبض بچوں کی طرح (۳) خارج الوزن جس میں نبض اسقدر بدل جاتی ہے کہ کسی عمر کی نبض کے ساتھ مشابہ نہیں رہتی ہے۔ چنانچہ یہ آخری قسم سب سے زیادہ ردی اور بری ہوتی ہے کیونکہ اس میں طبعی حالت سے نبض بہت زیادہ دور ہو جاتی ہے اسکی مثال وہ نبض ہے جو بعض امراض میں کیڑے اور چیونٹی کی طرح چلنے لگتی ہے جن کو نبض دودی اور نبض نملی کہتے ہیں (لغات کبیر) ۔

نبض خارج الوزن۔ دیکھو نبض حسن الوزن ۔

نبض خالی۔ (خالی نبض) جس میں نبض کے اندر یا بالکل رطوبت ہی معلوم نہیں ہوتی ہے یا کم ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں نبض ممتلی ہے جو رطوبت سے بھری

معلوم ہوتی ہے (از لغات کبیر) +

نبض دقیق۔ وہ نبض جو چوڑائی اور اونچائی میں کم ہو +

نبض دُودِی۔ (کیڑے کی چال کیطرح) اسکی چال انگلیوں کے نیچے کیڑے کے مانند ہوتی ہے۔ کہیں سے بلند کہیں سے پست۔ کہیں چلتی ہوئی۔ کہیں ساکن کہیں موٹی کہیں باریک۔ یہ نبض موجی کے مانند ہوتی ہے۔ مگر موجی سے یہ زیادہ باریک ہوتی ہے (از لغات کبیر) +

نبض ذَنَبُ الفار۔ (چوہے کی دُم کی طرح گاؤدم نبض) وہ نبض ہے جو ایک طرف سے موٹی اور دوسری طرف سے باریک ہوتی ہے۔ یعنی چھوٹی مقدار سے بڑی مقدار کی طرف جاتی ہے۔ یا بڑی مقدار سے چھوٹی مقدار کی طرف آتی ہے (از لغات کبیر) +

نبض ذوالفترہ۔ (رُک جانیوالی نبض) وہ نبض ہے جو چلتے چلتے درمیان میں رُک جاتی ہے۔ یعنی جس جگہ حرکت اور ٹھوکر کی اُمید ہوتی ہے۔ وہاں نبض غیر معمولی طور پر رُک جاتی ہے + (از لغات کبیر) +

نبض رَدِی الوزن نبض سیئ الوزن کو کہتے ہیں نبض سئ الوزن کی تعریف نبض حسن الوزن میں ملے گی +

نبض سریع۔ (تیز نبض) جس میں نبض تیز حرکت کرتی ہے اسکے مقابلہ میں نبض بطی ہے +

نبض سَیئ الوزن۔ اس کی تعریف نبض حسن الوزن میں دیکھو +

نبض صغیر۔ (چھوٹی نبض) جو طول و عرض و عمق یعنی لمبائی چوڑائی اور ذبازت میں کم ہوتی ہے + اسکے مقابل نبض عظیم ہے جو لمبائی، چوڑائی، اور دبازت میں زیادہ ہوتی ہے +

نبض صُلب۔ (صُلب سخت) جس میں نبض انگلی کے نیچے سخت معلوم ہوتی ہے اس کے مقابل نبض لین (نرم) ہے +

نبض ضعیف۔ اُنگلی میں کمزور ٹھوکر لگانے والی نبض اسکے مقابلہ میں نبض قوی ہے جو زور سے ٹھوکر لگاتی ہے +

نبض ضیّق۔ تنگ نبض جو طبعی حالت سے زیادہ تنگ اور باریک ہوتی ہے۔ اسکے مقابلہ میں نبض عریض (چوڑی نبض ہے) +

نبض طویل (طویل لمبی) وہ نبض ہے جو طبعی حالت سے زیادہ لمبی ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں نبض قصیا (چھوٹی نبض) ہے +

نبض عریض - (چوڑی نبض) جو طبعی حالت سے زیادہ چوڑی ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں نبض ضیق (باریک نبض) ہے +

نبض عظیم - (عظیم - بڑی) بڑی نبض وہ کہلاتی ہے جو لمبائی - چوڑائی اور بلندی میں زیادہ ہو - اس کے مقابلہ میں نبض صغیر (چھوٹی نبض) ہے جو مذکورہ بالا تینوں باتوں میں کم ہوتی ہے +

نبض غلیظ - جو چوڑائی اور بلندی میں اعتدال سے بڑھی ہوئی ہو +

نبض قصیر (قصیر - چھوٹی) وہ نبض جو طبعی حالت سے کم لمبی ہوتی ہے - اس کے مقابلہ میں نبض طویل (لمبی) ہے +

نبض قوی - انگلی میں زور سے ٹھوکر مارنیوالی نبض - اس کے مقابلہ میں نبض ضعیف ہے +

نبض لیّن - (لین - نرم) نرم نبض جس میں انگلی کے نیچے نبض نرم محسوس ہوتی ہے - اس کے مقابلہ میں نبض صُلب (سخت) ہے +

نبض مُبایِنُ الوزن - دیکھو نبض حسن الوزن +

نبض مُتفاوِت - (ٹھہر نیوالی نبض) جس میں نبض کا وقفہ دو حرکتوں یا دو ٹھوکروں کے درمیان زیادہ ہوتا ہے - اس کے مقابلہ میں نبض متواتر ہے جو درمیان میں کم وقفہ چھوڑتی ہے +

نبض متواتر (پے در پے چلنے والی نبض) جس میں نبض ٹھوکروں کے درمیان کم وقفہ چھوڑتی ہے - اسکے مقابلہ میں نبض متفاوت ہے +

نبض مُجاوِزُ الوَزن - دیکھو نبض حسن الوزن +

نبض مختلف - وہ نبض ہے جس میں نبض کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں - اور وہ مختلف چلتی ہے - اس کے مقابلہ میں نبض مستوی ہے - نبض مختلف کی دو قسمیں ہیں (۱) نبض مختلف منتظم جس میں نبض کے حالات اگرچہ بدلتے رہتے ہیں - مگر وہ باقاعدہ طور پر اور ایک نظم کے ساتھ مثلاً ایک نبض ہے جس کی ایک ٹھوکر نرم اور دوسری سخت ہوتی ہے اور اول سے آخر تک یہی نظم قائم رہتا ہے (۲) نبض مختلف غیر منتظم جس میں نبض کے حالات بلا کسی خاص نظام کے بدلتے رہتے ہیں - مثلاً ایک نبض ہے جسکی کبھی تیسری ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے کبھی دوسری - کبھی دس ٹھوکروں کے بعد ایک ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے - اسکے بر خلاف

نبض مختلف غیر منتظم۔ دیکھو نبض مختلف۔

نبض مختلف منتظم۔ دیکھو نبض مختلف۔

نبض مستوی۔ دیکھو نبض مختلف۔

نبض مشرف۔ (مشرف۔ بلند) بلند نبض وہ ہے جس کی دبازت طبعی حالت سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ زیادہ بلند اور ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا صحیح اندازہ صحت کی نبض معلوم کرنے کے بعد ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابل نبض منخفض (پست) ہے۔

نبض مطرقی۔ (مطرقہ۔ ہتھوڑا) ہتھوڑا کی ٹھوکر کی طرح وہ نبض ہے جو انگلی میں ٹھوکر مارتی ہے۔ اور قبل اس کے کہ ٹھوکر مار کر پورے طور پر لوٹے کہ ایک دوسری ٹھوکر اور مارتی ہے جس طرح اگر ہم ہتھوڑا دو سے پر مارتے ہیں تو دیکھو گے کہ ہتھوڑا ایک بار ٹکرا کر لگاتا ہے۔ یہ ٹھوکر پہلی ٹھوکر سے کمزور ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس نبض کا نام ہتھوڑے کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ مطرقی اور واقع فی الوسط کا فرق نبض واقع فی الوسط میں دیکھو۔

نبض ممتلی۔ (ممتلی۔ بھری ہوئی) بھری ہوئی نبض جس میں نبض کے اندر رطوبت زیادہ بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نبض خالی ہے۔

نبض منخفض۔ (منخفض۔ پست) پست نبض جو طبعی حالت سے پست اور کم ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نبض مشرف ہے۔

نبض منشاری۔ (منشار۔ آرہ) وہ نبض ہے جو باوجود تیز، متواتر اور سخت ہونے کے آرے کے دندانوں کی طرح اس کے اجزاء کچھ بلند اور کچھ پست ہوتے ہیں۔ بعض اجزاء پہلے حرکت کرتے ہیں۔ اور بعض پیچھے۔ بعض اجزاء سخت ہوتے ہیں۔ اور بعض نرم۔ علیٰ ہذا نبض موجی بھی اسی طرح ہوتی ہے۔ مگر یہ نسبتاً نرم ہوتی ہے اور نبض دودی بھی موجی کی طرح ہوتی ہے۔ مگر موجی سے زیادہ چھوٹی اور باریک ہوتی ہے۔ اور علیٰ ہذا نبض نملی بھی دودی کی طرح ہوتی ہے۔ مگر دودی سے زیادہ چھوٹی زیادہ متواتر اور زیادہ ضعیف ہوتی ہے۔

نبض موجی۔ (موج۔ لہر) دریا کی موج اور اس کی لہروں کی طرح ہوتی ہے۔ مفصل تعریف نبض منشاری میں دیکھو۔

نبض نملی۔ (نملہ۔ چیونٹی) چیونٹی کی

جال کی نبض، اس کی مفصل تعریف نبض
نشاری میں دیکھو +

نبض واقع فی الوسط (بیچ میں ٹھوکر
مارنے والی نبض) وہ نبض ہے جو درمیان
میں قبل از وقت ایک غیر معمولی ٹھوکر
لگاتی ہے یعنی اس میں جہاں پر دو
ٹھوکروں کے درمیان سکون کی اُمید
اور توقع ہوتی ہے وہاں غیر معمولی حرکت
ہوجاتی ہے کیونکہ نبض کی باقاعدگی اور
ترتیب یہ ہے کہ حرکت کے بعد کسی
قدر سکون ہو۔ پھر دوسری حرکت واقع
ہو۔ یعنی دو حرکتوں کے درمیان سکون
ہو مگر اس نبض واقع فی الوسط میں یہ ہوتا
ہے کہ سکون کے بجائے ایک غیر
معمولی حرکت ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے
اس کا نام بیچ میں حرکت کرنیوالی رکھا گیا
ہے + فرق: نبض مطرقی اور نبض واقع
فی الوسط میں یہ ہے کہ مطرقی میں
دوسری ٹھوکر پہلی ٹھوکر کے مکمل اور
ختم ہونے سے پہلے ہوتی ہے۔ اور واقع
فی الوسط میں مکمل ہونے کے بعد۔ از
لغات کبیر +

نبضہ۔ شریان یا قلب کی ایک حرکت
یا ایک تڑپ جمع نبضات +

نحافت۔ لاغری۔ دُبلا ہونا +

نحیف۔ لاغر۔ دُبلا +

نُخاع۔ حرام مغز +

نُخالی۔ بھوسی کے مانند +

نخس۔ چبھن۔ وخز اور نخس کا فرق وخز
میں دیکھو +

نداوت۔ تری۔ نمناکی +

نَزّ۔ تر نمناک زمین کو کہتے ہیں جس
میں گڑھا کھودنے سے پانی اکٹھا
ہو جاتا ہے +

نزلہ۔ حلق۔ یا سینہ یا پھیپھڑے کی طرف
بلغمی مواد کا گرنا +

نزول۔ اُترآنا +

نسا۔ دیکھو عرق النسا +

نساء۔ عورت۔ نسوان۔ عورتیں +

نسوان / **نسوۃ** } عورتیں۔ جمع ہے +

نسیان۔ بھول۔ بھول جانے کا مرض +

نسیم۔ ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا۔ وہ
جزو ہوا ہے جو تولید حرارت کا باعث
ہوتی ہے +

نضج۔ اصطلاح میں مواد کے پکنے کو
کہتے ہیں جس سے وہ آسانی خارج ہونے کے
قابل ہوجاتے ہیں۔ یعنی غلیظ اخلاط
رقیق اور رقیق اخلاط غلیظ ہو کر اور لیسدار
مواد کا لیس دور ہوکر سہولت سے

خارج ہونے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رقیق اخلاط کو گاڑھا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جس قدر زیادہ رقیق ہونگے اُسی قدر آسانی سے نکلیں گے۔ (لغات کبیر) +

نَضِیج۔ پختہ۔ پکا ہوا۔ نضج پایا ہوا۔ (دیکھو نضج) +

نُطفَہ۔ منی کی بوند۔ مادۂ تولید +

نُعُوظ۔ قضیب کا استادہ ہونا۔ انتشار ذکر +

نَفّاخ۔ دیکھو مُنَفِّخ +

نِفَاس۔ وہ خون جو ولادت کے بعد عورت کی اندام نہانی سے کچھ عرصہ تک جاری رہتا ہے +

نَفث۔ تھوکنا۔ منہ کی راہ کسی چیز کا تھوکنا +

نفخ } اپھارہ۔ پھولن۔ ریاح کا کہیں
نفخہ } جمع ہونا +

نَفس۔ روح۔ جان۔ نفوس جمع +

نَفَس: سانس، اَنفاس: جمع +

نفسانی کیفیت۔ دیکھو اعراض نفسانیہ +

نُفُوذ۔ گھسنا۔ آر پار ہونا +

نَقاہت۔ بیماری سے اُٹھنا +

نِقار۔ بدن کا مواد سے پاک ہونا +

نُقل۔ اُس شئے کو کہتے ہیں جو شراب کے ساتھ منہ کا مزہ بدلنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے مثلاً کباب۔ میوہ جات، بھنے ہوئے دانے وغیرہ +

نَقُوع۔ خیساندہ۔ وہ دوا جو پانی یا عرق میں بھگوئی جاتی ہے۔ جمع نقوعات

نَقِیّ۔ پاک۔ صاف۔ مواد سے پاک +

نِکایت۔ زخمی کرنا۔ ضرر۔ تکلیف +

نُکس۔ مرض کا لوٹنا۔ اعادۂ مرض +

نَملی۔ چیونٹی جیسی +

نُمُو۔ بڑھنا۔ افزایش +

نوائب۔ دیکھو نوبت +

نَوبَت۔ باری۔ بخار کے چڑھنے کا وقت جمع نوائب +

نَوم۔ نیند۔ سونا۔ دماغ کے آرام کا قدرتی وقت۔ جبکہ تمام حواس اپنے اپنے کام چھوڑ دیتے ہیں +

نیلنجی۔ نیلے رنگ کا +

نیمبرشت (معرب فارسی) نیم پختہ۔ کچا پکا +

و

وَاہِمَہ۔ دیکھو قوت واہمہ +

وَتَرہ۔ وتر کی جمع اَوتار ہے۔ پس تفصیل اوتار میں دیکھو +

وَجَع۔ درد اَوجاع۔ جمع +

وَجہ۔ چہرہ (۲) سبب۔ جمع وجوہ +
وَحشت۔ گھبراہٹ۔ غم +
وَخز۔ چبھن۔ سوئی کی سی چبھن۔ ونخس بھی
چبھن کو کہتے ہیں۔ مگر اس میں کسی باریک
شئی کی چبھن نہیں معلوم ہوتی ہے بلکہ کسی
موٹی شئی کی چبھن معلوم ہوتی ہے +
وَدِی۔ وہ سفید سیال۔ لیسدار اور
رقیق رطوبت جو پیشاب سے پہلے یا
اس کے ساتھ آتی ہے +
وَردِی۔ گلابی۔ گلابی رنگ +
وَرَم۔ آماس۔ سوجن۔ جمع اورام +
وَرِید۔ اَورِدَہ جمع۔ خون کی وہ رگیں جو
ساکن رہتی ہیں۔ یہ اکثر جلد کے نیچے نیلی
نیلی نظر آتی ہیں۔ ان کا خون سیاہی مائل
سُرخ ہوتا ہے +
وَضع۔ وضع۔ قطع۔ مقام۔ باہمی اجزاء
کی نسبت سے یا دوسرے اجسام کے
مقابلہ میں اس کے اجزاء کی نسبت سے
جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اس کا نام
وضع ہے۔ اوضاع جمع +
وِعَاء۔ ظرف۔ برتن۔ جمع اَوعِیَہ +
وَفَات۔ موت۔ مرگ +
وقت ابتداء۔ مرض کے شروع کا زمانہ
وقت انتہا۔ مرض کی انتہائی شدت کا
وقت جس سے زیادہ شدت نہ ہو سکے
اور اس کے بعد گھٹنے لگے +
وقت انحطاط۔ مرض کے گھٹنے کا وقت
جبکہ افاقہ شروع ہو جائے +
وقت تزاید۔ مرض کی ترقی کا زمانہ
جبکہ وہ بڑھتا چلا جائے اور وقت انتہا
پر پہونچکر ختم ہو جائے +
وقت صعود۔ مرض کی ترقی کا زمانہ
جسکو وقت تزاید بھی کہتے ہیں +
وقت ہبوط (ہبوط۔ اترنا) مرض کے
گھٹنے کا زمانہ یعنی وقت انحطاط +
وَہم۔ قوت واہمہ کو کہتے ہیں +

ہ

ہاضم، ہاضوم } کھانیکی ہضم کرنیوالی چیز +
ہاضمہ۔ ہضم کرنے والی، پکانے والی
(دیکھو قوت ہاضمہ) +
ہَرِیسہ۔ حلیم۔ وہ غذا ہے۔ جو۔ جو،
گیہوں۔ گوشت۔ گھی اور دیگر مصالح سے
تیار کی جاتی ہے +
ہُزال۔ لاغری۔ ہزال مفرط۔ سخت
لاغری +
ہضم۔ غذا کا پکنا۔ یا مواد کا پکنا۔ اور
ان کا اس قابل ہو جانا کہ وہ بدن سے
دفع ہو سکیں۔ ہضم کی جمع ہضوم ہے
(از لغات کبیر) +

ہضم عروقی۔ عروق کے اندر خون اور غذا کا ہضم ہونا +
ہضم عضوی۔ اعضاء کے اندر خون غیر کا ہضم ہونا +
ہضم کبدی۔ جگر کے اندر اخلاط کا پکنا +
ہُضُوم۔ دیکھو ہضم +
ہضم معدی۔ معدہ کے اندر غذا کا پکنا +
ہفت اندام۔ رگ تیفال کو کہتے ہیں (دیکھو اکحل) +
ہَمّ۔ سوچ۔ وہ فکر جو کسی آنے والی مکروہ شئے کے خیال سے تعلق رکھتی ہو۔ جمع ہُمُوم +
ہُمُوم۔ دیکھو ہم +
ہَوَاء۔ باد۔ اَہْوِیَہ جمع۔ وہ لطیف مشہور عنصر ہے۔ جو سانس کے ذریعہ پھیپھڑوں تک جاتا ہے +
ہَیئت۔ صورت، شکل۔ حالت، کیفیت +

ی

یَابِس۔ خشک۔ سوکھا ہوا +
یَبُوسَت۔ خشکی۔ مقابل رطوبت
یبوست العین۔ طبقہ ملتحمہ کا سخت اور خشک ہو جانا +
یخنی۔ ابلے ہوئے گوشت کا پانی +

یَدْ۔ ہاتھ۔ یَدَین۔ دونوں ہاتھ، اَیْدِی جمع +
یَرَقَان۔ وہ مرض ہے جس میں تمام بدن اور آنکھوں کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ اسے یرقان اصفر (زرد) کہتے ہیں +
اور اگر تمام بدن کا رنگ سیاہ ہو جائے تو اسے یرقان اسود یا یرقان سُنْدی کہتے ہیں +
یُسْرٰی۔ بایاں۔ بایاں ہاتھ +
یَقْظَہ۔ بیداری، جاگنا +
یُمْنٰی۔ دایاں۔ داہنا ہاتھ +
یَنْبَع۔ دیکھو دَرْدِ یَنْبَع +
یوم اِنْذار۔ دیکھو ایام انذار +
یوم باحوری، یَوْمُ الْبُحْران — بحران کا دن۔ دیکھو بحران +
یَوْم نَوْبَت۔ باری کا دن۔ مرض کے آنے کا دن جیسے باری کا بخار جب روز آتا ہے وہ دن یوم النوبت کہلاتا ہے +

القرابادین

یہ تمام قدیم وجدید قرابادینوں کا بہترین انتخاب ہے، اس میں ان مرکبات کے اندراج سے احتراز کیا گیا ہے جن کے اجزاء کا حصول تقریبًا محال ہے ⁂

اس قرابادین میں ایک زبردست خوبی یہ ہے کہ مرکبات کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دینے کے علاوہ امراض کی ترتیب کا بھی خیال رکھا گیا ہے، جو اعضا کے لحاظ سے ہے، مثلاً امراض سر میں جو معاجین مستعمل ہیں، ان سب کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے، اور امراض معدہ میں استعمال ہونے والی ایک جگہ، و علیٰ ہذا القیاس، صفحات تقریبًا ۱۳۰۰، کاغذ سفید چکنا۔ قیمت مع؎، مجلد ۸؎، ⁂

(نصاب جامعہ طبیہ)

ترجمہ وشرح کلیات قانون (شیخ الرئیس) کے دشوار گزار اور سنگلاخ مرحلے سے جب حکیم صاحب موصوف فارغ ہوئے تو ان کے بہت سے دوستوں اور شاگردوں نے یہ خواہش ظاہر کی، کہ کلیات قانون کے طرز خاص پر علامہ نفیس کی دقیق کتاب کلیات نفیسی کا بھی ترجمہ کیا جائے اور ضروری مقامات میں اقوال کی شرح وتفصیل بڑھائی جائے، اور دوسرے وسیع معلومات کو بصورت تحقیق اضافہ کیا جائے چنانچہ حکیم صاحب ممدوح نے اس محترم خواہش کی تکمیل کی اور اپنی خدا داد قوتِ بیان اور مقبول عام طرز نگارش سے اس دقیق کتاب کا ترجمہ وشرح کرکے اسکی مشکلات کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا +

اس کتاب میں بھی مثل کلیات قانون کے ایک کالم میں اصل عربی عبارت ہے، اور اس کے بالمقابل دوسرے کالم میں فقرہ بفقرہ اس کا ترجمہ وشرح +

مؤلف کی اس علمی خدمت اور فنی کاوش کو دیکھ کر اہل نظر بغیر داد دیئے نہ رہ سکیں گے +

قیمت حصہ اوّل (از ابتدا تا بحث علامات) عہ + حصہ دوم (از بحث علامات تا آخر کتاب) عہ

پتہ :- دفتر المسیح - قرول باغ - دہلی